Presented by: https://jafrilibrary.com

قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا

بحمد اللہ تعالیٰ این کتاب مستطاب کہ دانش نامۂ آگہی ست بسوئے خرد طلبان ومنشورے از صفو تگاہ تقدس برائے سعادت پژوہان

المسمیٰ بہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم الخ

ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ

سنہ ۱۳۱۶ھ

از تصنیفات شریفہ یکہ تاز میدان علم وفضل نبض شناس فرہنگ وعقل فنا فی الحب للہ والبغض للہ حاجی مولوی حکیم محمد رحیم اللہ صاحب بجنوری سلمہ اللہ تعالیٰ

در مطبع شمس العلوم مئو باہتمام مولانا فیض الحسن مالک مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لائق حمد و مستحق معبودیت خاص وہ ذات وحدہ لاشریک ہے جس کے وجود غیر محدود کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا
تمام لوازمات جسمانی و تعلقات مادّی سے منزہ و بسیط اور اوسکا علم و قدرت ہر شے کو محیط ہے وہ اپنے جملہ افعال
و اقوال مین من کل الوجوہ مختار ہے اوس پر کوئی شے فعلی ہو یا قولی ہرگز واجب بمعنی اضطراری و غیر اختیاری
نہین بلکہ اوسکے کل افعال و اقوال اوس کی قدرت و اختیار سے صادر ہوتے ہین اوس مین کسی قسم کے اضطرار
کو [illegible] گو [illegible] دخل نہین اوسنے اپنے بندون سے اپنے رسولون کی زبان پر جو کچھ بھی وعدہ و وعید فرمایا
ہے [illegible] سکو وہ اپنے اختیار سے بلا شبہ پورا [illegible] گا [illegible] س کی ذات مستغنی عن العالمین کو کسی چیز کی مطلق ضرورت
و احتیاج نہین بلکہ ہر شئے اپنے وجود و عدم اور اون کے تمام متعلقات مین ہر دم اوس ہی کی طرف محتاج
ہے بس وہی تمام عالم کا خالق و حاجت روا ہے اوس کے سوا کوئی نہ عالم الغیب ہے نہ حقیقتًا کا [illegible]
سوا و مشکل کشا۔ جملہ مخلوقات کو محض اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے بلا کسی آلہ و ذریعہ کے فقط ایک ار[illegible]
سے پیدا کیا تمام اجناس عالم سے نوع انسانی کو اعلیٰ و اشرف بنایا اپنی رحمت کاملہ سے اوس جسم خاکی
[illegible] عقل عطا کرکے جس کے ذریعہ سے وہ حق و باطل مین تمیز کر سکے اپنے احکام کا مکلّف قرار دیا اپنے
[illegible] دون کو جو تمام عالم سفلی و علوی سے افضل و اعلی اور گناہون سے معصوم و محفوظ ہین خلعت نبوت
[illegible] ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث فرمایا اور اس سلسلہ بعثت کو حضرت آدم علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ

اظہار الحقیقۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حمد و صلوٰۃ کے بعد خادم العلماء محمد رحیم اللہ بجنوری اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ حضرات شیعہ کی جانب سے چار سوال اس احقر کے پاس بغرض تحریر جواب پہنچے عدیم الفرصتی کی وجہ سے جی تو ٹالنے ہی کو چاہتا تھا لیکن یہ خیال ہے کہ یہ حضرات چار دانگ عالم مین شور مچا دین گے کہ ہمارے سوالات کا جواب نہ دیا گیا اسلیئے چار و ناچار محبت چار یار رضی اللہ عنہم کی برکت کے طفیل سے ان سوالات کے جوابات باصواب مختصر طور پر عرض کرتا ہون۔

پہلا سوال:۔ جمال الدین محدث مولف روضۃ الاحباب سنی ثقہ معتمد ہین یا نہین بصورت نامعتمدی وہ اقوال علمائے سابقین بیان فرمائے جائین جن سے اون کی بے اعتباری ثابت ہوتی ہو۔

جواب صاحب روضۃ الاحباب کا محققین اہل سنت و جماعت مین شمار نہین کیونکہ کتاب مذکور کے متعدد مقامات مین روایات مذہب شیعہ موجود ہین جنکی مخالفت کلی مذہب حق اہل سنت و جماعت کے ساتھ ظاہر ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب مکائد شیعہ کید پنجاہ و یکم سے یہ امر صاف و صریح طور پر ثابت ہوتا ہے جس کسکو شک ہو وہ کتاب موصوف کا ملاحظہ

کرے اور جبکہ قدوۃ المحققین خاتم المفسرین والمحدثین صاحب کتاب لاجواب وباصواب تحفۂ اثناعشریہ
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز کے نزدیک مولف روضۃ الاحباب گروہ
حق پژوہ محققین مذہب حق اہل سنت وجماعت سے خارج ہوا توجسقدر علمائے عالی درجات
حضرت شاہ صاحب عالی مقامات کے طریقۂ حقہ پر ہین اون تمام کے نزدیک مولف مذکور کا
گروہ محققین اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ ونصرہم سے خارج ہونا یقیناً ثابت ہوگیا اور قطع
نظر اس کے مین اس مضمون کو ایسی دلیل عقلی سے ثابت کیے دیتا ہون جس کے تسلیم کرنے
مین کسی اہل عقل وانصاف کو انشاء اللہ کلام نہوگا وہ یہ ہے کہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے
کہ جو شخص کسی مذہب کا مدعی ہو اور اوس مذہب کے متعلق کوئی کتاب تصنیف یا تالیف کرے
اور اوس کے کسی مقام پر کوئی مضمون جو اوس مذہب کے اصول مقررہ کے مخالف ہو اس
انداز پر بیان کرے جس سے اوس مضمون پر اوسکا عقیدہ رکھنا بظاہر ثابت ہوتا ہو تو ایسی
حالت مین یہ امر دو حال سے خالی نہین ہوسکتا یا تو وہ شخص اوس مذہب کے محققین اشخاص کی
گروہ خاص سے قطعاً خارج قرار دیا جائے گا اور یا اوس مضمون کا اوس کی کتاب مین الحاقی
ہونا ماننا پڑے گا اور یہ اوس صورت مین ہے کہ جب کسی قوی دلیل سے اوسکا محقق ہونا ثابت
ہوجائے ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین اوسکو محقق جاننا اور اوس کے غلط مضمون
کو صحیح بھی ماننا بعینہ اجتماع ضدین ہے جسکو کوئی اہل عقل ہرگز تجویز نہین کرسکتا مثلاً فرض
کیجیے کہ کوئی شخص اپنے کو شیعہ قرار دے کر کوئی کتاب مذہب شیعہ مین تحریر کرے اور اوسکے
اکثر مضامین درحقیقت ہون بھی مذہب شیعہ ہی کے مناسب لیکن باوجود اس کے وہ کسی
مقام پر یہ مضمون بھی بیان کردے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ اخیار و
اہل بیت اطہار جملہ امت محمدیہ سے افضل ہین اور اون سب سے افضل خلیفہ برحق حضرت ابوبکر
صدیق پھر ناطق بالصدق والصواب حضرت عمر ابن الخطاب پھر ذو النورین جامع القرآن
حضرت عثمان ابن عفان پھر ان کے بعد زوج بتول و داماد رسول مقبول حضرت علی

رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین یہ تمام حضرات عالیمقامات اعلی درجہ کے مومنین کاملین و باعث اشاعت دین متین محبوب رب العالمین ہین ہمکو دین محمدی و کلام الہی انہی اکابرین و پیشوایان دین کی بدولت پہنچا ہم انکے بار احسان سے ہرگز سبکدوش نہین ہو سکتے انمین سے کسی ایک کی نسبت بہی اگر کوئی شخص اعتقاد باطل دل مین رکہے گا یا کلمۂ فاسد زبان پر لائے گا وہ یقیناً اپنا ٹھکانا قعر جہنم مین بنائے گا ہان البتہ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنے ان عقائد فاسدہ سے توبہ کرے تو کیا بعید ہے کہ اللہ جل شانہ جو ارحم الراحمین ہے اوس کے حال زار پر اپنا رحم فرما کر اوسکو بخشدے تو فرمائے کہ ایسے شخص کو حضرات شیعہ کیا سمجہین گے اگر اہل سنت مین سے کوئی صاحب علمائے شیعہ سے یہ دریافت کرے کہ فلان شخص مولف فلان کتاب جسنے اوس کتاب مین یہ مضمون واقعی لکھا ہے آپ حضرات اوسکی نسبت کیا فرماتے ہین آیا یہ شخص شیعہ ثقہ معتمد ہے یا نہین بصورت نامعتمدی وہ اقوال علمائے سابقین کے بیان فرمائے جائین جس سے اوس کی بے اعتباری ثابت ہوتی ہو تو ایسے شخص عجیب المذہب مختلف البیان کے بارہ مین حضرات شیعہ کے علمائے عالیشان کیا بیان فرمائینگے خیر یہ حضرات تو سائل و مسئول عنہ دونون کے حق مین جو کچھ فرمائین گے وہ امر ناگفتہ بہ ہمکو خوب معلوم ہی ہم اپنے دلمین بالیقین اسبات کو سمجھے ہوئے ہین کہ یہ حضرات عالی شان تو وہی بات فرمائین گے جو در حقیقت ان کی شان کے شایان و مناسب حال ہے لیکن ہم ایسا نہین کہہ سکتے کیونکہ ہر کارے و ہر مردے اور ہر کسے را بہر کارے ساختند قول صادق و مشہور ہے ہمتو ایسی صورت مین یہی کہین گے کہ یہ شخص یا تو اس مذہب کے محققین مین سے نہین اور یا یہ مضمون کسی مخالف مذہب نے اس کتاب مین الحاق کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اس شخص کے محققین مذہب مین شمار کرنے اور اس مضمون کو اوس مذہب کے مضامین مین سے خاصکر اصول مین سے قرار دینے کی حالت مین بعینہ اجتماع ضدین کا تسلیم کرنا ہے جسکو کسی شخص نے عقلائے روزگار مین سے جائز نہین قرار دیا البتہ عقلائے نامدار شیعان عالی وقار کے مذہب

مذہب خاص کی بنیاد خاص تو بیشک اجماع نقیضین ہی پر بڑے شد و مد کے ساتھ قایم کیگئی ہے جسکو ابطال اصول الشیعہ مین ہم نے بفضلہ تعالیٰ مدلل و مکمل طور پر باطل کیا ہے جس مین کسی اہل عقل و انصاف کو اوس مین چون وچرا کرنے کی گنجایش باقی نہین چھوڑی اور خارج العقل و نا انصاف شخصونکا ہمارے پاس تو کیا کسی کے پاس بہی علاج نہین صاحبان فہم و انصاف کے حق مین اس سوال کا اسی قدر جواب کافی ہے۔

دوسرا سوال روضۃ الاحباب مین یہ عبارت درج ہے یا نہین از جابر ابن عبداللہ روایت ہست قال لما نزلت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فقلت یا رسول اللہ من اولوا الامر الذی امرنا باتباعہ فقال رسول اللہ خلفائی من بعدی مایر دون عن اہدی الی اولہم علی ابن ابیطالب ثم الحسنؑ ثم الحسین الی آخرہ

جواب یہ روایت جس کی غلطی عبارت کو جو سائل کی ناواقفیت زبان عربی کے سبب سے واقع ہوئی تہی ہم نے اس مقام پر صحیح کر کے تحریر کیا ہے اسکا اجمالی جواب سوال اول کے جواب مین گذر چکا جیسا کہ ارباب دانش پر مخفی نہین اب اسکا تفصیلی جواب کسی قدر تفصیل بمناسب مقام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے جس مین مخالفین کو بشرط انصاف وحیا کلام کرنے کی گنجایش باقی نرہے وہ یہ ہے کہ روایت مذکور روضۃ الاحباب یا کسی کتاب مذہب اہل سنت و شیعہ مین موجود ہو یا نہو ہمکو اس امر سے فضول بحث کرنے کی ضرورت نہین لیکن اس امر حق و واقعی مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا کہ یہ مضمون درحقیقت بچند وجوہ غلط محض و محض خلاف واقع ہے اول وجہ یہ ہے کہ خلافت جمیع ائمہ اطہار اگر فی الواقع منصوص من اللہ ہوتی تو یہ ضرور تھا کہ کلام ربانی مین اوس کی صاف و صریح طور پر بہ نص جلی ہر ایک امام عالیمقام کی نام بنام خبر دیجاتی تا کسی کو امت محمدیہ مین سے اس امر منصوص مین کسی قسم کا شک و شبہہ پیش نہ آتا نہ اوس مین کسی قسم کی تاویل کرنے کی گنجایش ہوتی اور حجۃ اللہ عباد پر ملزم ہو جاتی اور جبکہ ایسا نہوا تو یہ امر دو حال سے خالی نہین ہو سکتا ایک تو یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے امر ضرور الاظہار کا

کا اخفا کیا۔ دوسرا یہ کہ اوس نے تو اس مضمون کو کامل طور پر ظاہر کیا تھا لیکن مخالفین دین نے اوسکو بدل دیا اور اوسمین اپنی طرف سے رد و بدل کر ڈالا حالانکہ یہ دونون صورتین اہل عقل و دین کے نزدیک قطعاً باطل ہین اول اسوجہ سے کہ یہ امر شان الٰہی کے بالکل مخالف ہے اسلئے کہ خالق انام کا جو مقصود کہ اپنے کلام معجز نظام کے نازل کرنے سے ہے وہ کیا ہدایت مخلوق بالکل فوت ملکہ برعکس ہوا جاتا ہے خاصکر اصول شیعہ کا تو یہ بالکل ہی نجکین ہے کیونکہ ان کے نزدیک عدل و لطف باری تعالیٰ پر واجب ہے اوس کے خلاف ہرگز ممکن ہی نہین دوسری صورت اسوجہ سے باطل ہے کہ اس صورت مفروضہ مین کلام الٰہی تمام اعتبار کے قابل نہین ہوسکتا ہر آیت مین احتمال قوی مخالفین کی جانب سے تبدل و تغیر کرنیکا باقی ہے ظاہر ہے کہ اس صورت مین اوس پر اعتماد کیونکر ہوسکتا ہے جب یہ دونون صورتین باطل ٹھرین تو بالیقین یہ امر ثابت ہوگیا کہ خلافت دوازدہ ائمہ اطہار منصوص من اللہ نہین پھر اس حالت مین روایت مذکور کو آیتہ مذکورہ سے کیا علاقہ کہ ایک کو دوسرے کی تفسیر یا تائید قرار دیجائے دوسری وجہ یہ ہے کہ بارہ امام تمام خلفائے کرام سید الانام نہین ہوئے اون مین سے اسوقت تک صرف دو اماموں کو خلعت خلافت عظمیٰ عطا ہوا ہے وہ بھی فقط خاص اہل سنت و جماعت کے اصول مذہب حق کی بدولت ورنہ ظاہر ہے کہ مذہب حضرات شیعہ کے اصول قرار داد کی بنیاد پر نہ تو اسوقت تک کسی امام کو دولت خلافت میسر آئی نہ زمانہ آیندہ مین تا قیامت اوس کے ملنے کی امید اسلئے کہ خلافت کا اصل الاصول ہی کمال اقتدار و شجاعت و سطوت و جبروت و شان و شوکت اور اپنی تمام رعایا پر قہر و غلبہ کے ساتھ حکومت تاکہ خلیفۂ وقت ان کمالات خاصہ کے سبب سے بلا رو و رعایت و بغیر خوف و خطر ظالم سے مظلوم کا داد لے اور احکام خداوندیکو بلا تفریق یگانہ و بیگانہ و دوست و دشمن ضعیف و قوی خدا اور رسول کی منشاء کے مطابق سب کو یکسان پہنچائے مخالفین دین کو مغلوب و ذلیل و خوار بنائے افعال خلاف شرع پر حدود شرعیہ جاری فرمائے ظاہر ہے کہ تقیۂ شریفہ

جو اصل الاصول دین شیعہ ہے صفات مذکورۂ بالا کے ساتھ بالکلیہ مخالف ہے جس کی آڑ مین شیعان وفادار کے نزدیک اکثر امامان آزاد کردار نے اپنی تمام عمر بسر کی یہانتک کہ وہ دو امام عالیمقام بھی جو زمانہ محدود تک مسند خلافت پر متمکن رہے اور ادینین سے بھی خصوصًا وہ امام جو سب امامون کے سردار کرار غیر فرار جنکا اسد اللہ الغالب اور شیعون کے نزدیک غالب علی کل غالب لقب تھا عمر بھر اوس ہی تقیۂ متبرکہ کے حصن غیر حصین مین پناہ گزین رہے کفار مخالفین دین کے ملک کا فتح کرنا اور فجار خلاف شرع پر حدود شرعیہ جاری فرمانا تو درکنار کسی خلاف شرع کے برخلاف دین کے متعلق کلمۂ حق بھی زبان پر نہ لاسکے بلکہ جیسا اوسکا منشا دیکھا اوس ہی کے مناسب دین کے معاملہ مین کلام کیا یہان تک کہ نماز بھی معاذ اللہ کفار و منافقین کے پیچھے اور قرآن شریف بھی اونہی کا بگاڑا ہوا ہمیشہ پڑھتے اور اوسی کے پڑھنے کی اپنے شیعان خاص کو ہدایت فرماتے رہے چنانچہ اب تک وہی قرآن محرف نسلًا بعد نسل و بطنًا بعد بطن آپ کے شیعان پاک کے پاس مسلسل چلا آرہا ہے اوس ہی کو وہ بمجبوری اپنی نماز مین پڑھتے ہین اور اوس ہی کے ذریعہ سے اپنے مردون کو زاد آخرت اون کے مناسب حال پہنچاتے رہتے ہین انتہا یہ ہے کہ سب سے پچھلے امام جن کا محمد مہدی صاحب الامر والزمان لقب و نام ہے جنکو حضرات شیعہ علیہ نرجس باندی کے بطن مبارک سے تیسری صدی مین پیدا ہوا بتلاتے ہین اون کے تقیہ مبارک کا حصن حصین جو غار سر من رائے کے نام فرخندہ انجام سے مشہور انام ہے تمام امامان سابقین کے حصون غیر مصون سے بقا و استحکام مین بڑہا چڑہا رہا ہزار برس سے او پر زمانہ گذر چکا کہ جملہ شیعان مومنین سابقین و لاحقین حالانکہ ہر لحظہ و ہر دم ہر حال مین اپنی زبان حال سے اس شعر کے مضمونکا ورد رکہتے ہین ؎

ز مہجوری بر آمد جان شیعان ترحم یا امام جن و انسان

لیکن امام عالی مقام از حال کسے خبرے نباشد کا مصداق تام ہین وہ حضرت اپنی تقیۂ متبرکہ

کے غار سرمن رائے مین ایسے مسرور وشاد ہین کہ وہان کسی کی داد ہے نہ فریاد جابجا دین مبین
مین طرح طرح کی رخنہ اندازیان اور قسم قسم کے اون پر مخالفین کے حملہاے جا وبیجا وقوع مین
آرہے ہین لیکن کسی کے تدارک کا مطلقاً خیال تک بھی نہین بقول شخصے این امامت نشد
قیامت شد کا مضمون ہوا اب فرمائے کہ ایسے امام خلفاء والوالامر من بعدی کا کس طرح
پر مصداق بن سکتے ہین غرضکہ تقیہ اور خلافت کے متعلق امور ہین باہم ایسا بیر ہے جیساکہ
مار اور مور مین دونون کا آپسمین اجتماع منجملہ محالات ہے اب رہا ایک یہ احتمال کہ روایات
مذکورہ مین خلافت سے مراد خلافت باطنی لی جائے تو اوس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ وہ
اول تو اہل سنت وجماعت کے مخالف نہین بلکہ اون کے عین موافق ہے ہمارے مذہب حق
مین یہ امر محقق ہے کہ جسقدر اولیاء کرام کو علم باطنی عطا ہوا ہے اوسکا اکثر حصہ ائمہ اطہار
ہی کے فیضان باطنی کا پرتو ہے بیشمار غوث وقطب ابدال واوتاد جو اسوقت تک ہوئے
اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتے رہین گے اونمین سے اکثر کا اہل بیت اطہار ہی کے دروازۂ
فیض باطنی کے دریوزہ گردون مین شمار ہے لیکن اس کی یہ وجہ نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
علم باطنی مین باقی تمام خلفاء کرام سے افضل تھے بلکہ اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانۂ سراپا برکت وشوکت مین فتوحات اسلام کی سخت ضرورت
تھی اسی بنا پر اون حضرات پاک کے زمانۂ مبارک کا اکثر حصہ قریب قریب کل کے اوسی
مین صرف ہوا خاتم الخلفاء کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مین گروہ سبائیہ کی اسلام کے حق مین
بد سگالیون اور اہل اللہ کے درمیان مین تفرقہ اندازی کے سبب سے اختلافات باہمی
پیش آگئے تھے اسوجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس بغاوت وفتنہ وفسادات کے
رفع کرنے مین مصروف رہے چونکہ فتوحات اسلام امور مذکورہ کے سبب سے بالکل مسدود
ہوگئین اس لیے آپ نے یہی مناسب جانا کہ جسقدر مسلمان ہوچکے ہین اُنکو علم باطنی
کی تعلیم دیجائے سمجھئے یہ وجہ ہے کہ علم باطنی کا سلسلہ اکثر آپ کی ذات بابرکات تک

منتہی ہوتا ہے اس تحقیق سے ہر اہل عقل و انصاف پر یہ بات بہی آفتاب نصف النہار کی طرح پر ظاہر ہو گئی کہ خاتم الخلفاء رضی اللہ عنہ کا فیضان باطنی جاری فرمانا درحقیقت فرع ہے اوس ہی فیضان خاص کی جو خاص حضرات عالی مقامات خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات بابرکات سے جاری ہوا تھا اس لئے کہ جسقدر بہی مسلمان اوسوقت موجود تھے وہ اکثر اوہی حضرات کی کوششون سے ہوئے تہے اور علم باطنی کا حاصل کرنا موقوف ہے حصول اسلام پر اگر خلفاء ثلثہ کے مسلمان بنائے ہوئے اوسوقت اسقدر کثرت سے موجود ہوتے تو علم باطنی سوا معدودے چند اشخاص کے اور کسکو تعلیم کیا جاتا اور اسقدر کثرت سے اوسکا شیوع کیونکر ہوتا یہی وجہ ہے کہ جسقدر اولیائے عظام داخل سلسلہ خاتم الخلفاء عالی مقام ہین وہ آپ پر باوجود دل و جان سے نثار ہونے کے تفضیل خلفاء ثلثہ خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کے قائل و صدق دلسے معتقد ہین اور جو لوگ ان حضرات سے بغض رکہتے ہین اونمین سے کسیکو علم باطنی نصیب نہین ہوا اور نہ ہو سکے چنانچہ اس امر کے شیعہ صاحب خود مقر ہین لیکن اس امر حق کی یہ دلیل باطل بیان کرتے ہین کہ علم باطنی خاص امامون کی ذات پر ختم ہو چکا یہ بعینہ وہی مثل ہے جیسا کہ کسی شخص کا ہاتھ جب درخت تک نہ پہنچ سکا تو کہنے لگا کہ ہم اس درخت کا پہل کہانا نہین چاہتے کہ یہ کہٹا ہے ان بہلے مانسون سے کوئی یہ تو پوچہے کہ علم باطنی جبکہ امامون ہی کی ذات خاص پر ختم ہو چکا تو پہر وہ اہل سنت و جماعت کو کیسے پہنچگیا اگر یہ کہین کہ یہ سب جہوٹے ہین انمین سے کسیکو بہی یہ علم خاص حاصل نہین ہوا تو اسکا جواب نہایت ہی ظاہر ہے وہ یہ کہ اچہا تم علم باطنی کی صفات و علامات بیان کرو پہر دیکھو کہ ہم اپنے اولیائے کرام ہین اونکو ثابت کر کے دکہلائے دیتے ہین یا نہین اے حضرات شیعہ وہ تو ایسے ظاہر ہین جیسا کہ آفتاب عالمتاب کہ کفار تک بہی اون کے مقر ہین مخالفین اسلام مین سے بہ کثرت ہمارے اولیائے کرام کی توجہ باطنی و کشف و کرامات کے سبب سے مشرف بہ اسلام ہوئے جس کا انکار بعینہٖ آفتاب

کا انکار ہے علاوہ اس کے علم باطنی کو اماموں کی ذات خاص تک محدود قرار دینے مین دین محمدی مین بڑا نقص عظیم لازم آتا ہے کہ رسول مقبول رحمۃ للعالمین کا فیضان خاص صرف اپنی اولاد ہی تک اور اون مین سے بھی فقط بارہ ہی شخصون تک محدود رہ گیا باقی امت کو اوسمین سے کچھہ بھی کثیر وقلیل حصہ نہ پہنچا پھر زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ اصول شیعہ کے موافق خاص اماموں کو بھی اوس علم خاص سے کچھہ قابل اعتبار نفع نہ پہنچا مخالفین دین کا اوپر قہر وغلبہ بدستور ویسا ہی باقی رہا جیسا کہ علم باطنی حاصل نہ ہونے کی حالت مین ہوتا اب رہا دار آخرت مین اس علم کی وجہ سے اون کو نفع اخروی پہنچا تو یہ خوب یاد رہے کہ ان کے اصول معلوم کی بنا پر وہ بھی معلوم اس لئے کہ ان کے اصول دین تو آئین کے موافق اُن حضرات سے دین محمدی کے متعلق کوئی کاربراری معتدبہ ظہور مین نہ آئی جس کی بنا پر عقبیٰ مین مرتبہ عظمیٰ کے حصول کی امید کیجائے چنانچہ ان کے مذہب کی معتبر کتابون کلینی شریف و استبصار لطیف وغیرہ سے جن پر ان کے مذہب مخصوص کا دار ومدار ہے یہ ہی امر ثابت ہوتا ہے جسکا جی چاہے وہ ان کتابون کو دیکھے کہ سب امامان عالیجناب ہمیشہ دین کے متعلق حق باتون کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے جسکا نام اصطلاح شیعہ مین تقیہ رکھا گیا ہے اور دن رات خلافت وباغ فدک وقصۂ قرطاس وغیرہ کے جھگڑے قصون مین پڑے رہا کرتے تھے کہ ہائے فلان شخص نے ہماری خلافت چھین لی فلان شخص نے ہمارا باغ فدک غصب کر لیا فلان شخص قرطاس کے لکھنے سے مانع آیا جس مین ہمارے لئے دولت خلافت لکھے جانے کو تھی اوسپر تبرا وسپر لعنت فلان شخص ناری وجہنمی فلان شخص مطرود از رحمت ودور از جنت ظاہر ہے کہ اس حالت مفروضہ کو جزاء خیر یا شر عقبیٰ سے جو کچھہ بھی علاقہ ونسبت ہے وہ کسی اہل عقل وانصاف پر مخفی نہین خیر جو کچھہ بھی ہو ہمکو اس مقام پر اوس سے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین یہان صرف اسقدر مقصود ہے کہ روایت مذکورہ مین جو خلفاء کا لفظ امامونکی نسبت اطلاق ہوا ہے اوس سے خلفاء باطنی مراد لینا با وجودیکہ مذہب شیعہ کی بنا پر درست

نہین ہوسکتا لیکن اہل سنت وجماعت کے وہ ہرگز مخالف نہین بلکہ اون کے عین موافق اور
چشم ماروشن دل ماشاد کا مضمون ہے دوسرے قطع نظر اسکے خلافت باطنی درحقیقت اور شئے ہی
اور اولوالامر ہونا دوسری چیز نہ تو دونون ایک ہین نہ ایک کو دوسرا لازم جو واضع روایت مذکورہ
کا عین مطلوب اور ناقلین کو حلوائے بے دود کی طرح مرغوب ہے البتہ خلافت ظاہری کے لئے
اولوالامر ہونا بیشک ضروری اور اوسکے لوازمات مین سے ہے اول کا تحقق بغیر دوسرے کے تحقق
کے ہرگز ممکن نہین پہر یہ امر واقعی بہی ہر اہل عقل پر بخوبی ظاہر ہے کہ دوازدہ امام تمام جیسے
کہ مسند خلافت ظاہری پر رونق افروز نہین ہوئے ویسے ہی وہ اولوالامری کے تخت پر بہی جلوہ
فرما نہین تہے البتہ اسوقت تک جن دو امامون کو خلعت خلافت ظاہری عطا ہوا ہے اونہی
کو منصب اولوالامری بہی ملا ہے اور وہ بہی اصول مذہب اہل سنت وجماعت کے موافق ورنہ اصول
مذہب شیعہ کی بنا پر تو قیامت تک بہی کسی امام کو نہین مل سکتا اسلیئے کہ تقیۂ شریفہ اور
خلافت مین جو طاؤس و مار کی سی نسبت ہے وہ ہی نسبت بعینہ تقیۂ متبرکہ واولوالامری
کے درمیان مین متحقق ہے جنکا باہم مجتمع ہونا یقیناً ناممکنات سے ہے پس ان دونون متحکم اور قوی
دلیلون سے یہ امر یقینی کما حقہ ثابت ہوگیا کہ دونون مذہبون اہل سنت وجماعت اور
شیعہ کی بنا پر جملہ دوازدہ ائمہ اطہار کا خلفاء کرام سید الابرار و اولوالامر ہونا قطعاً
غلط محض اور محض واقع کے خلاف امر ہے خواہ یہ کسی مذہب کی کتاب مین موجود
ہو ایسا غلط وخلاف واقع مضمون ہرگز اس قابل نہین ہوسکتا کہ اوسکو آیت کلام ربانی
کی تفسیر یا شان نزول قرار دیا جائے ورنہ اسمین صاف وصریح طور پر خدا ورسول کی
تکذیب کرنی ہے ایسے امر کا وہی شخص قائل ہوسکتا ہے جو عقل و دین دونون کے پیچھے لٹھ لئے
پہر رہا ہو اور اپنی محض بیوقوفی و بیدینی سے قصّے کہانیون کی کتابون اور غیر معتبر کتب
تواریخ وغیرہ پر ایمان لایا ہو جن مین رطب و یابس ہر قسم کے مضامین مندرج ہون اہل
عقل کو چاہئے کہ اپنی عقل سے بہی کام لے جو حکیم علی الاطلاق نے اوسکو حق و باطل مین تمیز

کرنے کے لئے اپنی حکمت کاملہ سے عطا فرمائی ہے اور دین کا مقتضی یہ ہے کہ کلام الہٰی
کو تمام کتابون پر مقدم قرار دے کر غور کرے جس کسی کتاب کا کوئی مضمون بھی بروئے
عقل سلیم کلام ربانی کے مخالف سمجھے یا اوس مضمون سے اوس کلام پاک کی تکذیب
ثابت ہوتی دیکھے اوس مضمون غیر واقعی کو قطعاً باطل جانے اور ہرگز اوس
کو نہ مانے الحمد للہ کہ محققین اہل سنت وجماعت کا یہی طریقہ ہے اسی ہی وجہ
سے وہ دین کے معاملات مین کبھی دہوکا نہین کہاتے حالانکہ مخالفین دین اون کے دہوکا
دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے جیسا کہ واقفین پر ظاہر ہے جبکہ ہمارے کلام
کی نوبت یہان تک پہنچ چکی تو ہم بھی بفضلہ تعالیٰ اور بطفیل محبت صحابۂ اخیار واہلبیت اطہار
مقدمۂ خلافت واولو الامری تمام دوازدہ ائمہ عالی مقامات کو انتہائی مقام تک کما حقہ
پہنچائے دیتے ہین اور اس مضمون کو اصول شیعہ کی بنا پر ناظرین منصفین کی نگاہون مین
سرے سے بادر ہوا بنائے دیتے ہین تاکہ مخالفین مین سے جس کسی کی طبیعت مین ادنی مادہ
بھی عقل و انصاف و غیرت وحیا کا موجود ہوگا وہ اس معاملہ مین انشاءاللہ تعالیٰ پھر کبھی کلام
ہی نکرے گا اصل یہ ہے کہ خلافت کے معنی درحقیقت نیابت رسالت ہین بس جس مذہب مین
کہ رسالت و نیابت دونون کامل طور پر متحقق ہون جیسے کہ مذہب اہل سنت وجماعت مین
اوس مذہب والون کو خلافت کے معاملہ مین کلام کرنا شایان وزیبا ہے لیکن جس مذہب
مین کہ دونون کی حقیقت کا مطلقاً تحقق ہی نہ بن پڑے جیسا کہ مذہب شیعہ مین اوس مذہب
والون کو اس بارہ مین لب ہلانا ہرگز نہین پہنچسکتا چنانچہ مین اس مقام پر دونون
فریقون کے عقائد کا حال رسالت و نیابت رسالت کے متعلق بالاجمال بیان کرتا ہون
اہل سنت وجماعت کے مذہب حق مین رسالت کی یہ حقیقت ہے کہ وہ نیابت خداوندی
سے عبارت ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے بندون مین سے کسی خاص بندہ کو خلعت نبوت ورسالت
سے ممتاز فرما کر اپنے بندون کی ہدایت کے واسطے بہیجتا ہے کہ وہ اوسکے احکام منزلہ اپنی امت

کو بلا تفریق یگانہ و بیگانہ عام طور پر بلا خوف و خطر رعایت و مروت سبکو پہنچائے اوس
احکم الحاکمین نے اس سلسلۂ نبوت کو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے پیغمبر آخر الزمان سید
الاصفیاء خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع کمالات پر ختم کیا اور اپنا کلام پاک
جو ہمیشہ بجنسہ باقی رہے گا آپ پر نازل فرما کر تمام کافہ جن وانس کی ہدایت کے لیے مبعوث
فرمایا اور جملہ انبیائے سابقین سے زیادہ آپ کو کمالات ظاہری و باطنی عطا فرمائے جن کو دیکھکر
بیشمار جن وانس صدق دل سے آپ پر ایمان لائے آپنے تبلیغ احکام خداوندی مین خویش و
بیگانہ و دوست و دشمن کی ہرگز تفریق نہین کی جو شان رسالت کے بالکل مخالف ہے آپ کے
صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار آپ کی تمام امت سے افضل ہین انہی پیشوایان دین کے واسطہ
سے آپ کے دین متین اور کلام پاک منزل من رب العالمین کی عرب سے عجم تک اشاعت
ہوئی ان جملہ حضرات عالیمقامات مین جو قریشی النسب تھے آپ کے بعد آپ کی نیابت و خلافت
کی لیاقت اور صلاحیت تھی لیکن انکے عام شوری سے جس کی خلافت پر اتفاق
ہوا بس وہی باتفاق رائے آپ کا خلیفہ و جانشین قرار پایا اوس کی اطاعت بموجب آیۃ
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم جملہ مومنین کے حق مین واجب قرار دی گئی بس
اس ہی طریق پر خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیکر امیر المومنین
سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک برابر یہی طریقۂ مرضیہ جاری رہا اس کے بعد جب سے
کہ اس امر مین وراثت کو دخل دیا گیا اور عام مومنین کے شورے کو علیحدہ کیا گیا خلافت
نبوت سلطنت سے مبدل ہو گئی لیجیے یہ ہے اس خاص باب مین عقیدہ خاص اہل سنت وجماعت
صاحبان دین والوا الالباب کا دیکھیے کہ اس صورت حسنہ مین رسالت و خلافت جو نیابت
رسالت سے عبارت ہے دونون اپنے اپنے موقع پر نہایت خوبصورتی و خوش اسلوبی کے
ساتھ کیسی ٹھیک بیٹھ گئین جس مین کسی اہل عقل و دینکو قیل وقال و چون و چرا کرنے کی
مطلق گنجایش ہی باقی نرہے اب اس کے بعد اس معاملہ مین فرقۂ شیعہ امامیہ کا اعتقاد

سنئے جسکی بنیاد پر نہ تو در حقیقت رسالت ہی ثابت ہوتی ہے نہ جز امامت باکرامت ہی سلامت رہ سکتی ہے جو نیابت رسالت پناہی و خلافت و اولوالامری قرار دی گئی ہے اس مضمون کے مکمل طور پر نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کرنیکو تو ایک طویل دفتر کی ضرورت ہے جس کی تحریر کے لئے فرصت کثیر درکار ہے ابطال اصول الشیعہ مین بقدر مناسب اس کی کسی قدر ہم نے تفصیل کر دی ہے جو صاحب تحقیق مزید کے طالب ہون وہ اوسکو ملاحظہ فرمائین یہان صرف بقدر ضرورت مقام بالاجمال اسکا حال بیان کرتا ہون اصل یہ ہے کہ بعثت انبیا کرام سے خالق انام کا مقصود خاص ہدایت انام ہے کہ اوس کے عباد اس ذریعہ سے اوسکے منشا پر اطلاع پاکر اوس کے مطابق عمل کرین تاکہ اس ذریعہ حسنہ سے جنت اور اوس کی رضاء دائمی کے مستحق بنین بس اس بنا پر تحقق رسالت چند امور پر موقوف ہے جنمین سے اصل الاصول جملہ امور دو امر ہین ایک یہ کہ رسول پاک کو کمالات ظاہری و باطنی اور معجزات و آیات بینات خالق کائنات کی جانب سے عطا کئے جائین جنکی وجہ سے وہ اپنی امت سے افضل و ممتاز ہو اور اوس پر اوسکے یگانہ و بیگانہ جنکی ہدایت کے لئے وہ مامور و مبعوث ہوا ہے صدق دل سے ایمان لائین تاکہ بعثت سے جو اصلی مقصود ہے وہ حاصل ہو ورنہ اوسکا وجود و عدم دونون برابر ہین دوسرا امر یہ ہے کہ وہ کلام منزل من اللہ جو اوس رسول خاص کی ضروریات دین پر حاوی ہو وہ اوس کی امت مین جب تک کہ اوسکا دین جاری رہے بجنسہ بلاکم و کاست کرنے عباد مخالفین کے باقی رہے تاکہ جملہ مومنین امت حضور صلعم اون مین سے وہ اشخاص جنکو اوس رسول خاص سے بعد مکانی یا زمانی ہو اوس کلام پاک کے ذریعہ سے اوس کے دین پر عمل کرسکین ورنہ اس کے خلاف کی صورت نازیبا ہین وہ ہی رسالت کے وجود و عدم کا برابر ہونا بدستور مذکور موجود ہے جب یہ امر محقق ہوچکا تو اب بغور اس امر واقعی و حق کو سمجھنا چاہیے کہ مذہب شیعہ کے اصول قرار داد کی بنیاد پر ان دونون امرون کے وجود کا جو ضروریات رسالت

ہین سے ہین قطعاً انکار صریح اور اون کے عدم کا یقیناً اقرار فضیح پایا جاتا ہے۔ چنانچہ
اول امر کا واقعی حال یہ ہے کہ جملہ مومنین دین متین محبوب رب العالمین مین سے ان کے نزدیک
اکثر کا قریب قریب کل کے تو معاذ اللہ کافر و منافق و مرتد ہونا ثابت ہوتا ہے حتیٰ کہ خلفاء ثلثہ
اور اون کے موافقین و تبعین رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی سعی جمیل مقبول بارگاہ رب
الجلیل کی بدولت دولت قیصر و کسریٰ پامال ساکنان یثرب و بطحا بنی جنکی سنان درخشان
و تیغ جوہر فشان نے عرب سے لیکر عجم تک ایکدم مین اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا جنکی سطوت
و جبروت کا اب تک مخالفین کے دلون پر سکہ بیٹھا ہوا ہے اور اون کی عرصۂ قلیل مین بقدر
فتوحات بعید و حد کو ایک عالم حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا ہے یہ تمام حامیان دین اسلام
ان کے نزدیک نعوذ باللہ گروہ کفار و منافقین و مرتدین مین داخل ہین باقی رہے اہلبیت
اطہار مین سے معدودے چند خاص خاص اشخاص جنکو یہ بالتخصیص مومنین کاملین و خلفاء
محبوب رب العالمین کہتے ہین اور اس عقیدۂ مخصوصہ کی بناء خاص پر خاص اپنے کو محب
اہل بیت کہلاتے ہین اون کی ذات بابرکات مین اس قسم کی صفات عجیبہ و غریبہ کا ہونا
ثابت کرتے ہین جو ایمان کے بالکلیہ منافی ہین چہ جائیکہ کمال ایمان جنکا خلاصہ و حاصل
یہ ہے کہ یہ تمام برگزیدۂ انام ہمیشہ دین کے متعلق حق کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے
تھے کسی کے سامنے کچھہ اور کسی کے سامنے کچھہ کہدیا کرتے تھے اگر کسی کے روبرو اوس کی تعریف
و توصیف بیان کی تو اوس کے پیچھے اوس کی ہجو و مذمت بیان فرمائی قرآن شریف
ہی کفار و منافقین کا بنایا ہوا یا یون کہئے کہ اون کا بگاڑا ہوا نماز وغیرہ مین پڑھا
کرتے تھے اور اگر کوئی شخص صحیح کلام اللہ پڑھتا تھا تو اوس کے پڑھنے سے اوسکو منع
کیا کرتے تھے چنانچہ اس قسم کے بیشمار روایات کا بڑا بھاری انبار کلینی شریف مین
بھرا پڑا ہے جس مین سے بطور مشتے نمونۂ خروارے ہمنے ابطال اصول الشیعہ مین طالبان
تحقیق کے سامنے پیش کیا ہے جسکا جی چاہے اصل کتاب مذکور مین اوسکا ملاحظہ کرے

ظاہر ہے کہ کوئی مومن جو صدق دل سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو اوس
مین اس قسم کی صفات خلاف ایمان ہرگز متحقق نہین ہوسکتین غرض کہ اصول شیعہ کی بنا پر ایک
فرد بشر کا بھی سچے دل سے ایمان لانا ہرگز ثابت نہین ہوتا یہ تو اول امر کا واقعی حال تھا
اب دوسرے امر کی اصلی کیفیت سنئے کہ ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین صاف وصریح
طور پر یہ امر مذکور ہے کہ جو قرآن شریف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا وہ بالکل
بدل دیا گیا مخالفین نے بڑا حصہ تو اوس مین سے نکال ڈالا باقی جو رہا اوسکو بدل دیا اور
کچھ اوسمین اپنی طرف سے ملا دیا چنانچہ اصول کافی کلینی مین ہے عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال
ان القران الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف اٰیۃ
یعنی امام جعفر صاحب سے روایت ہے کہ انھون نے بیان کیا کہ جو قرآن شریف کہ جبرئیل
علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اوس مین سترہ ہزار آیتین ہین بس
اس حساب سے یہ قرآن شریف جو ہمارے پیشواؤن کا جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا ہے
شیعون کے قرآن مفروض سے قریب دو ثلث کے گھٹا ہوا ہے باقی خاص خاص آیات
باقیہ کی نسبت کلینی مین بہ تصریح فصیح یہ لکھا ہے کہ یہ آیت اسطرح پر نازل ہوئی تھی اور یہ
اسطرح پر اور اب بدل بدلا کر یہ رہ گئی ظاہر ہے کہ رسالت کے متعلق دونون ضروری امرون کا
جبکہ مذہب شیعہ کی بنا پر صاف انکار ثابت ہوگیا کہ نہ تو رسول مقبول رحمۃ للعالمین پر کوئی
شخص سچے دل سے ایمان لاکر پکا اور سچا مسلمان بنا اور نہ کلام اللہ ہی بجنسہٖ قابل اعتماد باقی
رہا تو اس حالت مین رسالت کہان باقی رہی اور جب رسالت ہی معاذ اللہ باقی نرہے تو پھر
خلافت کیسی جو نیابت رسالت سے عبارت ہے کیونکہ جب اصل شئے ہی باقی نہ رہی تو جو شئے
اوس پر متفرع ہے کس طرح پر قایم رہ سکتی ہے اور قطع نظر اس امر کے پھر ایک دوسری بات یہ
بھی ہے کہ اصول شیعہ کی بنا پر اماموں مین نیابت رسالت کی صلاحیت ہی سرے سے مفقود
ہے رسالت کا ثابت ہونا اور نہونا دونون یکسان ہین اس کیفیت کا اجمالی بیان یہ ہے

کہ انھون نے اماموں کی ذات مین دو قسم کی صفات ثابت کی ہین ایک اعلی دوسری ادنیٰ اعلی صفات مین سے بعض صفات تو خاص صفات خاصہ الوہیت ہین جو عام مخلوق مین تو کیا کسی رسول مین بہی ہرگز متحقق نہین ہوسکتین جیسا کہ علم ما کان و مایکون جو ازل سے ابد تک تمام اشیا کے انکشاف تام کا نام ہے اور جیسے کہ تحلیل و تحریم اشیاء وغیرہ جو کلینی شریف شیعیان مین اماموں کی نسبت بہ تصریح موجود ہین اور بعض صفات خاصۂ رسالت ہین جیسا کہ تمام امت سے افضل اور صاحب معجزات و آیات بینات ہونا جنکی متعلق قصص بے شمار کا کتب شیعہ مین مثل اعجاز مرتضوی وغیرہ کی بڑا بہاری انبار ہے یہ تو اعلی صفات کا اماماں باصفات کا حال تہا باقی ادنیٰ قسم کی صفات وہ ہین جو بالیقین بدترین خلائق دمردمان بے دین مین موجود ہوتین ہین جیسے کہ حق الامر کا چھپانا اور باطل کا ظاہر کرنا کسی کے سامنے کچھہ اور کسی کے سامنے کچھہ کہدینا کسی کے روبرو اوس کی تعریف و توصیف بغایت اور اوس کے پیچھے اوس کی انتہا درجہ مذمت جن جملہ صفات ذمیمہ کا مجموعہ وہی تقیۂ شریفہ کا گلدستہ گلہائے نورستہ ہے جسکے گلہائے بودار کی بوئے ناخوشگوار اور اون کی ایک ایک پنکھڑی ہم اپنی حکمت عملی سے ابطال اصول الشیعہ مین بخوبی ظاہر کر چکے ہین بس ہر اہل عقل و دین پر یہ امر خوب ظاہر ہے جسمین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہوسکتا کہ نائب رسول نہ تو نعوذ باللہ خدا ہوسکتا ہے نہ رسول ہی اور نہ معاذ اللہ بدترین خلائق بلکہ نائب و خلیفہ رسول مقبول خاص وہی شخص ہوتا ہے جو اوس کی امت مین اعلی درجہ کا دیندار ہو اور اوس کے دین کی اشاعت مین کوشش کا حتی الامکان کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہے اور بلا خوف و خطر و بغیر رد و رعایت اوسکو یگانہ و بیگانہ پر ظاہر کرے غرض کہ مذہب شیعہ کی بنا پر نہ تو رسول مین صفت رسالت ثابت ہوتی ہے اور نہ اماموں مین صلاحیت خلافت و نیابت پہر نہ معلوم یہ حضرات کس برتے اور کس بل بوتے پر خلافت کے معاملہ مین اہل سنت و جماعت کے ساتھ ناحق الجھا کرتے ہین جنکا مذہب

حق اختیار کئے بغیر خلافت کے بارہ مین کسی شخص کو کلام کرنا ہرگز ہنیچ نہین سکتا اس مین شک نہین کہ جیسے الوہیت و رسالت کا ثبوت کامل خاص مذہب اہل سنت وجماعت ہی کے خواص مین سے ہے ایسی ہی خلافت و امامت کا اثبات بھی اس ہی مذہب خاص کے خصایص مین سے ہے مذہب شیعہ سے تو ان جملہ امور کا ابطال ہی ابطال ثابت ہوتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ روایت مذکورۂ سوال دوم یقیناً غلط محض اور محض خلاف واقع ہے اور اصول مذہب اہل سنت وجماعت وشیعان شایعین خلافت و امامت دونون کے بالکل مخالف ہے بالخصوص مذہب شیعہ کی تو یہ بالکلیہ ہی بیخکن ہے جیسا کہ تحقیق بالائے اہل عقل و انصاف پر کما حقہ ظاہر ہو گیا اس مقام مین شاید بعض صاحبان شوخ و شنگ وچرب لسان انصاف وحیا کو بالائے طاق رکہکر چرب لسانی کو کام فرما کر یہ فرماین کہ روایت مذکورہ کے ہم یہ معنی نہین لیتے کہ دوازدہ امام فی الواقع درحقیقت تمام خلیفہ واولوالامر ہونگے تاکہ یہ روایت خلاف واقع قرار دی جا کر آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی تفسیر یا شان نزول نہ قرار دی جا سکے بلکہ ہم اس کے یہ معنی مراد لیتے ہین کہ دوازدہ امام تمام کا خلیفہ واولوالامر ہونا چاہئے خاص یہ ہی حضرات عالی درجات اس رتبۂ عظمیٰ ومرتبۂ کبریٰ کے سزاوار ہین اور درحقیقت اس ہی طرح پر ہونا چاہئے تھا لیکن مخالفین نے یہ تمام معاملہ بالکل درہم وبرہم کر دیا جس کی وجہ سے غیر مستحقین خلافت واولوالامری کا خلیفہ واولوالامر ہونا وقوع مین آیا اور اکثر مستحقین اس نعمت عظمیٰ ودولت کبریٰ سے محروم رہے بس اس معنی کے اعتبار سے روایت مذکور آیت مذکورہ کی تفسیر اور اوس کی شان نزول اچھی خاصی طرح پر بن سکتی ہے اور اسمین کسی قسم کی قباحت لازم نہین آتی بس اس مقام مین یہ انتہائی کلام ہے جو عقل و انصاف سے برطرف ہو کر کیا جا سکتا ہے اسلئے ہم بھی صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار کی محبت کے طفیل اور اوس کی برکت سے اس کلام سراپا ملام کا انتہا درجہ ظاہر الخذلان و بدیہی البطلان ہونا ثابت

سکے دیتے ہین کہ یہ تاویل رکیک و توجیہہ ضعیف کئی وجوہ سے باطل محض ہے اول وجہ یہ ہے
کہ روایت مذکور مین خلفاء من بعدی کا لفظ ہے جو خلفاء کے تحقق خلافت واقعی پر بہ
تصریح دلالت کر رہا ہے اوس مین کوئی لفظ ایسا مذکور نہین جو فی الجملہ بھی اس امر پر دلالت
کرے کہ تمام دوازدہ امام مین صرف خلافت کا استحقاق ہی استحقاق ہوگا لیکن اون مین
کل کی خلافت متحقق نہوگی ظاہر ہے کہ ہر عبارت کا مطلب وہ ہی ہوتا ہے جو اوس زبان
کے محاورہ و قواعد فن ادب کے مطابق ہو جس زبان مین وہ روایت ہے ورنہ یون
تو ہر شخص جس عبارت سے چاہے اپنے منشاء کے موافق اپنا مطلب ثابت کر لے اس سے
لازم آتا ہے کہ کسی عبارت کو بھی کسی خاص مطلب و معنی سے کسی قسم کا تعلق باقی نہ رہے۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ اوس مین خلفاء من بعدی کے بعد بطور تفسیر مایردون عن الہدیٰ
ہے جس سے صاف و صریح طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء وہ ہون گے جو ہدایت
کرین گے حالانکہ اصول شیعہ کی بنا پر کسی ایک امام کا بھی ہادی ہونا ثابت نہین ہوتا۔
اور نہ تا قیامت ہو سکے اس لئے کہ تقیہ و ہدایت مین تو وہ ہی طاؤس و مار کی سی عداوت
ہے جو اون مین اور خلافت مین ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا کتب معتبرہ مذہب شیعہ مثل کلینی
وغیرہ سے بہ تصریح تمام یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام امام دین کو چھپایا کرتے تھے اور یہ امر اون
کے لئے ضروری تھا چنانچہ اصول کافی کلینی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۴۸۵ مین سلیمان ابن خالد
سے روایت ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ
ومن اذاعہ اذلہ اللہ یعنی امام جعفر صاحب نے یہ فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین
پر ہو کہ جو شخص اوس کو چھپاوے گا اللہ اوس کو عزت دے گا اور جو شخص اوس کو
ظاہر کرے گا خدا اوس کو ذلیل کرے گا یہان تک کہ اپنے خاص شیعون
کے ساتھ بھی اماموں کا یہی برتاؤ رہتا تھا چنانچہ اصول کافی کلینی صفحہ ۳۷ مین
زرارہ سے روایت ہے کہ مین نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے مجھکو جواب

دیا پھر ایک اور شخص آیا اور اوس نے بھی وہ ہی مسئلہ دریافت کیا اوسکو آپ نے میرے خلاف جواب دیا اتنے مین ایک دوسرے شخص نے آکر وہ ہی مسئلہ بعینہ استفسار کیا اوس کے جواب مین میرے اور اوس دوسرے شخص کے خلاف آپ نے اور ہی طرح اوسکا اظہار کیا جب وہ دونون شخص چلے گئے تب مین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دونون آدمی مسئلہ پوچھنے والے عراق کے رہنے والے آپ کے قدیمی شیعون مین سے ہین آپ نے اونمین سے ہر ایک کو دوسرے کے خلاف جواب دیا امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے حق مین یہ ہی بہتر ہے اور اس ہی سے ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم سب ایک ہی طریقہ پر ہو جاؤ تو آدمیون کو تمہارے ہمارے گروہ مین ہونے کی تصدیق ہو جائے گی اور یہ امر ہماری اور تمہاری کمی بقا کا باعث ہوگا زرارہ کا بیان ہے کہ مین نے پھر امام جعفر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ تو ایسے ہین کہ اگر آپ اون کو نیزون کی بھالون پر بھی اوٹھائین یا آگ مین جلائین تب بھی اونکو کچھہ عذر نہو لیکن ایسے شخص آپ کے پاس سے مختلف ہوکر نکلتے ہین تو اونھون نے بھی مجکو بعینہ وہی جواب دیا جو اون کے باپ نے دیا تھا اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب مذہب شیعہ کی بنا پر اماموں کے نزدیک دین کا چھپانا باعث عزت اور اوسکا ظاہر کرنا موجب ذلت قرار پایا اور اون کا اپنے خاص شیعان و فاکردار کے ساتھ بھی وہی دین کا چھپانا شعار رہا اور چھپانا بھی یکطرف بلکہ اونکو اوسے دہوکہ مین ڈالا تو ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ وہ خلفا کا کس طرح مصداق بن سکتے ہین جن کی تفسیر روایت مذکور مین پردون عن الہدے کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اطاعت اولوالامر کا وجوب اولوالامر کے بالفعل تحقق پر متفرع ہو سکتا ہے نہ اوس کی صلاحیت واستعداد پر اس لئے کہ اطاعت اولوالامر کے وجوب کی وجہ یہ ہے کہ وہ حاکم وقت ہوتا ہے اور دنیا اور دین کے بڑے بڑے اہم امور کا انتظام وسرانجام اوسکی ذات کے ساتھ مربوط رہتا ہے اگر اوس کی اطاعت نہ کی جائے تو دنیا و دین دونون کے کامون

مین فتور لازم آئے ظاہر ہے کہ یہہ اوس ہی وقت مین ہو سکتا ہے کہ جب وہ اولوالامری
کے ساتھ متصف ہو - ورنہ فقط صلاحیت رکھنے کی حالت اور بالفعل اولوالامر ہونے کی
صورت مین اوس کی اطاعت کسی اہل عقل کے نزدیک واجب نہین ہو سکتی یہ ہی وجہ ہی
کہ کسی اولوالامر کی اطاعت کو اوس کے زمانۂ طفولیت مین جبکہ اولوالامری کا مرتبہ
اوس مین متحقق نہین ہوتا عقل ہرگز واجب نہین جانتی حالانکہ اوس زمانہ مین اوس
کی ذات مین صلاحیت اولوالامر ہونے کی بلاشبہہ متحقق ہوتی ہے انتہا یہ ہے کہ اطاعت رسول
بہی اوس کی صفت رسالت سے متصف ہونے کے بعد ہی واجب ہوتی ہے نہ اوس کے قبل
جیسا کہ ہر اعلی وادنی پر یہ امر ظاہر ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر صلاحیت اولوالامری وجوب
اطاعت کے حق مین کافی ووافی سمجی جائے تو اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ ہر شخص کی اطاعت
ہر شخص پر واجب قرار دیجائے حتی کہ بیٹے کی باپ پر اور شاگرد و مرید کی استاد و پیر پر
اور غلام و رعایا کی آقا و بادشاہ پر کیونکہ اولوالامر ہونے کی صلاحیت انسانیت کی وجہ
سے ہر فرد بشر مین موجود ہے حالانکہ اس امر کو کوئی ادنی اہل عقل بہی تسلیم نہین کر سکتا
پانچوین وجہ یہ ہے کہ ان مدعیان محبت پنجتن کے اصول مذہب کی بنا پر اماموں مین
سرے سے اولوالامر بننے کی صلاحیت ہی مفقود ہے اس لئے کہ تقیہ و اولوالامری مین
وہی مار اور مور کا سا بیر بدستور مذکور موجود ہے جن مین باہمی اجتماع محالات سے
ہے یہان تک کہ اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار کو بہی تقیہ کے راہ ناہموار سے شیعان تقیہ
شعار کے نزدیک خاص خلافت و اولوالامری کے زمانۂ کرامت نشانہ مین بہی کسی
صورت سے مفر نہ ملا اور اپنے منشاء کے موافق ایک امر کے جاری فرمانے پر بہی قابو نہ چل
سکا جیسا کہ کلینی کتاب الروضہ کے مقام پر بہار مین اس بہار ہمدوش خزان کی پوری
سیر موجود ہے جسکا جی چاہے خوب سیر ہو کر اوسکو دیکھ لے اس صورت مفروضہ وخیالی
مین ظاہر ہے کہ صلاحیت اولوالامری پر وجوب اطاعت اگر علی سبیل فرض المحال

فرض ہی کیا جائے تب بھی ان حضرات کے عقدۂ مالاینحل کا حل ہونا کسی ڈھب سے ممکن نہین معلوم ہوتا خلاصہ کلام یہ ہے کہ روایت نایاب روضتہ الاحباب کو اولٹی سیدہی کسی طرف سے اولٹ پلٹ کر دیکہا جائے لیکن اوسمین عکس مطلوب شیعہ کا انعکاس ہی جلوہ گر معلوم ہوتا ہے اصل مطلوب کی ذرہ بہر بھی کہین جہلک نظر نہین آتی اور اس خیالی و محض فرضی مکان کے چارون طرف کتنا ہی چکر لگایا جائے لیکن اوس کے کسی مقام پر بھی ان کے مقصود کا فتح الباب ہر حال مین محال ہی نظر آتا ہے اب علمار عالی درجات حضرات شیعان تقیہ سمات ارشاد فرماوین کہ اس روایت نایاب روضتہ الاحباب کے باب مین آپ صاحبان اولوالالباب کی کیا رائے ہے روایت مذکور کو خواہ وہ کسی کتاب مین فرض کی جائے آیت مذکورہ سے کیا علاقہ ہو سکتا ہے

تیسرا سوال قرۃ العینین مولانا شاہ ولی اللہ کے صفحہ ۲۰۹ یا دوسرے کسی صفحہ پر یہ عبارت ہے بر دست مرتضیٰ فتح اسلام واقع نشد ودر ہیچ فنے از فنون شرعیہ اعتماد کلی بر آثار مرتضیٰ بظہور نیامد الی آخرہ

جواب اس سے پہلے کہ مین اس سوال کا جواب دون یہ مناسب جانتا ہون کہ زبدۃ المتقدمین وقدوۃ المتاخرین آیۃ من آیات اللہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کا اس مضمون کے بیان فرمانے کا اصلی منشاد بیان کرکے اوس کے متعلق کتاب معلوم کی اوسقدر عبارت کو نقل کرون جسقدر کو اس مقام سے ربط و تعلق ہے تاکہ ناظرین منصفین پر یہ امر بخوبی ظاہر ہو جائے کہ یہ سوال بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی فاتر العقل یہ بیان کرے کہ قرآن شریف مین یہ آیا ہے کہ نماز کے قریب مت جاؤ اور اپنے مدعا کے ثابت کرنے کی غرض فاسد سے یہ آیت پیش کرے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لا تقربوا الصلوٰۃ یا جیسا کہ کوئی خارج العقل یہ ہذیان بکے کہ کلام مجید سے معاذ اللہ تین خدا کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور وہ اپنے مطلوب کے ثابت کرنے کی غرض باطل سے یہ آیت سنداً بیان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

ان اللہ ثالث ثلثۃ اور وہ شخص اول آیت کا جملہ ثانیہ وانتم سکاریٰ اور دوسری آیت کا جملہ اولیٰ وقال الذین کفروا حذف کردے بس بعینہ یہی حال ہے اس سوال کا اس مضمون کی اصل کیفیت یہ ہے کہ صاحب تجرید نصیر الدین طوسی محقق مذہب شیعہ نے اپنی کتاب تجرید مین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی فضیلت تامہ جملہ اصحاب کبار سید الابرار پر اپنے اعتقاد کے موافق ثابت کی ہے اور اس کے متعلق متعدد وجوہ بیان کی ہین جن مین سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات سے تمام صحابہ کی بہ نسبت اسلام کو زیادہ نفع پہنچا پس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اول صاحب تجرید کے اس قول کو پورا نقل کیا ہے جسمین اوس اہل کتاب نے تمام وجوہ افضلیت جناب مرتضیٰ جملہ صحابہ سید الوریٰ پر اپنے گمان مین جمع کی ہین پھر اس کے بعد شاہ صاحب ممدوح اہل حق نے اوس مجمع قول کی جملہ وجوہ مین سے ایک ایک وجہ کو علیحدہ علیحدہ قولہ قولہ کے ساتھ بیان کرکے ہر ایک وجہ کی کافی ووافی طور سے نہایت مدلل ومکمل طریق پر باطل کیا ہے جسمین کسی اہل عقل وانصاف کو چون و چرا کرنے کا موقع باقی نہین چھوڑا یہان تک کہ جب اوس کثرت نفع والی وجہ تک نوبت پہنچی تو آپ نے یہ تحریر فرمایا قولہ ولکثرۃ الانتفاع بہ باید دانست کہ فی الحقیقہ کثرت انتفاع در اسلام بشیخین واقع شدہ است زیراکہ جمع قرآن وحمل ناس بر روایت حدیث وتنقیح مسائل شرعیہ وفتح عرب وعجم بردست شیخین واقع شدہ واکثر اہل اسلام مالکیان وحنفیان وشافعیان اند واصل مذہب ایشان معتمد ست بر مسائل اجماعیہ فاروق عیسر در مسائل چند بر مسائل مرتضیٰ اعتماد ندارند وبردست مرتضیٰ فتح اسلام واقع نشدہ ودر ہیچ فنے از فنون شرع اعتماد کلی بر آثار مرتضیٰ بظہور نیامد ودر دست ایشان خلافت منتظم نگشت بس انتفاع امت بشیخین اعظم ست از انتفاع ایشان بہ مرتضیٰ ملکہ متعذرست کہ بہ کثرت اتباع ثواب بمتبوع میرسد واتباع شیخین اہل سنت اند کہ غالب وفاش در بلدان اسلام ایشان اند ودر ذریت حضرت مرتضیٰ سہ فرقہ ضالہ برآمدند کہ ہیچ تقصیر

نکردند در برہم زدن دین محمدی اگر حفظ او تعالیٰ شامل حال این ملت نبودے از انجملہ شیعہ امامیہ کہ نزدیک ایشان قرآن بنقل ثقات ثابت نیست زیرا کہ نقل صحابہ دقراء سبعہ پیش ایشان حجت نیست و روایت از ائمہ ایشان منقطع و ہمچنین احادیث مرفوعہ روایت ندارند و استفاضہ احادیث پیش ایشان متصور نیست و در ختم نبوت زندقہ پیش گرفتہ اند و زیدیہ اکثر عقائد اسلامیہ را کہ باحادیث ثابت شدہ منکر اند و سبب جنگہا و جدلہا شدند و اسمعیلیہ خود اخبث اند از ہمہ بتحقیق مذہب ایشان سست کردن اسلام است و بدعات بیشمار در عقیدہ و عمل اہل اسلام ازین سہ فریق پیدا شدہ کہ تفصیل آن طولے تمام میطلبد اگرچہ حضرت مرتضیٰ از لوث ایشان بری است و وبال ایشان راجع نیست مگر بر ایشان لیکن ثواب ہم از جہت ایشان بحضرت مرتضیٰ راجع نشد پس بہ شیخین انتفاع بیشتر شد و انتفاع از ایشان غیر منسوب است بغیر رد و ثوابے کہ بشیخین راجع ست بہ اعتبار تابعان اکثر است از ثوابے کہ بحضرت مرتضیٰ راجع شود پس شیخین افضل اند بہ اعتبار کثرت ثواب انتہی قولہ الحقق ہرچند کہ سوال سائل کے جواب دینے کے لئے اسقدر عبارت کا نقل کرنا بظاہر ضروری نہ تھا۔ لیکن چونکہ سائل نے قرۃ العینین کے صرف دو فقرہ نقل کرکے الیٰ آخرہ لکھدیا تھا اگر کتاب مذکور کا اس مقام پر پورا قول نقل نہ کیا جاتا اور ضرورت جواب کے مناسب ایک حد خاص تک اوس کے نقل کرنے پر کفایت کی جاتی تو یہ احتمال تھا کہ حضرات شیعہ مین سے کوئی حضرت صاحب فطرت ہمارے کافی و شافی جواب کو دیکھکر یون فرماوین کہ کتاب مذکور کی اس عبارت پر ہمارا اعتراض نہین بلکہ اس کے بعد کی عبارت پر ہمارا شبہہ ہے اور یہ امر ان حضرات عالیہ درجات سے کچھ بعید نہین ہمکو ان صاحبون کا بارہا اس قسم کا تجربہ ہوچکا ہی اس لئے غور کامل کے بعد بمقتضاء کمال احتیاط جس کو ہمنے اپنے جملہ تحریرات مین ملحوظ رکھا ہی یہ ہی مناسب معلوم ہوا کہ کتاب معلوم کی پوری عبارت اس مقام کے متعلق ذکر کی جاتے تاکہ مخالف کو اوس کے کسی مقام پر بھی کلام کرنے کی گنجایش نہ مل سکے اس تمہید کے بعد اب ہم

اصل جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت مصنف کتاب مستطاب غفران
مآب کا یہ قول محقق شیعون کے محقق نصیر الدین طوسی جزاہ اللہ فی العقبیٰ بما عمل فی الدنیا
کے اس قول خاص کی تردید مین واقع ہوا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دین کو زیادہ
نفع پہنچا یہ وجہ بہی اوس کی منجملہ اور وجوہ کے آپ کے تمام صحابہ سے افضل ہونی کی ہی
پس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ باقی وجوہ مذکورہ کتاب تجرید کی طرح اس وجہ کا بہی
غیر واقعی ہونا ثابت کرتے ہین اور اس اہل کتاب کے جواب مین یہ واقعی امر ارشاد فرماتی
ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسلام مین کثرت نفع واقع ہونے کی وجہ فی الواقع صحیح
نہین بلکہ درحقیقت اسلام مین زیادہ نفع شیخین سے وقوع مین آیا ہے پہر آپ نے اپنے اس
دعوی صحیح پر دو دلیلین قایم فرمائین جو متعدد اجزاء صحیحہ وواقعیہ پر مشتمل ہین چنانچہ اول
دلیل یہ ہے کہ قرآن شریف کا جمع کرنا اور آدمیون کو روایت حدیث کی ترغیب دینی اور
مسائل شرعیہ کی تنقیح اور عرب وعجم کا فتح کرنا یہ تمام شیخین کے ہاتہ پر واقع ہوئی اور اکثر اہل
اسلام مالکی وحنفی وشافعی ہین اور ان سب کے اصل مذہب کا اعتماد اون مسائل پر ہے جنپر
حضرت عمر فاروق کے زمانہ مین اجماع قرار پایا تہا اور یہ حضرت علی مرتضی رض کے آثار پر چند
مسائل کے سوا اعتماد نہین رکہتے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتہ پر اسلام کی فتح واقع نہین ہوئی
اور فنون شرع مین سے کسی فن مین آپ کے آثار پر اعتماد کلی ظہور مین نہین آیا اور آپ کے
ہاتہ پر خلافت منتظم نہین ہوئی پس نتیجہ یہ نکلا کہ امت کا انتفاع شیخین سے اوس انتفاع کے
مقابلہ مین بڑا ہے جو اونکو حضرت علی مرتضیٰ سے ہوا یہانتک ایک دلیل ختم ہوئی اور یہ چند
اجزا پر مشتمل ہے جن مین سے ہر ایک جزو کا اجمالی طور پر حال بیان کرتا ہون اول جزو یعنی
جمع قرآن کا بیان یہ ہے کہ قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک
مین ایک جگہ پر پورا جمع ہوا موجود نہ تہا بلکہ مقامات مختلفہ سے مختلف اشخاص کے پاس
لکہا ہوا تہا اور اکثر خواص صحابہ کرام کو جو گروہ مقدس قراء کلام ربانی مین داخل تہے

تمام وکمال یاد تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت راشدہ مین جسوقت کہ اکثر قراء شہید ہو گئے تب آپ نے بمشورہ اجلہ صحابہ پورا کلام اللہ ایک جگہ پر جمع کرکے اوسکو بلاد اسلام مین شائع کیا چونکہ نزول قرآن سات قرات پر ہوا تھا اس لئے ہر شخص جس قرات پر چاہتا تھا اوس کی تلاوت نماز وغیرہ مین کرتا رہتا تھا اور اس امر پر کوئی کسی کی مزاحمت نکرتا تھا لیکن بعد خلافت شیخین ؓ خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ذو النورین کے عہد دولت عہد مین کثرت اختلاط و اقفین اصل حال وغیر واقفین کی وجہ سے اس امر مین اختلاف عظیم واقع ہوا حتی کہ نوبت مخاصمت باہمی وقوع مین آنے لگی جو شخص جس قرادت پر کہ خود پڑھتا تھا دوسرے شخص کو جو اوس کے خلاف پڑھتا تھا غلط پڑھنے والا جانکر اوس کے ساتھ منازعت سے پیش آتا بس اس بنا پر خلیفہ برحق نے امت محمدیہ مین افتراق واقع ہونے کے اندیشہ سے جملہ قرادت شاذہ کو موقوف کرکے صرف ایک قرادت مشہورہ پر کلام الہٰی کو ترتیب دے کر تمام ممالک اسلام مین شائع کیا آپ کے اس بار احسان سے تمام امت تا قیامت سبکدوش نہین ہو سکتی آپ کی اس ترتیب مقبول یزدانی کے بعد کلام ربانی مین پھر کسی قسم کا تبدل و تغیر پیش نہین آیا اور جملہ امت محمدیہ مین اس ہی ترتیب خاص پر انشاء اللہ ہمیشہ تک محفوظ رہے گا اس تحقیق سے ہر اہل فہم پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق کے جامع قرآن کہنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اور شیخین رضی اللہ عنہما کا اصل جامع ہونا بھی بخوبی ظاہر ہو گیا حضرات شیعہ کو بھی ان پیشوایان دین کے جامع قرآن ہونے سے انکار نہین بلکہ اون کے بغض کی وجہ سے کلام ربانی کے بجنسہ بلا تبدل و تغیر موجود ہونیکا قطعاً انکار رہے جیسا کہ ان کی معتبر کتابون کلینی شریف وغیرہ مین اس قسم کی بیشمار روایات ہو ادم اصل دین کا ایک بڑا بھاری انبار ہے دوسرے جز کا بیان فقط اس ایک مختصر امر سے ہر اہل فہم و انصاف پر بخوبی عیان ہے کہ چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت مین باقی خلافتون کی بہ نسبت صحابہ کرام سیدالانام

کی کثرت ہتی اور اون حضرات عالیمقامات کو امور دنیاوی کی نسبت زیادہ تر اشاعت دین محمدی کی جانب دلی رغبت ہتی جو اثر خاص فیض صحبت سید العالمین تھا جسکا دوسرون کو میسر آنا ہرگز ممکن نہین اس بنا پر روایت حدیث کی ترغیب اور مسائل شرعیہ کی تنقیح کے لئے جیسا کہ اون کا زمانہ مبارک شایان تھا دوسرا زمانہ ویسا نہین ہو سکتا کیونکہ جسقدر زمانہ گذرتا گیا صحابہ کرام کے وجود باجود کی کمی ہوتی گئی پہرا سپر مصیبت یہ پیش آگئی کہ عبداللہ ابن سبا یہودی کی فتنہ پردازیون کے سبب سے آپسمین ایک اختلاف عظیم پیش آگیا جس سے کہ دین محمدی کو روز بروز بجائے ترقی اولٹا اور تنزل ہوتا رہا جیسا کہ واقفین پر ظاہر ہے باقی رہا اس دلیل کا تیسرا جز جو شیخین رضی اللہ عنہما کے دست مبارک پر عرب و عجم کے فتح ہونے سے عبارت ہے وہ ایسا ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہین موافقین و مخالفین مین سے کوئی شخص اسکا منکر نہین ہو سکتا بس اس کے متعلق صرف اس ہی قدر کہنا کافی ہے کہ ع آفتاب آمد دلیل آفتاب چوتھے جز کے بیان مین ہرچند کہ صرف اس ہی قدر کافی ہے کہ نظر انصاف سے دیکھ لینا چاہئے کہ اکثر اہل اسلام حنفی و مالکی و شافعی ہین یا نہین اور اون کے مذاہب کا زیادہ اعتماد مسائل اجماعیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ہے یا کسی اور کے اجماعی مسائل پر لیکن مین مزید اطمینان خاطر ناظرین کے لئے فقط ایک مختصر بات بیان کئے دیتا ہون کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد شوکت مہد مین جسقدر فتوحات اسلام کی بیحد و غایت ترقی ہوئی اوسکے مخالفین اسلام بہی طوعاً و کرہاً مقر ہین چونکہ وقتاً فوقتاً حدود اسلام کی توسیع اور کثرت اہل اسلام ترقی پذیر ہوتی جاتی ہتی اوسہی قدر احکام شرعیہ کے جاری کرنے کی ضرورت بہی بڑہ جاتی تہی بس یہ وجہ خاص ہتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین مسائل کثیرہ پر اجماع صحابہ واقع ہوا جو آجتک فقہائے اہل سنت و جماعت مین مستعمل و معمول بہا ہین اور انہی مسائل پر خلافت سوم و چہارم مین بہی بدستور سابق عملدرآمد جاری رہا اور اس وجہ سے کہ وہ مسائل مستنبطہ و اجماعیہ بہ کثرت اور

اکثر ضرورات پر حاوی تہے معدودے چند مسائل کے سوا اور مسائل کے استنباط و استخراج کی ضرورت پیش نہ آئی پانچوان اور ساتوان جزو یعنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک پر فتح اسلام اور خلافت کا عدم انتظام یہ دونون ایسے ظاہر و باہر ہین جنہین کسی موافق و مخالف کو کلام ہو ہی نہین سکتا فریقین مین سے کسی فریق کی معتبر تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ایک شہر بہی آپ کی خلافت مین فتح ہوا ہو اور یہ ثمرہ ہے خاص اوس ہی عدم انتظام خلافت کا جو باہمی اختلافات کے سبب سے آپ کے زمانہ مین پیش آیا تھا جسکا اصلی منشاء وہی عبداللہ ابن سبا یہودی کی فتنہ پردازیان واقع ہوئین تہین جن کی وجہ سے آپ کا تمام زمانہ خلافت اونہی کے رفع کرنے مین صرف ہو گیا اور فتح اسلام کی طرف توجہ فرمانے کی مطلقاً مہلت میسر نہ آئی اگر کسی شیعہ صاحب کو دعویٰ ہو تو وہ ثابت کر دکہلائے کہ آپ کے عہد کرامت مہد مین فلان شہر یا فلان قصبہ فتح ہوا اور آپ کی خلافت مین ایسا انتظام رہا کہ کسی مخالف نے کان تک بہی نہ ہلایا لیکن یہ امر نہ اب تک ثابت ہوا اور نہ انشاء اللہ تا قیامت ہو سکے اس مقام مین شاید بعض صاحبان جیا اپنی جودت طبع کو کام فرکر یہ فرمائین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک مین جسقدر فتوحات اسلام ظہور مین آئین اون کے اکثر مین جناب امیر کا شریک ہونا فریقین کے نزدیک ثابت ہے اور اونمین سے بعض خاص خاص فتح جیسا کہ فتح خیبر خاص آپ کی ہی طرف منسوب ہے تو اس مغالطۂ بیبر دپا کا جواب ہر اہل عقل و انصاف پر صاف ظاہر ہے کہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کسی بادشاہ کی فوج جو ملک فتح کرتی ہے اوسکا شمار خاص اوس بادشاہ ہی کی فتوحات مین ہوتا ہے نہ فوج کی ورنہ ظاہر ہے کہ کوئی بادشاہ تن تنہا اپنی ذات خاص سے کوئی ملک فتح نہین کرتا اس صورت مین لازم آتا ہے کہ کسی بادشاہ کی فتوحات ملکی مین سے کوئی ایک فتح بہی اوس کی فتوحات مین شمار نہ کی جائے بس اس ہی قاعدہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی فتوحات متبرکہ کو قیاس

کر لینا چاہئے کہ وہ تمام خاص فتوحات سید الانام ہی مین داخل ہین اون مین کسی
ایک کو بھی کسی خاص صحابی یا اون خواص صحابہ کی طرف منسوب کرنا جو اون مین شریک
تہے کسی اہل عقل و دین کا کام نہین غرضکہ اس مقام مین خاص وہ ہی فتوحات اسلام زیر
بحث ہین جنکا تحقق یا عدم تحقق خلفاء کرام کے زمانہ خلافت کے ساتھ متعلق ہو حاصل
کلام یہ ہے کہ اس واقعی امر مین موافقین و مخالفین مین سے کسیکو کلام نہین ہو سکتا
کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت راشدہ مین فتوحات اسلام بہ کثرت متحقق
ہوئین جنکا تحقق اسقدر قلیل عرصہ مین نہایت تعجب خیز امر ہے اور خاتم الخلفاء کے
عہد خلافت مہد مین فتوحات اسلام کا باب قطعاً مسدود رہا جسکی اصلی وجہ وہ ہی عبداللہ
ابن سبا یہودی صنعانی کی دین اسلام کے ساتھ عداوت پنہانی ہے ۔ جس نے اہل اسلام
مین اختلاف باہمی پیدا کر کے فتنہ و فساد و بغض و عناد کا شعلہ بہڑکایا جس کے فرو
کرنے کی مصروفیت مین جو اسوقت ضروریات سے تہے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
فتوحات اسلام کی طرف متوجہ نہو سکے ورنہ آپ جیسے اسد اللہ الغالب کرار غیر فرار کے زمانہ
خلافت باکرامت مین ضرور تھا کہ فتوحات بیشمار ظہور مین آتین ۔ چھٹا جز یعنی کسی فن
مین فنون شرع سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے آثار پر اعتماد کلی کا ظاہر ہونا جو
اس مقام مین بظاہر سوال سائل کا منشا معلوم ہوتا ہے اوسکا واقعی بیان یہ ہے کہ جملہ
فنون شرعیہ کے اصول ارباب دین کے نزدیک دو چیزین ہین ایک کلام الہٰی دوسری
احادیث رسالت پناہی ان کے سوا باقی جسقدر بہی شرعی فنون ہین وہ تمام انہی دو اصول
پر متفرع ہین اور ان کی تعمیل پر کماحقہ انسانون کو مجبور کرنے کا اصل الاصول صرف
انتظام خلافت ہے عدم انتظام کی حالت مین کوئی شخص کسی کی جانب سے کلام اللہ و
احادیث کی کماحقہ تعمیل پر ہرگز مجبور نہین کیا جا سکتا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی
خلافت کا عدم انتظام ایسا ظاہر ہے جس مین کوئی مخالف بہی کلام نہین کر سکتا اسی بنا پر شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر اعتماد کو لفظ کلی کے ساتھ مقید کیا ہے اوسکو مطلق نہین چھوڑا تاکہ اوسمین کسی شخص کو بشرط فہم وانصاف کلام کرنے کی گنجایش نہ مل سکے اور حضرات شیعہ کو تو اس معاملہ مین چون وچرا کرنے کا سرے سے منصب ہی حاصل نہین اس لئے کہ انکی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے جیسے کہ انکا مذہب نکلا ہے صاف وصریح طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپ کے بعد تمام امام کلام اللہ واحادیث رسول مقبول کو ہمیشہ چھپاتے رہے تھے یہان تک کہ اگر کوئی اور شخص بھی اونکو ظاہر کرنا چاہتا تھا تو اوسکو بھی اظہار سے منع فرما دیا کرتے تھے چنانچہ اصول کافی کلینی صفحہ ۶۷۰ مین سالم ابن سلمہ سے روایت ہے قال قرء رجل علی ابی عبداللہ علیہ السلام حرفا من القران لیس علی مایقرءہ الناس فقال ابوعبداللہ کف عن ہذہ القرادۃ اقرء کما یقرءہ الناس حتی یقوم القایم فاذا قام القائم قرء کتاب اللہ عزوجل علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی یعنی ایک شخص نے امام جعفر صاحب کے سامنے قرآن شریف کا کوئی حرف اسطرح پڑھا جو اوس طریق پر نہ تھا جس طریق پر اور آدمی پڑھتے ہین آپ نے فرمایا خبردار اس پڑھنے سے باز رہ اوس ہی طرح پر پڑھ کہ جس طرح پر اور آدمی پڑھتے ہین جب تک کہ حضرت امام مہدی صاحب قائم ہون جب وہ قایم ہون گے تب وہ کتاب اللہ عزوجل کو اوس کے طریق پر پڑھین گے اور جس قرآن کو جناب امیر نے لکھا تھا اوس کو نکالین گے پہر اس کے سوا عام طور پر یون فرمایا کرتے تہے کہ تم ایسے دین پر ہو کہ جو اوسکو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت دے گا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا اللہ اوسکو ذلیل کرے گا جیساکہ اصول کلینی صفحہ ۴۸۰ مین موجود ہے ظاہر ہے کہ اس حالت مین کسی امام کے بھی آثار پر مطلقاً اعتماد ظاہر نہین ہو سکتا چہ جائے کہ اعتماد کلی اس مقام پر شاید کسی شخص کو یہ شبہہ پیش آئے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر تو بلا شبہہ آثار حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ پر اعتماد کے ظاہر ہونے کی کوئی صورت نظر نہین آتی لیکن اہل سنت وجماعت کے مذہب حق کی موافق آپ کے آثار پر فنون شرعیہ مین سے

کسی فن پر اعتماد کلی کا ظاہر ہونا کس طرح پر صحیح ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس مذہب کی مطابق علم طریقت کے فیضان کا اکثر حصہ خاص خاتم الخلفاء کی ذات ولایت مآب ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے اسکا واقعی و تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اول تو اپنے کلام محقق مین فنون کو شرع کے ساتھ مقید کیا ہے نہ کہ دین کے ساتھ اور علم طریقت علوم دینیہ مین سے ہے جو شریعت و طریقت دونون کو شامل ہے نہ علوم شرعیہ مین سے جو اوس کی بہ نسبت خاص ہے شریعت و طریقت ہر چند کہ آپسمین مخالف نہین بلکہ ایک دوسرے کے حق مین موید ہے لیکن باوجود اس کے دونون مین عینیت بھی نہین ورنہ ہر عالم و عامل شریعت کا عالم و عامل طریقت ہونا لازم آئے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ ان دونون علمون مین ایک فرق لطیف ہے جو ارباب حقیقت پر مخفی نہین جس کی طرف اس مقام پر صرف اجمالی اشارہ کئے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ شریعت کا اثر ظواہر اعمال پر ہوتا ہے اور طریقت کا اون کے بطون پر دوسرے عبارت مسطورۂ کتاب مستطاب مین مصنف غفران مآب نے اعتماد کو لفظ کلی کے ساتھ موصوف کیا ہے مطلق نہین رکھا ظاہر ہے کہ کسی معاملہ مین کسی پر اعتماد کلی ہونے کے یہی معنی ہوتے ہین کہ اوس مین اوس شخص کی ذات خاص فقط کافی ووافی سمجھی جائے کسی اور دوسرے کی اوس معاملہ مین مطلق ضرورت باقی نرہے حالانکہ مذہب حق اہل سنت وجماعت مین علم طریقت کی یہ حقیقت ہرگز قرار نہین دی گئی کہ اوس مین خاتم الخلفاء کی ذات خاص کے سوا باقی اور صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء عظام سید الانام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف مطلق احتیاج و ضرورت ہی نہو یہی وجہ ہے کہ جو فرقہ ان حضرات عالی مقامات کے ساتھ بغض و عداوت یا کچھ بھی بدظنی رکھتا ہے وہ آپ کے ساتھ کتنا ہی خصوصیت و محبت کا دم بھرے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اوسکو علم طریقت کی کبھی ہوا تک بھی نہین لگتی چنانچہ یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہین اس معاملہ مین اصل حقیقت یہ ہے کہ مذہب حق اہل سنت وجماعت

مین یہ امر حق خوب اچھی طرح پر ثابت و محقق ہے کہ سلاسل علم طریقت جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ذات بابرکات سے جاری ہوئے ہین ویسے ہی اور خلفاء کرام عالیمقامات سے بہی البتہ کثرت وقلت کا فرق ضرور ہے جس کی خاص وجہ وہ ہی ہے جو سابق مین دوسرے سوال کے جواب مین مذکور ہو چکی اور قطع نظر اس کے جب اس واقعی امر پر غور کیا جاتا ہے کہ علم طریقت کا حاصل ہونا موقوف ہے حصول اسلام پر اور اسمین شبہہ نہین کہ کثرت اسلام کا تحقق زیادہ تر شیخین رضی اللہ عنہما کی ذات بابرکات سے ہوا ہے تو اس صورت مین سلسلۂ علم طریقت مآل کار کے اعتبار سے جملۂ صحابۂ کرام واہل بیت عظام کی بہ نسبت اونہی دو حضرات عالی مقامات کی طرف منتہی نظر آتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے اولیاء کرام جو خاص سلسلۂ حضرت علی کرم اللہ وجہ مین داخل ہین وہ تمام افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما کے دل وجان ودین وایمان سے قائل ہین یہان تک کہ غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہ نے تمام صحابۂ کرام پر شیخین رضی اللہ عنہما کی فضیلت بہ تصریح تمام غنیۃ الطالبین مین ثابت فرمائی ہے یہان تک فضیلت شیخین کی اول دلیل کا بیان تھا اب دوسری دلیل کا خلاصہ بیان کرتا ہون جو مصنف علام جنت مقام کے اوس کلام سے ماخوذ ہے جو کلام مذکور کے لیے ترقی کے لفظ سے بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ کثرت اتباع کے سبب سے متبوع کو ثواب ملتا ہے اور شیخین رض کے اتباع مین اہل سنت ہین جو اسلام کے شہرون مین غالب اور ظاہر ہین اور حضرت علی مرتضیٰ کی ذریت مین سے شیعون کے فرقہائے متعدد پیدا ہوئے جنھون نے دین محمدی کے درہم وبرہم کرنے مین کچھہ کوتاہی نہین کی اور اونسے عقیدہ وعمل اہل اسلام مین بیشمار بدعتین پیدا ہوئین اگرچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اون کے لوث وبال سے بری ہین کیونکہ وہ خاص انہی کی ذات کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن اون کے سبب سے حضرت علی مرتضیٰ کی طرف ثواب بھی راجع نہوا اسلئے شیخین رض سے انتفاع حضرت مرتضیٰ ع سے انتفاع کی بہ نسبت زیادہ ہوا پس شیخین رضی اللہ عنہما

کثرت ثواب کے اعتبار سے افضل ہین اس دلیل کا اول اور دوسرا جز اعنی کثرت اتباع
کے سبب سے متبوع کا مستحق ثواب ہونا اور اہل سنت اتباع شیخینؓ کا بلاد اسلام مین غالب
وظاہر ہونا اور ایسے ہی اوسکا چوتھا اور پانچوان جزو اعنی فرقہائے متعددہ شیعہ کے دین
محمدی کے درہم و برہم کرنے کا وبال حضرت علی مرتضیٰ کی ذات مقدس کی طرف رجوع نہ کرنا
بلکہ خاص اونہی کے ساتھ مخصوص رہنا اور لیکن باوجود اس کے حضرت مرتضیٰ کو فرقہائے
مذکورہ کے سبب سے ثواب کا حاصل ہونا جیساکہ شیخینؓ کو اون کے اتباع اہل سنت و
جماعت کثرہم اللہ کی وجہ سے ثواب کثیر حاصل ہوا ہے غرضکہ یہ تمام چارون اجزا ایسے
ظاہر و عیان ہین کہ محتاج بیان نہین باقی رہا اس دلیل بے عدیل کا تیسرا جزا اعنی مذہب
شیعہ کے جملہ فرقہائے متعددہ کا دین محمدی کے درہم و برہم کرنے مین کچھہ کوتاہی نہ کرنا
اور بدعات بیشمار کا عقائد و اعمال اہل اسلام مین پہیلانا اس کی تفصیل کے لئے ایک مستقل
کتاب کی ضرورت ہے جس کی تکمیل بحمد اللہ تعالے کتاب ابطال اصول الشیعہ مین بدلائل
عقلیہ و نقلیہ اسطرح پر ہو چکی ہے کہ کسی اہل عقل و انصاف کو اوس مین گنجائش کلام
باقی نہین چہوڑی جس کسی طالب تحقیق کو مذہب شیعہ کی پوری کیفیت اور اوسکا کامل
ابطال دیکھنا منظور ہو اوس کو ملاحظہ فرمائین اس مقام مین بالاجمال صرف اس
ہی قدر سمجہنا کافی ہے کہ جس مذہب مین کلام اللہ ہی کے بجنسہ موجود ہونے کا انکار ہی
اور کسی ایک شخص کا بہی پکے اور سچے طور پر مومن کامل ہونا اور کمال ایمان کی بنا پر
بندگان الہٰی کو بلا خوف و خطر و رو رعایت دین محمدی کی طرف ہدایت کرنا ثابت
نہین ہوتا بلکہ ان تمام امور کی پوری ضد ثابت ہوتی ہے جیساکہ سابق مین روایات
کلینی سے ثابت ہو چکا بس اس سے زیادہ دین اسلام کی بیخکنی اور اوس کے ساتھ دشمنی
اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے طریق پر نہ نور رسالت ہی قایم رہتی ہے نہ امامت ہی سلامت
باقی ان کے اعمال خصوصًا وہ جو عشرہ محرم مین عمومًا بجالائے جاتے ہین اون سے

جس قدر شرک و بدعات و توہین ائمہ عالی درجات ظاہر ہوتے ہین وہ ہر کہ دمہ پر
اعلی سے لے کر ادنیٰ تک ظاہر ہین جو شخص اپنی طبیعت مین ادنیٰ مادہ بھی عقل و انصاف کا
رکھتا ہوگا وہ اس قسم کے جملہ امور کو بیشک دین اسلام کے خلاف بلکہ اوسکے قطعاً
بیخ کن سمجھے گا۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب جامع شریعت و طریقت قدس سرہ کا
کلام محقق یقیناً حق و مطابق واقع ہے اوسمین کسی اہل عقل و دین کو شبہہ پیش نہین آسکتا
شاید کسی کم فہم شخص کے دل مین دلیل ثانی کے متعلق یہ شبہہ خطور کرے کہ اہل سنت وجماعت
جس قدر اتباع شیخین ؓ ہین وہ تمام اتباع حضرت مرتضیٰ ؓ ہی ہین اس صورت مین یہ کیسے
ہوسکتا ہے کہ ان اتباع کے سبب سے شیخین کو تو ثواب زیادہ حاصل ہو اور حضرت مرتضیٰ
کو کم اس لئے اس خلجان کا رفع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اصل جواب سے پہلے اس مضمون
کو خوب غور سے سمجھ لینا چاہئے کہ کثرت و قلت اتباع کا تحقق دو طریق پر ہوتا ہے ایک
اعداد کے لحاظ سے اور دوسرا اوصاف کے اعتبار سے بلحاظ اون امور کے جن مین اتباع
واقع ہوا ہے مثلاً زید و عمر کے دو شخص دین کے معاملہ مین تابع ہون اس طرح پر کہ اون
دونون شخصون نے زید سے تو صرف ایک مسئلہ سیکھا ہو اور عمر سے دس مسائل حاصل کئے ہون
تو اس حالت مین اعداد کے لحاظ سے تو زید و عمر دونون کے اتباع برابر ہون گے اس
لئے کہ وہی دو شخص ہین جو اون دونون کے تابع ہین لیکن اوصاف کے اعتبار سے
کے اتباع تو دو شخص ہونگے اور عمر کے حق مین وہ بمنزلہ بیس شخص کے قرار دئے جائین
گے کیونکہ اون مین سے ہر شخص دس دس مسئلون مین عمر کا اتباع کرتا ہے بس اس بنا
پر زید کو اون دو شخصون کی وجہ سے جس قدر ثواب حاصل ہوگا عمر کو اون کی وجہ سے
دس گنا ملے گا جب یہ مضمون ذہن نشین ہوچکا تو اب اس مقام مین غور کیجئے کہ حضرت
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اول یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ قرآن شریف کا جمع
ہونا اور فتح عرب و عجم شیخین ؓ کے ہاتھ پر واقع ہوا ہے اور اکثر اہل سنت کا زیادہ

برتاؤ چند مسائل کے سوا اون ہی مسائل پر ہے جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ
مین اجماع قرار پا چکا ہے بس اس اعتبار سے اہل سنت وجماعت جو تمام صحابہ کرام خصوصًا
خلفاء عظام کے اتباع مین سے ہین اونمین شیخین کا وصف اتباع زیادہ متحقق ہوا
اس معنی سے اون مین شیخین کے حق مین ادر دن کی بہ نسبت کثرت معنوی متحقق ہوئی
جس کی ظاہری کثرت پر فوقیت ظاہر ہے پھر جب اس امر کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ اکثر اتباع
شیخین کے آبا و اجداد خاص انہی دو حضرات عالی درجات کے زمانہ خلافت حقہ مین
بکوشش تمام مشرف بہ اسلام بنائے گئے تو ان اتباع مین شیخین کے اتباع ہونے کا
وصف اور بھی قوی نظر آتا ہے اس بنا پر ان کے اتباع مرتضیٰ ہونے کا تحقق بھی
در اصل ان کے اتباع شیخین ہونے ہی پر متفرع ہے اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے
صرف اس امر ہی کو دیکھئے کہ قرآن شریف جو اصل الاصول دین ہے وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام اہل اسلام کو شیخین رضی اللہ عنہما ہی کے واسطہ سے پہنچا
حتی کہ مخالفین کو بھی اوسکا دیکھنا اونہی کی بدولت نصیب ہوا ظاہر ہے کہ اوس کے
نہ پہنچنے کی صورت مین دین محمدی کا بقاہی عالم مین محال تھا چہ جائیکہ اتباع حضرت
مرتضیٰ کا وجود اور وہ بھی بکثرت بس ان وجوہ سے حضرت شاہ صاحب محرم اسرار حقیقت
نے اتباع شیخین کا کثیر ہونا اور اس بنا پر اون حضرات عالی مقامات کو جملہ صحابہ
کرام حتی کہ حضرت مرتضیٰ عالی مقام کی بہ نسبت بھی زیادہ تر ثواب کا مستحق ٹھہرایا
اور علماء کلام نے بھی افضلیت کے معنی زیادتی ثواب ہی کے کتب کلامیہ مین تحریر
فرمائے ہین پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
اس فرمانے کی وجہ خاص وہ ہی شیعون کے محقق نصیر الدین طوسی صاحب تجرید کی
تردید ہے کہ اوس اہل کمال نے جملہ صحابہ کرام کی بہ نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی ذات خاص سے اسلام مین زیادہ نفع پہنچا بیان کیا ہے جس صاحب کو حضرت

خاتم الخلفاء کے مناقب بعید و احصا کا معلوم کرنا مقصود ہو وہ قرۃ العینین کے مقام فضائل مرتضوی کا نظر انصاف سے ملاحظہ کرے کہ اوس کی آنکھین کہل جائین اوس مقام پر مصنف کتاب مستطاب شاہ صاحب غفران مآب نے خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کرار غیر فرار کے فضائل واقعی کما حقہ بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہین اور مخالفین کے آپ کی ذات پاک پر بیجا الزامات کے کافی و شافی جوابات دیے ہین غرض کہ جو مقام جس قسم کے مضمون کے مناسب ہے اوس مقام مین آپ نے اوس ہی کے مناسب مضمون کو واقعی طور پر نہایت تحقیق کے ساتھ بلا افراط و تفریط بیان فرمایا ہے جیسا کہ شان محققین کے شایان ہوتا ہے ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد آخر مین ہم اس امر حق کے اظہار سے بہی باز رہنا مناسب نہین جانتے کہ حضرت شاہ صاحب جامع شریعت و طریقت قدس سرہ کی کتاب لاجواب و باصواب قرۃ العینین نے تفضیل الشیخین مین جو واقعی کمالات و فضائل مرتضوی مذکور ہین اون کو آپ کے اون حالات و خصائل کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کرنا چاہئے جو حضرات شیعہ کی کتب معتبرہ کلینی شریف و استبصار لطیف مین مندرج و مسطور ہین تاکہ نظر انصاف سے دیکھنے کے بعد صاف طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ حیدر کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے واقعی کمالات و فضائل کا کس دین مین بیان ہے اور آپ کی محبت کے پردہ مین توہین و تذلیل کے حالات و خصائل کا کس مذہب مین اظہار ہے ؎ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔

چوتھا سوال آپ کی کتاب مین جو منہاج السالکین نام کتاب کا لکھا ہے اس سے شیعان قطعی انکاری ہین کہتے ہین کہ ہمارے یہان یہ کوئی کتاب نہین اس کی کیا حالت ہے مفصل تحریر فرمائیے۔

جواب کتاب منہاج السالکین کا کتب مذہب شیعہ سے ہونا یقینی امر ہے ابطال اصول شیعہ

پہلے ہی ہمارے پیشوایان دین نے اپنی تصنیفات وتالیفات مین اس کتاب کی عبارت نقل کی ہے چونکہ مذہب حق اہل سنت وجماعت مین تقیہ نہین اس لئے یہ احتمال باطل ہرگز نہین ہوسکتا کہ اس پاک مذہب والون مین سے کوئی شخص اس ناپاک طریقہ کو اختیار کرے کہ مخالف کے الزام دینے کی غرض سے محض فرضی کتاب کا حوالہ دے کر اوس پر ناحق غیر واقعی الزام قائم کردے ہمارے مقدس مذہب مین جھوٹ بولنا قطعاً حرام اور منجملہ علامات نافق قرار دیا گیا ہے یہ طریقۂ نامرضیہ تو خدا اونہی کو مبارک کرے جنکے مذہب مین یہ منجملہ عبادات مانا گیا ہے ہماری نسبت ایسا گمان فاسد رکھنا بعینہ اپنے اوپر قیاس کرنا ہے خیر اسوقت ہمکو اس بارہ مین زیادہ زور دینے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی سوال کے متعلق جس قدر جواب دینے کی ضرورت ہے وہ صرف اس ہی قدر ہے کہ شیعہ صاحبون سے ہم یہ دریافت کرتے ہین کہ آیا تمکو صرف اس ہی کتاب سے انکار ہے یا اون تمام کتابون سے جن کی روایتین ہم نے ابطال اصول الشیعہ مین لکھی ہین اگر فقط اس ایک ہی کتاب سے انکار ہے تو ہمارا اس سے کچھ حرج نہین اس لئے کہ نہ تو ہماری تمام کتاب کا مطلب اس کتاب پر موقوف ہے اور نہ خاص وہ مضمون ہی جس کے متعلق اوس کی روایت نقل کی گئی ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ شیعہ اپنی کتاب مجاج السالکین کا انکار کرین یا اقرار ہمارے نزدیک دونون برابر ہین اور اگر اون تمام کتابون سے انکار ہے جن کی روایات عجیبہ وغریبہ ہم نے موقع ومحل پر ابطال اصول الشیعہ مین نقل کرکے مدلل ومکمل طور پر اون کا ابطال کیا ہے تو اس صورت مین بھی ہمارا عین مدعا ثابت ہے چشم ما روشن دل ماشاد اس لئے کہ ہم تو خدا سے یہ ہی چاہتے ہین کہ جس طرح پر ان کے مذہب مین کلام اللہ بجنسہ باقی نہین رہا اسی طرح ان کے مذہب کی کوئی کتاب بھی ان کے نزدیک قابل اعتبار باقی نہ رہے الحمد للہ علی احسانہ کہ پنجتن پاک کے

طفیل سے ہماری یہ دعا پایہ اجابت کو پہنچ گئی چنانچہ ان کے خاص خاص اہل علم نے جو مذہب حق اہل سنت وجماعت کی تردید میں وقتاً فوقتاً رسائل شائع کر کے اپنے اوقات ضائع کرتے رہتے ہیں ہمارے سامنے علی رؤس الاشہاد اس امر حق کا صاف طور پر اقرار کیا کہ ہمارے مذہب میں کوئی کتاب ایسی معتبر نہیں قرار دی گئی جس کی تمام روایتیں معتبر مانی جائیں جیسی کہ آپ کے مذہب میں صحاح ستہ معتبر و معتمد علیہ قرار دی گئی ہیں چنانچہ انہی اشہاد صاحبان رشاد میں سے جن کے سامنے یہ اقرار ہوا تھا ہمارے ایک معزز ذی علم دوست مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ ربہ مالک اخبار صحیفہ بھی ہیں جن سے اس معاملہ کی تحقیق ہو سکتی ہے ناظرین باتمکین اس بات کو خوب غور کر کے سن لیں کہ مجھکو اس معاملہ میں خاصکر ابطال اصول الشیعہ کی تحریر واشاعت کے بعد شیعان عالی جناب کا ایک عجیب وغریب قسم کا تجربہ ہوا ہے جو دنیا بھر سے نرالا ہی اور وقتاً فوقتاً برابر ہوتا چلا جارہا ہے کہ ان کے مذہب کی تردید میں اہل حق میں سے جب کوئی شخص ان کی کتابوں سے کوئی مضمون نکالکر تقریراً یا تحریراً ان حضرات کی خدمت عالی میں پیش کرتا ہے تو اوس اضطرار کی حالت زار میں ان حضرات تقیہ شعار کی یہ تعجب خیز و حیرت انگیز کیفیت ہوتی ہے کہ اگر وہ مضمون حیرت مشحون ان کی کسی غیر مشہور خصوصاً غیر مطبوع کتاب کا ہوتا ہے تب تو یہ اوس کتاب کا صاف انکار ہی کر بیٹھتے ہیں کہ یہ ہماری ہاں کی کوئی کتاب ہی نہیں اور اگر وہ مضمون حسرت مکنون کسی مشہور خاصکر مطبوع کتاب کا ہوتا ہے تو اوس کے باب میں ان کا یہ طریقہ غیر مرضیہ ہوتا ہے کہ اوس کے سنتے ہی دفعتہً بلا تامل جھٹ یہ کہہ اوٹھتے ہیں کہ یہ مضمون اس کتاب میں ہرگز موجود نہیں بلکہ ان کے بعض علماء کو ہم نے ایسا پایا کہ انھوں نے بعض مضامین کو سنکر بے دھڑک یہ کلمۂ حق منھ سے نکالا کہ خدا اوس مذہب پر لعنت کرے جس میں یہ واہیات روایت ہو لیکن اگر ان کو وہ عجیب

وعزیب مضمون اون کی اوس کتاب جبرت مآب مین سے نکال کر اون کو دکھلایا
جاتا ہے تو یہ اوس اضطراب کی حالت مین بیتاب ہوکر دو قسم کی چال چلتے ہین ایک تو
یہ کہ ہماری اس کتاب مین یہ مضمون کسی سنی نے اپنا از راہ تعصب داخل کردیا ہے۔
دوسرے یہ کہ ہم اس کتاب کی سب روایتون کو معتبر نہین مانتے پھر جب کوئی شخص
واقف کار مقابل اون کی خدمت مین یہ عرض کرتا ہے کہ اچھا اگر تم اس کتاب کی
جملہ روایات کو نہین مانتے تو کوئی اور کتاب ایسی بتلاؤ جس کی کل روایتین تمہارے
نزدیک معتبر ہون ہم اوس ہی سے تمہارا مقابلہ کرین گے تو اس کے جواب باصواب
مین بقول مشہور کہ حق بر زبان جاری می شود یہ حق کلمہ فرما دیتے ہین جو در حقیقت
ارباب حقیقت کے نزدیک آب زر سے لکھنے کی قابل ہے کہ ہمارے مذہب مین کوئی
بھی ایسی کتاب نہین جس کی تمام روایات معتبر ہون ان حضرات کے اس قسم کی جوابات
کی اصلی وجہ یہ ہے کہ ان کے مذہب مخصوص مین عموماً اس قسم کے امور ہین جو نقل و
عقل دونون کے قطعاً مخالف ہین اور اکثر اس قسم کے ہین کہ اون کے اقرار
کرنے کی صورت مین اسلام کا زبانی دعوے بھی ہرگز نہین بن پڑتا بس اس بنا
پر ان سے مقابلہ کے وقت مجبوراً اون کا انکار ہی کرنا پڑتا ہے اس سے زیادہ
کسی مذہب کے بطلان کی اور کیا دلیل ہوگی کہ اپنے مذہب کے خاص خاص امور کا
بجائے اثبات مقابل کے سامنے انکار کرنا ہی بہ مجبوری اختیار کیا جائے اور اس کے
سوا اور کچھہ صورت ہی خیال مین نہ آئے غرض کہ اس ہی قاعدہ پر شیعون
کے اپنے مذہب کی کتاب مجاج السالکین کے انکار کرنے کو قیاس کر لینا چاہیے
حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو یہ کتاب ان کے مذہب مین ضرور ہے دوسرے
ہماری کتاب ابطال اصول الشیعہ کا کوئی مضمون اس پر موقوف نہین ہے
اس کے انکار یا اقرار کا ہمارے مقصود کے ثبوت یا عدم ثبوت پر کچھہ اثر

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ کسی شے کے حلال وحرام بنا دینے کا آپکو امت کے حق مین تو کیا
خاص اپنے واسطے بھی نہ بالذات ونہ بالعرض کسی طرح پر بھی اختیار حاصل نہ تھا بالذات کا ہونا
تو بالاتفاق مسلم ہے لزوم شرک کی وجہ سے کوئی شخص موافقین ومخالفین مین سے اس امر کا ہرگز
قائل نہین ہوسکتا اور بالعرض اسوجہ سے نہین کہ اس صورت مین اللہ تعالی کی جانب سے اس
کی ممانعت نہین ہوسکتی اسلئے کہ بالعرض اختیار کے تو یہی معنی ہین کہ آپ کو اللہ جل شانہ نے
اس امر کا اختیار دے دیا تھا کہ جس شئے کو آپ چاہین حلال کرین اور جس چیز کو چاہین حرام
بنائین ظاہر ہے کہ اختیار دے دینے کی حالت مین پہر اوسکی ممانعت کس طرح پر ہوسکتی ہے جبکہ
دلیل عقلی ونقلی سے یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا کہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو جو تمام
عالم کے سردار تھے کسی شے کے حرام وحلال قرار دینے کا کسی طرح پر اختیار حاصل نہ تھا تو
پہر کسی اور نبی کو خواہ وہ کسی درجہ ومرتبہ کا ہو کیونکر یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے پس جبکہ تمام
انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو یہ منصب حاصل نہین تو اماموں مین جو رسول کے نائب
بلکہ نائبون کے نائب ہین اس مرتبۂ خاص قادر ذوالجلال کے حصول کا اعتقاد رکھنا بالکل محال
وبعینہ شرک جلی ہے یہانتک تو ایک صفت خاصّہ باری تعالی کا بیان تھا اب اوس کی دوسری
صفت خاصّہ کا حال سنئے جو ازل سے ابد تک جملہ اشیاء کے جاننے سے عبارت ہے جس کا نام
اصطلاح شرع مین علم الغیب والشہادۃ ہے اس سے پہلے کہ مین اس صفت کو خاص باری تعالی
شانہ وعز مجدہ کے لئے ثابت اور جملہ مخلوقات کے حق مین اوسکے حصول غیر معقول کو معقول
طور پر باطل کرون اسکی اصلی حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ ناظرین طالبین حق مین سے کسی کو
اس مضمون کے متعلق ہمارے اثبات وابطال مین کسی قسم کا شک وشبہہ پیش نہ آئے تحقیق اس
مقام کی یہ ہے کہ یہ صفت خاص دو کیفیتون کو شامل ہے ایک تو علم غیب دوسری علم شہادۃ
علم غیب مخفی چیزون کے علم سے مراد ہے اور علم شہادۃ ظاہری اشیاء کے جاننے سے عبارت ہے
پہر یہ امر بھی تمام عقلاء انام پر ظاہر ہے کہ باری تعالی شانہ سے کوئی شے بھی مخفی نہین بلکہ جملہ

تحقیق علم غیب وشہادۃ

اشیاء اوس عالم حقیقی کے نزدیک ظاہر اور اوسکے سامنے حاضر ہین اس صورت مین اوسکے عالم الغیب ہونے کے یہ معنی تو ہو نہین سکتے کہ جو چیزین اوس سے مخفی ہین اونکو وہ جانتا ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہین کہ جو اشیاء کہ مخلوقات کے حواس ظاہری و باطنی سے مخفی ہین اون سب کو وہ علام الغیوب خوب جانتا ہے غرضکہ اشیاء مین غیب و شہادت کی باہم تفریق مخلوق کے اعتبار سے ہے نہ اوس خالق و عالم الغیب حقیقی کے لحاظ سے جب یہ واقعی مضمون ذہن نشین ہو چکا تو اب دوسرا تحقیقی مضمون بغور تمام سننا چاہئے کہ علم غیب کے دو معنی ہین ایک تو علم غیب جزئی دوسرے کلی اول معنی جو لغوی معنی و غیر مشہور ہین وہ کسی بعض مخفی چیز کے جاننے سے مراد ہین اور دوسرے معنی جو اصطلاحی شرعی و معروف ہین جنکو اس اعتبار سے اصطلاحی عرفی بھی کہہ سکتے ہین ازل سے ابد تک تمام مخفی اشیاء کے جاننے سے عبارت ہین اول معنی کا اطلاق باری تعالی اور مخلوق دونوں مین مشترک ہے صرف بالذات و بالعرض کا فرق ہے کہ باری تعالی کو خاص خاص مخفی اشیاء کا علم بالذات ہے اور مخلوقات کو بالعرض اشتراک کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق باری جو درحقیقت صاحب ادراک ہے اوس کے لئے یہ ضرور ہے کہ اوسکو کسی نہ کسی شے کا علم ضرور ہو اس کے بغیر کوئی چیز ذی ادراک نہین ہوسکتی اور علم کے لئے اوس سے پہلے جہل کا ہونا ضرور ہے ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی اور جہل کی حالت مین وہ شے مخفی ہوتی ہے پہر علم کی حالت مین وہی شے بعینہ اوسپر ظاہر ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مخلوقات ذی ادراک مین سے ہر مخلوق کو اس علم خاص مین سے علی قدر مراتب محدود حصہ ملا ہے جسمین سے سبسے زیادہ انبیاء مرسلین و ملائکہ مقربین کے حصہ مین آیا ہے اور ان تمام کی برابر خاتم الانبیاء و سرور اصفیا محمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے جس کی طرف علمت علم الاولین والآخرین سے اشارہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کے متعلق جسقدر علوم کہ انبیاء سابقین و لاحقین کو دے گئے تہے وہ سب آپ کی ذات فخر موجودات کو عطا کیے گئے اسی طرح پر آیات کلام ربانی بھی آپ کی زیادتی علم پر تمام انبیاء کرام بلکہ جملہ مخلوقات خالق انام کی بہ نسبت دلالت کرتی ہین جن سب کا مرجع خاص علوم دین ہی ہین اور بس اسلئے کہ تمام

انبیاء کرام خصوصًا سید الانام کی باقی مخلوقات پر جسقدر بھی فضیلت ہے وہ خاص علوم دینیہ ہی کے اعتبار سے ہے ملائکہ کے سوا جملہ مکلفین احکام رب العالمین کو جسقدر علوم دین حاصل ہوئے ہین وہ خاص ان ہی مقربان بارگاہ کبریائی کے واسطے سے ہوئے ہین رہے دنیاوی علوم انکی کیفیت ہر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ وہ اول تو قدر ضرورت وحاجت کو مستثنیٰ کر کے خاص ارباب دنیا ہی کی شان خسیس کے مناسب ہین جس سے مقربان بارگاہ الہٰی کی شان عالی بس اعلیٰ وارفع ہے دوسرے ان مین بہت ادنے درجہ کے امور بھی شامل ہین جیسے کہ نہایت رزیل خسیس صنعتین اور حرفتین وغیرہ جو عقل و دین کے بھی مخالف ہین جن کی تعلیم وتعلم اور انکی جانب توجہ خاطر کو عقلاء روزگار خصوصًا دیندار ننگ وعار جانتے ہین ظاہر ہے کہ ایسے امور کے حصول سے بندگان مقبول بارگاہ ذوالجلال کو کیا علاقہ ہوسکتا ہے تیسرے جملہ دنیاوی و دینی امور کے علوم کا کسی مخلوق کی ذات مین جمع ہونا منجملہٗ محالات ہے جس کو انشاءاللہ آیندہ معقول طور پر ثابت کرینگا غرضکہ مخلوقات مین ادنے سے لیکر اعلیٰ تک جس کسی کو بھی علی قدر مراتب علم کا حصہ ملا ہے وہ خاص علم جزئی ہی کا ایک حصۂ خاص ہے جو درحقیقت محدود و متناہی امر ہے کہ اپنی مناسب حد خاص سے آگے تجاوز نہین کرسکتا جس حد تک ہی یہ رہتا ہے محدود و متناہی ہی رہتا ہے ہرچند کہ علم غیب کے اس لغوی معنی کے اعتبار سے مخلوقات پر بظاہر عالم الغیب ہونے کا اطلاق درست معلوم ہوتا ہے اور اس مین ظاہرا کوئی شرعی قباحت نظر نہین آتی لیکن جبکہ اس امر مین چشم حقیقت بین سے جسکو عین قلب کہنا چاہئے بغور دیکھا جاتا ہے اور اس معاملہ مین نور فراست سے جو درحقیقت مومن کے قلب مین نور الہٰی عطا کیا ہوا ہے کام لیا جاتا ہے تو اس معنی کے اعتبار سے بھی کسی مخلوق پر عالم الغیب ہونے کا اطلاق بجا و درست نہین معلوم ہوتا وجہ اس کی یہ ہے کہ اس لفظ کے لغوی معنی چونکہ غیر مشہور اور اصطلاحی معنی مشہور و معروف ہین اس سبب سے متکلم کی زبان قلم وقلم زبان سے اس معنی کے نکلتے ہی سامع و ناظر کلام کا ذہن دفعتہً اوس کے اصطلاحی معنی ہی کی طرف منتقل ہوگا اور بلا تامل اوسکے کلام کا یہی مطلب سمجھے گا کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ

فلان شخص کو ازل سے ابدتک تمام مخفی اشیاء کا علم ہے اس صورت مین دو حال سے خالی نہین کہ سننے
والے کو متکلم کے ساتھ اگر اعتقاد ہو گا تب تو اس کے اعتقاد مین اوس شخص کے قول پر اعتماد
کر کے فساد لازم آئے گا اور اگر اعتقاد نہو گا تو اپنے نزدیک اوس متکلم کو ملحد و بیدین سمجھے گا ظاہر ہے
کہ کسی کے اعتقاد مین فساد پیدا کرنا یا اپنے کو الحاد و بے دینی کے ساتھ متہم بنانا عقل و دین دونون
کے خلاف ہے اس لئے ہر اہل عقل و دین کو اس قسم کے کلام سراپا ملام سے تقریرًا و تحریرًا احتراز لازم
ہے مین اس معاملہ مین ایک کلیہ قاعدہ بیان کرتا ہون جو اکثر معاملات مین نہایت مفید اور
کار آمد ہے وہ یہہ ہے کہ جس لفظ کے دو معنی ہون ایک مشہور دوسرے غیر مشہور تو اوس کے
غیر مشہور معنی مراد لے کر خصوصًا امور دینیہ کے معاملات مین کلام کرنا مناسب نہین اس سے
ہر انسان کو حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے ورنہ وہی قباحت مذکور بدستور لازم آئے گی اس مضمون
کی مفید مثال جو طالبان حق کے مناسب حال ہے یہ ہے کہ جیسے ممکن و واجب ممتنع و محال الفاظ
ہین کہ ان کے معانی ہمارے محاورہ مین اور طرح پر مستعمل ہین اور اصطلاحات فلسفہ مین دوسرے
طور پر ان کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ مین ممکن تو ایسے امر کو کہتے ہین جس کے واقع
ہونے کا احتمال ہو اور ممتنع و محال و غیر ممکن اوس شئے کو بولتے ہین جس کے وقوع کا ہرگز احتمال
نہو اور واجب ضروری و یقینی شے سے مراد ہوتی ہے اور فلسفہ کی اصطلاح خاص مین ممکن اوس
شے کو کہتے ہین جس مین قدرت کے متعلق ہونے کی صلاحیت ہو گویا کہ ممکن و مقدور کے ایک ہی
معنی ہین صرف لفظون کا فرق ہے اور ممتنع و محال و غیر ممکن اوس شے سے عبارت ہے جس
مین تعلق قدرت کی ہرگز صلاحیت نہو جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ قدرت مطلقہ سے مطلقًا خارج
ہو اور واجب اوس چیز کا نام ہے جو اضطراری و اختیار سے خارج ہو ان معانی کو خاص وہی لوگ سمجھتے
ہین جو اصطلاحات فلسفہ سے واقف ہوتے ہین لیکن عوام الناس جو اس قسم کی اصطلاحات سے
محض ناواقف ہوتے ہین وہ ان الفاظ کے وہی معنی سمجھتے ہین جو ہمارے محاورہ مین بولے
جاتے ہین مثلًا ہماری بول چال مین عام طور پر اکثر یون بولا جاتا ہے کہ فلان شخص کی ذات سی

وعدہ خلافی ممکن نہین بلکہ ممتنع ومحال ہے اور اوسپر وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے ظاہر ہے کہ قائل
کا اس قول سے خاص یہ ہی مطلب ہوتا ہے کہ اوس شخص سے وعدہ خلافی ہرگز وقوع مین نہ آئے
گی بلکہ وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اس سے یہ مراد نہین ہوتی کہ اوس شخص کو خلاف وعدہ
کرنے پر قدرت ہی نہین بلکہ وہ وعدہ وفا کرنے مین مجبور محض ہے بس جبکہ ان الفاظ کے
معنون مین محاورۂ لسان واصطلاح فلسفۂ یونان کی بنا پر اتنا بڑا فرق ٹھہرا تو اگر کوئی
شخص اصطلاح فلسفہ کے مطابق ان الفاظ کے معنی اپنے ذہن مین مراد لیکر ایسی اشیاء کی نسبت
جو باری تعالی کے خلاف عادت اور وعدہ وعید کی وجہ سے کبھی وقوع مین نہ آئین گی عقائد
معتزلہ وخوارج وغیرہ کے ابطال کی غرض سے یون بیان کرے کہ یہ جملہ اشیاء ممکن ہین
ممتنع ومحال نہین اور نہ ان چیزون کا کرنا یا نکرنا باری تعالی پر واجب ہے اور اوس شخص کا
مطلب اس قول سے خاص یہ ہی ہو کہ وہ قادر مطلق ان تمام اشیاء پر قدرت تامہ رکھتا ہے مجبور
نہین البتہ اوس اصدق القائلین نے جو کچھہ بھی اپنے بندون سے اپنے کلام پاک مین وعدہ و
وعید فرمایا ہے اوسکو یقیناً بلا شک وشبہہ اپنے ارادہ واختیار سے پورا کرے گا نہ مجبوری واضطرار
کے سبب سے تو ہر چند کہ اس شخص کا یہ قول عقل ونقل کے مطابق ہے اور خاص اہل سنت وجماعت
کا مذہب حق یہی ہے اور اس کے خلاف معتزلہ وخوارج کا مذہب باطل ہے کہ وہ خلاف قول
کو اوس قادر مطلق کی قدرت مطلقہ سے خارج جانتے ہین اور ایفاء وعدۂ ووعید کو اوس قادر مختار
کے حق مین محض مجبوری واضطراری مانتے ہین لیکن چونکہ ان الفاظ کے ہمارے محاورہ کی مطابق
اور دوسرے معانی آتے ہین جنکو ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور یہہ اصطلاحی معنی مشہور نہین ہین
اسوجہ سے سامع کا ذہن عموماً دفعتہً اون ہی مشہور معنون کی طرف منتقل ہو گا اور وہ اپنے
محاورہ کی موافق متکلم کے اس قول کا یہی مطلب سمجھے گا کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ نعوذ باللہ باری تعالی
سے خلف وعدہ ووعید کا احتمال ہے اور ان دونون کا ایفاء یقینی نہین جو یقیناً مذہب اہل سنت
کے مخالف ہے پس اس صورت مین وہ ہی قباحت مذکور بدستور سابق لازم آئے گی کہ سامع کلام

اگر متکلم کے قول پر اعتماد کرے گا بت تو اوسکے عقیدہ مین فرق پڑے گا اور اگر اوس کے قول کا اعتبار
نہ کرے گا تو ضرور ہے کہ اس بنا پر اوسکو اپنے نزدیک فاسد العقیدہ سمجھے گا اِس لئے عقل و دین
کا تقاضا یہ ہی ہے کہ اہل علم کو اس قسم کے الفاظ سے تقریرًا و تحریرًا حتی الوسع بچنا چاہئے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسانون سے اونکی عقلون کی موافق کلام کیا
کرو اور اپنے آپ کو تہمت کی جگہ سے بچاؤ ان الفاظ کی جگہ بر وقت ضرورت قدرت و اختیار
وغیرہ الفاظ کا استعمال مناسب ہے جو کلام الٰہی و احادیث رسالت پناہی مین اوس قادر
حقیقی و مختار مطلق کی نسبت صاف و صریح طور پر مذکور اور اونکے معانی عوام و خواص
مین مشہور ہین جن کے سمجھنے مین کسی سننے والے کو کسی قسم کا شبہ اور دہوکا نہین پڑ سکتا۔ علیٰ
ہذا القیاس یون سمجھنا چاہئے کہ فنون فلسفہ یونانیہ کے بعض شائق و دلدادہ جو دل و جان
بلکہ دین و ایمان سے اصول معقول کی صورت نامعقول و شکل نازیبا پر شیدا ہے ہوئے ہین
اور جنھون نے عقائد دینیہ کے حق مین ارسطو و افلاطون کے تخیلات گوناگون کو اپنا ہادی
و رہنمون بنا رکھا ہے جسوقت ایسے امور مین جو عادت الٰہی کے خلاف ہین یا اوس اصدق القائلین
نے اون کے وقوع یا عدم وقوع کی اپنے کلام صادق مین خبر دے دی ہے وہ اس بنا پر اوسکی
قدرت مطلقہ کے ابطال کی غرض فاسد سے واجب و ممتنع و محال و غیر ممکن وغیرہ اصطلاحات
فلسفیہ کا اوس قادر مطلق کے افعال و اقوال کے حق مین اطلاق کیا کرتے ہین تو ہر چند کہ اس
قسم کے الفاظ سے اون کا منشاء قلبی و مقصود اصلی خاص یہی امر فاسد ہوتا ہے کہ یہ اشیاء اوس قادر
مطلق و مختار حقیقی کی قدرت مطلقہ سے معاذ اللہ خارج ہین اور وہ ان معاملات مین مجبور محض ہے
جو بالیقین معتزلہ و خوارج بے دین کا مذہب باطل ہے مگر چونکہ سننے والے اِن الفاظ کے اون
معانی کو نہین سمجھتے جو فلسفیون کی مراد ہین اور اگر کچھ سمجھتے بھی ہین تو اس سبب سے کہ یہ معنی اپنے
محاورہ کے مخالف ہین جس کے سمجھنے کے وہ ابتداءِ سن تمیز و شعور سے عادی و خوگر بنے ہوئے ہین
اِن معانی کی طرف اون کا ذہن دفعتہً منتقل نہین ہوتا بلکہ اون الفاظ کے سنتے ہی وہ ہی

اپنے محاورہ کے مطابق معنی اون کے ذہن مین آتے ہین اور اپنے گمان مین بلا تامل اوس فلسفی کے اوس نامعقول قول کا یہ مطلب قرار دے لیتے ہین کہ یہ شخص یون کہتا ہے کہ اس قسم کی اشیاء باری تعالی سے وقوع مین آنے والی نہین قدرت کے انکار کا سامعین کے قلوب پر اظہار نہین ہوتا اس خیال سے وہ اوس فلسفی کے اوس خیال محال کی تصدیق اور اوسکی مخالف صادق المقال کے قول واقعی وصحیح کی تکذیب بے جا پر آمادہ ہوجاتے ہین حالانکہ فلسفیان مطلق العنان کے سامعین کلام سراپا ملام مین سے جن کو دین کے متعلق فی الجملہ فہم بھی عطا ہوئی ہے اگر اون کے منشاء قلبی کا پورا پورا حال معلوم ہوجائے کہ یہ حضرات چرب لسان وشوخ شنگ واجب ومحال وغیر ممکن الفاظ خوش نما کا برقع زیبا چہرۂ نازیبا پر ڈالے ہوئے چپکے چپکے قدرت نامتناہی الٰہی واختیار کلی مختار حقیقی کا انکار کر رہے ہین تو یہ یقینی بات ہے کہ سامعین وناظرین کو اون صاحبان عجیب الخلقت کی فیلسوفانہ صورت وفلسفیانہ سیرت سے اسدرجہ نفرت ہوجائے کہ لاحول پڑھتے ہوئے اون کے پاس سے بھاگ جائین اور پھر کبھی بھول کر بھی اون منکرین قدرت مطلقہ کی طرف مطلقاً رخ نہ کرین اس مثال سے ہر ذی عقل وصاحب فہم کے خیال مین یہ امر صحیح صاف وصریح طور پر آسکتا ہے کہ کسی لفظ کے غیر مشہور معنی مراد لیکر کسی مضمون کے بیان کرنے سے تقریراً ہو یا تحریراً سننے والے اور دیکھنے والے کو ضرور دھوکا ہوتا ہے اس لئے ہر عاقل انسان خاص کر علماء ذی شان کو اس قسم کے بیان سے خصوصاً دین کے معاملہ مین اور اوس مین بھی بالتخصیص عقائد کے بارہ مین جو اصل الاصول دین ہین احتراز تام رکھنا چاہئے بس بعینہ اس ہی مثال پر علم غیب کے حال کو قیاس کر لینا چاہئے کہ ہر چند کہ لغوی معنی کے اعتبار سے جو غیب جزئی سے مراد ہے مخلوق پر اسکا اطلاق آسکے لیکن چونکہ یہ معنی غیر مشہور دمحاورہ مین غیر مستعمل ہین اسلئے سننے والے کا ذہن ان معنی کی طرف منتقل نہین ہوتا بلکہ اس لفظ کے سنتے ہی دفعتہً خاص اون ہی معنی کی طرف منتقل ہوتا ہے جو اس لفظ کے اصطلاحی معنی مشہور اور محاورہ مین بکثرت مستعمل ہین جو ازل سے ابد تک جملہ مخفی اشیاء کے جاننے سے عبارت ہین جن کے خاص

باری تعالیٰ کی صفات خاصّہ مین سے ہونے اور کسی مخلوق کو اوس وحدہ لاشریک وعلام الغیوب کے ساتھ شریک ہونے مین کسی اہل عقل ودین کو ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا چنانچہ خاص اس مضمون کے متعلق آیات شریفہ کلام الٰہی واحادیث صحیحہ رسالت پناہی جن کے تسلیم کرنے مین موافقین و مخالفین کو چون وچرا کرنے کی گنجایش نہین اسقدر کثرت سے وارد ہین جنکا احصار دشوار ہے اس مقام مین بغرض اختصار بطور اصول صرف مضامین چند آیات قرآنی پر اقتصار کرتا ہون اصل یہ ہے کہ کلام پاک ربانی کو اول سے آخرتک بغور دیکھنے سے جو شان مومنین کے مناسب وشایان ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین علم غیب کے متعلق مضمون کو چند صورتون مین ظاہر فرمایا ہے اور ہر صورت مین ایک خاص طریق پر خاص خاص امور کا اظہار مقصود ہے جو صاحبان نور ایمانی وعارفان مذاق کلام ربانی پر مخفی نہین اول صورت تو یہ ہے کہ کلام پاک خالق ارض وافلاک کے متعدد مقامات مین مختلف عنوانات سے یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور آسمانون اور زمین کے غیب کو خاص وہ ہی خالق ارض وسمٰوات جانتا ہے اور خاص وہ ہی عالم الغیب والشہادة ہے ایسے مضامین کے بیان سے اوس علام الغیوب کو اپنے علم کے نامحدود وغیر متناہی اور علم مخلوقات کے محدود ومتناہی ہونے کی بنا پر صفت علم مین اپنی ذات جامع صفات کمالیہ کی جملہ مخلوقات پر اظہار فضیلت مقصود ہے جو علم مخلوق کے نامحدود وغیر متناہی ہونے کی صورت مفروضہ مین بالکلیہ مفقود ہے اس لئے کہ جب مخلوق کا علم بہی اوس وحدہ لاشریک کے علم کی مانند غیر متناہی ٹھہرا تو پہر صفت علم مین خالق ومخلوق کے درمیان مین بظاہر کچھہ فرق نہوا باقی رہا بالذات وبالعرض کا فرق تو وہ اول تو مراتب ذہنیہ مین سے ہے جن سے فنون فلسفیہ مین زیادہ تر بحث کی جاتی ہے اور بال کی کہال نکالی جاتی ہے جن کے بیان کرنے کی غرض سے کلام ربانی نہین نازل ہوا بلکہ وہ خاص ہدایت عامۂ کافۂ خلائق کے لئے نازل ہوا ہے دوسرے اس قسم کے محض ذہنی مرتبون سے خارج مین ظاہر طور پر کچھہ فرق بیّن ثابت نہی

نہین ہوتا چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو بالکل باری تعالیٰ کی برابر علم مانا جائے اگرچہ اوس کو بالعرض ہی کہا جائے لیکن ظاہر مین دونون کی حالت یکسان ہی ہوگی صفت علم کے اعتبار سے دونون مین بظاہر کچھہ فرق نہوگا اسلئے کہ جس قدر باری تعالیٰ کو جن کا علم بالذات قرار دیا گیا ہی اشیاء معلوم ہونگی اوس ہی قدر اوس شخص کو بھی جسکا علم بالعرض فرض کیا گیا ہی اون تمام چیزون کا علم ہوگا اور جسقدر کہ باری تعالیٰ اپنے غیر محدود علم کے ذریعہ سے اون تمام کے جملہ احکام بیان کرسکتا ہے اوس ہی قدر وہ شخص بھی جسکو بالعرض غیر متناہی علم حاصل ہوا ہے تیسرے قطع نظر ان تمام امور کے اس صورت مفروضہ مین آیات کلام ربانی کا مطلب بھی معاذ اللہ بالکل لغو و فضول ہوا جاتا ہے اس لئے کہ بالذات تو جملہ ظاہر و مخفی اشیاء کا علم خاص باری تعالیٰ ہی کو ہی پھر اسحالتین اشیاء غائبہ کے علم کی خصوصیت ہی کیا ہے کس وجہ سے اونکے علم کو اپنی ذات خاص کے واسطے مخصوص کیا ہے بھلا اس معماء لاحل کو فلسفیون مین سے کوئی صاحب طبع رسا اپنی جودت طبیعت کو دخل دیکر ذرا حل تو فرمائین ورنہ ایسے تخیلات فاسدہ و توہمات باطلہ کے معاملات دینیہ مین دخل دینے سے خدا و رسول مقبول سے کچھہ تو شرمائین دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے خاص خاص اشیاء کے علم کو اپنی ذات خاص کے لئے مخصوص کیا ہے جس مین کسی مخلوق کو ادنے سے لیکر اعلیٰ تک اپنا شریک نہین قرار دیا جیسے کہ علم قیامت و نزول مطر اور رحم مادر مین نر و مادہ ہونے کی خبر اور اس بات کا علم کہ فلان نفس کل کو کیا کرے گا اور وہ کس جگہ پر مرے گا اس بیان سے بھی اپنے کلام معجز بیان مین خالق کون و مکان کا مقصود وہ ہی صفت علم کے اعتبار سے جملہ مخلوقات پر اپنی ذات کی اظہار فضیلت اور مخلوق کو ان جملہ اشیاء کا علم نہ دینے مین اوس حکیم علی الاطلاق کی خاص حکمت ہے جس کے بیان کی ضرورت نہین ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کو اشیاء مذکورہ بالا کا علم دئے جانے کی حالت مین اس مضمون خاص کے بیان مین وہ ہی فوت مقصود و لغویت کلام بدستور مذکور موجود ہے جسکا احتمال و خیال کلام معجز نظام رب الانام مین یقیناً مردود ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جب تمام چیزون کا علم بالذات باری تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ

خاص ہے تو پھر ان خاص خاص اشیاء کے علم کی اوس کی ذات خاص کے ساتھ کیا خصوصیت اور اس مضمون کے اظہار مین کیا منفعت ہے حالانکہ اوس کے کلام فصاحت و بلاغت التیام مین کوئی جملہ بلکہ ایک لفظ تک بھی ایسا نہین جو معاذ اللہ لغو و بیکار ہو جسکو ادا مقصود خالق کائنات و منفعت مخلوقات سے کچھ سروکار نہو تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین اپنے رسول پاک کی طرف خطاب کر کے یہ ارشاد فرمایا کہ یون کہدے کہ اگر مین غیب کو جانتا تو مین اپنے لئے بہت خیر اکھٹی کر لیتا اور کسی قسم کی تکلیف مجکو نہ پوہنچنے پاتی اس مضمون کے اظہار مین کئی متعدد مقصود مضمر معلوم ہوتے ہین جو مومنین ارباب فراست پر مخفی نہین ایک تو کفار کے اس عقیدۂ باطلہ کی تردید کہ اونھون نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے خیال محال مین عالم الغیب سمجھ رکھا تھا اور اون مین کسی خاص خیر کی چیز کے متحقق ہونے اور اون کے کسی قسم کی تکلیف پہنچنے کو منافی رسالت جانتے تھے دوسرے اس خاص امر کا اثبات کہ کسی شخص کے عالم الغیب ہونے کو اوسکا اپنے واسطے خیر کی چیزون کا بہ کثرت جمع کر لینا اور آپ کو کسی طرح کی تکلیف کا نہ پہنچنے دینا لازم ہے۔ تیسرے اس امر واقعی کا اظہار کہ تمام اشیاء عالم کے خیر و شر اور اون کے جملہ منافع و مضار سے پورا باخبر ہونا خاص اوس عالم الغیب والشہادہ ہی کے واسطے مخصوص ہے ظاہر ہے کہ یہ جملہ مقصود کسی کے عالم الغیب اور تمام چیزون کی منفعت اور مضرتون سے باخبر ہونے کی حالت مین اگرچہ بالعرض ہی کیون ہو مفقود ہین انمین سے ایک امر بھی عالم بالذات ہونے پر موقوف نہین اس لئے کہ نہ تو کفار انبیاء کرام کو تمام اشیاء کا عالم بالذات سمجھتے تھے اور نہ کسی شخص کا اپنے لئے خیر کا جمع کر لینا اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دینا تمام اشیاء کے نفع و ضرر کے عالم بالذات ہونے کو مقتضی ہے بلکہ اس کے لئے جملہ چیزون کی منفعتون اور مضرتون کا علم ہونا ہی خواہ وہ کسی صورت سے ہو کافی ہے اسی طرح جملہ اشیاء عالم کے منافع و مضار پر مطلع ہونیکو خاص باریتعالی کی ذات کیساتھ مخصوص ہونا کسی شخص کو اونپر بالذات مطلع ہونیمین منحصر نہین ہے بلکہ نتیجہ کے اعتبار سے اطلاع بالذات و بالعرض دونون برابر ہین جوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک مین سوال کفار کے جواب مین اپنے حبیب پاک کی طرف خطاب کرکے

کہین تو یہ فرمایا کہ یہ جو قیامت کے معاملہ مین تجھسے سوال کرتے ہین اونسے تو یون کہدے کہ قیامت کا علم تو خاص
اللہ تعالی ہی کو ہے اور کہین اس سے بہی زیادہ تشدد کیا تھ یون ارشاد کیا کہ یہ لوگ تجھسے قیامت کا حال دریافت
کرتے ہین کہ وہ کب آئیگی بہلا تجکو بہات سے کیا علاقہ یہ تو تیری پروردگار ہی کو پہنچتی ہی تو تو اوس سے ڈرنیوالونکو فقط ڈرانی ہی
والا ہی اور کسی مقام مین کفار کے اس سوال کے جواب مین کہ ہم پر وہ عذاب کب نازل ہوگا جس سے ہمکو ڈرایا گیا ہے
یون ارشاد ہوا کہ یہ کہدو کہ مین اس امر کو نہین جانتا کہ اوس عذاب کے تمپر نازل ہونیکا زمانہ
قریب ہے یا بعید اللہ اپنے بھید کی کسی کو خبر نہین دیتا مگر کسی کو اپنے برگزیدہ بندون مین سے جو
اوس کے رسول ہین اوسکی خبر دے دیتا ہے یعنی جسقدر مجکو اوسنے بتلا دیا ہے اوسی قدر مین تمکو
بتلا سکتا ہون اور جسقدر نہین بتلایا اوسکو نہین بتلا سکتا اس قسم کی جملہ آیات سے صاف وصریح
طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو تمام امور کا علم نہین دیا گیا تھا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ اس مضمون
کی آیتون مین بہی آیات سابقہ کے موافق جن کے مضامین سابق مین ذکر کیے گئے بالعرض و
بالذات کی تاویل نہین ہوسکتی ورنہ مضمون آیات نعوذ باللہ بالکل لغو بلکہ خلاف واقع ہو جائیگا
اس لئے کہ ہر اہل عقل پر ادنے غور و تامل سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ کسی سوال کے جواب مین
یہ کہدینا کہ یہ بات مجھکو معلوم نہین اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے جواب دینے والے کے عالم بالذات
نہ ہونے پر موقوف نہین ہوسکتا بلکہ صرف اوس کے عالم ہونے سے خواہ کسی صورت سے ہو مجیب کو
اوس شے کے حال بتلانے کا منصب حاصل ہوتا ہے جسکا سائل نے سوال کیا ہے ورنہ ظاہر ہے
کہ تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کفار کے کسی سوال کا بھی جواب ندیا کرتے بس
ہر سوال کے جواب مین یہی کہدیا کرتے کہ ہمکو اس شئے کا حال معلوم نہین اس کو خاص خدا ہی تعالیٰ
ہی جانتا ہے اس لئے کہ یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ کسی ایک شے کا بہی علم بالذات باری تعالیٰ کے
سوا اور کسی کو حاصل نہین حالانکہ کلام الٰہی مین انبیاء کرام خصوصاً پیغمبر سید الانام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کا سوالات سائلین کی جوابات مین اون چیزون کے حالات کا بتلانا جن کے معاملات سے سوال
کیا گیا تھا متعدد مقامات مین صراحتہً مذکور ہے قطع نظر اس کے اس صورت مین معاذ اللہ بعثت

انبیاء کرام ہی محض لغو و بیکار کام ہوا جاتا ہے اسوجہ سے کہ جن امور کی اُنھون نے امت کو خبر دی اون سب کا اون سب کو بالعرض ہی علم تہا نہ بالذات غرضکہ کلام ربانی کی آیات کثیرہ سے جن کے مضامین کو اِس مقام پر ہم نے بطور اصول بالاجمال بیان کیا اور ایک ایک آیت و حدیث کو اپنے مطلوب کے اثبات اور مقصود مخالفین کے ابطال کی غرض سے جدا جدا ذکر کرکے ہر ایک کے حال سے تفصیلی بحث کرنے سے طالبین حق کو مستغنی کر دیا یہ امر حق یقینی طور پر کما حقہٗ ثابت ہو گیا کہ علم غیب کلی جو حقیقتہً علم غیب ہے خاص اللہ جل شانہ کی ذات وحدہ لاشریک لہ کے سوا اور کسی کو ہرگز حاصل نہین باقی کلام ربانی کی جن آیات سے کہ انبیاء کرام خصوصًا سید الانام کا باری تعالیٰ کی جانب سے امور غیب پر مطلع کیا جانا پایا جاتا ہے اون تمام سے یقینًا صرف وہی خاص خاص امور مراد ہین جن پر ضروریات دین کے متعلق وقتًا فوقتًا حسب ضرورت اونکو عمومًا وحی کے ذریعہ خاص سے اطلاع دی جاتی تھی جس کا لوازم رسالت اور اوس کی تسلیم کا ضروریات دین مین سے ہونا تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے لیکن اس قسم کی آیات کو علم غیب کلی سے کسی قسم کا تعلق نہین ہو سکتا جو ازل سے ابد تک جملہ امور غیب کے جاننے سے عبارت ہے ہر چند کہ جی تو یون چاہتا تھا کہ اس مضمون کی جملہ آیات بلکہ احادیث کا بہی جدا جدا ذکر کرکے ہر ایک کے حالات سے تفصیلی طور پر نہایت بسط و تحقیق کے ساتھ بحث کرون لیکن ایک تو اس مضمون کے طول کا خیال دوسرے ایسے مضامین کے عام فہم نہونے کا احتمال مانع ہے اس مقام مین صرف بقدر ضرورت اس قسم کے احتمالات باطلہ کا اصول کے طور پر بالاجمال ابطال فقط اس غرض سے ضروری خیال کرتا ہون کہ ایسا نہو کہ علماء عالی درجات حضرات شیعہ اس مضمون کی آیات و احادیث سے اہل سنت کے الزام دینے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کلی قرار دے کر اس علم غیر متناہی و نامحدود کو وراثتًا اماموں کی طرف منتقل کر دین جو وارثان رسول مقبول قرار دیے گئے ہین تحقیق اس مقام کی بقدر ضرورت مقام یہ ہے کہ کلام ربانی و احادیث محبوب یزدانی مین جہان کہین بہی انبیاء کرام خصوصًا سید الاصفیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ

والسلام کے امور غیب پر مطلع ہونے کا صراحتہً یا کنایتہً ذکر آیا ہے اون تمام آیات و احادیث سے
اون کا صرف خاص خاص امور پر مطلع کیا جانا مقصود ہے اور ازل سے ابد تک جملہ امور غیب پر
اونکو اطلاع دی جانی قطعاً باطل و مردود ہے اس لیئے کہ اول تو اس صورت مین اون آیات
پاک کی صریح مخالفت لازم آئے گی جن مین صراحتہً یہ امر واقعی وحق مذکور ہے کہ علم غیب خاص
حق تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہی کا حق خاص ہے جس مین کسی مخلوق کو اوس وحدہ لاشریک
کے ساتھ ہرگز شرکت حاصل نہین چنانچہ اس طرح کی آیات کے مضامین کو ہم نے سابق مین ذکر
کرکے مدلل طور پر اس امر کو ثابت کر دیا کہ ان مین بالذات و بالعرض کی تاویل رکیک و توجیہ
باطل کی ہرگز گنجایش نہین ہوسکتی ورنہ اس حالت مین باری تعالیٰ کا ان آیات کے نازل کرنے
سے جو مقصود ہے وہ بھی معاذ اللہ ہرگز حاصل نہین ہوسکتا اور کلام بھی لغو ہوا جاتا ہے
حالانکہ ان دونون عیبون کے گرد و غبار ناپاک سے اوسکا کلام معجز نظام پاک و صاف ہے
اوسکا کوئی لفظ بلکہ کوئی حرف تک بھی ہرگز بیکار نہین بلکہ ہر لفظ و ہر حرف نہایت فصاحت
و بلاغت کے ساتھ مقصود متکلم حقیقی کو کامل طور پر ادا کر رہا ہے جیسا کہ عارفین مذاق کلام
متین و مبین پر ظاہر ہے دوسرے ازل سے ابد تک جسقدر امور ہین اون مین بہت ایسے
بھی ضرور ہین جو خلاف دین و خلاف عقل بلکہ خلاف تہذیب و مخالف فطرت انسانی ہین
جن کے تعلیم و تعلم کو عموماً عقلاء روزگار عار جانتے ہین ظاہر ہے کہ باری تعالیٰ کی جانب سے
ایسے امور کی تعلیم انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کی شان اعلیٰ و ارفع کے کس طرح شایان
ہوسکتی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین خود ہی اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے اپنے
رسول پاک کی نسبت یون فرمایا ہے کہ ہم نے اوسکو شعر کہنا نہین سکھلایا اور یہ اوسکے
مناسب بھی نہین اس سے آپ کو شعر گوئی کا تعلیم نہ کیا جانا تو صراحتہً اور جملہ غیر مناسب شان
انبیاء کا ضمناً ثابت ہو گیا اس لیئے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ شعر گوئی تمام چیزون سے بدتر چیز تو ہے
نہین جب اس ہی کے خلاف شان رسالت ہونے کے سبب سے آپ کو تعلیم نہ کی گئی تو اور چیزین

جو بداہتہ اس سے ہی بدترہین آپ کو اونکی تعلیم ندی جانی دلالتہ النص کے طور پر بدرجہ اول ثابت ہوگئی اور بعینہ اس ہی سے تمام انبیاء کرام کے حق مین بھی یہ امر حق کما حقہ ثابت ہوگیا کہ اونکو خاص اون ہی خاص خاص اشیاء کی تعلیم کی گئی تھی جو اوس علام الغیوب وحکیم علی الاطلاق کے نزدیک اون کے مناسب حال تھی کسی غیر مناسب چیز کی اونمین سے کسی کو بھی تعلیم نہین دیگئی اور جس شے کی تعلیم ہی نہین ہوئی تو اوس شے کا علم بالعرض جو تعلیم کا نتیجہ ہے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے تیسرے یہ کہ اس امر مین کسی قسم کا اہل عقل کو شک نہین ہوسکتا کہ ازل سے ابد تک کی جملہ اشیاء بلاشبہہ غیر متناہی ہین جن مین سے کچھہ تو اب تک وقتاً فوقتاً موجود ہوتی گئین اور باقی آئندہ کو رفتہ رفتہ متحقق ہوتی رہین گی اور غیر متناہی چیزون کے حاصل ہونے کے لئے بالیقین زمانہ بھی غیر متناہی ہی ہونا چاہئے متناہی زمانہ مین غیر متناہی اشیاء ہرگز حاصل نہین ہوسکتین رہا باری تعالی کو غیر متناہی اشیاء کا علم اوس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو اوس کا وجود پاک ہی ازل سے ابد تک غیر محدود ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا دوسرے وہ زمانہ وزمانیات سے پاک وبرتر ہے باقی مخلوقات جسقدر بھی ہون ادنے سے لیکر اعلی تک اونمین سے ایک بھی اہل اسلام کے عقیدہ حق کی مطابق نہ تو ازلی وابدی ہے اور نہ زمانہ کے تعلق سے جدا ہے کہ اوسکو زمانہ کی طرف باری تعالیٰ شانہ کی طرح احتیاج ہی نہو اس وجہ سے مخلوق محدود وزمانی کے علم کا خالق غیر محدود وغیر زمانی کے علم غیر متناہی پر ہرگز قیاس نہین ہوسکتا پس ان تمام دلائل قاطعہ سے قطعی طور پر یہ امر واقعی ویقینی ثابت ہوگیا کہ علم غیب کلی اور ازل سے ابد تک جملہ اشیاء کا علم جو علم غیب وشہادۃ سے عبارت ہے خاص اللہ جل شانہ کی صفات خاصہ مین سے ہے جس مین کسی مخلوق کو خواہ وہ کتنی ہی اعلی درجہ کی ہو اوس وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی صورت سے اہل اسلام کے عقیدہ حق کی مطابق شرکت ممکن نہین اس صفت کو جیسے کہ بالذات قرار دیکر کسی کے لئے ثابت کرنا یقیناً شرک ہے ایسے ہی اسکو بالعرض مان کر بھی کسی کے واسطے تجویز کرنا خواہ وہ ملائکہ مقربین مین سے ہو یا انبیاء مرسلین مین سے بلاشبہہ شرک مین داخل ہے ان

دونون صورتون مین بظاہر اگر کچھ فرق ہو سکتا ہے تو غایت سے غایت صرف اس ہی قدر ہو سکتا ہی کہ اول کو شرک جلی کہا جائے اور دوسرے کو شرک خفی قرار دیا جاوے لیکن اسمین شک نہین کہ نتیجہ و انجام کار کے اعتبار سے شرک ہونے مین دونون برابر ہین غرضکہ بالذات و بالعرض مین اس قسم کے معاملات مین فقط نام ہی کا فرق ہے نہ کام کا اس تحقیق سے جب یہ امر کماحقہ ثابت ہو چکا جس سے کسی اہل عقل و دین کو انکار نہین ہو سکتا کہ ازل سے ابد تک جملہ اشیاء کا علم تمام انبیاء و مرسلین یہان تک کہ سید الاولین والآخرین کو بھی حاصل نہین ہوا اور ان مین سے کسی کی نسبت بھی اسکے حصول غیر معقول کا اعتقاد رکھنا بالیقین شرک مین داخل ہے تو پھر امامون کی نسبت جو نائبان رسول بلکہ اون کے نائبون کے نائب ہین اس قسم کا اعتقاد رکھنا بدرجۂ اولیٰ شرک مین داخل ہوگا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرات شیعہ نے امامون کے لئے جو اعلیٰ قسم کی صفات تجویز کی ہین جنکو انکی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین بڑے شدومد کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے اون مین سے بعض تو باری تعالیٰ کی صفات خاصہ مین سے ہین اور بعض انبیاء کرام کی خاص صفات مین سے جن کا امامون کے لئے اثبات قطعًا شرک فی الالوہیۃ و شرک فی الرسالۃ ہے ناظرین رسالہ کو اس مقام پر پہنچکر میرے اوس بیان سابق کی بخوبی تصدیق ہو گئی ہوگی جسکو مین نے ابتدا مین ذکر کیا تھا کہ شیعہ اثنا عشریہ اگرچہ اس مذہب کے فرقہ غالیہ کیطرح حضرت علی کرم اللہ وجہ کو صاف طور پر خدا یا رسول نہین کہتے لیکن اُنھون نے آپ بلکہ کل ائمہ عالی جناب کی ذات مین اس قسم کی صفات ثابت کی ہین جنسے اون کا بعینہ خدا و رسول ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ اب تو اس فرقہ والے حضرت علی و امام حسین رضی اللہ عنہما کو کسی قدر دبی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنسے بڑھ کر خدا کے سوا اور کوئی نہین افضل کہنے لگے ہین بلکہ حضرت علی رض کو جو اللہ کے خاص بندون مین سے ہین عین خدائے عزوجل بھی کہہ بیٹھتے ہین چنانچہ اول کا ثبوت تو یہ ہے کہ ان کی مجلسون مین اکثر شریک ہونیوالون نے ان کے حدیث خوانون کی زبان سے بارہا یہ شعر سنا ہوگا۔ شعر

علی کو مین محمدؐ سے تو بہتر کہہ نہین سکتا		مگر اپنے سے بہتر ڈھونڈ کر داماد کرتے ہین

اسکا مطلب جو مذاق شعر کے مناسب حال ہے یہ خیال مین آتا ہے کہ مین مخالفین کے ڈر کے مارے کہ کہین ایسا نہو کہ وہ میرے اس عقیدۂ مخالف اسلام کے سبب مجکو دین اسلام سے قطعاً خارج کردین یا کوئی سخت و ناگفتہ بہ معاملہ اس حالت مین پیش آجائے جس کی وجہ سے ایسے لفظ کو زبان سے نکال کر انجام کار پچھتانا پڑے مصلحتاً صاف و صریح الفاظ مین حضرت علی کو پیغمبر صاحب سے افضل کہنا مناسب نہین سمجھتا لیکن میرا دلی عقیدہ خاص یہی ہے کہ جناب امیر پیغمبر صاحب سے بیشک افضل ہین اسلئے کہ میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ جو شخص کیسکو اپنا داماد بناتا ہے تو وہ اپنے آپ سے افضل شخص ہی ڈھونڈ کر بناتا ہے ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ یہ دنیا بھر سے نرالا بہلا کہان کا قاعدہ ہے ایران کا یا توران کا یا امریکہ کا جسکو نئی دنیا کہتے ہین بہلے مانسو یہ قاعدہ تو دنیا بھر مین کہین بہی سننے مین نہین آیا نہ ہندوستان مین نہ ایران و توران وغیرہ مین یہہ تو تم نے فقط اپنے گہر مین ہی بیٹھکر خاص اپنے دل سے ہی گھڑ لیا ہے تمام عالم مین عجم سے لیکر عرب تک اس معاملہ مین تینون صورتین پائی جاتی ہین جن کے تحقق کو انتظام عالم مقتضی ہے بعض داماد کا تو خسر کے مساوی رتبہ ہوتا ہے اور بعض کا کم اور بعض کا زیادہ لیکن یہ ضرور نہین کہ ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرے کہ ہر شخص کا داماد اوس سے ہر طرح پر بہتر ہی ملا کرے ورنہ بڑے بڑے عالیشان سلاطین و عالی مرتبت علما مجتہدین کی لڑکیان بیچاری سدا کنواری ہی پڑی رہا کرتین نہ تو کوئی اونسے بہتر اون کو داماد ملتا نہ اون کا یہ عقدۂ مالاینحل کہلتا پھر نہین معلوم کہ تمام جہان سے یہ نیا عجیب وغریب قاعدہ اوس سرور عالم کے واسطے جنسے بڑھ کر تو بہلا کیا عالم مین کوئی آپ کا ہمسر ہی نہین ہوسکتا حضرات شیعہ نے کیسے مقرر کر لیا ہے ایسے ہی ایک مرتبہ شیعون کے ایک مولوی صاحب جو پیش امام کہلاتے تھے ایک مجلس عزا مین اپنی زبان گوہر فشان سے یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام پیغمبر صاحب سے افضل ہین اس لئے کہ ایک مرتبہ امام

نسبت ہے دوسرے اگر اسکو فرض بھی کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ سب سے زیادہ اسکے مستحق ہوتے کہ وہ پیغمبر صاحب کے دوہرے داماد تھے جس کے سبب سے ذوالنورین کے لقب خاص سے اسلام کے گروہ عظیم الشان مین مشہور ہوئے اگرچہ حضرات شیعہ اپنے تعصب مذہبی کی وجہ سے آپ کے اس لقب کو اپنی زبان پر نہ لاسکین لیکن اسمین شک نہین کہ اس کے منشا صحیح کا جو واقعی امر ہے انکار نہین کر سکتے خیر اس سبب سے اگر آپ کا استحقاق خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بہ نسبت زیادہ بھی نہ مانا جائے تو کم سے کم برابر تو ضرور ہی ماننا پڑے گا رہا یہ امر کہ حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین کی دونون بیبیون کا جو ایک دوسرے کے انتقال کے بعد آپ کے عقد مین آئین تھی پیغمبر صاحب کے سامنے ہی انتقال ہو چکا تھا تو یہ امر استحقاق خلافت کو زائل نہین کر سکتا اس لئے کہ اس سبب سے جو شرف خاص اون کو حاصل ہوا تھا وہ صرف نکاح ہونے سے ثابت ہو چکا تھا بی بی کے زندہ رہنے نہ رہنے کو اس مین کچھہ دخل نہین باقی رہ گیا شیعون کا یہ قرار دینا کہ یہ دونون صاحبزادیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تہین بلکہ حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہما کے پہلے شوہر سے پیدا ہوئی تہین تو یاد رہے کہ اس قسم کا ڈہوکا اکثر پہلے زمانہ مین کسی قدر چل سکتا تھا کہ ان کی کتابین صندوقون اور الماریون مین چھپی رہتی تہین بڑی دقت اور طرح طرح کی تدبیرون سے بیچارے سنیون کو جو اون کی تاک جہانک مین لگے رہتے تہے اون کی زیارت نصیب ہو جایا کرتی تہی لیکن اسوقت مین کہ چھپی ہوئی علانیہ بازارون مین کہلے خزانہ بکتی پہر رہی ہین کسی اہل عقل وصاحب علم کو یہ صاحب کسی قسم کا فریب نہین دے سکتے چنانچہ کلینی[1] شریف مطبوعہ لکھنؤ مین صاف لکہا ہوا موجود ہے کہ حضرت فاطمہؓ

---

[1] وَتَزَوَّجَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ الْقٰسِمُ وَرُقَیَّۃُ وَزَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَالْفَاطِمَۃُ ۔ اصول کافی صفحہ ۲۷۸ باب مولد النبی صلعم مطبوعہ نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ء ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سال سے زیادہ عمر مین خدیجہؓ سے نکاح کیا اور قبل بعثت انکی بطن سے قاسم اور رقیہ اور زینب وام کلثوم اور بعد بعثت طیب وطاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

درقیہ وام کلثوم تینوں صاحبزادیاں خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلب مبارک سے
پیدا ہوئی تھین جنمین سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدایش بعد بعثت اور رقیہ و ام کلثوم
رضی اللہ عنہما کی قبل بعثت تھی سو ظاہر ہے کہ اس تقدم و تاخر کو خلافت مین کچھہ دخل نہین
حاصل کلام یہ ہے کہ صرف داماد ہونا خلافت کے حق مین کافی نہین ہو سکتا یہہ بھی نہین
کہہ سکتے کہ جناب امیر شجاعت و قوت ظاہری و باطنی مین یکتائے زمانہ تھے اون کے ہوتے
ہوئے کسی شخص کو استحقاق خلافت حاصل نہ تھا کیونکہ اس کا جواب ظاہر ہے کہ جب یہہ
امر تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ نے خلافت کو جس کی پگڑی ہزاروں صحابہ کے مجمع مین
بندہ چکی تھی اون لوگون کے ہاتھون سے چھنوا بیٹھے جو تمھارے نزدیک معاذ اللہ
بالکل بیدین اور نامرد تھے غرض اس خلاف تحقیق قصہ کی بسم اللہ تو ایسی غلط ہے جس کو
سنکر بے ساختہ اعوذ باللہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اب آگے اصل مطلب کی بات سنئے اوسکی
بھی ہم قلعی کھولے دیتے ہین کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جناب امیر
کی خلافت قرار پاچکی تھی تو پھر ایسی کیا وجہ ہوئی کہ اون سے سب پھر گئے اور اون کو
اس منصب جلیل القدر سے معزول کر کے حضرت ابو بکر صدیق رض کو اون کی جگہ خلیفہ وقت
بنا دیا یا تو معاذ اللہ جناب امیر کی ذات مین کوئی بری صفت تھی جس کی وجہ سے دو چار
شخصون کے سوا سب اون سے متنفر ہوگئے یا حضرت صدیق اکبر مین کوئی ایسا بڑا وصف
تھا جس کے باعث سے تمام اون کی طرف گرویدہ ہوگئے حالانکہ یہ دونون امر مذہب
شیعہ کے خلاف ہین اب مین پوچھتا ہون کہ جسوقت حضرت صدیق اکبر نے جناب امیر
سے خلافت چھینی تھی دو حال سے خالی نہین کہ یا تو اوسوقت جناب امیر غالب تھے
اور حضرت ابو بکر صدیق مغلوب یا جناب امیر مغلوب اور وہ غالب اگر اول صورت
تھی تو غلبہ کی صورت مین مغلوب سے کس طرح خلافت کا خلعت فاخرہ چھنوا بیٹھے اور
اگر دوسری صورت تھی تو پھر آپ کو غَالِبُ عَلٰی کُلِّ غَالِبٍ کہنے کے کیا معنی یا تو اسقدر قوت

ظاہری کا اظہار کہ ذوالفقار آبدار سے ہزاروں جنات کے سر قلم کر دیئے اور ایسی قوت باطنی وکرامات کا اقرار کہ تمام انبیاء کرام کے معجزات عظام کو بالائے طاق رکھدیا یا اسقدر کمزوری کا اثبات کہ ایک بوڑھے شخص کی دہمکی مین آکر جس کے پاس نہ فوج ہتی اور نہ خزانہ تھا تخت خلافت چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے ایک وقت مین تو یہ قوت باطنی کہ خلیفۂ وقت صاحب سطوت وجلال کے مقابلہ مین جس کی شمشیر عالمگیر برق خاطف کی طرح ایک آن مین شرق سے غرب تک جا چمکی معجزہ سے اپنی کمان کا اژدہا بنا دیا اور اوس کے ایک سپہ سالار کے سامنے جس نے فقط ساٹھ ساٹھ آدمیون کے ساتھ ساٹھ ساٹھ ہزار فوج جرار کو شکست دے کر ایک دم سے روم وشام مین اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اوس کا عمود آہنی اوس سے چھین کر اوس کے گلے مین طوق بناکر ڈال دیا پھر دوسرے زمانہ مین یہ ضعف ظاہری کہ وہ ہی دونون شخص دروغ بر گردن راوی آپ کی گردن مین رسی باندہ کر کھینچے کھینچے پھرے خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے اس طوفان واختلاف بیان کا ان حالات کو سنکر ہر اہل عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ یا تو جناب امیر مین ان کمالات وآیات بینات کا ہونا صحیح نہین اور یا صحابہ کرام کا آپ سے خلافت کا چھین لینا غلط ہے حضرات شیعہ کو اس بات کے کہنے کا بھی موقع نرہا کہ چونکہ پیغمبر صاحب نے اس معاملہ مین صبر کرنے کی آپ کو وصیت کر دی تھی اس لئے مجبوراً آپ نے صبر کیا اور مخالفین کے ظلم سہنے گوارا کئے ورنہ اگر آپ کی طرف کوئی اون مین سے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا تو آپ جھٹ ذوالفقار حیدری میان سے کھینچکر قیامت قایم کر دکھلاتے اسواسطے کہ اس قصہ کے بنانے والے نے اوسمین یہ بھی بنا دیا ہے کہ دو روز تک برابر آپ اپنے اہل وعیال واطفال خردسال کا ہاتھ پکڑے ایک ایک مہاجر وانصار کے مکان پر پھرے مگر چار شخصون کے سوا کسی نے مدد کرنے کا اقرار نہ کیا جس سے اس معاملہ مین آپ کا صبر نہ کرنا صاف ظاہر ہوگیا اور مددگار دین کی بھی بخوبی حقیقت کہل گئی اس مضمون کی جب اس مقام تک نوبت پہنچی تو ہم بھی اوسکو ہے دہر تک پہنچا دی

نہین رہ سکتے اصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک تو خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کو چوتھے درجہ
مین ضرور استحقاق خلافت حاصل تھا چنانچہ اس ہی بنا پر حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ سوم کی شہادت کی
بعد آپ باتفاق صحابہؓ اہل حل وعقد خلیفہ بنائے گئے لیکن مذہب شیعہ کی بنا پر اونہین کسی وقت
بھی خلیفہ بننے کی صلاحیت نہ تھی ولیعہدی کا حال تو سن ہی لیا پھر معزول ہونے کے بعد یہ کیفیت رہی
کہ بقول شیعہ تینون خلیفون کے تابعدار رہے اون ہی کے پیچھے نماز ادا اون ہی کا معاذ اللہ بگاڑا
ہوا قرآن شریف پڑھتے رہے اون کے ہی موافق مسائل بیان کرتے رہے غرض سر مو بھی اونکا
خلاف نہ کر سکے جسوقت خود خلیفہ وقت ہوئے اوسوقت کا حال کلینی[1] کتاب الروضہ مین یہ
لکھا ہے کہ جناب امیر اپنے اہلبیت اور شیعون سے یہ فرماتے تھے کہ مجھسے پہلے جو حاکم ہوئے انھون
نے قصداً پیغمبر صاحب کا خلاف کیا اور آپ کے دین کو بدل ڈالا اب اگر مین آدمیون سے اون
خلاف اعمال کا بدلوانا اور پیغمبر صاحب کے طریق پر عمل کرانا چاہون تو میرا لشکر مجھسے جدا
ہو جائے گا اگر مین یہ چاہون کہ باغ فدک فاطمہ علیہا السلام کے وارثون کو دے دون
اور جو زمینین کہ پیغمبر صاحب نے لوگون کو اون کے دینے کا حکم کیا تھا اور وہ نہین دی
گیئن ہین اون کو دلوا دون اور جو مقدمات ظلم سے فیصل ہوئے ہین اونکو رد کر دون
اور جن شخصون نے غیرون کی بیبیان چھینکر اپنے گھرون مین ڈال رکھی ہین اون کے
تصرف سے اونکو نکلوا کر اون کے شوہرون کو واپس دے دون اور قرآن شریف پر عمل کرنی
کا حکم کرون اور بخششون کے دفترون کو مٹا کر جس طرح پر پیغمبر صاحب سب کو برابر دیا
کرتے تھے اوس ہی طرح پر دینا شروع کرون اور موزون پر مسح کرنے کو حرام قرار دون
تو اس ہی وقت مجھسے سب علحدہ ہو جائیں قسم ہے خدا کی مین نے ایک بار یہ حکم دیا تھا کہ

[1] فَقَالَ قَدْ عَمِلَتِ الْوُلَاةُ قَبْلِي اَعْمَالًا خَالَفُوا فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم مُتَعَمِّدِيْنَ لِخِلَافِهِ نَاقِضِيْنَ لِعَهْدِهِ الخ فروع کافی جلد ۳ خطبہ لامیر المومنینؑ صفحہ ۲۹ کتاب الروضہ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۲ھ۔
مطلب کتاب ہذا مین درج ہے۔

رمضان شریف مین فرض نماز کے سوا اور کسی نماز کے واسطے مسجدون مین جمع ہوا کرین کہ یہ بدعت
ہے یہ سنکر میرے لشکریون مین سے ایک ایسا شخص جو میرے ساتھ شریک ہوکر لڑا کرتا تھا چلا کر بولا
کہ سن لو اے اہل اسلام حضرت عمرؓ کی سنت بدل دی گئی یہ شخص ہمکو رمضان شریف کے مہینے
مین نفل نماز پڑہنے سے منع کرتا ہے۔ سن لو اے جناب امیر کی محبت کا زبانی دعوا کرنیوالو
اور خوب سمجھ لو ہر دم یہ کہنے والو کہ خلافت جناب اسد اللہ الغالب علی کل غالب ہی کو ملنی چاہئے
تھی کہ شجاعت و کرامت اور کمالات ظاہری و باطنی مین آپ کا ہمسر تمام عالم مین نہ تھا یہ روایت
آپ صاحبون کی بڑی معتبر کتاب کلینی شریف کتاب الروضہ مین جو آپ صاحبون کے نزدیک
امام مہدی صاحب کی پسند فرمائی ہوئی ہے جناب امیرؑ کے اوسوقت کے حالات مین ہے جب کہ آپ
خلیفۂ وقت مستقل طور پر تھے اے عقلمند و خدا کے لئے ذرا اتنا تو سوچو کہ جب بادشاہ وقت
خصوصًا خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاص عدل و انصاف اور احکام الٰہی جاری
کرنے کی غرض سے ہوتا ہے رعیت کے ڈر کے مارے ذرا بھی اون کے خلاف منشا نہ کرسکے
اور احکام خدا اور رسول و حدود شرعیہ کے جاری کرنے پر اپنی تمام مدت حکومت مین کچھہ
بھی قدرت نہ رکھے تو بھلا وہ کس مرض کی دوا ہے اور اُس کے مسند حکومت پر بیٹھنے سے خلق خدا
و دین محمدی کو کیا نفع پہنچا کیا تمہارے نزدیک پہلے مانو خلیفہ رسول اللہ دین کی تخریب
ہی کے لئے ہوتا ہے واقعی یہ ہے کہ یہ بات کسی مصلحت سے تم اپنی زبان سے صاف طور پر
کہو یا نہ کہو لیکن تمہارے اصول دین سے ثابت تو یہی ہوتا ہے کیونکہ تینون خلیفون کا
تو تمہاری کتابون سے باعث تخریب دین محمدی ہونا پورے طور پر ظاہر ہی ہے
صرف لے دے کر ایک خلیفۂ چہارم رہے تھے تو اُن کو بھی تمہاری اس کتاب مقدس
نے اون ہی کے جلسے مین شامل کردیا مین اس مقام پر ایک نکتہ بیان کرتا ہون
جو اہل فہم کے سمجھنے کے قابل ہے جسکو حقیقت مین دین محمدی کا اعجاز سمجھنا چاہئے کہ یہ
چارون خلیفہ برحق چونکہ پیشوائے دین اور حامی اسلام ہونے مین ایک ہی درجہ

مین ہین اور آپس مین خدا کی طرف سے ایسا اتحاد واقع ہوا ہے کہ کسی کے جدا کرنے سے جدا نہین ہوسکتے اس لیۓ اگرچہ حضرات شیعہ نے ہر چند اس امر کی کوشش کی کہ ان چارون بزرگان دین مین دین کے اعتبار سے تفریق ثابت کرین اور ان مین سے تین کو مخالف اسلام اور فقط ایک کو موافق ظاہر کر دکھلائین لیکن عجب شان ایزدی اور اعجاز دین مرتضوی ہے کہ ہرگز نہ بن پڑا بلکہ جو صفت تینون مین ثابت کی وہ ہی چوتھے مین بھی مجبورًا ماننی پڑی غرض ان کے نزدیک بھی چارون ایک ہی جلسہ مین شامل رہے افسوس ہے کہ حضرت علی جیسے بہادر و خدا پرست دنیا سے آزاد شخص کو مدعیان محبت نے اپنے گمان وخیال مین حکومت خلافت کا شائق قرار دے کر کیسا بزدلا و خلاف شرع اور انتہا درجہ کا دنیادار ثابت کیا ہے پھر اسپر اونکی محبت کا ادعا اور اپنے مومن ہونے کا دعویٰ اہل فہم پر ظاہر ہے کہ اس قصۂ خلافت مین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی توہین تو خیر جیسی ہے ویسی ہے لیکن اس قصۂ خاص کے تسلیم کرنے کی صورت مین دین اسلام کی بیخ بنیاد ہی سرے سے بالکل اکھڑی جاتی ہے اس لیۓ کہ مخالف اسلام اسکو سنکر صاف یہ کہہ سکتا ہے کہ دین محمدی کی کچھہ بھی حقیقت نہین اوسکا تمام حاصل صرف خلافت ہی خلافت ہے نعوذ باللہ پیغمبر صاحب نے دین کے پردہ مین دنیا حاصل کی تھی اور آپ کے جانشینون نے بھی بعد کو ایسا ہی کیا کہ دنیا کے مقابلہ مین دین کی ذرہ برابر بھی حقیقت نہ سمجھی یہ ہے شیعہ صاحبون کے نزدیک قصہ خلافت کا حاصل جس کے مصنوعی اور غلط ہونے مین کسی اہل عقل کو شبہہ نہین ہوسکتا اب مین اسکا نہایت سچا اور واقعی حال اہل سنت وجماعت کے سچے مذہب کی موافق بیان کرتا ہون جسکو سنکر ہر شخص جو ذرا بھی عقل و انصاف رکھتا ہے صاف کہدیگا کہ بیشک یہی سچ ہے اور واقعی ہونا بھی ایسا ہی چاہیۓ تھا اصل یہ ہے کہ خلافت اصول دین مین سے نہین دین محمدی صرف توحید و اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت ہے ہان خلافت فروعات دین مین سے ضرور ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہی

کہ پیغمبر صاحب کے بعد صحابہ میں سے کوئی شخص جو اعلیٰ درجہ کا دیندار ہو صحابۂ کرام کے مشورہ سے آپ کے قایم مقام بنکر اپنی قوت وہمت ظاہری و باطنی کر کر صرف دین کی پھیلانی مین کوشش کرے سلاطین کفار سے مقابلہ ومقاتلہ کر کے اونکو مسلمان بنائے یا اون پر جزیہ قایم کرے بغیر کسی کے خوف ورعایت ومروت کے حدود شرعیہ جاری کرے رعایا مین عدل وانصاف کے ساتھ امن قایم رکھے خلافت کی جب یہ حقیقت ٹھری تو ہر ذی شعور یہ سمجھہ سکتا ہے کہ اسمین پیغمبر صاحب کا رشتہ دار و غیر رشتہ دار ہونا سب برابر ہے آپ کے بعد آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہون یا حضرت علی حضرت عمر ہون یا حضرت عثمان غنی مطلب ایک ہی ہے آپ کی خلافت کچھہ ریاست وسلطنت دنیاوی تو تھی نہین جسمین آپ کے عزیز واقارب کے واسطے وراثت جاری ہوتی بلکہ اوسکو تو بلاتشبیہ ایک فقیر کی گدی سمجھنی چاہیے کہ جو بھی مسلمان باایمان وعرفان ہو اوس پر بیٹھکر آپ کا دین جاری کرے یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے سامنے اپنے صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم مین سے کسی کو صراحتًا اپنا خلیفہ مقرر نہین کیا تھا اون مین سے کسی کی نسبت صاف وصریح طور پر یہ نہین فرمایا تھا کہ میرے بعد خاص اس ہی شخص کو میرا جانشین وقایم مقام بنانا چاہیے خاصکر اپنے کسی اہل بیت بالتخصیص داماد کی نسبت تو کسی طرح پر بھی آپ ایسا نہین فرما سکتے تھے ورنہ اس امر کو منصب نبوت کے خلاف جانکر منافقین وکفار آپ پر بظاہر یہ الزام قایم کر سکتے تھے کہ آپ نے معاذ اللہ دین کے پردہ مین دنیاوی سلطنت حاصل کی تھی دیکھو مرتے وقت اپنے فلان عزیز یا داماد کو دیگئے دوسری مصلحت اس مین یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص کو آپ صاف طور پر صراحتًہ اپنا خلیفہ مقرر فرما جاتی تو پھر اوس شخص کے بعد اسلامی سلطنت وحکومت کے قایم ہونے کا کوئی قاعدہ ہی مقرر نہ رہتا اس لئے کہ ہر شخص یون کہہ سکتا تھا کہ پہلا شخص جو خلیفہ وقت وحاکم قرار دیا گیا تھا وہ پیغمبر صاحب کے حکم سے ہوا تھا لیکن اس کے بعد یہ دوسرا شخص جو حاکم

وقت مقرر کیا جاتا ہے اس کے واسطے خدا اور رسول کا کوئی حکم تو ہے نہین پہر اس کو کس
بنا پر حاکم وقت بنایا جائے غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص شخص کو
خلیفہ نہ بنانے مین کسی کے اعتراض کا بہی موقع نہ رہا اور اس معاملہ مین مسلمانون
کے لئے ایک مفید دستور العمل بہی مقرر ہو گیا کہ جو خلیفۂ وقت قرار دیا جائے وہ مسلمانون
کے مشورہ سے ہونا چاہئے اوسمین کسی کی رشتہ داری بیٹے پوتے خسر داماد ہونے کو کچہہ
دخل نہین چنانچہ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر سے لے کر خاتم الخلفاء بلکہ امام حسن مجتبیٰ
تک یہی قاعدہ جاری رہا اس کے بعد جس زمانہ سے اس کام مین جس کی بنا خاص دین
پر واقع ہوئی ہتی ولیعہدی اور وراثت دنیاوی داخل ہوئی خلافت سرور انبیاء
سلطنت ارباب دنیا کے ساتھ بدل گئی اسکا نتیجہ جو کچہہ ہوا وہ مخفی نہین غرض تحقیق
اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کو صراحتہً اپنا
خلیفہ نہین بنایا ہان عام طور پر اتنا فرما دیا تھا کہ امام قریش مین سے ہونا چاہئے آپ
کے اس ارشاد مین عقل کے نزدیک جو کچہہ مصلحت اس معاملہ خاص کے حق مین معلوم
ہوتی ہے یہ ہے کہ بادشاہ و رعیت مین اس قسم کا تعلق ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک کا بقا
دوسرے کی ذات پر موقوف ہوتا ہے بادشاہ کا استحکام سلطنت رعایا کی اطاعت
اور رعیت کا امن و عافیت بادشاہ کے عدل پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رعایا مین اہل خوض
کی بہ نسبت عوام زیادہ ہوتے ہین اور عوام کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کوئی شخص کیسا
ہی علم و فضل اور کمالات ظاہری و باطنی رکھتا ہو مگر ہو کم قوم تو اوس کی عظمت جیسی
کہ چاہئے اون کے دل مین نہین ہوتی اب فرض کیجئے کہ سلطان جو ظل اللہ ہوتا ہی
خاصکر خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام سلاطین سے بڑہ کر اور اوس کی
اطاعت بمنزل اطاعت پیغمبر ہے اگر قوم مین ادنے درجہ کا ہو تو ایسی حالت مین رعیت
کے دین و دنیا مین فتور واقع ہوگا دنیا مین تو ظاہر ہی ہے کہ جب رعایا کے دل مین

اوس کی پوری پوری عظمت ہی ہوگی تو پورے طور سے اوسکی اطاعت نہ کرین گے بلکہ بعید نہین کہ سرکشی وقوع مین آئے جس کی وجہ سے بادشاہ کو اون کے سزا دینے اور اونکی جان و مال تلف کرنے کی نوبت پہنچے اور دین کا نقصان اس سبب سے ہے کہ اوس کی عظمت نہونے کی حالت مین جو کچھ احکام شرعیہ وہ جاری کرے گا ویسی اوس کی تعمیل ہو سکے گی اگرچہ خوف کے سبب سے بظاہر کچھ کی جائے اور تعمیل احکام کے بظاہر خوف کی وجہ سے اور سچے دل سے ہونے مین زمین و آسمان کا فرق ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو سمجھ لینا چاہئے کہ تمام قبائل عرب سے قبیلۂ قریش اعلیٰ و افضل ہے اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ امام قریش مین سے ہونا چاہئے عقل کے نزدیک نہایت ہی مناسب ہے باقی قریش مین سے کسی خاص شخص کا امام مقرر کرنا وہ صحابۂ کرام کے مشورہ پر موقوف رکھا گیا جو خواص امت و راز دان نبوی تھے جن کو دین کے معاملہ مین کسی کی رعایت و مروت اور ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ تھا مگر چونکہ اون سے بہ تقاضائے بشریت بھول چوک کا ہونا ممکن تھا یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ غیر افضل کو امام بنا دین اگرچہ یہ امر ناجائز نہین لیکن خلاف اولے ضرور ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کے ساتھ خصوصاً قریب وفات ایسا برتاؤ کیا جس سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آپ کے بعد خلیفہ بننے کے یہی لائق ہین۔ چنانچہ آپ نے وفات کے قریب حضرت ابوبکر صدیق کو اپنی جگہ امام بننے کا حکم دیا اگرچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اون کی طرف سے اس معاملہ مین معافی چاہی اور یہ عرض کیا کہ میرے باپ نرم دل ہین آپ کی جگہ کھڑے ہونے کے متحمل نہین ہو سکین گے لیکن آپنے ہرگز اسکو تسلیم نہ کیا بلکہ تشدد کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھائین بعض روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت بلالؓ اس حکم کے پہنچانے کے لئے مسجد نبوی مین آئے تو اوس وقت حضرت صدیق اکبرؓ اتفاق سے وہان موجود نہ تھے

اس حالت مین حاضرین مسجد نے حضرت عمر رضؓ کو امام بنا دیا جس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صحابہ کے ذہن مین حضرت ابوبکر رضؓ کے بعد حضرت عمر رضؓ ہی کا مرتبہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تکبیر کی آواز سنی تو یہ فرمایا کہ نہین نہین جس قوم مین ابوبکر رضؓ موجود ہون اور کسی کو امام بننا لایق نہین غرض صدیق اکبرؓ بحکم نبوی جو معاملہ دین مین بعینہ وحی تھا امام بنائے گئے اور کئی روز تک برابر جب تک کہ پیغمبر صاحب اس عالم مین تشریف رکھتے رہے آپ کے نائب و قایم مقام بنکر نماز پڑھاتے رہے اس درمیان مین بعض مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب حضرت کو شدت مرض سے کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے مسجد مین تشریف لا کر حضرت صدیق کے پیچھے اقتدا کیا حاصل کلام یہ ہے کہ اس ہی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد صدیق اکبر آپ کے خلیفہ برحق باتفاق صحابہ قرار دئے گئے اگرچہ ابتدا مین بعض نے اس امر مین اختلاف کیا لیکن آخر مین جب حقیقت حال اور افضلیت حضرت صدیق اکبرؓ بخوبی منکشف ہوگئی تو سب آپ کی خلافت پر بدل وجان راضی ہوگئے اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے بھی بخوشی خاطر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اب رہی یہ بات کہ آپؓ نے اس ہی وقت بیعت کی یا توقف کے بعد اس مین روایات مختلف ہین اول روایت جو مشہور ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی اور توقف کا یہ عذر بیان کیا کہ مجکو آپ سے یہ شکایت ہوئی کہ اس مشورہ مین مجکو شریک نہین کیا حالانکہ مین آپ کی فضیلت کا منکر نہین اسکی جواب مین حضرت صدیق اکبر خلیفۂ برحق نے جو واقعی عذر تھا ارشاد کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا کہ صلاح و مشورہ کی گنجایش نہین تھی اوس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد منافقین و کفار مدینہ نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ کیسا نبی تھا جس نے وفات پائی جس سے غدر اور شور و شر کا احتمال قوی تھا اس حالت مین

یہ مناسب معلوم ہوا کہ جسقدر جلد ہوسکے کوئی حاکم وقت مقرر کیا جائے جو حامی اسلام وخلیفۂ
خیرالانام ہو جس کی ہیبت سے کفار ومنافقین سر نہ اوٹھاسکین اس ہی سبب سے صحابہ
سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے وہ ایک مکان تھا جو ہر قسم کی صلاح ومشورہ کے لئے پہلے
سے چلا آتا تھا اِس امر مین صحابہ مین اختلاف واقع ہوا کہ کون شخص خلیفۂ وقت مقرر ہو
بعض کی یہ رائے ہوئی کہ مہاجرین مین سے ہو بعض نے انصار مین سے ہونا مناسب سمجھا
بعض نے یہ کہا کہ نہین بلکہ ایک مہاجرین مین سے اور دوسرا انصار مین سے ہونا چاہئے
حضرت ابوبکرصدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنہما اس خبر کو سنکر وہان پہنچے اور مہاجرین کی فضیلت
بیان کرکے یہ فرمایا کہ خلیفہ رسول مقبول مہاجرین مین سے ہونا چاہئے مہاجرین وانصار
دونون مین سے ہونا ہرگز مناسب نہین کیونکہ دو تلوارین ایک میان مین نہین سماسکتین
ہان یون مناسب ہے کہ مہاجرین مین سے امیر اور انصار مین سے جو ہمیشہ مہاجرین کی
معاون ومددگار رہے ہین وزیر ہو اس امر پسندیدہ کو سب نے تسلیم کیا پہر حضرت عمر
نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین کیا تم مین سے کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت ابوبکرصدیق
یارغار سید الابرار پر فوقیت وفضیلت چاہے سب نے بالاتفاق کہا کہ معاذ اللہ ہرگز نہین
اس کے بعد اول آپنے پہر بعد کو اور صحابۂ کرام نے بخوشی خاطر حضرت صدیق اکبر کے
ہاتھ پر بیعت کی جب یہ امر خلافت تمام ہوگیا تو پہر کسی کو مخالفین مین سے سر اوٹھانیکی
جراءت نہوئی پہر سب ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین مین شریک ہوئے
جائے دفن مین اختلاف رائے ہوا مگر آخر کار حضرت صدیق اکبر کے اس بیان سے
کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جس مکان مین نبی کی وفات ہوئی ہے وہی مکان
اوسکے دفن کی جگہ ہوتی ہے آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک مین
جہان آپ نے انتقال فرمایا تھا دفن کئے گئے اب اس واقعی بیان سے کسی اہل فہم وانصاف
کو اس امر مین کسی قسم کا شک وشبہہ باقی نہین رہ سکتا کہ خلافت کا یہ کام ایسا ہی امر اہم

تھا کہ تجہیز و تکفین پر اسکا مقدم ہی ہونا ضرور تھا ورنہ خدا اعلوم مخالفین اسلام اوسوقت
کیا غدر و فتنہ و فساد برپا کرتے اور اسلام کی کیا کچھہ توہین ہوتی چنانچہ اسوقت تک
عالم مین یہی قاعدہ جاری چلا آتا ہے کہ بادشاہ وقت کے انتقال ہوتے ہی سب کامون
سے پہلے کوئی اوس کا جانشین مقرر ہو جاتا ہے اس کے بعد اوس کی تجہیز و تکفین کیجاتی
ہے عام ہے کہ بادشاہ اور اوس کے جانشین دیندار ہون یا دنیادار یہان تک
کہ شیعون کے یہان بھی اگر کسی کو کسی وقت کچھہ حکومت مل جاتی ہے تو اون کو
بھی یہ ہی قاعدۂ صدیقی و عمری بہ مجبوری ضروری جاری کرنا پڑتا ہے کیونکہ
مصلحت ملکی کا تقاضا ہی یون ہے اس تحقیق کے بعد یہ سمجھنا چاہئے کہ
اس روایت سے اگرچہ حضرت علی رضؓ کی بیعت صدیق اکبر رضؓ مین تاخیر پائی جاتی
ہے لیکن جبکہ آخر مین بہ رضا و رغبت آپ کا بیعت کرنا یقیناً ثابت ہے تو
اس حالت مین کسی اہل عقل و انصاف کو اسمین چون و چرا کرنے کی کچھہ گنجایش نہین
اور باقی اس امر کو صاحب ذوالفقار حیدر کرار غیر فرار کے تقیہ پر محمول کرنا خاص حضرات
شیعہ ہی کو جرءت ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک آپ کا دامن پاک اس ناپاک
دہبہ سے پاک ہے اور آپ کی بلکہ آپ کے غلامون کی بھی شان عالی اس نفاق
و ریا کے اختیار کرنے سے اعلی اور ارفع ہے یہ تو اس معاملہ مین روایت مشہورہ کا
بیان تھا اب اس کے متعلق دوسری روایت سنئے جو نہایت صحیح و مطابق عقل ہے اور
تاریخی واقعات بھی جو مسلمہ فریقین ہین اوس کے سچے ہونے پر کامل شہادت دے
رہے ہین جس کو صاحب تمہید فی بیان التوحید ابو شکور سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت
وثوق کے ساتھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاص اوس ہی جلسہ
مین موجود تھے اور سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق کے ہاتھ پر بیعت
کی اوس کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت علیؓ کی طرف خطاب کرکے یہ فرمایا

کہ یا علی تم امیر ہو یہ سنکر آپ نے یہ جواب دیا کہ نہین بلکہ آپ امیر ہین یا خلیفہ رسول اللہ جبکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا تو پہر کون موخر کر سکتا ہے یہ کہہ کر جہٹ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پہر اس کے بعد تین روز تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آدمیون کو جمع کر کے یہ فرماتے تہے کہ تم میری بیعت کو توڑ دو حضرت علی تمہارے درمیان مین موجود ہین تم اون کو اپنا امیر بنا لو سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے تہے کہ قسم ہے خدا کی ہم آپ کی بیعت کو ہرگز نہین توڑین گے آپ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا تو پہر کس کی مجال ہے کہ موخر کرے اس روایت کے بیان کرنے کے بعد صاحب تمہید نے یہ بہی صاف کہدیا کہ جن روایتون سے بیعت صدیق مین حضرت علی کا توقف ثابت ہوتا ہے وہ کل شیعون کی روایتین ہین خدا اونکو ہدایت کرے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پانچوین صدی تک جس زمانہ مین کہ صاحب تمہید موجود تھے اہل سنت کی کتابون مین اس قسم کی روایات کا وجود نہ تھا ورنہ وہ ضرور ان روایات سے تعرض کر کے اون کے جواب کی طرف توجہ کرتے کیا تعجب ہے کہ بعد کو حضرات شیعہ نے اپنی عادت قدیمی کے موافق الحاق کر دیا ہو چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین تحریر فرمایا ہے کہ شاہی زمانہ مین کوئی شخص ایران سے صحیح بخاریان قلمی لایا تھا جو نہایت خوشخط لکہی ہوئی تہین اور نہ ارزان قیمت اون کو فروخت کرتا تھا چونکہ اوس زمانہ مین یہ کتاب کم دستیاب ہوتی تہی اکثر طالب علمون نے اوسکو خرید لیا جب دیکھا گیا تو بعض بعض مقامات مین مذہب شیعہ کی روایتین الحاق کی ہوئین پائین علماء نے حتی الامکان اونکو جمع کر کے جمنا مین ڈلوا دیا ایسی ہی اور کتابون مین بہی اس قسم کا تجربہ ہوا ہے ان حضرات کی اس طرح کی چالاکیان اپنے مذاہب کے رواج دینے کی خاطر سے قدیم سے چلی آئی ہین کچھہ نئی بات نہین خیر جو کچھہ بہی ہو مین اس مقام پر اس معاملہ مین دو وجہ سے زیادہ زور دینا نہین چاہتا

اول تو اس قسم کی روایات کے الحاق ہونے کے باب مین ہمارے علماء مین سے کسی کی تصریح نہین پائی جاتی اس لحاظ سے مین ان روایات کے قطعًا الحاقی قرار دینے پر جرءت نہین کرسکتا دوسرے یہ ہے کہ مخالفین خصوصًا شیعان مجادلین کے مقابلہ مین اس قسم کا جواب فی الجملہ ضعف سے بہی خالی نہین اس لئے مین اس معاملہ مین تحقیقی طور پر ایک مضمون معقول جو قابل قبول ارباب عقول ہو بیان کرتاہون اور ان مختلف روایتون کے وجود کو اپنے مذہب کی معتبر کتابون مین مسلم قرار دے کر ایک کی دوسری پر ترجیح دینے کا ایک کلیہ قاعدہ بیان کئے دیتا ہون جسکو ہر شخص جس کی طبیعت مین ادنے مادہ بہی فہم و انصاف کا اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا ہے انشاءاللہ ضرور تسلیم کرے گا وہ یہ ہے کہ جب دو قسم کی مختلف روایتین موجود ہون تو یون مناسب ہے کہ دونون سے قطع نظر کرکے اون واقعات کی طرف نظر کی جائے جو فریقین کے نزدیک مسلم ہون پہر عقل سے کام لینا چاہئے جو حق و باطل کی تمیز کرنیکے لئے عطا ہوئی ہے اوس سے جو کچھہ بہی ثابت ہو اوسکو بلا تامل تسلیم کیا جائے اب اس مقام مین بغور دیکھہ لیجئے کہ جہان تک واقعات مسلمہ فریقین پر نظر غور ڈالی جاتی ہے تو اوس سے صاف طور پر یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت صدیق اکبر کی ابتداء خلافت سے لیکر انتہا تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ مثل اور صحابہ کے بلکہ اوروں سے زیادہ تمام امور مہمہ مین اون کے شریک حال رہے مخالفین اسلام سے جسقدر لڑائیان اون کے زمانہ خلافت مین ہوئین اون مین آپ کی رائے و صلاح و مشورہ پر فتوحات و مال غنیمت مین سے اپنا حصہ خاطر خواہ لینا قطعًا ثابت ہوتا ہے نماز پنجگانہ اون کے پیچھے ادا کرنے اور مسائل دینیہ مین اکثر اون کے ہمصفیر بنے رہنے مین بہی فریقین مین سے کسی اہل علم کو ہرگز شک و شبہہ نہین اسکا کہین ثبوت نہین کہ چھہ مہینے تک آپ نے یہ امور موقوف کر رکہے تھے یہ واقعات صحیحہ صاف اس امر کی شہادت کامل دے رہے ہین کہ جیسے آپ نے خلیفہ دوم و خلیفہ سوم حضرت عمر فاروق و حضرت

عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی بیعت اور خلافت کے تسلیم کرنے مین ابتدا ہی سے کچھہ توقف نہین کیا
ایسے ہی خلیفۂ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی آپ نے اول ہی روز سے
بلا تامل تسلیم کرلی علاوہ برین عقل سلیم اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے ہوتے ہی اہل اسلام مین یہ اختلاف اور اس قسم کے نزاع اور باہمی جھگڑے
قصے پیدا ہو جاتے تو حضرت صدیق اکبر کے اسقدر کم زمانۂ خلافت مین جو پورا اڑھائی برس
کا بھی نہ تھا اس قدر کثرت سے فتوحات جو اس مدت قلیل کے مقابلہ مین زیادہ اور بہت تعجب
خیز معلوم ہوتی ہین ہرگز نہوتین بلکہ یہ ہونا کچھہ بعید نہ تھا کہ جو مقام رسول مقبول کے زمانہ
مبارک مین فتح ہوئے تھے ایسی حالت مین وہ بھی مسلمانون کے قبضہ و تصرف سے نکل جاتے
حقیقت مین خلیفۂ اول کی خلافت کا ابتدائی زمانہ ایسا نازک تھا اور اس قسم کے پیچیدہ
معاملات اوس مین واقع ہوئے تھے جن کا سلجھانا اور عوام و خواص کو اپنا مطیع و فرمانبردار
بنانا اور خدا و رسول کی سیدھی راہ پر اونکو چلانا خلیفۂ اول ہی جیسے تجربہ کار و ہوشیار اور حلیم
باوقار و اعلیٰ درجہ کے دیندار کا خاص کام تھا واقعی بات یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ کی
بہ نسبت جس مین رعب و داب حکومت قایم اور سامان حرب و ضرب فراہم ہو چکا تھا اس
نازک وقت مین تالیف قلوب اور اتحاد و اتفاق اہل اسلام کی نہایت سخت ضرورت تھی
جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ خاتم النبیین محبوب رب العالمین نے اپنے آخر وقت مین
ملک شام کی جانب لشکر بھیجنے کا مصمم ارادہ کیا اور اسامہ کو سردار لشکر مقرر کرکے اپنے دست
مبارک سے اوس کے لئے علم تیار کیا اور اوس کے کوچ کرنے کی تاکید شدید فرمائی چنانچہ
حضرت اسامہ نے مع اپنے لشکر کے آپ کے فرمان کی بموجب فوراً مدینہ طیبہ سے کوچ
کرکے شہر کے باہر قیام کیا اور فوج کے فراہم کرنے مین مشغول ہوئے ابھی تک پورا لشکر
فراہم ہونے پایا تھا کہ محبوب رب العالمین سرور اولین و آخرین پر حالت نزع طاری
ہو گئی اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی حضرت اسامہ اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر جھٹ مدینہ

منورہ مین آداخل ہوئے اور مسجد نبوی مین علم نصب کرکے آپ کی صحت کے منتظر رہے مگر چونکہ اللہ جل شانہ کو آپ کی ذات رحمۃ للعالمین سے جو تکمیل دین اور اپنے بندون پر اتمام نعمت مقصود تھا آپ اوس کو کماحقہ انجام دے چکے تھے اس لئے مصلحت الہی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس دار فانی کو چھوڑکر آپ عالم جاودانی کی طرف تشریف یجائین اور آپ کے دین کی بقا و اشاعت آپ کے نائبون اور خلفاء برحق کے واسطے سے ہوتی رہے غرض اس حادثہ الیم و انقلاب عظیم کے سبب سے حضرت اسامہ کا ملک شام کی طرف کوچ کرنا ملتوی ہوگیا اودہر وفات سرور کائنات کے ہوتے ہی مدینہ طیبہ کے نومسلم مرتد ہوگئے زکوٰۃ کے ادا کرنے سے انکار کیا اودہر مسیلمہ کذاب نے مدعی نبوت بنکر ملک عرب مین شور و شغب برپا کردیا ہزارہا آدمیون کا لشکر اوس کے ساتھ جمع ہوگیا ایسی سخت مصیبت کی وقت مین خلیفہ برحق افضل الناس بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر صدیق کے استقلال بمثال کو دیکھنا چاہئے کہ آپ نے سند خلافت پر بیٹھتے ہی اول یہ حکم صادر فرمایا کہ اسامہ اپنے لشکر کو لیکر نہایت عجلت کے ساتھ بلاد شام کی طرف روانہ ہون صحابہ کرام نے بارگاہ خلافت مین عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ پہلے گہر کا انتظام یعنی مانعین زکوٰۃ کے فتنہ و فساد کا رفع کرنا مناسب ہے پہر بعد کو باہر لشکر بہیجنا چاہئے آپ نے یہ جواب دیا کہ اگر بالفرض مدینہ طیبہ مین کوئی شخص بہی باقی نرہے یہان تک کہ ازواج مطہرات کی حفاظت بہی نہوسکے تب بہی مین اوس لشکر کو نہین روک سکتا جسکا جہنڈا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مرتب کیا ہے اسامہ کو حکم دو کہ جلد روانہ ہون چنانچہ فرمان عالی کے صادر ہوتے ہی اونہون نے شام کی طرف کوچ کیا پہر آپ نے مرتدین یعنی مانعین زکوٰۃ پر جہاد کا حکم دیا اس مین بہی بڑے بڑے صحابہ یہان تک کہ حضرت عمرؓ نے بھی جو سب سے زیادہ دین کے معاملہ مین سخت تہے کلام کیا کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہین اون پر باوجود اہل قبلہ ہونے کے کیونکر جہاد کیا جائے حضرت خلیفہ برحق

نے فرمایا کہ اے عمرؓ جاہلیت کے زمانہ مین تو تو بڑا بہادر تھا اب اسلام کی حالت مین کیا ایسا نامرد بن گیا قسم ہے خدا کی جو شخص کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اونٹ کے پاؤن باندہنے کی فقط رسی ہی دیا کرتا تھا اور اب وہ اوس سے انکار کرے گا تو مین اوس پر بہی جہاد کرونگا یہان تک کہ اگر کوئی شخص بھی اس معاملہ مین میرا ساتھ نہ دے گا تو مین اکیلا ہی اس مہم کو سرانجام دون گا یہ کہکر آپ سوار ہو گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی سواری کی باگ پکڑلی اور فرمایا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ تنہا اس امر کا قصد نہ فرمایئن اگر خدانخواستہ آپ کی جان کو کچھہ نقصان پہنچا تو پہر تا قیامت ترقی اسلام مسدود ہو جائے گی ہم سب آپ کی تعمیل حکم کے لئے موجود ہین القصہ آپ کے حکم عالی سے زکوٰۃ کے منع کرنے والون کو قرار واقعی گوشمالی دے کر اون کو راہ راست پر لایا گیا اور ایسے ہی ایک لشکر جرار مسیلمہ کذاب کی قتال کے لئے بہیجکر اوس کو واصل جہنم کیا اوس طرف اسامہؓ نے بلاد شام مین پہنچتے ہی ایک تہلکہ ڈالدیا کفار کو شکست پر شکست دے کر فتوحات بے شمار حاصل کرکے دار الخلافہ مین روانہ کین یہ حالات سنکر کسی شخص کو شبہ نہین رہ سکتا کہ یہ سب اتفاق کی خوبی تھی ورنہ ایسے نازک وقت مین مسلمانون مین نا اتفاقی کے پیدا ہو جانے سے کون نہین جان سکتا کہ کیا کیا برے نتیجہ پیدا ہو جاتے واقعی بات یہ ہی کہ تینون خلافتون مین اسلام کی اسقدر ترقی ہونے کا باعث خلفاء ثلٰثہ کی ذات بابرکات کا کمال تو تھا ہی لیکن بڑا سبب اسکا اتفاق باہمی ہی تھا ورنہ وہ کیا کمال تھا جو خلیفۂ چہارم اسد اللہ الغالب کی ذات عالی صفات مین موجود نہ تھا آپ کے زمانۂ خلافت مین اگر نقصان تہا تو صرف یہی تھا کہ عبد اللہ ابن سبا کی فتنہ پردازی نے آپس مین نا اتفاقی پہیلا دی ہتی جسکا نتیجہ سب موافقین ومخالفین پر ظاہر ہے کہ ترقی اسلام جو روز بروز اپنا عروج دکھلا رہی ہتی سب یک قلم مسدود ہو گئی مگر چونکہ خاتم الخلفاء کا زمانۂ خلافت ہی مخبر صادق کے فرمانے کے بموجب کہ میرے بعد تیس برس تک اور بعض روایات مین پینتیس برس تک خلافت رہے گی پہر بادشاہت بن جائے گی خلافت راشدہ

کا زمانہ تھا اسقدر اثر ضرور باقی رہا کہ باوجود ظاہری ترقی نہونے کے سلمانون نے آپ کے زمانۂ کرامت نشانہ مین باطنی ترقی کی آپ کے فیضان باطنی سے اہل ایمان کے قلوب نور عرفان سے منور ہوگئے جس کا پرتو ابدالآباد تک انشا اللہ عالم مین باقی رہے گا بلکہ حق یہ ہے کہ ترقی باطنی کی اشاعت خاتم الخلفاء کے وقت مین بہ نسبت زمانۂ خلفاء سابقین کے زیادہ ہوئی کچھ اس وجہ سے نہین کہ وہ مراتب باطنی مین آپ سے کچھ کم درجہ رکھتے تھے جیساکہ بعض ناواقفونکو اس کا دھوکہ ہوا ہے بلکہ اس سبب سے کہ اون حضرات کا زمانہ جہاد فی سبیل اللہ اور کفار کے سلمان بنانے اور اسلام کے پھیلانے مین صرف ہوا جس کی اوسوقت مین زیادہ ضرورت تھی بلکہ نیابت نبوت کا جزو اعظم ہی یہ ہی تھا آپ کے زمانہ مین فسادات باہمی کی وجہ سے چونکہ یہ امر موقوف ہوگیا تھا اس لئے مصلحت الٰہی اس ہی کو مقتضی ہوئی کہ پہلے جو سلمان ہوچکے ہین اون کو باطنی ترقی دی جائے حاصل یہ ہے کہ خلفاء اربعہ آپس مین مانند شیر و شکر اور ایک دوسرے کے مونس و غمگسار اور دین محمدی کے حامی و مددگار رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد جقدر بھی دین کی ترقی ہوئی وہ ان ہی چار یارون اور اون کے انصار دن کا طفیل ہے سمجھئے یہ ہے خلافت کے معاملہ مین اہل سنت کی تحقیق اب اس کو اوس قصۂ فرضی کے ساتھ جو ہم نے مذہب شیعہ کی بنا پر اوپر ذکر کیا ہی مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے کہ حق و باطل کھلا ہوا نظر آرہا ہے اور ایک کی اصلیت اور دوسرے کی بناوٹ صاف معلوم ہورہی ہی مضمون خلافت کے آخر مین قصۂ قرطاس کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جس کو علماء شیعہ نے تتمہ خلافت قرار دے رکھا ہے اور اوسکو کاغذی گھوڑا بناکر ایسا دوڑایا ہے جو نابالغان حقیقت الامر کو کسی قدر خوش نما معلوم ہوتا ہے لیکن ارباب عقل جنکو درجۂ حقیقت پر مرتبہ بلوغ حاصل ہے اون کے نزدیک تو وہ لعبۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتا اوس کی کیفیت یہ ہے کہ سرور کائنات نے وفات سے چار روز پہلے پنجشنبہ کے روز شدت مرض کی حالت مین جسوقت صحابہ آپ کے پاس جمع تھے اونکی طرف خطاب کرکے یہ فرمایا کہ تم مجکو کاغذ دے دو تاکہ مین کچھ لکھدون کہ تم میرے

قصۂ قرطاس

بعد نہ بھٹکو یہ سنکر بعض نے تو یہ کہا کہ دیدینا چاہئے بعض کی یہ رائے ہوئی کہ نہیں آپ شدّت مرض کی حالت مین خدا معلوم کیا فرما رہے ہین بعض نے کہا کہ دوبارہ پھر آپ سے دریافت کر لو حضرت عمر نے فرمایا کہ بھلا ایسے وقت مین کیون آپ کو تکلیف دیتے ہو اللہ تعالیٰ کا کلام تو موجود ہی ہے وہ ہدایت کے لئے کافی ہے اِس گفت و شنود مین جب شور و شغب برپا ہوا آپ نے فرمایا کہ جاؤ نبی کے پاس شور کرنا مناسب نہیں تو قصہ تو فقط اتنا ہی تھا شیعہ صاحبون کے کان مین جو اس کی بھنک پہنچی تو پھر کیا کہنا تھا لگے شور مچانے اونھون نے اوس مثل مشہور کے بموجب کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوئے اونے کہا چار روٹیان یہ من گھڑت گھڑلی کہ ادہو یہ تو جناب امیر کی خلافت لکھنے کا آپ کا ارادہ تھا عمرؓ نے اوس سے روک دیا لگے حضرت عمرؓ کو بے نقط سنانے اِن بھلے مانسون سے کوئی پوچھے کہ بھلا تمکو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ خلافت ہی لکھنے کو تھے اِس قصہ مین اسکا کہین ذکر فکر بھی ہے دوسرے اگر اسکو تسلیم بھی کیا جائے تو پھر اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ جناب امیرؓ کی ہی خلافت تھی تنی یہ سنکر یون نہ کہدین گے کہ یہ حضرت صدیق اکبر کے ہی خلیفہ بنانے کا قصد تھا اور اون کا یہ کہنا کچھ بیجا بھی نہو گا اِس لئے کہ اون کی بعض کتابون سے یہ ثابت ہے کہ اِس سے پہلے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ مین اونکے لئے کچھ لکھوا دون تاکہ کوئی آرزو کرنے والا پھر آرزو نکرے اور یون نہ کہے کہ مین اِس کام کے واسطے اولی ہون پھر آپ نے فرمایا کہ کچھ ضرورت نہیں اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور مومنون کو ابوبکرؓ کے سوا اور کسی کا خلیفہ بنانا منظور نہو گا۔ تیسرے یہ ہے کہ اگر بالفرض تمہارے نزدیک یہ جناب امیرؓ کی خلافت کا ہی معاملہ تھا تو اونہین کو اِس کام کے سرانجام مین سب سے زیادہ کوشش چاہئے تھی وہ تو وہان موجود تھے ہی جھٹ سے کاغذ اور دوات و قلم آپ کے سامنے جا رکھا ہوتا اگر حضرت عمرؓ منع کرتے تو آپ ذوالفقار حیدری کھینچکر اون کے سر پر کھڑے

ہو گئے ہوتے جس نے ہزار دن جنات کے سر قلم کردے تھے یا اپنی کمان ہی پھینکدی ہوتی کہ وہ اژدہا بنکر اون کے دشمنون کے کھانے کے لئے دوڑ پڑتی - چوتھے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رسول برحق تھے اور خاص ہدایت خلائق کے لئے ہی بھیجے گئے تہے اور اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی کے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ تم احکام خداوندی کے پہنچانے مین کوتاہی مت کرو اور نہ کسی سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ تمکو آدمیون سے بچانے والا ہے تو پھر آپ صرف ایک حضرت عمرؓ یا اون کے چند ہمراہیون کے منع کرنے سے ایسی بڑی مہم اور عظیم الشان کام مین کیون رک گئے اور اگر کسی مصلحت سے اوس وقت اپنا ارادہ ملتوی بھی کر دیا تھا تو بعد کو پورا کر دیا ہوتا کیونکہ اس معاملہ کے بعد تو آپ کئی روز تک اس عالم مین تشریف فرما رہے اور اس مدت مین بعض مرتبہ شدت مرض کو افاقہ بھی ہو گیا تھا حالانکہ اس کے بعد آپ نے کچھ وصیتین فرمائین جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اوسوقت بھی آپ کو صرف انہی وصیتون کا فرمانا مقصود تھا قصۂ خلافت کا کہین شان وگمان بھی نہ تھا اور واقعی یہ ہے کہ ہونا بھی نہین چاہئے تھا نہ سنیون کے مذہب حق کے موافق اور نہ شیعون کے اصول موضوعہ کی بناپر اسلئے کہ اہل سنت کے مذہب مین تو ظاہر ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری مین نہ کسی کو اپنا خلیفہ بنایا نہ کسی کا بنانا چاہا بلکہ اوسکو محض خدا اور مومنین کی مرضی پر چھوڑ دیا وفات کے قریب اوس سے انحراف کرنا شان نبوت کے بالکل خلاف ہی تھا رہا حضرات شیعہ کے اصول مفروضہ کی بناپر وہ اسوجہ سے کہ اس سے پہلے موضع خم غدیر مین شیعون کے نزدیک جناب امیر مجمع عام صحابۂ کرام مین خلیفہ بنائے گئے تہے اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے آپ کو امیر المومنین کہنے لگے تھے - چنانچہ اس ہی بنا پر شیعہ صاحب اس خوشی کے دن کو عید غدیر کے ساتھ موسوم کرکے اوس روز وہ وہ خوشیان مناتے ہین جسکا لطف ارباب نشاط جو اس جلسۂ سرور مین شریک ہوتے ہین سال بھر تک نہین بھولتے

تعجب یہ ہے کہ جب ان کے مذہب کے موافق خوشی کا منشا ہی باقی نرہا بلکہ اولٹا غم کیا تھا بدل گیا تو پہر اوسکو عید کا دن قرار دینا ان ہی حضرات عالی حوصلوں کا کام ہے خیر ہمکو اِس سے کیا بحث ہے یہ جانین اِن کا کام اِن کے اور یہی تمام کام کب ہمارے نزدیک عقل کے مطابق ہین اِس مقام پر صرف ہماری اتنی غرض ہے کہ اِس معاملہ کے مکمل ہونے کے بعد جبکہ اسکا عملدرآمد پورے طور پر ہو چکا تھا اِس کے لئے کاغذ لکھے جانے کی کیا ایسی ضرورت تھی اگر یہ خیال تھا کہ شاید بیعت کرنے والے پہر جائین تو جو لوگ مجمع عام کے معاملہ سے جو ہزارون آدمیون کے روبرو قرار پا چکا تھا انکار کر جائین ظاہر ہے کہ اِس خفیہ کارروائی سے جو مکان محفوظ مین اشخاص معدود کے سامنے کی جائے جس کو بقول شخصے کلھیا کا گڑ کہنا چاہئے اون کا منحرف ہو جانا کیا بڑی بات ہے غرض اِس قصۂ خلافت کے متعلق اِس فرقہ نے جسقدر بہی خیالات بندیاں کی ہین وہ خدا کے فضل سے سب اِس ہی قسم کی ہین کہ گہر دن مین اپنے ہمجولیون کے ساتھ بیٹھکر کبھی کبھی اپنا دل خوش اور غم غلط کر لیا کرین لیکن ان مین سے ایک بات بہی ایسی نہین جو کسی مدمقابل کے سامنے کبھی بھول کر بھی زبان سے نکالی جائے یہ قصہ تو سن چکے اب حضرات ناظرین ذرا باغ فدک کی بھی سیر کریجے جس مین

قصہ باغ فدک

اونھون نے اپنی طبیعت جدت پسند سے عجیب عجیب قسم اور نئے نئے رنگ کے پھل پھول لگا کر اوسکو قیصر باغ بلکہ رشک گلزار فرخار بنا رکھا ہے اوس کی فقط اتنی حقیقت تھی کہ خیبر کے متعلق وہ ایک نہایت مختصر کھجورون کا باغ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ طریق صلح نہ لطور مال غنیمت حاصل ہوا تھا آپ نے اپنی حیات مین اوس کا یہ مصرف قرار دے رکھا تھا کہ اوس مین سے سال بہر کا اپنے اہل وعیال کو نفقہ لقدر قوت لایموت دے دیا کرتے تھے باقی اوس مین سے جو کچھ بچتا تھا اوسکو فقرا و ساکین پر تقسیم کر دیتے تھے آپ کی وفات کے بعد جب حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی جگہ آپ کے خلیفہ و جانشین مقرر ہوئے تو اوسوقت حضرت فاطمہ نے اس امر کی درخواست کی کہ مجکو وراثت مین یہ باغ دے دیا جاوے آپ نے

یہ جواب دیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ
ہم انبیاء کا نہ کوئی وارث ہوتا ہے نہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہین جو کچھہ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ
ہوتا ہے اسکے متعلق اصل حدیث شریف مین ایسا لفظ واقع ہے جس کے ایک معنی تو یہ ہین کہ
حضرت فاطمہؓ یہ سنکر نادم یا غمگین ہوئین پھر آخر تک کلام نہین کیا دوسرے یہ معنی ہوسکتے
ہین کہ غصہ ہوگیئن لیکن بعد کے راویون نے اوس لفظ کے صرف غصہ کے ہی معنی سمجھکر اسکو
غصہ کے لفظ سے تعبیر کردیا ہے غرض وَجَدَت کی جگہ غَضِبَت کا لفظ بیان کیا ہے بہر صورت
آپ کے اخیر تک کلام نہ کرنے کے یہ معنی نہین کہ بالکل سلام وکلام ترک کردیا بلکہ مراد یہ ہے
کہ اس معاملہ خاص مین پھر کبھی گفتگو نہین کی اسلئے کہ تین دن سے زیادہ بغض رکھنا
شرعًا ناجائز ہے اس کے سوا حضرت صدیقؓ حضرت فاطمہؓ کے محرم نہ تھے جن کے ساتھ ہمیشہ
آپ کو کلام کا اتفاق ہوتا ہو اور پھر اس معاملہ کے بعد ترک کردیا گیا ہو کیونکہ غیر محرم
سے بلاضرورت کلام کرنا درست نہین اور اگر بالفرض شیعون کی خاطر سے اس امر کو تسلیم
بھی کرلیا جائے کہ فی الواقع جناب سیدہ نے غصہ ہوکر سلام وکلام بالکل ترک ہی کردیا
تھا تب بھی سنیون کے مذہب پر اس سے کچھہ الزام قائم نہین ہوسکتا اس واسطے کہ نہ تو وہ
حضرت صدیق اکبر کو جھوٹا سمجھتے ہین کہ یہ احتمال ہو کہ شاید یہ حدیث اونھون نے اپنی طرف
سے بنائی ہو اور نہ حضرت فاطمہؓ کو معصوم جانتے ہین کہ اون کا اس معاملہ مین غصہ ہوجانا
جو مقتضائے بشریت وتقاضائے صاحبزادگی ہے خلاف عصمت سمجھا جائے ہان مذہب شیعہ
کی بنا پر چونکہ وہ اون کو معصوم قرار دیتے ہین اون کی ذات پاک پر سخت الزام قایم ہوتا ہے
جسکا رفع ہونا کسی صورت سے ممکن نہین کیا معنی کہ معصوم اور دنیا سے آزاد کو خصوصًا ایسے
وقت مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پدر بزرگوار سرور عالم کا صدمہ جانکاہ پیش
آرہا ہو دنیا کی ایک حقیر شے کا قصہ چھیڑنا اور اوس کو اسقدر طول دینا کہ اپنے باپ کے
خسر اور اون کے جانشین سے سلام وکلام تک ترک کردینا کسقدر شان عصمت کے خلاف

ہے لیکن حضرات شیعہ جناب سیدہ پر ایسے ایسے الزامون کی کیا پرواہ رکھتے ہین اُنھون نے تو اس سے بھی کہین زیادہ آپ کے خلاف شان باتین بیان کی ہین چنانچہ اسی ہی معاملۂ خاص کے متعلق حق الیقین مین لکھا ہے کہ جناب سیدہ نے جناب امیرؑ سے کہا کہ تو ایسا بیٹھا ہے جیسا کہ مان کے پیٹ مین بچہ بیٹھا ہوتا ہے دشمن تو غلبہ کر رہے ہین اور تو خاتُون کی طرح گھر پر بھاگ آیا ہے اصول کافی کلینی[۱] مین ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عمرؓ کا گریبان پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا ظاہر ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ کے دامن پاک پر ان گستاخانہ مضمونون سے کیسا ناپاک دھبہ لگتا ہے جبکا اہل سنت کے نزدیک اون کے خادمون کی نسبت بھی خیال کرنا انتہا درجہ کی بے ادبی ہے۔ اب رہا حضرت صدیق اکبرؓ پر شیعون کا یہ الزام لگانا کہ معاذ اللہ اُنھون نے جھوٹی حدیث بنا کر جناب سیدہ کا حق ناحق غصب کر لیا تو یہ خوب یاد رہے کہ جیسے اون حضرت کی ذات عالی درجات مذہب حق اہل سنت کے موافق اس ناپاک الزام سے پاک ہے ایسے ہی شیعون کے مذہب کی بنا پر بھی ہے جس سے عوام ہرگز واقف نہین اس لئے کہ اوس ہی اصول کلینی[۲] باب العلم مین صاف موجود ہے کہ انبیاء کسی کو درہم و دینار کا وارث نہین بنایا کرتے بلکہ علم کا وارث بنایا کرتے ہین جس نے اوسکو لیا گویا اوس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا اب مین علماء شیعہ سے باغ فدک کی سچی میٹھی اور لانبی لانبی کھجورون کی قسم دے کر پوچھتا ہون جو والتین والزیتون کی قسم سے بھی کہین بڑھ چڑھ کر ہے کہ خدا کے لئے ذرا انصاف سے فرمائین کہ آپ کی اس حدیث کلینی اور ہماری اس حدیث صحیح مسلم و صحیح بخاری مین جو

---

[۱] اَخَذَتْ بِتَلَابِیْبِ عُمَرَ فَجَذَبَتْهُ اِلَیْهَا اصول کافی باب مولد فاطمہؑ صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ھ
ترجمہ حضرت فاطمہؑ نے گریبان حضرت عمرؓ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

[۲] عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَ ذَاکَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ الخ اصول کافی باب فرض العلم صفحہ ۱۷ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ھ ترجمہ ابی عبد اللہؑ نے فرمایا کہ علمائے دین وارث انبیا ہین اور انبیاء دراہم و دنانیر کا وارث نہین بناتے بلکہ احادیث کا وارث بناتے ہین۔

حضرت صدیق اکبر سے مروی ہی کیا فرق ہی کیون حضرات جب آپ کی کلینی شریف کی اس حدیث سے جناب رسالتمآب کی وراثت قطعًا باطل ہوگئی تو پہر اس صریح تہمتین کیون حضرت صدیقؓ یار غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقین ناحق طوفان بندی کرکے دین کی خیرباد کہی جاتی ہی ہان حضرت فاطمہؓ کے راضی وناراض ہونے کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ جسوقت فریقین کی معتبر کتابون سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سچا اور حق پر ہونا ثابت ہوگیا تو جناب زہرا کا اون سے ناراض ہونا جو محض تقاضائے بشریت ہے اونکے حق مین کچھہ مضر نہین ہوسکتا مگر الحمد للہ کہ اِس رنج کے قصہ کو بھی جس کو شیعہ صاحب نہایت خوشی کے ساتھہ ذکر کیا کرتے ہین اِن ہی کی کتابون مجاج السالکین وغیرہ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بہ خوبی طے کردیا کہ حضرت ابو بکرؓ کو جب کہ جناب سیدہ کا رنجیدہ ہونا اور باغ فدک کے معاملہ مین پہر کچھہ کلام نہ کرنا معلوم ہوا تو یہ امر اون پر نہایت شاق گذرا اور آپ کے راضی کرنے کے لئے آپ کے مکان پر آئے اور عذر ومعذرت کے بعد یہ بیان کیا کہ جس طرح پر تمھارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین باغ فدک کی آمدنی صرف کی جایا کرتی ہی کہ تم اہلبیت کا نان ونفقہ نکال کر باقی جو کچھہ بچتا تھا اوس کو فقرا ومساکین پر آپ صرف کردیتے تھے مین بھی ویسا ہی کرون گا۔ چنانچہ اس بات پر حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا راضی ہوگئین کیا تماشے کی بات ہے کہ حق والے تو حضرت صدیقؓ سے راضی ہوگئے مگر ناحق والے ہین کہ اون سے ایسے روٹھے ہین کہ تمام جہان کے منانے سے بھی نہین منتے خیر جن سے خدا اور رسول اور اہلبیت راضی ہون تو جنکا وجود کسی مین بہی شمار نہین اون کے راضی یا ناراض ہونے سے کیا غرض اور قطع نظر روایات فریقین کے اس معاملہ مین عقل سلیم صاف تبلا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کو بالفرض تسلیم بہی کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ اوس کا بڑا حصہ آپ کے چچا حضرت عباس اور آپ کی ازداج مطہرات کو ملنا چاہئے تھا جنمین سے ایک تو امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین کی صاحبزادی اور دوسرے اون کے وزیر باتدبیر حضرت عمر رضی اللہ کی بیٹی تہین حالانکہ انہین سے

کسی کو بھی میراث کا دینا فریقین مین سے کسی کے نزدیک ثابت نہین نہ کوئی آج تک اس امر کا
قائل ہوا ہے اگر اون کو خدانخواستہ جناب سیدہؑ کے ساتھ جیسا کہ شیعون کا گمان خلاف واقع
ہے کچھہ پرخاش ہوتی تو اپنے اور متعلقین خاص کو جنکے ساتھ خصوصیت خاصہ عوام وخواص
شیعہ کے نزدیک مسلم ہے اوس سے کیون محروم رکھا جاتا بلکہ حق تو یہ ہے کہ ایسی حالت مین
اون کی پرشوکت خلافت کے زمانہ مین اہلبیت کا نام ونشان ہی کیون باقی رہتا کیونکہ
اس امر کے شیعہ خود قائل ہین اور قائل بھی کیسے کہ اس ہی پر اون کے مذہب کا مدار ہی
کہ سوا دو چار شخصون کے سب اون کے مطیع وفرمان بردار اور تمام نعوذ باللہ مرتد اور اہلبیت
کے قطعًا دشمن تھے اور اون کے سامنے جناب امیر اور اون کے دو چار مددگار دن کی
کچھہ حقیقت نہ تھی اس ہی لئے مجبورًا سب تقیہ کی آڑ مین بسر کرتے تھے پھر خیال کرنے کی بات
ہے کہ باغ فدک کے غصب کرنے سے خلیفہ وقت کی غرض ہی کیا تھی اوس سے اون کی
کاربراری ہی کیا ہوئی کوئی ہمکو اس کا تو جواب دے کہ اُنھون نے اوسکو بیچ کر یا اوس
کی آمدنی سے اپنا کچھہ شاہانہ تجمل بڑھایا یا اوسکے پھلون سے اُنھون نے خود یا اونکی اولاد
نے مزہ اوٹھایا یا اوس کی لکڑی سے کسی قسم کا سامان آرائش وآسائش مہیا کیا یا اونھون
نے اپنی اولاد کے نام اوس کا بیعنامہ یا ہبہ نامہ لکھدیا یا اون کے بعد وہ کسی کو وراثت
مین پہنچ گیا نہین کچھہ بھی نہین ہوا بلکہ وہ تو خلافت کے قاعدہ کے موافق مسلمانون کے مشورہ
پر موقوف رہا جو شخص اہل اسلام کے شورے سے خلیفہ رسول مقبول قرار دیا گیا وہی اوسپر
قابض ومتصرف ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق منشا اوسکو مصارف شرعیہ مین
جیسے کہ آپکے حین حیات مین تھا صرف کرتا رہا یہان تک کہ جسوقت جناب خلافت مآب
اسداللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے بھی اوسکو
بہ قاعدہ مستمرہ خلفاء سابقین بدستور قدیم جاری رکھا اور کسی قسم کے اپنے ذاتی تصرف کو
اوس مین کچھہ دخل ندیا۔ اب اے عقلمندو ان سب باتون مین سے ہماری ایک بات کا تو معقول

جواب دیدو جسکو کوئی عقلمند خواہ وہ کسی مذہب کا ہی کیون ہنو تسلیم کرے یا تم سے صرف اتنا ہی کہنا آتا ہے کہ خلیفون نے اہلبیت کا حق چھین لیا باغ فدک کو غصب کر لیا یہ کہنا تو کچھہ مشکل بات نہین اس مین تو فقط تمھاری وہیلا بھر زبان ہی ہلتی ہے جس کو بے سوچ سمجھے ہر شخص ہلا سکتا ہے ہان ہمارے ان اعتراضات کے آبدار ہتھیارون کے سخت حملون کو روکنا بڑے دل گردہ والون کا کام ہے البتہ ان تمام باتون مین سے صرف ایک اخیر کی بات کے جواب مین بعض شیعہ جو نہایت درجہ کے باحیا ہوتے ہین نیچی نگاہ کرکے دبی زبان سے کبھی کبھی یہ کہ بیٹھا کرتے ہین کہ چونکہ باغ فدک غصب ہو چکا تھا اس لئے غصب شدہ شئے مین جناب امیر علیہ السلام نے تصرف کرنا مناسب نہ سمجھا مگر اہل سنت ایسے بھولے بھالے کاہے کو ہین کہ ایسی بے سروپا بات سے جو ادنے سے ادنے عقل والے کے سامنے بھی پانو نہین چل سکتی دھوکہ مین پڑ جائین وہ اس امر ناصواب کے جواب باصواب مین بیباکانہ یہ کہدیتے ہین کہ حضرت ذرا سر اوٹھا کر یارون سے نگاہ ملائیے اور اس کا جواب عطا فرمائیے کہ جیسے آپ کے نزدیک باغ فدک غصب ہو چکا تھا ویسے ہی خلافت بھی تو غصب ہو چکی تھی پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے جناب امیر نے ایک چھوٹی ادنے درجہ کی بغیا کو تو غصب شدہ جان کر چھوڑ دیا جسکا چھوڑنا چندان دشوار کام نہ تھا جس کو معمولی درجہ کا آدمی بھی گوارا کر سکتا ہے اور خلافت جیسی کار آمد شئے کو جس کے پیٹ مین ایسے ایسے ہزارہا باغ بلکہ اس سے بھی بدرجہا زیادہ بارونق و پربہار بیشمار گلزار بھرے پڑے تھے اور غصب فدک پر قدرت پانے کا اصلی سبب بھی خاص یہی امر خلافت ہو سکتا ہے نہایت لطف کی چیز جانکر جھٹ سنگوا لیا اس پر قبضہ کرنے مین اس کے غصب شدہ ہونے کا کچھہ بھی خیال نہ کیا اس لاجواب بات کے جواب مین مدعیان غصب فدک سے اس کے سوا اور کیا بن پڑتا ہے کہ اوس بیچارے نیک بخت سنی کو جس کی زبان سے یہ منھ بند کرنیوالا جواب سنا ہے اپنے دل ہی دل مین کوستے اور کلیجہ مسوستے ہوئے یا چپکے چپکے اوس پر

لعنت کی بوچھار کرتے ہوئے اپنے گھر چلے جائین اور قطع نظر ان تمام امور کے فریقین بلکہ مخالفین
اسلام تک کی بھی کتب تواریخ موجود ہین جن مین واقعات سے بحث کی جاتی ہے جن کے
بیان مین مورخ قید مذہبی کا بہی چندان پابند نہین رہتا اون مین انکھون سے تعصب بیجا
کا پردہ اوٹھا کر بہ نظر انصاف دیکھنا چاہئے کہ خلفاء کرام کا اہلبیت عظامؑ کے ساتھ اونکی
زندگی بہر کیا برتاؤ رہا وہ اپنی ذات خاص سے تو طرح طرح کی بیحد تکلیفین اوٹھاتے تھے نہ تو
نہایت خوش ذائقہ ولطیف کھانا کھاتے تھے اور نہ عمدہ اور بیش قیمت لباس فاخرہ زیب
تن فرماتے تھے نہ شاہانہ مکانات وسواریان رکھتے تھے شب وروز اپنی حوائج ضروریہ
دنیویہ ومشاغل معمولہ دینیہ کے فارغ ہونے کے بعد جسقدر بھی قلیل وکثیر اون کو فرصت و
مہلت میسر آتی تھی اوس کو تمام انتظام امور خلافت ورفاہ خلایق وملک گیری وجہانبانی
مین صرف کرتے تھے رات بہر محض آسایش رعیت کی غرض سے چوکیدار بنکر خود بہ نفس نفیس
گشت کیا کرتے تھے اور اہلبیت تھے کہ اون کے عہد عافیت مہد مین بہ آرام تمام مزہ سے
پانون پھیلائے سویا کرتے تھے اون کی داد ودہش کا یہ حال تھا کہ ایک ایک مرتبہ اہلبیت
اطہار کو ساٹھ ساٹھ۔ اسی اسی ہزار بلکہ اس سے بہی زیادہ درہم ودینار دے دیا کرتے
تھے اگر تینون خلیفون کے اہلبیت کے دینے کو شمار کیا جائے تو غالباً اون کے مدعیان
غصب حق مین سے اگرچہ کوئی کتنا ہی بڑا محاسب ہو اوسکا شمار کرتے کرتے تھک جائیگا
غیر اور دفعہ کے اون کے دینے دلانے کی ذکر خیر کو تو بہلا جانے دو فقط اون کے ایک ہی
مرتبہ کے عطیہ سلیمانہ کی شمار کر دیکھو کہ جسوقت حضرت شہر بانو شاہزادی ایران خلیفہ
برحق کے زمانہ خلافت سراپا شوکت وعظمت مین مقید ہو کر آئین تو امیر المومنین و
خلیفہ رسول رب العالمین نے حضرت علی وحسنین رضی اللہ عنہم کو معمولی حصہ غنیمت دینے
کے بعد تینون کو بیس ہزار درہم اور اوس کے علاوہ خاص امام حسینؑ کو حضرت شہر بانو
مع اون کے زیور جواہرات کے عطا فرمائی بہلا محاسبین شیعہ شمار کرکے بتلائین تو کہ اوس

زیور مین کسقدر جواہرات جڑے ہوئے تھے اور ایک ایک ادن مین سے کس کس قیمت کا
تھا افسوس صد افسوس کہ ایسی صورت مین اون کی طرف یہ گمان فاسد رکھنا کہ اوںھون نے
باغ فدک چھین لیا تھا کیسا باغیانہ خیال ہے جو کسی انسان کے دل مین جسکو کسی قدر بھی
انصاف طبیعت عطا کیا گیا ہو کبھی بھول کر بھی نہین گذر سکتا اسکی مثال ایسی سمجھنی چاہئے کہ مثلاً
کسی شخص سے کوئی یون بیان کرے کہ فلان شخص نے کل فلان شخص کا ایک پیسہ چھین لیا
تھا اور آج اوس نے اوسکو ایک ہزار روپیہ دے دیا اس لئے اوسکو بُرا کہنا چاہئے
کہ وہ غاصب حق ہے تو مین مدعیان غضب فدک کو حضرت شہر بانو کے زیور مرصع کی ہی قسم
دے کر پوچھتا ہون جس کے ایک جواہرات کے بدلے ہزار باغ فدک جیسے خرید کئے جاسکتے
ہین کہ بھلا وہ سننے والا اوسکے جواب مین اسکے سوا اور کیا کہے گا کہ اے انصاف کے
دشمن جب تو خود اس امر کا قائل ہے کہ اوس نے ایک پیسہ چھین نے کے بعد ایک ہزار
روپیہ دے دیا تو کیا اوسکا بُرا کہنا مناسب ہے. یا ایسی صورت مین حد درجہ کی اوسکی
شکر گذاری لازم ہے اور اے نادان اوّل تو یہ ہو ہی کب سکتا ہے کہ جو شخص ایک ایک ہزار
کی رقم دے وہ کسی کا ایک پیسہ چھین لے حاصل یہ ہے کہ ایسے امور کا قائل ہونا کہ ایک
دوسرے کے صاف خلاف اور صراحتہً اوس کی تردید کررہا ہو تمام مذہبون مین سے مذہب
شیعہ ہی کا خاصہ ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا بھر کے جملہ مذاہب سے ممتاز ہے قطع نظر تمام
امور کے اس مقام پر اگر غور سے دیکھا جائے اور فراست مومن سے جس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نور اللہ کے ساتھ تعبیر کیا ہے کام لیا جائے تو نہایت صاف طور
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نازک اور پیچیدہ معاملہ مین حضرت صدیق اکبرؓ نے جو کچھ برتاؤ
کیا وہ نہایت مشکل کام اور نفس کے غایت درجہ خلاف تھا جس کا اختیار کرنا ارباب
دنیا کا تو کیا ذکر ہے ایسے ویسے دیندار کا بھی کام نہ تھا ادہر تو حضرت بتول جگر گوشہ
رسول مقبول کے ملال کا خیال اور اودہر اون کے باپ جناب رسالت مآب کی حدیث پر عمل

نہ کرنے سے جو بلا واسطہ اُنھوں نے اپنے کانوں سے سنی تھی مواخذۂ اُخروی اور آپکی ناراضی کا احتمال ایسی صورت سراپا حیرت مین بس نفس تو اسی بات کو چاہتا تھا کہ جسطرح ہو اس معاملہ مین جناب سیدہ کی ہرگز خلاف منشاء نہ کیا جائے کیونکہ باغ فدک جیسی ادنیٰ چیز کے دینے مین خاتون جنت کی بھی دلداری ہوجائے اور عوام الناس مین عام طور پر نیکنامی بھی شہرت پائے مگر واہ رے صدیق اکبرؓ آخر تھے تو صدیق ہی اور صدیق بھی کیسے جنکو خطاب صدیقیت خاص بارگاہ رسالت پناہ سے عطا ہوا تھا کہ آپ نے ذرا بھی کسی امر کا خیال نکیا اور اس باغ دینا مین نفسانیت کی کچھہ بھی ہوا نہ لگنے دی اس معاملہ مین وہ ہی کیا جو خاص خدا اور رسول کا منشاء تھا دنیا ادہر سے اودہر ہوجائے کوئی بھلا کہے یا برا مانے مگر کیا جائے وہی جس مین خدا اور خدا کا حبیب راضی ہو چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا جو آپ کی شان صدیقیت کے شایان تھا دوسرے اسمین ایک اور نکتہ مخفی بھی تھا جو اوس ہی فراست قلبی کی روشنی سے جو نور الٰہی کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اگر اوس وقت ترکۂ نبوی مین وراثت جاری کردی جاتی اور آپ کی اوس حدیث پر جس سے اوسکا انکار ثابت ہے عمل نہ کیا جاتا تو اس صورت مین دو قباحتین صریح لازم آتین جو قیامت تک رفع نہوسکتین ایک تو یہ ہے کہ عام طور پر یہ امر شہرت پاجاتا اور عوام خلائق کے دلنشین ہوجاتا کہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جنکو مہاجرین وانصار نے سب سے افضل جان کر آپ کا خلیفہ قرار دیا اُنھوں نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی حدیث نبوی کے خلاف کرنا شروع کیا اور دینی معاملات مین رعایت ومروت کو دخل دے کر دنیا کی نیکنامی کا خیال مقدم رکھا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ خلیفۂ رسول مقبول کی بجائے عظمت کے حقارت دلمین آتی اور لوگون کے دلون مین سنت نبوی کے خلاف کرنے کا بھی حوصلہ بڑھتا اور خلیفۂ وقت کو اس وجہ سے نہ تو کسی کی دار وگیر پہنچسکتی نہ اون کے ذاتی فعل پر لحاظ کرکے اونکی گرفت کا پورا اثر مرتب ہوتا۔ دوسرے یہ ہے کہ اس کے بعد پھر قیامت تک اس حدیث پر عمل کرنے کا موقع ہی ہاتھ آتا اسلئے کہ یہ حدیث خاص ترکہ

نبوی کے ہی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اسیر عملدرآمد کا وقت خاص حیات النبی کی وفات ظاہری کا ہی وقت تھا جسکا اعادہ پھر ممکن ہی نہیں لو حضرات شیعہ اب تو ہم نے تمکو بخوبی دکہلا دیا کہ یہ تھے وہ اسرار مخفیہ جن کے سبب سے باغ فدک کے ندینے اور ترکہ نبوی مین وراثت نہ جاری کرنے سے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین ابوبکر الصدیق کو اونکی شان صدیقیت نے روکا حقیقت مین یہ منصب جلیل پروردگار حقیقی نے خاص آپ کی ہی ذات خاص کو عطا فرمایا تھا جس مین کسی کو اون کے اقران وامثال مین سے شرکت حاصل نہ تھی ہماری اسقدر تحقیق کے بعد بھی جو نہ سمجھے تو اوس کو خدا سمجھے ناظرین باتمکین باغ فدک کی ایک ایک روش پر پھر کر اوس کی تو خوب سیر ہو کر سیر کر چکے تو آؤ اب ہم تمکو ایک ملبند مقام پر کہڑا کر کے جنگ جمل وصفین کا تماشا بھی اس صنعت وصفت خوبی کے ساتھ دکہلا دین کہ محاربین کے اندر جنگ کے علاوہ اون کی قلبی کیفیات کا صحیح نقشہ بھی تمہاری چشم بصیرت کے سامنے بخوبی تمام کہچ جائے کہ اگر پھر کوئی شخص عیار یا ناواقف کار اوسکا کوئی اور دوسرا رنگ بدل کر تمہاری نگاہ کے سامنے اوسکا غلط نقشہ جمانا چاہے تو ہرگز تم اوس کے دہوکہ مین نہ آؤ بلکہ اپنے ذاتی مشاہدہ کے مقابلہ مین یقیناً اسکو خلاف جان کر خاطر مین نہ لاؤ ان دونون لڑائیون کی اجمالی کیفیت جو انکشاف حقیقت واقعی مین تفصیل پر بھی سبقت لیجائے یہ ہے کہ جنگ جمل حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین اور حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم اجمعین کی لڑائی کا نام ہے جو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ پیش آئی تھی جنمین یہ تمام حضرات عالیمقام حسب فرمودۂ سید الانام قطعی جنتی تھے جمل عربی زبان مین اونٹ کو کہتے ہین چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اوس زمانہ مین ادائے حج کے واسطے مکہ معظمہ مین تشریف لے گیئن تہین اوسوقت وہ اور اون کے اکثر ہمراہی اونٹون پر سوار تھے اسلئے وہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہوئی اور جنگ صفین امیر معاویہ اور اون کے لشکریون کی جنگ بغاوت سے عبارت

جنگ جمل وصفین

ہے جو خلیفۂ برحق علی مرتضےٰ شیر خدا کے ساتھ وقوع مین آئی صفین ایک مقام کا نام ہے
جہان پر وہ لڑائی واقع ہوئی تھی اسواسطے اوس کے نام سے موسوم ہوئی اِن دونون
لڑائیون کے تفصیلی حالات بیان کرنے کے لئے تو ایک مطول کتاب درکار ہے یہان صرف
بقدر ضرورت مختصر طور پر بیان کرتا ہون - اصل یہ ہے کہ اِس مقام پر تو اون دونون لڑائیون
کا صرف منشا ظاہر کرنا ہے جس سے ناظرین کو اِس معاملہ مین طرفین کی معذوریت ثابت
ہو جائے اور شیعہ و خوارج کی طرح فریقین مین سے ایک دوسرے کو خدنگ لعن وطعن
کا نشانہ بنا کر دین و دنیا مین اپنے آپ کو رسوا نہ کرین اِن لڑائیون کا اصلی منشاء اور سبب
واقعی جو تاریخی واقعات پر محققانہ نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ خلیفہ سوم حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت مین مصر کی رعایا وہان کے صوبہ سے ناراض
ہو کر دار الخلافت مین بار ادۂ بغاوت داخل ہوئی امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ
عنہ نے جو فطرتی طور پر نیک طینت واقع ہوئے تھے اِس بغاوت سراپا شقاوت کے فرو
کرنے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مشورۂ نیک سے صوبۂ مصر کو جسکا نام
عبد اللہ ابن ابی سرح تھا معزول کر کے محمد ابن ابی بکرؓ کو اوسکے قایم مقام بنا کر جانب
مصر روانہ کیا اور وہان کی حکومت کا پروانہ اون کے نام لکھدیا اثناء راہ مین انھون
نے یہ دیکھا کہ ایک سانڈنی سوار راستے سے کتراتا ہوا الگ الگ چلا جا رہا ہے اِن کو
اِس انداز پر اوس سوار کے جر فتار کو جاتے ہوئے دیکھ کر شبہہ پیدا ہوا جھٹ گرفتار
کر کے اوس کی تلاشی جولی تو اوس کے پاس امیر المومنین کا پروانہ والی مصر قدیم عبداللہ
ابن ابی سرح کے نام اِس مضمون کا لکھا ہوا نکلا کہ محمد ابن ابی بکرؓ کو وہان پہنچتے ہی قتل
کر دینا اِس مضمون حیرت مشحون کا دیکھنا تھا کہ دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر آگ بگولا ہو گئے اور
جھٹ راستے سے لوٹکر مدینہ منورہ مین آداخل ہوئے اور حضرت علی کی خدمت مین جنکی رائے سے
اونکو بارگاہ خلافت سے پروانۂ حکومت مصر عطا ہوا تھا حاضر ہو کر سب ماجرا بیان کیا

آپ نے وہ خط وسوار امیر المومنین عثمان غنیؓ کے سامنے پیش کرکے حقیقت حال سے اطلاع دی امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین نے سوار اور مہر کے اپنے ہونے کا تو اقرار کیا جو واقعی امر تھا باقی اوس جعلی خط اور اوسکے مضمون بلکہ اوسکے لکھنے والے کے حال سے مطلع ہونے سے قطعًا اپنی لاعلمی ظاہر کی جو فی الواقع بیشک بجا و درست تھی مگر دیکھنے والوں کو اوس کی طرز کتابت سے آپ کے میر منشی مروان ابن الحکم کا گمان ہوا اور اس ہی بنا پر آپ سے اوسکی طلب کرنے پر باغیون نے اصرار کیا لیکن آپ نے اوسکے دینے سے اس خیال سے انکار کیا کہ مبادا وہ بلاحجت شرعی ناحق قتل کیا جائے اس لئے باغیون کے دلون مین خلیفہ برحق کی طرف سے بدظنی نے شعلۂ بغاوت کو پہلے سے اور بھی زیادہ بھڑکا دیا جس کا انجام بد یہ ہوا کہ اوس گروہ شقاوت پژوہ نے جس مین عبد اللہ ابن سبا یہودی کا گروہ بھی شامل تھا آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا یہان تک کہ آپ مسجد نبوی مین اداء نماز کے واسطے بھی تشریف نہ لاسکے قصہ کوتاہ کئی روز تک آب ودانہ بند کرنے کے بعد آپ ناحق ظلمًا شہید کئے گئے جسوقت خلیفہ برحق باغیان ناحق کے ہاتھون سے شہید ہوچکے تو مہاجرین وانصار نے جو اہل حل وعقد تھے خاتم الخلفاء سرورِ اولیا حضرت علی مرتضیٰ کو اوسوقت سب سے افضل سمجھکر خلیفۂ وقت قرار دیا باغیان ظالم بھی اپنی جان کی خیر اس ہی مین جانکر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے لشکریون مین شامل ہوگئے چونکہ اس طریق پر شہادت خلیفۂ مظلوم اور باغیون کے اس فعل شوم نے قریب قریب تمام اہل اسلام کے دلون کو غم وغصہ سے بھر دیا تھا اس لئے بعض صحابۂ کبار خصوصًا طلحہ وزبیر باغیان ظالم سے خلیفۂ شہید مظلوم کے قصاص طلب کرنے کی غرض سے امیر المومنین حضرت علی خلیفۂ وقت کی بارگاہ مین حاضر ہوئے آپ نے باغیون کی کثرت وشوکت ظاہری کا خیال کرکے انتظام امور خلافت اور اس شورش غدر کے فرو ہونے کے وقت تک ایسے امر عظیم الشان کا اجرا مناسب نہ جانکر مصلحتًا انکار فرمایا اکثر اشخاص تو آپ کی اس مصلحت ملکی پر بغور نظر کرکے بالفعل اپنے ارادہ

سے باز رہے لیکن حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور اون کے ہم خیالون کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور ناراض ہو کر حضرت عایشہ صدیقہؓ کے پاس مکّہ معظّمہ مین پہنچے اور امام مظلوم کی شہادت کا واقعۂ جانکاہ بیان کرکے یہ عرض کیا کہ آپ اُم المومنین ہین آپ پر اس خون ناحق کے بدلا لینے کا حق ہے جواب تک نہین لیا گیا ہرچند کہ آپ نے اس معاملہ مین عذر کیا لیکن کچھہ مسموع نہوا اس درمیان مین آپ کے پاس ایک انبوہ کثیر کا مجمع ہو گیا اور سب یک دل ویکزبان ہو کر کہنے لگے کہ یا تو حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ غنی کا جو ظلمًا شہید کئے گئے ہین قصاص لین ورنہ ہم لڑنے کو تیار ہین جسوقت مدینہ طیبہ مین یہ خبر پہنچی تو حضرت علی کو لشکریون نے جس مین مجمع باغیان غدار اور عبد اللہ ابن سبا کا گروہ مکار بھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین موقع پاکر داخل ہو گیا تھا کوچ کرنے پر مجبور کیا آپ نے وہان پہنچکر پہلے ایک ایلچی بغرض دریافت منشا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس بھیجا اونھون نے یہ جواب باصواب دیا کہ مجکو آپ سے لڑائی ہرگز منظور نہین صرف آپس کی اصلاح جو قصاص خلیفہ مظلوم پر موقوف ہے مقصود ہے آپ نے اس امر مین جو عذر واقعی تھا اون سے بیان کیا جسکو حضرت صدیقہ کی طبیعت اصلاح وانصاف پسند نے فورًا منظور کر لیا اور یہ امر قرار پایا کہ کل کو فریقین کا لشکر بلا جدال وقتال اپنی اپنی جگہ پر لوٹ جائے لیکن یہ امر فئۂ باغیہ اور گروہ سبائیہ کو جن کا مقصود اصلی مسلمانون مین نفاق پیدا کرنا اور تخریب دین محمدی تھا نہایت ناگوار ہوا اسلئے کہ ایسا موقع جو تقدیر سے اون کے مطابق منشا ہاتھ آگیا تھا پھر ملنا مشکل تھا اون سب نے ملکر بالاتفاق یہ مشورہ کیا کہ کل صبح ہوتے ہی حضرت عائشہ کے لشکر پر تیر برسانا شروع کیا جائے کہ لامحالہ اون کو بغیر لڑنے کے کچھہ چارہ نہ بن پڑے چنانچہ آخیر شب سے یہی عملنا شروع جس کی حضرت علیؓ کو مطلق خبر نہ تھی شروع کر دیا جب اس طرف سے یہ نقض عہد کی صورت بظاہر نظر آئی تو اوسطرف لشکریان حضرت صدیقہ خصوصًا آپ کے

سپہ سالار فارسان میدان جنگ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو تاب تحمل نہ ہی اور انکو چارو ناچار ہنگامۂ کارزار گرم کرنا پڑا جسمین اوس روز طرفین کے ہزارون آدمیون کا کشت وخون ہوگیا مگر پھر بھی یہ خیر ہو گئی کہ آخر کار طرفین مین سے ہر ایک کو دوسرے کا عذر واقعی بخوبی کہل گیا جس کا انجام خیر یہ ہوا کہ جانبین مین عذر ومعذرت کے بعد صلح وصفائی ہو گئی اور پہر وہی برتاؤ بدستور سابق جو شایان شان اسلام تھا جاری ہو گیا اب غور کرنے کا مقام ہے کہ علماء شیعہ جب تاریخی واقعات کی روسے اس معاملۂ ناگزیر مین حضرت عائشہ صدیقہ پر کوئی معقول الزام قایم نہ کر سکے تو مجبورًا ازراہ تعصب یہ نامعقول الزام اوپر دہرنا چاہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین پیغمبر صاحب کی ازواج مطہرات کو اپنے گہرون مین بیٹھنے اور اون مین سے کسی کو زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلنے کا حکم کیا ہے حالانکہ حضرت عائشہ اس لڑائی مین باہر نکلین جو صریح حکم خداوندی کے مخالف ہے مین سچ کہتا ہون کہ میرے نزدیک یہ اعتراض ایسا لغو اور بیہودہ ہے کہ اس کا جواب دینا تو درکنار مجکو سرے سے اس کے نقل کرنے ہی سے شرم آتی ہے مگر کیا کرون ایسے مجادل شخصون سے واسطہ پڑا ہے کہ گویم مشکل نہ گویم مشکل کا مقام ہے اس لئے چار وناچار اس امر ناصواب کے جواب باصواب کی طرف کچھہ اشارہ کرنا پڑا اصل یہ ہے کہ یہ اعتراض اپنے جواب کی طرف خود اشارہ کر رہا ہے اسواسطے کہ تاریخی واقعہ صاف اس امر کو تبلا رہا ہے کہ حضرت عائشہ کا اپنے مکان سے نکلنا محض ادائے حج کی نیت خیر سے تھا جو ارکان دین مین سے اعلی درجہ کا رکن ہے نہ جنگ وجدال کے ارادہ سے۔ البتہ درمیان مین اتفاق سے یہ معاملہ ناگزیر بھی پیش آگیا تھا جسکا آپ کے دل صافی مین وہم وگمان بھی نہ تھا اور اگر بالفرض آپ اس قصد سے ہی اپنے گہر سے باہر تشریف لیجاتین تب بھی چونکہ اس سے آپ کا اصلی مقصود مسلمانون کی اصلاح خاص امام برحق کا قصاص لینا تھا ظاہر ہے کہ اسوجہ سے نیت بخیر ہونے کے سبب سے اس معاملہ کا بھی دین ہی کے

معاملات مین شمار ہوتا ہے غرض جو شخص محاورۂ کلام کو جانتا اور اوس کے مقصود کو پہچانتا ہے وہ اس امر کو خوب سمجہ سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ کا اصل مقصود اس کلام پاک سے یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنے مکانون سے باہر نہ نکلو اور اسمین شک نہین کہ امور ضروریہ ہمیشہ امور منہیہ سے مستثنیٰ ہوا کرتے ہین مثلاً کوئی شخص اپنی زوجہ سے یون کہے کہ خبردار گھر سے کہین باہر قدم نہ رکھنا ورنہ مین تجکو طلاق دیدونگا اور وہ عورت اتفاقیہ کسی شئے سے ڈرکر دروازہ سے باہر نکل کھڑی ہو تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ وہ شوہر کی نافرمان نہین شمار کی جائیگی اور نہ اوس کے شوہر کو اسوجہ سے اوس کے طلاق دینے کا منصب حاصل ہوگا خصوصاً اللہ پاک کے کلام پاک مین اوس نکلنے کو زمانۂ جاہلیت کے نکلنے کے ساتھ تشبیہہ دینا صاف طور سے ہمارے مطلب کو ثابت کرتا ہے ورنہ اوسکے کلام معجز نظام مین اس جملہ کے بڑھانے کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات شیعہ کے اس انصاف پر کس قدر افسوس ہے کہ اگر اون کی بیبیون کی نسبت کوئی شخص ذرا بھی برا کلمہ کہے اگرچہ وہ حقیقت مین سچ ہی کیون نہو تو لڑنے مرنے کو تیار ہوجائین اور رسول پاک کی ازواج مطہرات کی شان مین جن کی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی خصوصاً اوس زوجۂ مطہرہ کی شان عالی مین جو سب سے زیادہ آپ کی محبوبہ تہین جن کے مکان مین خاصکر آپ پر بارہا وحی نازل ہوئی اور وفات بھی آپ نے اوس ہی مکان مین پائی اس طرز پر کہ آپ کا سر اقدس اون کی آغوش مبارک مین تھا اور اون کے ہی حجرۂ شریف مین آپ دفن ہوئے طرح طرح کی گستاخیان کرنی اور اون پر بیہودہ بیہودہ الزامات لگانے جو بالکل خلاف واقع ہون اور پھر اسپر اپنے کو مسلمان بلکہ مومن کامل سمجھنا اور رسول مقبول کی شفاعت کا امیدوار رہونا کیسا تعجب خیز امر ہے جسکو سنکر اہل دین و صاحب غیرت کو ہنسی بلکہ رونا آتا ہے جنگ جمل کا تماشہ تو دیکھ چکے اب ذرا دوسری طرف منہ پہیر کر جناب صفین کی صف آرائیان

بھی ملاحظہ کر لیجئے اس جنگ کا مختصر حال جسقدر اس مقام کے مناسب ہے یہ ہے کہ امیر معاویہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی اور ملک شام کے صوبۂ عظیم الشان تھے جن کا تقرر اس عہدۂ جلیلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے برابر چلا آتا تھا اور حضرت عثمان شہید مظلوم کے رشتہ دار بھی تھے جس وقت اون کی شہادت کا واقعۂ ہائلہ اور قصۂ پر غصہ سنا عالم اون کی نگاہون مین تنگ و تاریک ہوگیا اور ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ ایک تو اون کو بُعد مسافت کے سبب سے اس معاملہ کے اصلی حال سے پوری آگاہی نہ تھی دوسرے اپنی ذاتی شوکت پر جو اون کو ملک شام مین حاصل تھی بڑا ناز تھا کہ اون کے لشکر مین ہزارون مردانِ جنگ آرا اور صدہا پہلوانان نبرد آزما موجود تھے جن مین ہر ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار تھا وہ اپنی اس قوت و شوکت کے مقابلہ مین باغیان معدودے چندے قصاص کا لینا اپنے نزدیک کچھہ بڑا کام نہ سمجھتے تھے اس لئے اون کے دل مین یہ بات بس گئی تھی جو بمقتضائے بشریت کچھہ مستبعد نہ تھی کہ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ کے خلاف منشا نہین شہید کئے گئے ورنہ آپ اون کے قصاص لینے کے باب مین تساہل نکرتے خصوصًا جس وقت امیر المومنین علی مرتضیٰ خلیفۂ وقت کی طرف سے اونکو اس بات کی ایک ڈانٹ بتلائی گئی کہ تمکو اس امر مین کیا دخل ہے بلکہ بعض روایات کی موافق اون کو اس بنا پر معزول کرنے کی بھی دھمکی دی گئی تو اس نے اون کی بدگمانی کو آپ کی جانب سے اور بھی پختہ کر دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ امام برحق سے بغاوت اختیار کر کے آپ کے ساتھ جدال و قتال پر وہ آمادہ ہوگئے طرفین مین چند مرتبہ جنگ عظیم واقع ہوئی جس مین جانبین کے ہزارہا مسلمانون کے خون بہ گئے جسکا ایک ایک قطرہ خلفاء سابقین اولین کی نہایت عرق ریزی سے پیدا ہوا تھا اوّل اوّل کی لڑائیون مین تو خلیفۂ برحق کو فتح نمایان اور والی شام کو شکست فاش نصیب ہوئی لیکن آخر مین شامیون کی حکمت عملی اور امیر المومنین کے لشکریون

کی بدنظمیون اور بدعہدیون کے باعث سے اور اصل یہ ہے کہ امور تقدیریہ کے سبب سے معاملہ برعکس ہوگیا جسکا انجام کار یہ ہوا کہ ممالک مقبوضہ روز بروز خلیفۃ المسلمین کے تحت تصرف سے نکلنے اور صوبۂ شام کے قبضہ مین داخل ہونے شروع ہوگئے یہان تک نوبت پہنچی کہ صرف کوفہ و نواحی کوفہ خلیفۂ وقت کے قبضہ و اقتدار مین باقی رہ گیا چنانچہ امیرالمومنین نے مدینہ منورہ کو چھوڑکر خاص کوفہ ہی کو اپنا دارالامارہ بنالیا افسوس صد افسوس یا تو ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمانون کے اتفاق باہمی نے بڑے بڑے سلاطین عرب و عجم کو رولا رکھا تھا یا اسوقت مین یہ حالت ہوگئی تھی کہ اہل اسلام کے نفاق و عناد کو دیکھکر ادنے مخالف اسلام بھی ہنستا تھا یا تو خلیفۂ وقت کا وہ دور دورا تھا کہ اس کے اقبال سے روز بروز خزانہ معمور اور ملک ترقی پذیر ہوتا جاتا تھا سطوت و جلال کا یہ حال تھا کہ جہان کسی صوبہ کی طرف سے ذرا بھی بدگمانی دل مین گذری صرف ایک شخص کو حکم دیا کہ جس حالت مین وہ ہو اوسکو فوراً پکڑ لاؤ وہ کشان کشان پکڑا ہوا چلا آیا اس کے بعد یا تو اوسکو معزول کردیا یا اُسکا قصور معاف کرکے پھر اوس ہی عہدۂ سابق پر بدستور بحال کردیا یا اب مسلمانون کی بداقبالی اس حد تک پہنچگئی تھی کہ بیت المال روز بروز خالی اور ملک مقبوضہ ہردم تنزل پذیر ہوتا جاتا تھا صوبہ کو خلیفۂ عہد کے ساتھ دعوے ہمسری بلکہ برتری تھا امیرالمومنین یعسوب المسلمین شیر خدا علی رض سے اوسوقت کے لوگون نے جو اس کی وجہ دریافت کی تو آپنے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ بھائیو پہلے خلیفون کے وقت مین اون کا مشیر با تدبیر مین تھا اب میرے عہد مین میرے صلاح کار ناہنجار تم ہو حقیقت مین یہ اوس ہی خلاف کا ثمرہ تھا جس کا بیج کچھہ دنون پیشتر عبداللہ ابن سبا یہودی نے اپنے منحوس ہاتھون سے بویا تھا باغ دنیا مین اس لہراتے ہوئے درخت کا ثمر حقیقی عاقبت مین اوسکو اور اوسکے پیروکارون کو انشاءاللہ ملنے والا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس اختلاف و نفاق

باہمی اور فتنہ و فساد کے زمانہ مین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ چار برس اور چند مہینہ مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر عبد اللہ ابن ملجم بے دین کے سفاک ہاتھون سے شہید ہوگئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اہل حل وعقد کے مشورہ سے خلیفۂ وقت مقرر کیے گئے آپ کے زمانہ خلافت مین جو صرف چھہ مہینے کی مدت قلیل اور خلافت راشدہ کی انتہا تھی امیر شام کی طرف سے اوسی ہی خلش و کدورت سابق کی بنا پر پھر بدستور مذکور فوج کشی کی نوبت پہنچی مگر چونکہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ کی طبیعت بدر فطرت سے نہایت پاک طینت وصلح پسند اور دنیا و مافیہا سے بالکلیہ آزاد واقع ہوئی تھی آپ نے اپنے لشکریون سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم نے مجھسے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس کے ساتھ مین لڑون تم اوس کے ساتھ لڑو اور جس سے مین صلح کر دن تم بھی اوس سے صلح کرو تو اسوقت تم سنلو کہ مین مسلمانون کی ناحق خونریزی کو ہرگز پسند نہین کرتا پس مین نے امیر معاویہ کو اپنی طرف سے خلافت دے دی تم بھی اس امر پر راضی ہوجاؤ اور اون کے ہاتھ پر بیعت کرلو یہ فرماکر آپ مسند خلافت سے علحدہ ہوگئے اور جملہ اہل اسلام کے تمام دینی اور دنیاوی کامون کے سرانجام کی باگ امیر شام کے ہاتھ مین حوالہ کردی لیکن اس معاملۂ مصالحت سے جو اصلاح بین المسلمین تھی اون شخصون کو جو آپ کو شیعان علی کے نام سے بدنام کرتے تھے نہایت قلق ہوا یہان تک کہ امام ہمام کی شان عالی مین یہ گستاخانہ کلمہ کہا کہ تم نے اس معاملہ کی وجہ سے مومنین کے منھ کو کالا کردیا حقیقت مین اون کا یہ کہنا اون کے گمان فاسد کی بنا پر حق بجانب تھا کیونکہ اون کے نزدیک تو مومنین کے منھ کا اجالا آپس کی لڑائیون مین خون سرخ سے رنگا جاتا تھا خیر کسی کا منھ کالا ہو یا سرخ اسمین شبہہ نہین کہ امام برگزیدۂ انام کے اس عمل خیر سے جو محض نیک نیتی اور خاص ہمدردی اسلام پر مبنی تھا عام اہل اسلام کے حق مین اوس وقت خاص مین یہ نفع ضرور ہوا کہ آپس

کی ناحق خونریزی اور فتنہ وفساد باہمی سے سبکو نجات ملگئی اور تمام مین اتفاق عام پیدا ہوگیا اس ہی بناپر وہ سال عام الجماعۃ کے نام سے موسوم ہوا سمجھئے یہ خلاصہ ہے دونون لڑائیون جنگ جمل وجنگ صفین کا جبکا نقشہ ہم نے دو صفحون مین نہایت خوش اسلوبی سے کھینچکر ناظرین طالب حق کے سامنے پیش کر دیا جس مین حضرات شیعہ اور اون کے کاسہ لیس جور کا یہ مذہب کہلاتے ہین طرح طرح کی رنگ آمیزیان کرکے بھولے بھالے عام سنیون کو دہوکا دینا چاہا کرتے ہین گویا تیغ چوبین کی صورت اون کے نازک ہاتھونمین یہ دو دہوکے کے ہتھیار ہین کہ سنیون مین سے جس کسی کو اپنے گمان ضعیف مین ضعیف گمان کرتے ہین دکھلاکر بچون کی طرح اون کو ڈرایا کرتے ہین لیکن محققین اہل سنت وجماعۃ جو امتہ مرحومہ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا سچا مصداق ہین ایسے ایسے لعبۂ اطفال کو کب خیال مین لاتے ہین کیونکہ وہ تو اپنے زبردست ہاتھون مین بڑے بڑے دلائل عقلیہ ونقلیہ کے آبدار ہتھیار رکھتے ہین جن کی چمک کو دیکھکر بڑے بڑے بہادران میدان مناظرہ اون اسد اللہیون سے لمحہ بھر کے لئے بہی آنکھ نہین ملاسکتے - اب ہم اس امر کا فیصلہ انصاف پسند طبیعتون پر منحصر رکھتے ہین ہر منصف مزاج ادنے غور سے اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ ان واقعات مین فریقین معذور اور بیشک حق پر تھے کسی جانب مین بدنیتی ونفسانیت کا ثبوت کافی نہین مل سکتا کیونکہ کسی کی نیت باطنی کی حقیقت جو کیفیات قلبیہ مین سے ہے سوا علام الغیوب یا اوس کے رسول محبوب کے جسکو اپنے فضل وکرم سے اپنے امر غیب خاص پر مطلع کردے اور کسی پر کھل نہین سکتی ہان حضرات شیعہ کے قلوب پر ادن کی صفائی باطنی کے سبب سے جو اصحاب سرور کائنات اور آپ کے ازواج مطہرات کی طرف سے بدظنی وکدورت اور اون کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے کے سبب سے حاصل ہوئی ہو شاید منکشف ہوگئی ہو تو ظاہر ہے کہ

وہ اپنے اس خیالی امر سے کسی مخالف پر حجت نہین لا سکتے میدان مناظرہ مین کسی مدمقابل کے مقابلہ مین صرف دو ہتیارون دلیل عقلی ونقلی کے ذریعہ سے غلبہ حاصل ہو سکتا ہے جو خداوند کریم کے فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت کے حصہ مین وراثتاً اپنے بزرگون سے برابر پہونچتے چلے آئے ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نسلاً بعد نسلٍ انہی کے قبضہ مین رہین گے اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے شیعہ صاحبون کی خاطر سے اس امر کو تسلیم ہی کر لیا جائے کہ ان لڑائیون مین محاربان حیدر کرار سے کسی قدر نفسانیت بھی وقوع مین آئی ہو جو مقتضاء بشریت ہے جس سے بروے انصاف حضرت علی مرتضیٰ کی ذات جامع الحسنات بھی خالی نہین ہو سکتی تب بھی اسکو کفر وشرک سے کسی قسم کا علاقہ نہین ہو سکتا اس لئے کہ کفر تو فقط اس ہی سے عبارت ہے کہ خدا اور رسول کی ذات یا صفات واقعیہ یا اصول دین ونصوص قطعیہ کا قطعاً انکار کیا جائے اور شرک صرف اس سے مراد ہے کہ خدا ورسول کی ذات یا صفات خاصہ مین کسی کو شریک قرار دیا جائے ظاہر ہے کہ اون جملہ حضرات سے ان امور مین سے ایک امر بھی کبھی صادر نہین ہوا اگر کسی کو دعویٰ ہو تو اس امر کو ثابت کر کے دکھلائے بس اس سے زیادہ اس معاملہ مین اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ انھون نے امام برحق سے بغاوت کی جو کسی طرح پر بھی کفر وشرک کے درجہ تک نہین پہنچتی اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین خود ہی اس کا فیصلہ کر دیا ہے چھبیسوین پارہ سورۂ حجرات کے پہلے رکوع مین صاف ارشاد فرما دیا ہے کہ اگر[1] مومنین کے دو گروہ آپس مین لڑ بڑین تو تم اون کے درمیان مین صلح کرا دو اگر اون مین سے ایک دوسرے پر بغاوت اختیار کرے تو بغاوت کرنیوالے کے ساتھ تم مقاتلہ کرو یہان تک کہ وہ خدا کے امر کی طرف رجوع کر جائے پھر اس حالت مین اون مین باہم صلح کرا دو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف والون کو دوست رکھتا ہے مومنین آپس مین بیشک بھائی ہین تم اپنے

[1] وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الخ مطلب کتاب مین درج ہے۔

بھائیون مین صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم رحم کیے جاؤ کلام اللہ پر ایمان لانے والون کے لیے تو فقط اتنا ہی کافی ہے اون کے نزدیک کلام ربانی سے بڑہ کر دین کے معاملہ مین اور کوئی حجت نہین ہو سکتی لیکن چونکہ اس مقام مین میرے مخاطب اس قسم خاص کے اشخاص ہین جن کے نزدیک معاذ اللہ کلام الٰہی محض غیر معتبر قرار دیا گیا ہے وہ اپنے پیشواون کی کتابون کے مقابلہ مین اوس کی ذرہ برابر بھی حقیقت نہین سمجھتے اس لئے مین صرف اسپر اکتفا نہین کرتا بلکہ خاص نہج البلاغۃ کی عبارت کا مضمون جو ان کے نزدیک اصح الکتب ہے نقل کرتا ہون جس شخص کو عربی عبارت کے سمجھنے کی لیاقت ہو وہ ہمارے اس ترجمہ کو نہج البلاغۃ کی اصل عبارت کے ساتھ مطابق کردیکھے وہ مضمون یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے شہرون مین رہنے والون کو نامہ لکھا اور اوسمین اوس قصہ کو بیان کیا جو آپ کو اہل صفین کے ساتھ پیش آیا تھا کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا یون ہوئی کہ ہمارا اور شامیون کی قوم کا مقابلہ ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہم سب کا پروردگار اور نبی ایک ہی ہے اور ہم سب کا اسلام مین دعویٰ بھی ایک ہی ہے ہم اون سے ایمان اور رسول کی تصدیق مین کچھ زیادتی نہین چاہتے اور نہ وہ ہم سے زیادتی چاہتے ہین بس سب معاملہ ایک ہی ہے ہان فقط حضرت عثمان کے خون کے معاملہ مین ہم مین اختلاف پڑا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ ہم اوس سے بری ہین تو شیعو اس سے زیادہ ہم سے اس معاملہ مین اور کیا سند چاہتے ہو پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کرنے اور تمام مسلمانون کے دنیاوی و دینی کامون کی باگ اون کے ہاتھ مین دینے سے اون کے مومن کامل ہونے کا کامل ثبوت ہو گیا افسوس کا

لہ وکان بدؤ امرنا انا التقینا والقوم من اھل الشام والظاھر ان ربنا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ ولا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ولا یستزیدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء الخ مطلب کتاب ہذا مین درج ہے۔ نہج البلاغۃ مطبوعہ بیروت مطبع ادبیہ جلد صفحہ ۶۲ مطبوعہ ۱۳۰۷ھ

مقام ہے کہ کلام اللہ سے اور پہلے مالتسوتم اوسکو بھی جانے دو تو کلام جناب امیر علیہ السلام اور فعل امام حسن عالی مقام سے جن کا مومن و دیندار ہونا صاف طور پر ثابت ہو چکا اونکو معاذ اللہ کافر کہنا کسقدر شوخ چشمی اور تعجب خیز امر ہے حقیقت مین جیسے کہ حضرات اصحاب واحباب رسول خدا کے برا کہنے والے خدا ورسول کے سامنے زرد رو بنے ایسے ہی اون کے مقابلہ مین خارجیون نے داماد مصطفےٰ واہل بیت باصفا کی شان پاک مین گستاخ بنکر دونون جہان مین اپنا منھ کالا کیا البتہ خدا ورسول ومومنین کے روبرو سرخرو بنے رہے تو اہل سنت ہی بنے رہے کہ اونھون نے دونون گروہون اصحاب باصفا واہلبیت مصطفےٰ کو اچھا سمجھا اور اپنا پیشوائے دین قرار دیا اور اون کے آپس کے کسی قسم کے نزاع کی جو بہ تقاضائے بشریت یا کسی خاص وجہ سے بعضون مین بعض اوقات پیش آئے توجیہ وتاویل صحیح کر کے جو قابل قبول ارباب باصفا ہو دائرہ حق مین داخل رکھا چنانچہ اس معاملہ خاص مین ہی نظر انصاف سے دیکھ لیا جائے کہ کسی طالب حق کو اسمین کیا کسی قسم کا کچھہ کلام ہو سکتا ہے کہ باغیان ظالم سے امام مظلوم وخلیفہ برحق کی قصاص کا طالب ہونا جو ظلماً اون کے سفاک ہاتھون سے شہید کئے گئے تھے ناحق امر تھا یا کسی معقول پسند شخص کو اس امر مین کبھی اسطرح کا کچھہ شبہ پیش آسکتا ہے کہ خاتم الخلفاء امام الاولیاء علی مرتضیٰ کا صرف اس مصلحت سے کہ باغیون کی جماعت کثیر ہے جنھون نے سالہا سال کی بنائی مستحکم خلافت کو جس کا عرب وعجم لوہا مانے ہوئے تھا ایک چشم زدن مین درہم برہم کر دیا خصوصاً ایسی حالت مین کہ کوئی خاص قاتل بھی اوسوقت تک یقینی طور پر متعین وشخص نہ تھا بلکہ ایک بلوائی عام کی شکل تھی اور پھر باوجود اس کے ابھی تک خاتم الخلفاء کی خلافت جدید العہد کا قرار واقعی پورا استحکام بھی ہونے پایا تھا قصاص لینے سے باز رہنا بیجا کام تھا نہین ہرگز نہین ان نفوس قدسیہ کو نفوس خبیثہ پر قیاس کر کے اون کی طرف ایسا گمان فاسد کرنا کسی اہل عقل ودین کا ہرگز کام نہین ہو سکتا بس

اس سے زیادہ اس قسم کے معاملات مین اون کے واقعی حالات پر نظر کر کے اور کچھہ نہین کہہ سکتے کہ مخالفان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ امام برحق واجب الاطاعت کے بغاوت کے سبب سے بظاہر خطا پر تھے جسکا ادنے درجہ خطاے اجتہادی ہے لیکن ابھی اوپر یہہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ خطا و بغاوت یا بالفرض نفسانیت تبقاضاے بشریت کو کفر سے کچھہ تعلق نہین رہا یہ شبہہ کہ سنیون کی بعض کتابون مین یہ حدیث موجود ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر مین تھے اور لشکریان امیر شام کے ہاتھون سے قتل کیے گئے یہ فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغیہ قتل کرے گی کہ تم اوسکو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمکو نار کی طرف بلائے گی اس سے اوس گروہ کا ناری ہونا ثابت ہوتا ہے ہرچند کہ اسکا جواب ظاہر ہے کہ یہان جنت و نار کے حقیقی معنی مراد نہین بلکہ حق و باطل سے عبارت ہے اور امام برحق کی بغاوت کے حق مین تشدد و تہدید کے طور پر نار کا اطلاق ہوا ہے جیساکہ تارک صلوٰۃ عمداً کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے یا جیساکہ دوسری حدیث مین آپس مین لڑنیوالے مسلمانون پر جو ایک دوسرے کو قتل کرین کفار کا اطلاق آیا ہے حالانکہ ایسی صورت مین فریقین کے نزدیک مقاتلہ کرنیوالون مین سے طرفین کے شخص کافر نہین ہو سکتے لیکن اس جواب کو وہ شخص تسلیم کر سکتا ہے جس کے دل مین صحابۂ کرام کی کچھہ بھی وقعت ہو بخلاف ایسے طریقہ والی شخصون کے جو اصحاب کبار رسول مختار کے ایمان کی ہر دم تاک مین لگے ہوئے ہین اور غریب امیر معاویہ اور اون کے احزاب کے ایمان چھینے کے لئے تو بقول شخصے ادہار کھائے پھر رہے ہین ایسے شخصون کو اس قسم کے مضمون کا ہاتھ لگجانا بعینہٖ ایسا ہی جیساکسی تین دن کے بھوکے نے راستے مین خمیری روٹی پڑی پائی یا ہفتہ بھر کے پیاسے کے محرم مین علمون کے روز سبیل پر شربت کا بھرا ہوا کوزہ ہاتھ لگ گیا اب حضرات شیعہ سے اس حدیث کا مطلب سنین کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی بھول کر بھی اسکا نام نہ لین جسکو

اللہ پاک نے محبت صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار کی برکت سے ہمارے قلب صافی پر منکشف
کیا ہے اصل یہ ہے کہ اس حدیث مین جو لفظ نار واقع ہے ہمارے نزدیک اوسکے حقیقی
معنی ہی مراد ہین اسلئے کہ مجازی معنی کی طرف عدول کرنا اوس حالت مین مناسب
ہوتا ہے کہ جب لفظ کے حقیقی معنی کسی مقام پر بن نہ پڑین اس مقام پر چونکہ حقیقی
معنی بخوبی درست ہوسکتے ہین مجازی معنی مراد لینے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی
اب یہان غور کر لینا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کی نسبت یون
ارشاد فرمایا کہ تجکو گروہ باغیہ قتل کرے گی جو تجکو نار کی طرف بلائے گی اور یون
نہین فرمایا کہ تجکو گروہ باغیہ ناریہ قتل کرے گی ظاہر ہے کہ آپ کا اپنے کلام معجز نظام
مین ایک لفظ کی جگہ پورا جملہ لانا بلا وجہ نہین ہوسکتا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ محاورہ کے اعتبار سے ناری ہونے اور نار کی طرف بلانے مین فرق ضرور ہے اور در
حقیقت جو شخص محاورۂ زبان سے واقف ہے وہ ان دونون مضمونون مین غور
کے بعد ضرور فرق پاتا ہے چنانچہ ہم اس فرق کے ثابت کرنے کے لئے ایک قاعدہ
ایک مثال کے ضمن مین بیان کئے دیتے ہین جس مین کسی اہل عقل کو دم مارنے کی
گنجایش نہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص ایسا فعل کرے کہ جس کے
کرنے سے وہ شخص گنہگار و مستحق نار نہو لیکن دوسرا شخص جسکو وہ اوس فعل کی
طرف بلائے اوس کی تعمیل کرنے سے وہ نار کا مستحق بنجائے مثلاً ایک جگہ پر ناپاک
پانی موجود ہے اور ایک شخص اوسکو پاک سمجھکر استعمال مین لانا چاہتا ہے اور کسی دوسرے
شخص کو بھی اوس کے استعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے مگر وہ دوسرا شخص چونکہ اوسکے
ناپاک ہونیکا علم رکھتا ہے اوسکا استعمال نہین کرتا بلکہ اس وجہ سے اسکو بھی اوس سے
روکتا ہے لیکن اس شخص نے اپنے علم پر اعتماد کرکے اوس منع کرنے والے کا کہنا
نہ مانا اور اوس پانی کو پاک جانکر استعمال مین لے آیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین

یہ شخص کسی صورت سے گنہگار نہین قرار دیا جا سکتا ہان وہ شخص جو اوس پانی کو اپنے علم ذاتی مین یقیناً ناپاک سمجھتا ہے اوس کے استعمال سے بیشک گنہگار ہو سکتا ہے جب یہ قاعدہ ذہن نشین ہو چکا تو اب اس معاملۂ خاص مین یون سمجھنا چاہئے کہ امیر معاویہ اور اون کے معاونین امام برحق حضرت عثمان غنی شہید رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرتے تھے اور امام وقت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی اس معاملہ مین حقیقت معذوریت اون پر منکشف نہ تھی اس لئے وہ آپ کو قاتلان حضرت عثمان شہید مظلوم کا مددگار جانکر آپ سے باغی ہو گئے تھے ظاہر ہے کہ یہ لوگ اپنی نیت خیر کی صورت مین اول تو ثواب ہی کے مستحق ہین اور کم سے کم یہ ہے کہ وہ اس بنا پر کسی طرح بر عذاب کے مستحق نہین ہو سکتے ہان حضرت عمار جو اس معاملۂ خاص کی حقیقت سے کماحقہ واقف تھے اور حضرت علی کو امام برحق جان کر آپ کے طرفدار بنے ہوئے تھے اگر اون کے کہنے سے آپ سے بغاوت اختیار کرتے تو بیشک مستحق نار ہو جاتے یہی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جوامع الکلم عطا کئے گئے تھے اپنے کلام پاک مین جسکا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت کا دفتر ہے جس کی خوبی آپ کی متبعان سنت کے سوا اور کسی پر بخوبی منکشف نہین ہو سکتی یہ ارشاد فرمایا کہ اے عمار تجکو وہ گروہ باغیہ قتل کرے گی جو تجکو نار کی طرف بلائے گی نہ یہ کہ وہ خود ناری ہوگی باقی رہا حضرت عمار کا اوس گروہ کو جنت کی طرف بلانا وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس مین تاویل و توجیہہ کی کچھ ضرورت ہی نہین اسلئے کہ امام برحق کی طاعت کے حق ہونے اور قبول حق کے لئے استحقاق جنت مین موافقین و مخالفین مین سے کسی کو کلام نہین اور اگر بالفرض اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ نار کی طرف بلانے کو بلانیوالے کا ناری ہونا لازم ہے تب بھی یہ حدیث شیعون کے مفید مطلب نہین ہو سکتی اسواسطے کہ ناری ہونے کے یا تو یہ معنی لئے جاوینگے کہ وہ

کچھہ مدت تک نار مین رہ کر عفو قصور کے بعد پہر جنت مین داخل ہو جاینگے یا یہ کہ ہمیشہ تک وہ دوزخ مین ہی رہینگے یقین ہے کہ اول معنی کو تو شیعہ صاحب ہرگز پسند نہ فرماینگے کیونکہ اون کے دل کے پہپولے تو جب ہی پہوٹ سکتے ہین کہ اون کے مخالفین ابد الاباد تک دوزخ مین پڑے جلا بہنا کرین اس سبب سے کہ وہ اون کے نزدیک قطعًا کافر و یقینًا عدو اہل بیت ہین اگر ان حضرات کو یہ امر ثابت ہو جائے کہ ان کے دشمنون پر ارحم الراحمین رحم فرماکر اون کو جنت مین داخل کردے گا تو یقین جانو کہ یہ حضرات طیش و غضب مین اگر جہٹ لاٹھی ہاتھ مین لے اور استر بستر بغل مین دباکر اوسکے ملک غیر محدود و لا زوال سے فورًا نکل جانے کے لئے تیار ہوجاینْ اور اگر دوسرے معنی لئے جاینْ تو اول تو وہ اس حدیث کے الفاظ سے کسی طرح پر نکل نہین سکتے دوسرے کلام الٰہی کے بھی بالکل خلاف ہین تمام کلام اللہ اس قسم کے مضمونون سے بہرا ہوا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے اعمال صالحہ کئے وہ ہمیشہ کے لئے جنت مین رہینگے یہ استثنا کہین نہین آیا کہ مگر جبکہ وہ بغاوت کرین بلکہ دوسرے مقام مین باغیون کو قطعًا مومن فرمایا ہے اودہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اون کو اپنا بہائی اور مومن قرار دینے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اون کو تمام مسلمانون کے دین و دنیا کے کام سپرد کرنے نے اون کے ایمان کو چودہوین رات کے چاند کی طرح ایسا روشن کردیا کہ دشمنون کے خاک ڈالنے سے ہرگز چہپ نہین سکتا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کو مدعائے شیعہ سے کچھہ تعلق نہین خواہ اس کے کچھہ ہی معنی لئے جاینْ بلکہ ہر پہلو پر یہ مطالب مخالفین کے مخالف ہی ہے اب ہم اس مقام پر ایک اور حدیث کو اون کے اصول اعتراضات ختم کرنے کی غرض سے بیان کرتے ہین جسکو کتب اہل سنت سے نعوذ باللہ تمام صحابہ کے کفر پر سند لایا کرتے ہین کہ آئندہ کو اعتراض کرنے کے ان صاحبون کے

جوابات اعتراضات شیعہ بر صحابہ خیر البریہ

تمام حوصلے ہی پست ہو جائین وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت مین میری امت کے کچھہ آدمی لائے جائینگے کہ اون کو دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا مین یہ عرض کرونگا کہ اے رب یہ تو میرے اصحاب ہین وہان سے یہ ارشاد ہوگا کہ تم نہین جانتے کہ اُنھون نے تمھارے بعد کیا کیا مین اس کے جواب مین اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان کرونگا کہ اے رب اگر تو انکو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہین اور اگر تو بخشے تو بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے اس سے پہلے کہ مین اس حدیث کا مطلب بیان کرون علمار شیعہ سے باادب یہ امر دریافت کرتا ہون کہ آپ صاحبون کے نزدیک اس سے تمام صحابہ مراد ہین یا بعض اگر سب مراد ہین تو اون دو چار صحابہ کو جنکو تم اپنے نزدیک مومن سمجھتے ہو اس حدیث سے کس طرح مستثنیٰ کروگے جس قاعدہ سے دو چار مستثنیٰ ہونگے اوس ہی سے دو چار ہزار بلکہ بیشمار بھی ہوسکتے ہین اور اگر اوس سے بعض صحابہ مراد لئے جاوینگے تو اوس سے تمہاری مطلب براری کسی طرح پر ممکن نہوگی کیونکہ اس مین کسی خاص شخص یا اشخاص کی خصوصیت نہین اب ہم سے اس حدیث کا صحیح اور واقعی مطلب سنئے کہ اول تو اسمین اصحاب کا لفظ نہین بلکہ اُصَیحاب ہے جس کے معنی صرف تھوڑی دیر تک ساتھ رہنے والون کے ہین دوسرے اوسمین کسی کا نام نہین کسی کی خصوصیت نہین فقط اسقدر ذکر ہے کہ چند اشخاص اس قسم کے ہونگے جنکو مرتدین کے ساتھ تعبیر کرسکین تو اوس کی شناخت کا طریقہ اس کے سوا اور کوئی نہین کہ واقعات کو دیکھ لینا چاہئے کہ وفات سرور کائنات کے بعد اس حدیث کے مصداق کون لوگ ہوئے ہین اسمین شبہہ نہین کہ چند آدمی قبیلۂ بنی تمیم و بنی حنیف کے جو اخیر زمانہ نبی کریم مین ایلچی بنکر حاضر خدمت ہوئے تھے اور اُنھون نے بظاہر قبول اسلام کرلیا تھا وہ آپ کی وفات کے بعد بیشک مرتد ہوگئے تھے اور اس ہی قسم مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنھون نے عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا

اور اونپر آپنے جہاد کرنے کا حکم دیا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین کے متعلق ادنے درجہ کی بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ ادنے تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ حدیث نبوی کا مصداق اس قسم کے اشخاص ہین نہ معاذ اللہ وہ حامیان دین متین محبوب رب العالمین جنہون نے مرتدین ومنافقین وکفار عرب وعجم کے ساتھ خاص اعلاء کلمتہ اللہ کی غرض سے مقاتلہ کیا اور شرق سے غرب تک دین محمدی کو پھیلایا اور اس حدیث ہی پر کیا موقوف ہے اس کے سوا اور بہت احادیث بلکہ آیات بنیات کلام پاک مین کفار ومنافقین ومرتدین کی شان ناپاک مین وارد ہین افسوس کا مقام ہے کہ علماء شیعہ نے صحابۂ کرام سید الانام کے بغض ناحق کو جزو ایمان جانکر یہ عجیب شیوہ اختیار کیا ہے کہ جہان اہلسنت کی کتب حدیث یا خاص اون کے قرآن شریف مین جن کے جامعین خاص اون کے بزرگان دین ہین کوئی حدیث یا آیت مرتدین ومنافقین یا کفار کے بارہ مین نظر پڑی جھٹ سے وہ صحابۂ کرام خصوصًا خلفاء عظام کی شان پاک مین اوتار دی معاذ اللہ کیا ٹھکانا ہے اس بغض وعداوت اور تعصب ونفسانیت کا بدگمانی بھی عجب بری بلا ہے کہ جہان کسی کی طرف سے دل مین بسی ایک جہان بھی اگر دلمین سے اوسکا نکالنا چاہئے تب بھی اوسکا نکلنا دشوار ہے پھر جس کی جانب سے بدگمانی دلمین سما جاتی ہے اگر وہ بالفرض کسی سے اس شخص کی تعریف بھی کر رہا ہو تو یہ بدگمان اوسکو دیکھکر یون سمجھتا ہے کہ ضرور یہ میری برائی ہی کر رہا ہے حقیقت مین وہم وخیال بھی ایسا اخلاق ہے کہ ان ہوئی چیز کو ہوئی کر دکھلاتا ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ کسی مکان کی نسبت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ اس مین کوئی جن رہتا ہے ڈر کے مارے کوئی شخص اوس مین نجا سکتا تھا ایک روز شب کے وقت کسی جگہ یاران جلسہ مین اوس کا ذکر آگیا کہنے لگے کہ بھائیو ہم تو بڑا بہادر اوسکو جانتے ہین جو اس وقت وہان جاکر اکیلا اوسمین کھونٹی ٹھونک ہے یہ سنکر اون مین سے ایک شیخی باز یارون مین اپنی بہادری جتلانے کے لئے کھونٹی اور ہتھوڑی ہاتھ مین لیکر جھٹ اوٹھ

کھڑے ہوئے اور ایک دم سے اوس مکان مین جا در آمد ہوے خیر جانے کو تو جا پہنچے مگر ڈر
کے مارے ہاتھ پانون بھول گئے جس کے سبب سے میان خان بہادر صاحب سب شیخی
بھول گئے آخر کار اپنے دل مضطر کو قابو مین کر کے کھونٹی ٹھوک ہی دی گھبراہٹ کی حالت
مین اون حضرت شجاعت خان کا دامن اوسمین آگیا جو کھونٹی کے ساتھ وہ بھی گنج قارون
کی طرح زمین مین جا گھسا جب خدا خدا کر کے وہان سے اوٹھنے لگے تو دامن کے اٹکنے سے
اونکے دل مین یہ گمان ہوا کہ جن نے میرا دامن پکڑ لیا جھٹ چیخ مار کر زمین پر گر پڑے
اور فنا فی الجن ہو گئے ایسے ہی حضرت شیعون کے دلون کے ویرانخانون مین صحابہ کا
خیالی کفر و نفاق اتفاق سے ایسا بسا ہوا ہے جس نے وہی جن کی صورت بنکر ان کا
دامن عقل پکڑ رکھا ہے جس کی مرنے کے بعد انشاء اللہ اوسوقت حقیقت کھلے گی کہ
جس وقت اوس خیال کے وبال سے دامن چھڑانا محال ہوگا علماء شیعہ کی خدمت سراپا برکت
مین بہ نظر خیر خواہی ہمارا یہ التماس ہے کہ ہمارے احادیث و کلام اللہ کی طرف ہم پر حجت
لانے کے لئے مفت مین اپنا وقت عزیز غارت کر کے اپنے دامن تقدس پر کیون ناحق
بدنامی کا دھبہ لگایا کرتے ہین اسکو کون نہین جانتا یہان تک کہ آپ صاحب بھی خود
اس کے قائل ہین کہ ہماری احادیث صحیحہ و کلام اللہ عالم مین اون ہی صحابہ کرام کے
واسطے سے پہنچے ہین جو ہمارے پیشوائے دین ہمارے موافق ملت اور آپ صاحبون
کے مخالف مذہب تھے پھر اس صورت مین بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان مین کوئی حدیث
یا آیت ہمارے اور اون کے خلاف موجود ہو بلکہ آپ تو اپنے اوس ہی چھپے ہوئے قرآن
عجیب الشان کو جسکو آپ کے امام عالی مقام اپنی بغل مین لیکر غار مین جا چھپے ہین اگر کسی ڈھب
سے ہاتھ لگ سکے اپنے واسطے حجت لایا کیجئے خیر وہ تو بھلا کاہے کو ملنے لگا ہے نہ اب
تک کہین اوسکا پتہ لگا نہ انشاء اللہ آگے کو لگے بلکہ یہی سنیون کے پیشواؤن کا جمع کیا ہوا
کلام اللہ جس کی حفاظت کا خود محافظ حقیقی ضامن ہو چکا ہے بلا کم و کاست بعینہ ابتک

موجود ہے اور قیامت تک انشاء اللہ العزیز بدستور موجود رہے گا تو پھر اس حالت مین آپ
صاحب اپنی استبصار و کلینی شریفین سے ہی دل بہلا لیا کیجئے دیکھئے تو ان مین کیسی کیسی عجیب
وغریب لطف مزہ کی حدیثین موجود ہین جنکی مثل نہ کسی مذہب والے کی آنکھون نے دیکھی
نہ کسی ملت والے کے کانون نے سنی افسوس تو یہ ہے کہ آپ اونکو ہی تو نظر غور سے نہین
دیکھتے اگر کبھی کوئی عالم اہل سنت ان کتابون کی کوئی حدیث آپ صاحبون کے سامنے پیش کرکے
طالب جواب ہوتا ہے تو صاف انکار ہی کردیتے ہو کہ ہماری کتابون مین ہرگز یہ حدیث موجود نہین
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو آپ صاحب اونکو دیکھتے نہین یا اپنے دلمین خوب سمجھے ہوئے ہین کہ یہ قصے
عقلاً و نقلاً کیطرح مدمقابل کے سامنے ثابت نہین ہوسکتے اسلئے مجبوراً انکار کے سوا اور کچھ چارہ نہین بن پڑتا
اور یہ تو گستاخانہ ہم عرض نہین کرسکتے کہ آپ حضرات عالی درجات دیکھتے تو ہین لیکن اونکو سمجھتے نہین
بہرصورت یہ سب صورتین شان علم کے بالکل خلاف و سراسر منافی ہین جب ہم شیعون کے اصول
اعتراضات کی معقول طور سے تردید کرچکے تو اون کے فروعات کے رد کرنیکی کوئی ضرورت باقی نہین
رہی اس لئے کہ جسقدر بھی فروع ہین وہ سب ان اصولون ہی کے پیٹ مین پڑے ہوئے
اور ان ہی امہات خرخرفات سے تولد ہوئے ہین البتہ مجمل طور پر زیادت بصیرت کی غرض
سے اسقدر اشارہ کئے دیتے ہین کہ ان کے فروعات اعتراضات صرف دو قسم کے ہین ایک
تو وہ کہ جو بالکل فرضی اور مصنوعی محض خلاف عقل ہین جن کے مضامین باطلہ خود اونکی
بناوٹ اور من گھڑت ہونے کو ثابت کررہے ہین جیسے کہ حضرت عمرؓ کا حضرت علی شیر خدا
کے گھر کو آگ لگاکر معاذ اللہ اون کی گردن مین رسی باندھ کر حضرت ابوبکر کے پاس
جبراً قہراً کھینچ لانا اور حضرت ابوبکرؓ کا حضرت خالدؓ کو اون کے قتل کے واسطے مقرر کرنا اور
ہمیشہ اون کا اس ہی فکر مین رہنا علی ہذا القیاس اسی ہی قبیل کی اور خرافات قصے ہین
اس قسم کے مصنوعی قصون کی تردید مین بالاجمال صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اول تو
ان فرضی قصون مین جن کی بنا بر فاسد محض صحابہ کرامؓ کی برائی پر قایم کی گئی ہے حضرت

علی مرتضے داماد مصطفے حیدر کرار غیر فرار کی جن کا شیر خدا لقب ہے اور اون کی شجاعت اور کرامت آفتاب نصف النہار کی طرح عالم مین مشہور ہے کسقدر توہین و تذلیل اور بزدلی و عاجزی ثابت ہوتی ہے جسکو کوئی مومن و دیندار توکیا کوئی عقلمند دنیادار بھی ایک لمحہ کی واسطے ہرگز تسلیم نہین کر سکتا فقط صحابہ کرام کی برائی ثابت کرنے کی غرض سے اون برگزیدہ امام کی اسقدر توہین گوارا کرنے کی بعینہ وہی مثل ہے کہ جیسے کسی نے پرائی بدشگنی کی غرض سے اپنی ناک کاٹ ڈالی تھی دوسرے ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوتا تو اوس زمانہ مین اہلبیت کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہتا اس لئے کہ اوس وقت خلفاء عظام کے حکم کا کوئی روکنے والا نہ تھا جسقدر بھی تھے وہ سب اون کے مطیع و فرمانبردار اور دل سے جان نثار تھے رہے دو چار شخص جنکو شیعہ اپنے گمان خلاف واقع مین اون کا مخالف سمجھتے ہین وہ بھی ان ہی کے قول کے موافق اون کے ڈر کے مارے تقیہ کے تہ خانون مین چھپے پڑے تھے غرض سب کے سب محبت کی وجہ سے سمجھئے یا ڈر کے سبب سے کہیئے تھے اون کے تابع حکم ہی اب فرمائے کہ انھون نے ایسی حالت مین دشمنی و بخیلی کا دقیقہ پھر کس وقت کے لئے اوٹھا رکھا تھا اور مال غنیمت مین سے ہزارون بلکہ لاکھون درہم و دینار اہلبیت اطہار کی کیون نذر کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شیعون کے مولوی صاحب نے مجھسے اس کے جواب مین یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت اگر وہ دیتے تھے تو تعجب ہی کیا تھا اون کا حق بھی تھا مین نے کہا کہ حضرت بس اب حق پر آپ آگئے کہ آپ نے اون کے حق دینے کو تسلیم کر لیا ایجاب وہ تو آپ کے نزدیک حق کے چھیننے والے تھے پھر حق کا دینا کیسا یہ سنتے ہی وہ حضرت اپنا سا منھ لیکر رہ گئے پس اہل فہم و انصاف کے لئے اس قسم کے اعتراضات کے جواب مین بالاجمال اتنا ہی کافی ہے دوسری قسم کے اعتراضات وہ ہین جن کے مضامین حقیقت مین صحابہ کی مدح پر دلالت کرتے ہین لیکن دشمنون نے تعصب و نفسانیت اور بغض و عداوت کے سبب

سے اون کو اون اکابر دین کی مذمت و ہجو پر محمول کیا ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ فرمانا کہ میرے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے اگر کوئی خلاف شرع حکم مجھہ سے صادر ہو تو تم ہرگز اوسکو نہ ماننا بلکہ اوسپر مجکو متنبہ کر دینا یا جیسا حضرت عمر کا یہ ارشاد کہ عمر سے تو سب آدمی یہان تک کہ پردہ نشین عورتین بہی زیادہ فقیہہ ہین اور ایک موقع پر کہ جب آپنے ایک حاملہ عورت کو جس سے زنا سرزد ہوا تھا سنگسار کرنے کا حکم دیا مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ فرمایا کہ یا امیر المومنین یہ عورت حاملہ ہے قابل سنگساری نہیں یہ فرمایا کہ علیؓ نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا یعنی اگر علیؓ کے واسطے سے اس عورت کا حاملہ ہونا مجکو معلوم ہوتا تو ناحق سنگسار ہو جاتی اسلئے مواخذہ آخرت کے ڈر سے آپ نے یہ فرمایا کہ گویا مین ہلاک ہو جاتا آپ کا یہ فرمانا آپ کے نہایت اتقا اور غایت احتیاط پر مبنی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ غلطی کی صورت مین مواخذہ اخروی نہین ہوتا یا جیسا کہ آپ کا ایک مرتبہ اپنے پیارے بیٹے نوجوان پر حد زنا مین سو کوڑے لگوانا اور بعض روایت ضعیف کے موافق دس کوڑے جو باقی رہ گئے تہے مرنے کے بعد پورے کرانا ظاہر ہے کہ یہ تمام امور ان بزرگوارون کا اعلی درجہ کا دیندار اور نفسانیت سے پاک اور دنیاوی تعلقات سے بالکلیہ آزاد ہونا صاف و صریح طور پر ثابت کر رہے ہین لیکن مجتہدان شیعہ یہ اجتہاد فرماتے ہین کہ ابو بکر کے ساتھ شیطان رہتا تھا چنانچہ وہ خود ہی کہا کرتے تہے اور عمر اپنے قول کے موافق عورتون سے بہی زیادہ جاہل تھے اور جناب امیر کے سہارے سے اون کی زندگی تہی اور حدود شرعیہ سے اسقدر ناواقف تھے کہ مردہ پر کوڑے لگوائے واہ رے علماء شیعہ قربان جائے تمہارے اس فہم و انصاف طبیعت کی خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے تمہارے اس بغض و عداوت کا اس کے جواب مین ہم اور کچھہ کہنا نہین چاہتے صرف اس شعر پر جو سعدی علیہ الرحمۃ کے شعر کا ترجمہ ہے اکتفا کرنا کافی ہے ؎

آنکھ مین دشمن کی کہ وہ پہوٹ جائے عیب نظر آئے بجائے ہنر

یہ تو اس فرقہ کے وہ اعتراضات تھے جو صحابہ کرام کی ذات پاک کی طرف بے اصل منسوب کیے گئے ہین جن کے اصول نامعقول کی بالتفصیل اور اون کے فروعات خرافات کی بالاجمال ہم تردید کرچکے اب ان کے دو اعتراضات اور باقی رہ گئے جن مین خاص اہل سنت کی ذات جامع الحسنات پر بے باکانہ نہایت ہی بیجا حملہ کیا گیاہے جو عوام سینون کے دہوکا دینے کے لئے عوام شیعون کی نوک زبان پر گردش کرتے پہرا کرتے ہین حقیقت مین یہ محض دہوکے کا جال پھیلا کر ان کے ذریعہ سے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلا کرتے ہین تو آج ہم بھی اس دہوکے کی ٹٹی کو صرف ایک پھونک سے جو باد تند کا کام دے ایک چشم زدن مین اوڑا کر اوس خیالی جال کا جنجال ہی ٹٹائے دیتے ہین تاکہ آئندہ کو کوئی ضعیف الخیال اوسکے وبال مین پہنسنے نہ پائے اول اعتراض یہ ہے کہ سینون کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ اہلبیت سے افضل ہین حالانکہ یہ بالکل خلاف نقل وعقل ہے نقل کے تو اسوجہ سے کہ درود شریف مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اوس مین صرف آل کا لفظ ہے اصحاب کا اوس مین کہین ذکر نہین اور عقل کے اسوجہ سے مخالف ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ ہر شخص کو جیسی محبت کہ اپنی اولاد سے ہوتی ہے خواہ وہ کیسی ہی ہو غیرون کے ساتھ خواہ وہ کسی درجہ کی کیون نہون ہرگز ویسی نہین ہوتی پس دونون دلیلون نقلی وعقلی سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر صاحب کے اہل بیت آپ کے تمام صحابہ سے افضل ہین اس ابلہ فریب مضمون کو سنکر وہ بھولے بہالے سنی جو بزرگون کی دیکھا دیکھی اور باپ دادا کی سنی سنائی سنی بن گئے ہین لیکن درحقیقت وہ مذہب اہل سنت وجماعت کی حقیقت سے محض ناواقف ہین عجیب حیرت مین پڑجاتے ہین جسکا ادنے اثر یہ ہوتاہے کہ اور کچھہ نہین تو کم سے کم اکثر تفضیلیہ تو ضرور ہی بنجاتے ہین خصوصًا ہمارے زمانہ کے وہ حضرات جو سادات کے لقب سے مشہور ہین اس دہوکہ مین پڑکر کہ ہم اپنے دادا پر غیرون کو کیون فضیلت دین اکثر تو کہلے ہوئے رافضی بنے ہوئے ہین اور جو کچھہ سنی المذہب بھی ہین اون مین

ے اکثر تفضیل کے قائل ہین میرا قیاس تو یہ ہے کہ سادات مین سے پکا اور سچا راسخ الاعتقاد
اہل سنت وہ شخص ہوسکتا ہے جو پورا عالم و فاضل ہو یا ولی کامل یا جسکو اِن دونون
مقدس گروہ کی صحبت کامل میسر آئے یا وہ ابتداء خلقت سے ہی سلیم الطبع پیدا ہوا ہو کہ
حق و باطل مین پوری تمیز کرسکے ورنہ اس مضمون نخوت مشحون کا ذہن سے نکلنا سخت
دشوار رہے جو اکثر مدعیان کمال خصوصًا مدعیان شرافت نسبی کے عام طور پر ذہن نشین ہو رہا ہی
کہ جہان تک ہوسکے اپنے بزرگون کی عالم پر فضیلت ظاہر کی جائے جسکا اصلی منشا یہ ہوتا ہی
کہ اوس کے ضمن مین اپنی فضیلت حاصل ہو جائے جسکا نفس ہر دم خواہشمند رہتا ہے لیکن
اِس شرم و حیا کے سبب سے بظاہر اوس کو زبان پر نہین لا سکتے کہ سننے والے اُس کا
مذاق اوڑائینگے کہ دیکھو فلان شخص اپنے منھ سے میان مٹھو بن رہا ہے اِس لئے سب
سے بہتر طریقہ یہی سمجھ رکھا ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی فضیلت ثابت کی جائے جس سے اپنی
فضیلت خود بخود لازم آجائے اِسوقت مجکو اِس کی ایک مثال یاد آئی جو فی الجملہ مذاق
کی بھی ہے کہ ایک مرتبہ ایک ملا ولایتی نے مجھسے بیان کیا کہ ہمارے ہان ایک طالب علم
نے ہدایۃ النحو تمام کرنے کے بعد کافیہ کو چھوڑ کر شرح ملا شروع کر دی طالب علمون نے
جو اوس سے اوس کی وجہ دریافت کی تو اوس نے یہ جواب دیا کہ بھائی جب ہم نے
مرغی پکڑ لی تو اوس کے بچے آپ اوس کے پیچھے پیچھے دوڑے چلے آئینگے یعنی شرح
ملا پڑھنے کے بعد کافیہ آپ سمجھ مین آجائے گا ایسے ہی طالبان فخر نے اپنے باپ
دادا کی بزرگی کو سمجھ رکھا ہے کہ جہان اوسکو پکڑا اون کی بڑائی پیچھے پیچھے دوڑتی
ہوئی چلی آئی حالانکہ ایسا سمجھنا محض جہالت اور نادانی ہے کیونکہ اول تو بزرگون
کی بڑائی خود اون کی بزرگی کے حق مین تاوقتیکہ اون مین ذاتی کمال موجود ہو کافی
نہین ہوسکتی ورنہ تمام آدمیون کے حق مین حضرت آدم علیہ السلام کا فخر کیا کچھ کم
ہے دوسرے بعض کی بعض پر فضیلت جو محض عطاء ایزدی ہے کسی کے اختیار مین نہین

کہ اوس کے بڑھانے سے بڑھے یا اوس کے گھٹانے سے گھٹ جائے بلکہ جیسا اوس کا
گھٹانا برا ہے ویسا ہی اوسکا بڑہانا ناروا ہے اس لئے کہ خلاف واقع ہونے مین
دونون برابر ہین جس شخص کو اللہ جل شانہ نے فہم سلیم اور طبع مستقیم عطا فرمائی ہے وہ
خلاف واقع مضمون کو اگرچہ اوس مین اوس کی یا اوس کے بزرگون کی کیسی ہی
فضیلت پائی جاتی ہو ہرگز پسند نہین کرسکتا مثلاً میرے سامنے کوئی شخص میرے والد مولانا
محمد علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو اپنے علم وفضل اور زہد و تقویٰ مین
یگانۂ زمانہ تہے یہ بیان کرے کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے افضل تھے اگر مین اوسکو
سنکر خوش ہوجاؤن تو میری نہایت نادانی ہے نہین بلکہ مین ایسے نامعقول قول
سے کبھی خوش نہین ہوسکتا کیونکہ وہ کسی مرتبہ کے کیون نہون لیکن کہان وہ اور
کہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن کے اجتہاد کا سکّہ چار دانگ عالم کے دلون مین
بیٹھا ہوا ہے اور اون کے فیضان علم ظاہری و باطنی کا علم عالم مین تاقیام قیامت
انشاء اللہ بلند رہے گا بیچے یہ وہ دہوکا ہے جس کی بلا مین ہمارے زمانہ کے اکثر سادات
مبتلا ہین غرض عوام سنی جنکا مذہب محض تقلید آبا و اجداد اور ذاتی تحقیق سے عراہی
اس تفضیل کے پیچدار راستے کی بھول بھلیون مین پڑکر سیدہے راستے سے بہت
دور جا پڑے ہین مگر الحمد للہ کہ محققین اہل سنت کبھی اس راہ ناہموار مین ٹھوکرین
نہین کہاتے کیونکہ وہ شمع تحقیق کی روشنی اور عصاے توفیق کی اعانت سے اوسکے
نشیب و فراز طے کرکے راہ مستقیم حق پر جا نکلتے ہین پہر وہان سے سیدہے بے کھٹکے
منزل مقصود پر جا پہنچتے ہین جو توحید و اتباع سنت سے عبارت ہے جس کے باعث
سے دنیا مزرع الآخرۃ ہے اس تقریر دل پذیر کے بعد ہم اصل مطلب کی طرف رجوع
کرتے ہین اول دلیل نقلی مضمون اعتراض کی حقیقت اصول شریعت سے جو در حقیقت
اصول حقیقت ہین کما حقہ منکشف کئے دیتے ہین پہر بعد کو اوس کی دلیل عقلی کی

دلائل قاطعہ عقلیہ سے دہجیاں اوڑ ائین گے۔ دلیل نقلی کا حاصل لاحاصل یہ ہے کہ ورود صرف آل کے حق مین وارد ہوا ہے نہ اصحاب کے اس سے اہلبیت کی صحابہ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اہل حق پر مخفی نہین کہ اس مضمون مین تین غلطیان پوشیدہ ہین ایک تو لفظ آل کو فقط اولاد کے معنی مین سمجھنا دوسرے اولاد خالی اہلبیت سے مراد لینا تیسرے اہلبیت کا صرف دوازدہ ائمہ اطہار پر اقتصار کرنا حالانکہ یہ تینون امر شرعاً محض باطل ہین اسلئے کہ لفظ آل کے لغت مین دو معنی ہین ایک اہل وعیال کے جس مین اولاد بھی شامل ہے دوسرے تابعین وپیرو کار کے چنانچہ قرآن شریف مین بھی اس لفظ کا ان ہی دو معنون مین استعمال وارد ہوا ہے آل داوٗد سے حضرت داوٗد علیہ السلام کی اہل وعیال مقصود ہے اور آل فرعون سے کہین اوسکی قوم اور کہین اوسکے پیرو کار مراد ہین جیسا کہ ماہرین کلام الٰہی پر ظاہر ہے اس ہی بنا پر آیت میراث مین آل کی جگہ اولاد کا لفظ آیا ہے تاکہ کسی کو یہ شبہہ ہو کہ میت کے ترکہ مین سے یہ حصہ اوس کے تمام اہالی موالی وپیرو کارون کا ہے جو اس آیت مین ہرگز مقصود نہین ایسے ہی اہلبیت صرف اولاد سے عبارت نہین بلکہ تمام اہل وعیال وازواج اس مین شامل ہین خصوصاً آیت تطہیر۔ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا مین خاص ازواج مطہرات سرور کائنات کی طرف اور رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ مین زوجۂ مطہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب خطاب ہے علیٰ ہذ القیاس اولاد کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بھی اہل بیت کی طرح خاص شخصون مین منحصر نہین ہوسکتی قیامت تک جس قدر آپ کی ذریات طیبات وجود مین آئین گی وہ سب اولاد ہی مین شامل ہونگی جیسے کہ اولاد آدم تمام بنی آدم کا نام ہے یہ نہین کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دس بارہ بیٹون کے سوا اور اون کی اولاد سے خارج ہین غرض آل کو اولاد

اور اولاد کو اہلبیت اور اہلبیت کو فقط بارہ اماموں مین منحصر کرنا قطعاً باطل ہے جب یہ تحقیق معلوم ہو چکی تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ درود شریف مین جو آل کا لفظ واقع ہوا ہے اوس کے معنی صرف اولاد کے نہین بلکہ تابعین سید العالمین مراد ہین جن مین آپ کی اولاد و اہلبیت پاک بھی جو آپ کے غایت درجہ کے متبع ہین بدرجہ اولیٰ شامل ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ درود شریف مین صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہین جس کے درود کا استحقاق تمام متبعین رسول مقبول کو حاصل ہے اسکو خاص اہلبیت کے ساتھ مخصوص کرنا کہ اون کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کتنا ہی متبع ہو وہ رحمت خداوندی کا مستحق نہین ہو سکتا مقصود نبوت کے بالکل خلاف ہے اور اس صورت مین رسول الثقلین کی بعثت جو رحمۃ للعالمین ہے محض عبث ٹھہرتی ہے اس ہی وجہ وجیہہ کی بناپر جو درود اہل بیت اطہار محرم سید الابرار سے منقول ہین جن کو اوس درود شریف کی جو خاص رسول مقبول سے مروی ہے حقیقۃً تفسیر سمجھنی چاہئے اون مین تمام آل و اصحاب و ازواج مطہرات سید الکائنات بلکہ جملہ تابعین سید العالمین کا ذکر ہے جسکو شک ہو صحیفۂ کاملہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو دیکھے جسکو حضرات شیعہ صحیفۂ آسمانی سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہین اوس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اہلبیت پاک کے نزدیک درود شریف کی صرف اون کی ذات خاص کے ساتھ کچھ تخصیص نہ تھی ورنہ وہ باوجود غایت اتباع اور محرم اسرار ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منشا ہرگز تعمیم کو گوارا نفرماتے خیر اس مقام پر اور درودون کا تو کیا ذکر کرون صرف صحیفہ کاملہ کے ایک درود پر اکتفا کرتا ہون جسنے مذہب شیعہ کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر اوس کا دھوان اوڑا دیا حضرت امام سجاد زین العباد رضی اللہ عنہ صحیفہ کاملہ مین ارشاد فرماتے ہین کہ اللہ تعالے درود بھیج پیغمبر صاحب پر اور آپ کے آل و ازواج اور اصحاب پر جنھون نے اپنے گھرون اور اہل و عیال کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنے جان و مال کو قربان کیا اور اونپر جنھون نے

اپنے جان و مال و اہل عیال سے آپ کی مدد کی اور اون پر جو مہاجرین و انصار کے بعد آئے جو یہ کہتے رہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ بخش ہمکو اور ہمارے اون بھائیون کو جو اسلام مین ہم پر سبقت لے گئے ہین اور ہمارے دلون مین اون کی طرف سے بغض و عداوت مت رکھ۔ لو بھائیو بس اس معاملہ مین ہم سے اور کیا تم زیادہ ثبوت چاہتے ہو اسپر بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اوسکو خدا سمجھے حاصل یہ ہے کہ اس دلیل سے جو نقلی و عقلی دونون پہلو رکھتی ہے بخوبی تمام یہ امر ثابت ہوگیا کہ درود شریف مین آل کے لفظ سے جملہ تابعین سید العالمین مراد ہین اس مقام پر پہنچکر شاید کسی کو یہ شبہہ پیش آئے کہ جب درود شریف عام مومنین کے حق مین بھی ہو سکتا ہے تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے اسم مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اور کسی کے نام کے ساتھ نہین کہتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اہل شرع نے محض امتیاز مراتب کی غرض سے یہ اصطلاح مقرر کر لی ہے کہ پیغمبر صاحب کی ذات پاک کے حق مین صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء کرام کے واسطے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار کے واسطے رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام و علماء عظام کے لئے قدس سرہ و رحمۃ اللہ علیہ اور باقی عام مومنین کے واسطے مرحوم و مغفور وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہین تاکہ اطلاق کے وقت یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص فلان طبقہ مین داخل ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا استعمال رحمت کاملہ کے موقع پر کیا جاتا ہے جسکا فیضان اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی درجات پر بلا واسطہ اور باقی مومنین امت پر آپ کے واسطے ہوتا ہے اس لئے کسی پر خواہ وہ کسی مرتبہ کا ہو علیحدہ طور پر درود بھیجنا غیر مناسب خیال کیا جاتا ہے اور ایک قسم کی بے ادبی سمجھی جاتی ہے ہان آپ کے ساتھ آپ کے خواص امت کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے تاکہ اس امر کی طرف اشارہ ہو جائے کہ ان بزرگون پر جو رحمت کاملہ نازل ہوتی ہے وہ محض آپ کے واسطہ سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی تمام امت مرحومہ کو آپ

پر درود شریف بھیجنے کا اپنے کلام پاک مین حکم فرمایا ہے غالباً شیعہ صاحبون کو بھی ہماری اس تحقیق کے تسلیم کئے بغیر کچھہ چارہ نہ بن پڑے گا اس لئے کہ ان کی کسی معتبر کتاب سے بارہ امامون مین سے کسی امام کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلّم کا لفظ ثابت نہین ہوتا البتہ ہر ایک امام کے نام پر علیہ السلام کا لفظ ان کے کلام مین لا کلام موجود ہے جو ہمارے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے مخصوص قرار دیا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر چند کہ ان کے اصول مذہب سے امامون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی برابر بلکہ آپ سے بدرجہا بڑھ کر ہونا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے چنانچہ ان کی معتبر تاریخ حملہ حیدری مین صریح لکھا ہوا ہے کہ شب معراج مین پیغمبر صاحب نے جو کچھہ کہ آسمانون پر پہنچکر دیکھا وہ جناب امیر نے زمین پر ہی سے دیکھ لیا یا جیسا کہ حق الیقین وغیرہ مین ہے کہ جسوقت حضرت امام مہدی صاحب خروج فرمائین گے تو سب سے پہلے اون کے ہاتھ پر پیغمبر صاحب بیعت کرین گے لیکن اسکو کسی خاص مصلحت سے جسکو ہم خوب سمجھتے ہین صاف طور پر نہین کہہ سکتے البتہ چونکہ اون کو تمام انبیاد سابقین کے ہمسر بلکہ اون سے برتر قرار دینے مین یہ حضرات بے باک کسی حالت مین نہین چوکتے اس لئے علیہ السلام کا لفظ تمام ائمہ اثناعشر کے نام پر ضرور ہی لگا دیتے ہین اب بھی اگر یہ صاحبان عجیب الشان ہماری اس تحقیق واجب التسلیم مین کسی قسم کی کچھہ چون وچرا فرمائین اور اس کے تسلیم کرنے مین کچھہ پس وپیش کرین تو سمجھئے ہم بھی ایک عجیب وغریب دلیل کے احاطہ مین انکو محصور کئے دیتے ہین جس مین سے نکلنے کے لئے یہ کتنی ہی چالاکی کو کام مین لائین مگر کسی صورت سے ہرگز نکل ہی نہ سکین وہ یہ ہے کہ درود شریف مین آل کے لفظ سے یا تو اولاد مراد ہوگی یا اہلبیت یا جملہ تابعین وپیروکار سید الابرار مقصود ہون گے یہ تینون صورتین مذہب شیعہ اثناعشریہ کے بالکل مخالف ہین اس لئے کہ اگر اولاد مراد لی جائے گی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اوس سے خارج

ہو جائین گے اور اگر اہلبیت سے عبارت ہو گی تو تمام ازواج مطہرات سید الکائنات اوسمین داخل ہو جائین گی اور اگر تابعین مقصود ہون گے تو تمام صحابۂ کرام سید الانام بلکہ جملہ تابعین سید المرسلین الی یوم الدین درود شریف مین شامل ہو جائین گے ظاہر ہے کہ جسقدر حضرت علی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کا درود سے خارج ہونا شیعہ صاحبون کو ناگوار ہوگا اوس سے ہزار درجہ زیادہ ازواج مطہرات رسول مقبول کا اوسمین داخل ہونا اون پر حقیقۃً نہایت شاق گذرے گا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اوس مین شامل ہو جانے سے تو قیامت ہی کا سامنا ہوگا اس صورت مین اونکو درود شریف کا اصل سے انکار یا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص پر اوسکا اقتصار کرنا لازم آئیگا لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ بھی نہ بن پڑے گا اب مدعیان محبت اہلبیت ارشاد فرمائین کہ اس معاملہ مین اون کی کیا رائے ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر درود شریف سے صحابہ کرام خیر الانام خارج کئے جائین گے تو اکثر اہلبیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوس سے خارج ہونا ماننا پڑے گا اور اگر اون کا داخل ہونا مانا جائے گا تو صحابۂ کرام کا بھی اوس مین شامل ہونا تسلیم کرنا پڑے گا یہان تک مضمون تفضیل اہل بیت کی دلیل نقلی کا بیان تھا اب دلیل عقلی کا حال سراپا اختلال سنئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت صحابہ سے اس وجہ سے افضل ہین کہ ہر شخص کو جیسی محبت اپنی اولاد سے ہوتی ہے ویسی اور کسی سے نہین ہوتی اس دلیل عقلی نامعقول مین تین مغالطہ ہین اول تو انبیاء کرام کے نفوس قدسیہ کو اپنے نفوس خبیثہ پر قیاس کرنا دوسرے محبت کی تمام قسمون کا جنمین سے ہر ایک کا علٰحدہ علٰحدہ حکم ہے ایک حکم سمجھہ لینا تیسرے محبت کے لئے افضلیت کو لازم قرار دینا چوتھے صحابہ اور اہلبیت کی حقیقت سے کماحقہ واقف نہونا یہ مغالطے کیا ہین حقیقت مین ایک قسم کے

ظلمات ہین جو غول بیابانی کی صورت بنکر راہ مستقیم حق مین سدراہ بنے ہوئے ہین جنکی صورت خیالی کو ضعیف العقل اشخاص حقیقت واقعی خیال کرکے ڈرکر اوس پر چلنے سے باز رہتے ہین توہم بھی اسوقت اپنی تیغ قلم معجز رقم سے ہر ایک غول سرکش کا سر قلم کئے دیتے ہین کہ آئندہ کو ہر کسی کے لئے اِس راستے مین کسی قسم کی روک ٹوک ہی باقی نرہے مغالطۂ اول کی حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام محض ہدایت انام کے واسطے بھیجے گئے تھے خصوصًا ہمارے پیغمبر خاتم الانبیاء سید الاصفیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وجود پاک رحمۃ للعالمین ہے خاص ہدایت عامہ جن وانس کی غرض سے خلعت نبوت خاصّہ پہناکر اِس عالم مین مبعوث فرمائے گئے آپ کا فرض منصبی جسکو آپ نے منشاء الٰہی کے موافق خوب انجام دیا یہ تھا کہ مخلوق کو ضلالت شرک کی ظلمت سے بچاکر توحید کے روشن راستہ کی طرف ہدایت کی جائے تاکہ اوس کے سبب سے غضب الٰہی سے نجات پاکر اوس کی رضاء دائمی کی مستحق ہو جب یہ امر مسلّم ہوچکا جسکا تسلیم کرنا تمام مدعیان اسلام کو ضروری ہے تو اِس کے ساتھ ہی اِس امر کا تسلیم کرنا بھی لازم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت خلائق کے حق مین کوشش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور بلا تفریق یگانہ و بیگانہ کے ہر شخص طالب حق کے قلب مین اوس کی استعداد وحوصلہ کی موافق نور توحید کو چمکا دیا اور کسی شخص کے حق مین بہبودی دین و دنیا کے معاملہ مین اپنے اور بیگانہ ہونے کا ہرگز فرق نہین کیا آپ کا یہ فرق نہ کرنا حقیقت مین ایک بہت بڑا فرق ہے منصب رسالت و مرتبہ امت کے درمیان مین جو زمین و آسمان کے فرق سے تعبیر کیا جاسکتا ہے غرض انبیاء مقربین خصوصًا سید المرسلین کے نفوس پاک کو اپنے نفوس ناپاک پر قیاس کرنا کہ جیسے ہم اپنون کے حق مین بہتری چاہا کرتے ہین اور غیرون کے حق مین ویسی نہین چاہتے ایسے ہی معاذ اللہ وہ بھی تھے اساس نبوت کو بالکلیہ منہدم کردینا ہے دوسرے مغالطہ کی کیفیت یہ ہے کہ محبت کئی قسم کی

ہوتی ہے ایک محبت طبعی جو کم وبیش ہر انسان کی اصل فطرت مین رکھی گئی ہے یہ اون شخصون کے ساتھ ہوتی ہے جن کے ساتھ اصل خلقت مین ایک قسم کا تعلق خاص پیدا کیا گیا ہے جسکو گوشت و پوست اور خون کے لگاؤ کے ساتھ تعبیر کیا کرتے ہین اس قسم کی محبت مین کل انسان قریب قریب یکسان شمار کئے جاتے ہین دوسری محبت نفسانی جس کی بنیاد لذت نفس پر قائم کی گئی ہے جیسے کہ محب کو اپنے محبوب سے محبت یا کسی کو کسی قسم کی اشیاء مرغوبہ کی طرف رغبت پھر بعض موقع پر اس قسم کی محبت نفس سے روح کی طرف ترقی کر جاتی ہے کہ نفس کی جگہ روح کو لذت حاصل ہونے لگتی ہے یہ صورت مجاز سے حقیقت کی طرف منتقل ہونے کی حالت مین پیش آتی ہے تیسری قسم محبت قلبی ہے جس مین خواہش نفسانی کے مغلوب ہونے کے سبب سے اول سے ہی اوسکا تعلق قلب کے ساتھ ہوتا ہے جیساکہ خواص بندگان الٰہی کو عام مخلوقات مین سے کسی خاص مخلوق کے ساتھ اوسمین پرتو خالق جلوہ گر دیکھکر تعشق ہو جاتا ہے یہ دونون محبتین نفسانی و قلبی محبت طبعی سے فوقیت رکھتی ہین یہی وجہ ہے کہ بعض اشخاص بعض اوقات مین رضائے محبوب یا حصول مطلوب کی غرض سے اپنے اہل و عیال بلکہ جان و مال کے تلف ہونے کو بخوشی خاطر گوارا کر لیتے ہین چوتھی قسم محبت عقلی ہے جس کی بنا منفعت پر ہوتی ہے چونکہ منفعت کی دو قسمین ہوتی ہین ایک دنیاوی دوسری دینی اس لئے اس لحاظ سے اوس کی بھی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک محبت عقلی دنیاوی جس کی علت منفعت دنیاوی ہوتی ہے دوسری محبت عقلی دینی جسکا منشاء منافع اخروی ہوتے ہین یہ محبت اگرچہ ناقص العقلون کے نزدیک سب محبتون سے ناقص معلوم ہوتی ہے لیکن اس مین شک نہین کہ کامل العقل اشخاص کے نزدیک اس کا مرتبہ تمام محبتون کی بہ نسبت اعلی درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ اول تو سب محبتون مین عقل مغلوب ہو جاتی ہے بہ خلاف عقلی محبت کے کہ اوس مین تمام قوئی پر وہ غالب رہتی ہے دوسرے جبکہ خود عقل کو

طبیعت و نفس اور قلب پر ترجیح حاصل ہے تو اس محبت کو بھی جسکا منشا خاص عقل واقع ہوئی ہے اون محبتون پر جن کی علت نفس یا قلب ہے رجحان ہونا لازم ہے خصوصًا اوس کی قسم اخیر جو منافع اخروی کے ساتھ مربوط ہے اس بنا پر کہ دین کو دنیا پر فوقیت ہے تمام اقسام محبت پر فوقیت رکھتی ہے انبیاء مرسلین و جملہ مقربان بارگاہ رب العالمین کی محبت اس ہی خاص قسم مین داخل ہے جس کے مقابلہ مین کسی قسم کی محبت ذرہ برابر بھی وقعت نہین رکھتی یہی تو محبت تھی جس کے اُنس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ و السلام کو اپنے باپ آزر کی جدائی پر مجبور کیا اس ہی کے ذوق و شوق نے اپنے عزیز بیٹے کے ذبح کرنے پر مستعد بنا دیا اس ہی محبت کے نور نے نار مین اون کو گلزار کی بہار دکھا دی یہی تو وہ محبت تھی کہ جس کے استغراق مین حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے غرق ہونے پر بخوشی خاطر صبر کرنا پڑا اس ہی محبت کی تو لذت تھی جس کی مدہوشی مین حضرت صدیق اکبرؓ کو سانپ کے کاٹنے کی خبر تک نہوئی یہی محبت تو تھی جسکے جلال بجید نے حضرت عمر خطاب برگزیدہ اصحاب رسالت مآب کو اسقدر مغلوب کیا کہ اپنی پیارے نوجوان حافظ قرآن خوش الحان بیٹے کو حد شرعی جاری کرنے مین کوڑے مارتے مارتے بے دم بنا دیا جس نے رسول مقبولؐ کی زبان الہام ترجمان سے پیشین گوئی کے طور پر اَشَدُّهُمْ فِي أَمْرِ اللهِ عُمَرُ کا خطاب دلوا چھوڑا جس شدت کی ہیبت سے جو حقیقت مین ہیبت حق ہے اب تک مخالفین ناحق شناس بید لرزان کی طرح کانپ رہے ہین جب محبت کی تمام اقسام کا علم اجمالی ہو چکا تو اب جان لینا چاہئے کہ یہ نامعقول قول کہ جیسے ہر شخص کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے دوسرون کے ساتھ نہین ہوتی اون ناقص العقل شخصون کا قول ہے جو اپنے ذہن ناقص مین بڑی محبت صرف اوس محبت طبعی ہی کو سمجھتے ہین جو ناقصات العقل والدین کو اپنے بال بچون کے ساتھ ہوتی ہے یہ بے خبر حقیقت مین حقیقت محبت سے بالکل بے خبر ہین تیسرے مغالطہ کا حال سرا پا اختلال یہ ہے کہ محبت

کو افضلیت لازم نہین یہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو کسی سے کسی قسم کی محبت ہو اور وہ اوسکو دوسری سے افضل نہ جانے شلاً فرض کیجئے کہ کسی شیعہ تبرائی یا تفضیلیہ صاحب کے فرزند دل پسند ہون جن کی محبت کا ہر دم وہ دم بہر رہے ہون اور ایک کوئی غیر شخص ہو جو ان کے فرزند عزیز القدر سے علم وفضل مین اسقدر بڑہ کر ہو کہ اوسکے فضل وکمال وجاہ وجلال کا سکہ موافقین ومخالفین کے دلون پر بیٹھا ہوا ہو اور کوئی شخص اون سے یہ دریافت کرے کہ جناب آپ اپنے اس فرزند دلبند کی جان شیرین کی قسم کہا کر انصاف سے سچ سچ بیان فرما دیجئے ذرا تلخ مزاجی کو کام نہ فرمائے کہ آپ کو ان دونون مین سے محبت کس کے ساتھ ہے اور آپ کے نزدیک ان مین سے افضل کون شخص ہے تو اگر وہ اپنے پسر مرغوب کی محبت کا بڑے کڑاکے کی آواز کے ساتھ دم بہرین گے تو ضرور ہے کہ کسی قدر دبے لہجہ سے اوس عالم کامل کے افضل ہونیکا بہی چار و ناچار اقرار کرین گے کیونکہ واقعات کا انکار کچھہ آسان کام نہین کسی کے واقعی فضل وکمال کا چھپانا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے جو اپنے ہی منھ پر لوٹ کر آپڑتی ہے کہ اوس خاک ڈالنے والے کو مضحکۂ اطفال بنا دیتی ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے اشخاص جو ہر وقت دنیائے دنی کی محبت سراپا ذلت مین غلطان وپیچان بنے رہتے ہین خود تو ایسے منصف مزاج وحق پسند بنین کہ غیر شخص کو محض اوسکے علم وفضل کے لحاظ سے اپنے فرزند لخت جگر سے افضل قرار دین اور انبیاء کرام خصوصاً سرور انبیا وسید الانام کو جنکا قلب اطہر تمام آلائش نفسانی واغراض دنیاوی سے پاک وصاف اور نور حقیقت ومعرفت الہی سے معمور ہو ایسا خیال کرین کہ اون کو اپنی اولاد واہلبیت کی اسقدر محبت تھی کہ تمام عالم سے اونکو افضل سمجھتے تھے اور اپنے کسی صحابی کو اگرچہ وہ کسی درجہ ومرتبہ کا کیون نہو کیسا ہی وہ خدا ورسول کے راستے اور دین کی اشاعت مین اپنی جان ومال کو مٹا دے اون سے بڑہ کر تو کیا اون کی برابر بھی نہین سمجھتے تھے ایسا بیہودہ خیال اون لوگون کا ہوسکتا ہے جو حقیقت نبوت سے بالکل

ناواقف محض ہین اور اگر بالفرض کوئی شخص غلبۂ محبت کے سبب سے کسی شخص کو اوس سے
زیادہ مرتبہ والے کی بہ نسبت افضل ہی سمجھنے لگے تب ہی اوسکا حقیقت مین افضل ہونا
لازم نہین آتا کیونکہ کسی شخص کا کسی سے کسی وصف مین افضل ہونا اس امر پر موقوف ہی
کہ وہ وصف حقیقت مین اوس شخص کی ذات مین موجود ہو خواہ کوئی سمجھی یا نہ سمجھی غرض
فضیلت کسی کے اختیار مین نہین اور نہ وہ کسی انسان کے چاہنے یا نہ چاہنے پر موقوف
ہے بلکہ وہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے یہ ہی فضیلت خداداد تو تھی جس
کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا کوئی قول وفعل دین کے معاملہ مین
بدون وحی کے نہوتا تھا اپنے اخیر وقت مین جب کہ آپ شدت مرض کے سبب سے نماز پڑھا
نے کے لئے مسجد شریف مین تشریف نہ لا سکے تمام صحابہ یہان تک کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہم اجمعین کے موجود ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے قائم مقام
بنا کر نماز پڑھانے کا حکم دیا حقیقت مین یہ وہ فضیلت کلی ہے جس مین تمام صحابہ کرام اور
اہلبیت عظام مین سے کوئی شخص آپ کا شریک نہین ہو سکتا اس مقام پر پہنچکر ہم کو تفضیلیون
کے اوس شبہہ کا رفع کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اون کے دل مین اس آیۃ شریف
قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ سے بعض مفسرین کے قول ضعیف کی بنا
پر مستحکم ہو گیا ہے کہ پیغمبر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ یون کہدو کہ مین تم سی تبلیغ
رسالت پر کچھہ اجر نہین چاہتا مگر میرے رشتہ دارون کے ساتھ تم دوستی رکھو صحابہ نی
آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے وہ رشتہ دار کون ہین جن کی دوستی ہم پر واجب
کی گئی ہے آپ نے فرمایا کہ علیؓ اور فاطمہؓ اور اون کے دونون بیٹے اس سے ان بھولے
بھالون کو یہہ دہوکا ہو گیا کہ اس مضمون سے اہلبیت کی صحابہ پر فضیلت ثابت ہو گئی
اور حضرات شیعہ کے اس قول کی بنا پر اپنے خیال وگمان مین اہلبیت کے استحقاق خلافت
بلافصل کا اچھا مضمون ہاتھہ لگا حالانکہ یہ محض خیال باطل ہے اسلئے کہ ہر چند کہ بعض کتب

جواب شبہہ تفضیلیان

تفاسیر مین بعض مفسرین کا یہ قول ضعیف نقل کیا گیا ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کی عادت ہوئی ہے کہ قوی وضعیف ہر قسم کے اقوال نقل کر دیتے ہین مگر محققین کے نزدیک یہ قول معتبر نہین اسوجہ سے کہ اِس مین کئی وجہ ضعف کی متحقق ہین اول تو یہ ہے کہ یہ مضمون شان نبوت کے خلاف ہے کیونکہ اور انبیاء کرام کی طرف سے کلام اللہ مین یہ مقولہ بیان کیا گیا ہی کہ ہم تم سے تبلیغ رسالت پر کچھہ اجر نہین چاہتے بلکہ ہمارا اجر اللہ تعالی پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جو تمام انبیاء کرام کے سردار ہین یون فرماوین کہ میرا اجر یہ ہے کہ تم میرے عزیز و اقارب کے ساتھ دوستی ومحبت رکھو دوسرے یہ ہے کہ یہ آیت اوس دوسری ایت کے مخالف ہو جائے گی جس مین رسول مقبول کی طرف خطاب کر کے یون ارشاد ہوا ہے کہ تم یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت پر اِس کے سوا اور کچھہ اجر نہین چاہتا کہ تم مین سے جو چاہے وہ خدا کا راستہ اختیار کرے تیسرے یہ ہے کہ جو شخص کلام اللہ کا ماہر ہے اوسپر یہ امر خوب ظاہر ہے کہ اوس مین جقدر اس قسم کے اقوال انبیاء کرام کی طرف سے بیان ہوئے ہین اون سب مین خاص کفار ہی کی طرف خطاب ہے تو اِس صورت مین یہ قباحت لازم آتی ہے کہ کفار جبکہ خاص پیغمبر صاحب ہی سے دشمنی رکھتے تھے تو پھر اس حالت مین آپ کس بناء پر اون سے یہ کہہ سکتے تہے کہ تم میرے رشتہ دارون کے ساتھ دوستی ومحبت رکھو چوتھے یہ ہے کہ اِس ایت مین قربیٰ کا لفظ واقع ہوا ہے جو رشتہ داری کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے نہ ذوی القربیٰ یا اقارب کا لفظ جو رشتہ دارون کے معنی مین آتا ہے - پانچوین یہ ہے کہ اگر بالفرض اسمین کچھہ تاویل کر کے اس سے ذوی القربےٰ ہی مراد لے لین تو اِس مین ایمان و کفر کی کچھہ تخصیص نہین اس حالت مین یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کے تمام رشتہ دارون کے ساتھ محبت رکھنی چاہئے حالانکہ مدعیان اسلام مین سے کوئی اسکا مدعی نہین چھٹے یہ ہے کہ اگر اسکو مومنین ہی کے ساتھ خاص کر لین تب بھی صرف ان چار شخصون کی خصوصیت کی کوئی وجہ وجیہہ معلوم نہین ہوتی کیونکہ جب ان کے سوا اور شخص بھی آپ کے رشتہ دار ہین

سے مومن تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اون کی محبت کے لئے حکم ہوا ساتوین یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی خاص وجہ سے اِن چار شخصون ہی کی خصوصیت کر لی جائے تو یہ بھی نہین بن پڑتا اِس لئے کہ یہ آیت بلکہ اس کی تمام سورۃ مکی ہے ظاہر ہے کہ اِس کے وقت نزول تک نہ حسنین رضی اللہ عنہما کی پیدایش ظہور مین آئی ہتی نہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو شرف دامادی رسول مقبول میسر آیا تھا کیونکہ یہ امور بعد ہجرت کے واقعات مین سے ہین اٹھوین یہ ہے کہ اِس حدیث کا راوی رافضی ہے جس کے ظاہر حال سے جو تقیہ کے لباس سراپا حسن وجمال سے آراستہ وپیراستہ بنا ہوا تھا بعض محدثین نے دہوکا کہا کر اوس کی حدیث پر اعتماد کر لیا لیکن جب محققین کو تحقیق کامل کے بعد چہپے سے اوس کا سارا معاملہ واقعی طور پر کہل گیا اوس کی وقعت اون کے دل سے جاتی رہی غرض یہ تفسیر ضعیف ان قباحتون کے سبب سے یقیناً پایۂ تحقیق سے گری ہوئی ہے محققین کے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیۃ شریفہ مکہ معظمہ مین کفار قریش کے حق مین نازل ہوئی ہے جو ہر دم رسول مقبول اور آپ پر ایمان لانے والون کے باوجود قرابت قریبہ کے سخت دشمن بنے ہوئے ہمیشہ ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے بس اِس کا سیدھا اور صاف مطلب یہ ہے کہ اے محمد تم کفار قریش سے یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت پر تم سے کچھہ اجر نہین چاہتا مگر صرف وہ دوستی جو قرابت کے متعلق ہوتی ہے ظاہر ہے کہ قبائل قریش مین باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعلق قرابت تھا اور وہ صلۂ رحم یعنی حق قرابت کے ادا کرنے پر دوسرے قبیلون کی بہ نسبت فخر بہی کیا کرتے تھے اس بنا پر یہ آیۃ اون کی مخالفت حال وقال کی تردید کے لئے نازل ہوئی ہے اب اہل فہم انصاف کر سکتے ہین کہ اِن دونوں معنون مین کتنا فرق ہے اور یہ اخیر کی تفسیر اول کی بہ نسبت کسقدر کلام الٰہی کے شایان اور شان نبوی کے مناسب حال ہے اور اون سب قباحتون مین سے جو اوس مین لازم آتی ہین اسمین ایک بہی نہین پائی جاتی اور باوجود اِس کے اوس آیۃ پاک کے بھی

زیادہ مطابق ہے جو اونیسوین پارہ کے چوتھے رکوع مین وارد ہوئی ہے کہ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا مَاشَاءَ اَنْ یَتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا یعنی اے محمد تم ان سے یہ کہدو کہ مین تبلیغ رسالت پر اس کے سوا اور کچھہ اجر نہین چاہتا کہ تم مین سے جو شخص خدا کی طرف کا سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہے وہ اوسکو اختیار کرے باقی رہا یہ شبہہ کہ جب یہ پہلی تفسیر ان وجوہات سے معتبر اور پہلی غیر معتبر ٹہری تو اس صورت مین محبت اہل بیت کلام اللہ کی کس آیتہ سے ثابت کی جائے گی تو اسکا واقعی وتحقیقی جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ضرور نہین کہ دین کے متعلق جملہ امور صرف کلام اللہ ہی سے ثابت ہون بلکہ بہت امور ایسے بھی ہین جو احادیث صحیحہ رسول مقبول سے ثابت ہوتے ہین جنکا موجب اخبار الٰہی درحقیقت وحی ہی مین شمار ہے چنانچہ اس مقام مین بھی پہلی تفسیر کی بنا پر چار شخصون کی محبت جو ثابت ہوئی وہ بھی حدیث ہی سے ہوئی اگرچہ وہ حدیث ضعیف ہی کیون نہو ورنہ ظاہر ہے کہ آیتہ مین تو نہ کسی کا اون مین سے نام ہے اور نہ کسی کا کوئی ایسا وصف مذکور ہے جس سے اوس کے نام کا پتہ لگجائے۔ دوسرے قرآن شریف کے متعدد مقامات سے مومنین کا آپس مین محبت رکھنا صاف وصریح طور پر ثابت ہے پھر جبکہ عام مومنین کے ساتھ محبت رکھنی ثابت ہوئی تو اہل بیت نبوی کیساتھ جو بیشک مومن کامل تھے محبت رکھنی بدرجہ اولی ثابت ہوگئی اور اون کے مومن کامل ہونیکا ثبوت بھی خود کلام اللہ ہی سے نکلتا ہے جیسے آیت تطہیر جو خاص اہلبیت اطہار کی شان پاک مین نازل ہوئی ہے صریح دلالت کر رہی ہے اور اگر ہم اپنے بعض علما کی طرح پر جنھون نے اس معاملہ مین زیادہ غور کو کام نہین فرمایا اوس پہلی تفسیر ضعیف کو تسلیم بھی کرلین تب بھی اوس سے تفضیل اہلبیت ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ اس صورت مین فقط محبت اہلبیت ثابت ہوتی ہے جسکا کسی اہلسنت کو انکار نہین بلکہ اوس کے اقرار پر عین اون کے دین کا مدار ہے لیکن اوس سے افضلیت لازم نہین آتی جیسا کہ ہم اوپر اس مضمون کو عمدہ طور پر ثابت کرچکے کہ کسی شخص کی محبت کے واسطے اوسکا تمام

شخصون سے افضل ہونا ضرور نہین حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت کے کوئی بھی معنی مراد لئے جائین کسی صورت مین اس سے تفضیل اہلبیت اطہار صحابۂ اخیار پر لازم نہین آتی جیسا کہ تفضیلیہ صاحبون کا مقصود ومطلوب ہے اور نہ خلافت بلافصل بے اصل کی کچھہ اصل ثابت ہوتی ہے جو حضرات شیعہ کو حلوائے بے دود کی طرح مرغوب ہے۔ چوتھے مغالطہ کا بیان یہ ہے کہ جن شخصون کو صحابۂ کرام و اہلبیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مراتب عالیہ مین کسی قسم کا تردد رہتا ہے اور وہ اخیر کو اول سے افضل سمجھا کرتے ہین تو وہ درحقیقت مرتبہ صحابیت وحقیقت اہلبیت پر کماحقہ اطلاع نہین رکھتے عوام الناس نے اپنے خیال مین اہلبیت تو اس سے عبارت رکھہ چھوڑی ہے کہ وہ پیغمبر صاحب کے خاص خاص عزیز واقارب سے مراد ہے جن کے ساتھ آپ کو غایت درجہ کی الفت ومحبت تھی کہ اتنی اور کسی کے ساتھ نہ تھی چنانچہ اس ہی بنا پر ان کے وہم وخیال مین یہ سمایا ہوا ہے کہ پیغمبر صاحب اون کی تعلیم وتربیت اور اون کے حق مین دین ودنیا کی بہبودی کے متعلق خاص قسم کی کوشش وتوجہ فرماتے رہتے تھے جس مین اور کوئی اون کا ہرگز شریک نہ تھا اور صحابۂ صرف اون اجنبی وغیر شخصون کا نام ہے جو آپ پر ایمان لائے تھے لیکن آپ کو اون کے ساتھ اپنے خاص اہلبیت کی سی محبت وخصوصیت نہ تھی اس ہی سبب سے دین کے متعلق اون کی تعلیم وتربیت اہلبیت کی برابر تکمیل کو نہین پہنچی اس مضمون باطل کے بہت بڑے جز یعنی اس کے تین حصون کو تو ہم تین مغالطون کے ضمن تحقیق مین کامل طور پر باطل کرچکے اوسکا اعادہ اس مقام مین فضول ہے اب ہم اسکے چوتھے حصہ کو اس چوتھے مغالطہ کے بیان مین رد کرتے ہین تحقیق اس مقام مزلۃ اقدام العوام کی یہ ہے کہ اول تو تمام صحابہ کا اجنبی رسول مقبول ہونا اور آپ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق قرابت قریبہ نرکھنا محض غلط ہے کیونکہ انہین سے بعض اجلہ صحابہ جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تو آپ کے خسر تھے

اور حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ کے داماد تھے یا قی اور بعض بعض صحابہ کو آپ کے ساتھ خاص خاص قسم کا تعلق قرابت حاصل تھا دوسری مرتبہ صحابیت کو اللہ تعالےٰ نے وہ شرف عطا فرمایا ہے جسکو قرابت وغیرہ کسی قسم کے فخر کی ضرورت ہنین اسلئے کہ صحابی اوس شخص کو کہتے ہین جو بلاواسطہ رسول رب العالمین پر اوسکو بنی برحق جانکر خاص خدا کے واسطے سچے دل سے ایمان لائے اور آخر وقت حیات تک اوسپر قایم رہے اور اہلبیت گھر کے خاص اون آدمیون کو کہتے ہین جو اہل و عیال سے عبارت ہوتے ہین دین کے معاملہ مین اہلبیت کا مرتبہ جب ہی معتبر ہوسکتا ہے کہ اون کو صحابیت کا رتبہ حاصل ہو ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو اون مین صحابیت کا رتبہ عظمیٰ التحقق ہنونے کے سبب سے اون کے اہلبیت ہونے نے کچھہ فائدہ نہ بخشا اور ہمارے رسول محبوب رب العالمین کے اہلبیت پاک کا جسقدر بہی مرتبہ ہے وہ خاص اس ہی وجہ سے ہے کہ وہ حضرات عالی درجات زمرۂ صحابۂ کاملین مین داخل ہین غرض کہ مرتبۂ صحابیت کو جو اعلیٰ رتبہ ہے درجہ اہلبیت کی ضرورت نہین مگر درجہ اہلبیت کو مرتبۂ صحابیت کی طرف ضرور احتیاج ہے کہ بغیر اس کے دین مین ہرگز معتبر ہی نہین یہی وجہ ہے کہ جن خاص بندون پر اللہ جل شانہ نے دین محمدی کی حقیقت منکشف کردی ہے اون کے دل مین رتبۂ صحابیت کی اسقدر عظمت ہے کہ امت محمدیہ مین سے کوئی شخص خواہ کسی درجہ تک پہنچ جائے مگر وہ ادنیٰ صحابی کے بہی مرتبۂ عظمیٰ کو نہین پاسکتا کیونکہ صحابۂ کرام کے سوا کسی شخص کو بلاواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا مرتبہ میسر نہین آسکتا اور آپ کے جمال مبارک پر جو تجلّی گاہ پرتوہ الٰہی تھا محبت قلبی سے نظر کرنا یا آپ کے فیضان صحبت سے جو گنجینۂ معرفت ایزدی تھی خلوص باطنی کے ساتھ مشرف ہونا یہ تو خاص وہ مرتبۂ عالی تھا کہ جن کی قسمت مین روز ازل سے قسام ازل نے لکھدیا تھا

ہین اون کو ہی مل چکا اور کسی کو نصیب نہین ہو سکتا ہماری اس تقریر دلپذیر سے ہر شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم و فہم مستقیم عطا فرمائی ہے یہ صحیح و واقعی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ نہ تو تمام صحابہ کو کل اہلبیت سے افضل ہونا لازم ہے اور نہ کل اہلبیت کو تمام صحابہ سے برتر ہونا ضرور ہے بلکہ بعض صحابہ بعض اہلبیت سے اور بعض اہلبیت بعض صحابہ سے افضل ہو سکتے ہین اور فی الحقیقت یہ ہی نسبت ان دونون قسمون مین آپس مین متحقق ہے جیساکہ واقفین حال صحابہ اور ماہرین احوال اہلبیت پر یہ امر بخوبی ظاہر ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین بناکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم جن وانس کی ہدایت عامہ کے واسطے بھیجے گئے تھے آپ کا فرض منصبی یہ تھا کہ بلا تفریق وتخصیص سبکو عام طور پر ہدایت کرین جسکو آپ نے اپنی تمام عمر بھر تک کامل طور پر انجام دیا آپ یہ ہرگز نہین چاہتے تھے کہ کسی شخص کو ہدایت ومعرفت الٰہی کم حاصل ہو اور کسی کو زیادہ اور کسی کو خدا کی طرف سے زیادہ ثواب ملے اور کسی کو کم بلکہ آپ کا خاص منشاء قلبی یہی تھا کہ تمام امت مرحومہ مرتبہ کمال کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائے لیکن چونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت بالغہ سے جس کی مصلحت کو وہ خود ہی خوب جانتا ہی بنی آدم مین مختلف الاستعداد اشخاص پیدا کیئے ہین اس لئے ہر شخص اپنی استعداد مادہ کی موافق جو اوس کی فطرت مین رکھی ہوئی ہے صورت فیضان قبول کر سکتا ہے اس ہی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اخیار واہلبیت اطہار نے باوجود آپ کے فیضان عام ہونے کے اپنی اپنی استعداد کی موافق اثر صحبت رسول مقبول قبول کیا اور کسی دلیل عقلی ونقلی سے یہ امر ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ آپ کے اہلبیت مین بہ نسبت آپ کے صحابہ کے قبولیت فیضان کی استعداد بدو خلقت سے زیادہ پیدا کی گئی تھی جس کی وجہ سے صحابہ مین سے کوئی شخص اگرچہ وہ کتنی ہی کوشش کرے خدا اور رسول کے راستہ مین کیسا ہی اپنے جان ومال کو صرف کرے کسی اہلبیت سے برتر یا اوس کے ہمسر نہین ہو سکتا

جب یہ مضمون ذہن نشین ہو چکا تو اب دوسرے مضمون کو جو اس تمام مضمون کا خلاصہ ولب لباب ہے بغور سمجھنا چاہئے کہ صحابہ کی دو قسمین ہین ایک عام جو پیغمبر آخرالزمان پر صدق دل سے بلا واسطہ ایمان لائے اور ایمان ہی پر اون کا خاتمہ ہوا۔ لیکن آپ کی صحبت اون کو کم میسر آئی جیسے کہ وہ اشخاص جو سفر دور و دراز اختیار کر کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہو کر پہر اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے یا جیسے کہ گرد و نواح حرمین شریفین کے رہنے والے آدمی جو مشرف بہ اسلام تو ہو گئے تھے لیکن اونکو اپنے کثرت مشاغل ضروریہ اور محنت و مشقت مین مبتلا رہنے کے سبب سے حاضری کا اتفاق کم ہوتا تھا دوسرے خاص جو آپ کے شرف صحبت سے بہ کثرت مشرف ہوئے سفر و حضر مین آپ کے ہمرکاب و شریک حال اور جلوت و خلوت مین آپ کے ہمدم و ہمراز رہتے تہے جیسے کہ مہاجرین با وقار اور انصار با اعتبار پہر اون مین سے بعض اپنی لیاقت و استعداد ذاتی کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے اون کی اصل خلقت مین پیدا کی تہی اور اون کی وفاداری اور خدا و رسول کی راہ مین جان نثاری کی وجہ سے خصوصیت خاصہ مین سب سے سبقت لے گئے تہے جن مین سے بعضون کی لڑکیون کو آپنے اپنی ازواج مطہرات مین داخل فرما کر اون کا رتبہ بڑھایا اور بعضون کے ساتھ خود اپنی صاحبزادیان خاتونان جنت کا نکاح کر کے اون کو شرف دامادی سے مشرف فرمایا اب ہم اس تمہید سراپا تحقیق کے بعد اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین کہ تفضیل صحابہ کرام و اہلبیت عظام مین محققین اہل سنت و جماعت کا مذہب محقق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اطہار تمام عام صحابہ بلکہ قریب قریب کل خاص سے بھی افضل ہین کیونکہ یہ حضرات پاک مرتبہ صحابیت و رتبہ اہلبیت دونون کے جامع ہین البتہ صرف چار صحابہ عالی مقامات جو شمس و قمر و عطارد و مشتری کی مانند تمام نجوم صحابہ و کواکب اہلبیت سے ممتاز ہین صرف اپنی اوس خصوصیت

خاصہ کے سبب سے جو اون کے حق مین محض عطاے ایزدی تھی اور اوس فضیلت خداداد کے باعث سے مقرب بارگاہ خداوندی کے مقرب بارگاہ بنے ہوئے تھے بلاشک وشبہہ کل سے افضل ہین یہ چارون برگزیدہ امت محمدیہ گویا مکان دین کی چار دیوارین اور جسم اسلام کے چار عناصر ہین رسول رب العالمین کا فیضان ظاہری و باطنی عالم مین زیادہ تر ان ہی خدا رسیدون کے واسطہ سے پہنچا دین محمدی کی اعلی درجہ کی ترقی کا باعث یہی چارون خلیفہ برحق ہوئے جنہون نے درجہ بدرجہ مسند خلافت رسالت پر بیٹھکر اوسکو کامل طور پر انجام دیا جو موافقین و مخالفین سب پر روشن ہے اور ان چارون کے مراتب کی آپس مین تفریق اور ایک کی دوسرے پر فضیلت ترتیب خلافت کے طریق پر ہے اس قسم کی ترتیب تفضیل کو اہلبیت کے حق مین توہین و تحقیر قرار دینا اون لوگون کا کام ہے جن کے عقل سلیم کبھی پاس ہوکر بھی نہین بھٹکی نہ انصاف کی اون کی طبیعت کو کبھی ہوا لگی ہے کیونکہ اول تو ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے یہ مطلب نہین کہ اونکے مرتبون مین زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ ان حضرات عالی درجات کے مراتب عالیہ مین صرف انیس بیس کا سا فرق قرار دیا جاتا ہے باقی پیشواے دین ہونے مین سب برابر شمار کئے جاتے ہین اس ہی بنا پر جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق خسر سید الاصفیا رضی اللہ عنہما کی قول و فعل کی دین مین سند ہے ویسے ہی حضرت عثمان غنی ذوالنورین و حضرت علی داماد مصطفی رضی اللہ عنہما کا فعل بھی مستند ہی دوسرے جب ہم نے حضرت علی اور باقی جملہ اہلبیت پاک کو خلفاء ثلثہ کے بعد تمام امت محمدیہ سے جو قیامت تک ہونے والی ہے جس مین بے شمار علما و اولیا غوث و قطب شامل ہین افضل قرار دیا تو انصاف کا مقام ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا اون کا مرتبہ ہوگا فضیلت کی کچھہ یہی حقیقت نہین کہ تمام عالم سے ہی افضل قرار دیا جائے فرض کیجیے کہ کسی مجتہد صاحب کی نسبت کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ وہ صاحب کلینی و استبصار و فقہ من لا یحضرہ الفقیہ کے بعد سب مجتہدون سے افضل ہے تو کیا کوئی اہل عقل

یہ کہہ سکتا ہے کہ اس مین مجتہد صاحب کی شان عالی کچہہ گھٹ گئی کیا وہ تینون سے بڑہا نی سے ہی بڑہتی ہے پہر باوجود اس امر کے یہ مسئلہ تفضیل و ترتیب خلافت ہمارے نزدیک اس درجہ اصول عقائد مذہبی مین ہی داخل نہین کہ اوسپر کفر و اسلام کا بالکل دارومدار بھا جائے اس ہی بنا پر اگر کوئی شخص ان سب حضرات کو یکسان سمجہے اور پیشوائے دین قرار دے تو اگرچہ اوس کا یہ عقیدہ بزرگان دین و ائمہ شریعت و طریقت کی تحقیق کے خلاف ہے لیکن اسوجہ سے ہمکو اوسکو دائرہ اسلام سے خارج نہین سمجہتے بلکہ عوام الناس اشخاص کے لئے اس معاملہ مین بس صرف اسقدر اجمالی اعتقاد کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار ہمارے بزرگ اور دین کے پیشوا ہین اللہ و رسول کا کلام پاک خاص ان ہی بزرگان دین متین کی بدولت ہم تک پہنچا ہے اگر ان کے واسطہ کو درمیان سے اٹھا دیا جائے تو پہر ہم تک دین محمدی کے پہنچنے کی کوئی صورت ہی باقی نہین رہتی باقی رہا اون کے مراتب مین باہم فرق کرنا وہ خاص اون اللہ تعالی کے خاص بندون کا کام ہے جنکو اللہ تعالے نے علم کامل عطا فرمایا ہے عوام اہل اسلام کو اسکی تکلیف نہین دیجاتی البتہ اسقدر ضرور ہے کہ اس ترتیب کے خلاف اعتقاد رکہنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے مطلقاً افضل قرار دینا بیشک دین کے خلاف ہے اسلئے کہ یہ ترتیب خاص رسول مختار کے اصحاب اخیار کی کی ہوئی ہے جو رازدان نبوی و حامیان دین محمدی تھے جن کی شان مین اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے معاملہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہین کرتے اور وہ خدا کے فضل اور اوسکی خوشنودی کے طلب گار رہتے ہین اس سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ کرام سید الانام کا یہ فعل اون کے اور افعال کی مانند خدا و رسول کے منشا کی مطابق ہی اون پاک نفسون کی کوئی نفسانی غرض شامل نہین یہی تو وجہ ہے کہ جناب خلافت مآب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنے زمانہ خلافت مین عام حکم تہا کہ جو شخص

مجکو حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے اوس کے اسّی کوڑے مارداؤ
یہ امر ظاہر ہے کہ اس ترتیب کے خلاف قرار دینے مین اون کی طرف یہ بدگمانی ضرور کرنی پڑیگی
کہ اس معاملۂ خلافت مین جسپر دین کے بڑے بڑے معاملات کی بہبودی موقوف تھی دنیاوی
نفع کی غرض سے خلاف حق کیا پھر یہ بدگمانی صرف صحابہ کرام کی ذات خاص تک ہی محدود
نرہےگی بلکہ تجاوز کرکے رسول مقبول محبوب رب العالمین کی ذات عالی درجات تک بھی پہنچے
گی اول تو اس وجہ سے کہ آپ کے صحابہ جنھون نے آپ کے کمالات و معجزات اور نزول وحی
کا مشاہدہ کیا اور آپ کو اون کے ساتھ کمال درجہ کی خصوصیت تھی اور شب و روز آپ
اون کی تعلیم و تلقین اور اصلاح باطن مین مصروف اور غایت درجہ کی کوشش فرماتے رہتے
تھے جب اون ہی پر آپ کی اسقدر کوشش و ہدایت کا یہ برا اثر پڑا تو آپ کے اور امتیون
کو جو فقط سنا سنائی خصوصاً اون ہی شخصون کے واسطے آپ پر ایمان لائے ہین کیا امید
ہدایت اور توقع اصلاح باطن ہوسکتی ہے دوسرے اس سبب سے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے موجود ہوتے جو سب سے افضل تھے ادنے درجہ کے شخص کو اپنی حین حیات مین
خصوصاً قریب وفات اپنے قایم مقام امام کیون بنایا جو خلافت کے حق مین حجت قوی
قرار دیا گیا یا تو آپ کو اوس کے ادنے ہونے اور حضرت علی کے افضل ہونیکا علم نہ تھا یا کسی
کا خوف یا کسی کی رعایت و مروت اس امر کا باعث ہوا اس اعتقاد بے بنیاد و بیہودہ کا
یہ اثر ہوگا کہ نہ تو صحابۂ کرام کی احادیث مرویہ قابل اعتبار ہونگی نہ اون کا جمع کیا
ہوا کلام اللہ لائق اعتماد ہوگا اور نہ رسول الثقلین کی رسالت کی امت کے دلون مین کچھ
وقعت باقی رہےگی انجام کار اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دین محمدی کی معاذاللہ وہ بری گت بنجائیگی
جو حضرات شیعہ کے ہان بنی ہوئی ہے کہ سوائے علی علی کرنے اور صحابہ رسول مقبول کے
برا کہنے اور کلام الہی کے غیر معتبر قرار دینے اور محرم مین رونے پیٹنے اور سرون پر خاک
اوڑانے کے دین کا خاک بھی اور کچھ حاصل نرہےگا واقعی یہ ہے کہ اگر ترتیب تفضیل کا یہ

مسئلہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین ہنوتا تو دین محمدی کے دامن خوشنما پر ایسا بدنما دہبہ بیٹھتا جس کا ہزار تدبیرے بہی چہوٹنا مشکل ہوجاتا کیونکہ اوس شکل مین مخالفین اسلام کو اس کہنے کا موقع مل سکتا تھا کہ مسلمانون مین تین فرقے ہین ایک کے نزدیک تو پیغمبر صاحب کے گہر کے آدمیون نے اونکو نہ مانا دوسرے کے نزدیک غیر شخص سچے دل سے اوپر ایمان نہ لائے تیسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ آپ پر اپنے اور بیگانہ دونون ایمان لائے لیکن سب سے زیادہ مرتبہ آپ کے گہر والون خصوصًا داماد کو حاصل ہوا اس صورت مین دو فرقون کے عقائد پر نظر کرنے سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معاذ اللہ یا تو آپ نبی ہی نہین تہے یا اگر تھے تو نبوت کا کچہہ حاصل ہنوا اسلیئے کہ جب کوئی ایمان ہی نہ لایا یا بالفرض دو چارے ہی آئے تو اوسکا عدم وجود برابر ہوگیا رہا تیسرا فرقہ اوس کے عقائد کی بنا پر نعوذ باللہ آپ رسول الثقلین اور رحمۃ للعالمین نہ تھے بلکہ رسول البیت ورحمۃ لاہل البیت تھے کیونکہ آپ کی ذات سے سب سے زیادہ نفع آپ کے گہر کے ہی آدمیون کو پہنچا اگرچہ اس ضمن مین برائے نام کیقدر غیرون کو بہی کچہہ قدرے قلیل فائدہ حاصل ہوگیا ہو مگر اصل مقصود رہے گہر کے ہی آدمی غرض جس طرح کہلے ہوئے رفض کی صورت نازیبا مین دین کا ثبوت غیر ممکن ہے اسی طرح پر تفضیل کی حالت سرتا پا علالت مین بہی جو چہپا ہوا رفض ہے دین محمدی کی خوبی کا اثبات سخت مشکل ہے درحقیقت تفضیل خاتم الخلفاء واہل بیت کو رفض کا دروازہ بلکہ اوس کی بنیاد سمجہنا چاہیئے چنانچہ ابتداءً اس کی بنا تفضیل ہی سے قایم ہوئی ہے جیسا کہ ہم اس رسالہ کی ابتدا مین بخوبی ثابت کرچکے ہین یہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب کے چارون مجتہدین شریعت اور ائمہ اربعہ طریقت نے اس ترتیب تفضیل صحابہ پر اتفاق کیا ہے اور ان پیشوایان دین مین سے کسی نے بہی اس کے خلاف کو روا نہین رکہا بلکہ ہمارے بڑے بڑے علماء ظاہری وباطنی نے فرقہ تفضیلیہ کو مذبذب العقیدہ اور دو طرفہ سمجہکر ازین سو رانده وازان سو درمانده کا موزون خطاب دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس فرقہ کو

اہل سنت وجماعت نے تو اپنے ہان سے نکال ہی رکہا ہے مگر خیر سے یہ شیعون کے یہان بہی بے عزا ہی پڑا ہوا ہے دونون فرقون مین اس فرقہ کی بے توقیری کی وجہ ظاہر ہے کہ اہل سنت تو جو خدا کے فضل وکرم سے اپنے عقیدۂ مذہب مین پختہ ہین اس قسم کے خام عقیدہ والون کو بہلا کیون ہی اپنے مذہب مین شامل کرنے لگے تہے رہے شیعہ صاحب اگرچہ اونکو ان کی یہ دلربانہ آن بہاتی ہو مگر اس کے ساتھ ہی غضب یہ ہے کہ اونمین تعصب اس بلا کا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یا تمام اہلبیت کو کوئی شخص کیسا ہی سارے جہان سے افضل سمجھے لیکن جب تک وہ اپنی زبان سے تمام صحابۂ کرام سید الانام وازواج مطہرات سید الکائنات کو سوائے چند شخصون کے علانیہ اون کے سامنے برا نہ کہے اور وہ اپنے کانون سے اوسکو اچھی طرح نہ سن لین اوسوقت تک اون کا کلیجہ ٹھنڈا نہین ہوتا اس لئے وہ ان سے سینہ صاف ہو کر نہین ملتے اور ان کے کسی قسم کے دعوئ محبت کو قولاً ہو یا فعلاً معتبر نہین سمجھتے کیونکہ اون کے مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ تولا بغیر تبرا کے معتبر نہین ہماری اس تحقیق سے یہ بہی ثابت ہو گیا کہ تفضیلیون کا یہ قول کہ صوفیون کے مذہب مین تفضیل ہے اور یہ ترتیب فضیلت جو اہل سنت کے مذہب مین ہے وہ خلافت کے اعتبار سے ہے۔ لیکن ولایت کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سب سے افضل ہین محض غلط ہے اس وجہ سے کہ اول تو صوفیہ کرام کا فرقہ جو ہمارے مذہب مین دین کے اعتبار سے اعلی درجہ کا فرقہ ہے ایسا خلاف تحقیق قول کب اختیار کر سکتا ہے جس کی وجہ سے دین محمدی مین ایسی قباحت لازم آئے جسکا رفع کرنا سخت دشوار ہو جسکو ہم ابہی بیان کر چکے دوسرے اہل سنت کی کتب عقائد مین اس مسئلہ ترتیب افضلیت کا اسطرح پر ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہین پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان پہر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور فضیلت سے مراد ہے کثرت ثواب ظاہر ہے کہ اس بیان سے کوئی اہل فہم یہ مطلب نہین سمجھ سکتا کہ یہ فضیلت خلافت کے اعتبار

سے ہے تیسرے یہ ہے کہ خلافت مین افضل ہونے کا کچھہ حاصل نہین معلوم ہوتا اس لیے کہ کسی شخص کی خلافت مین افضل ہونے سے یا تو یہ معنی مراد ہون گے کہ اسکو علم زیادہ ہو جس کی خلافت کے لیے ضرورت ہے یا اوسمین شان وشوکت ورعب داب اور ونکی بہ نسبت بڑھا ہوا ہو یا اوسکا انتظام ملکی اچھا ہو یہ تمام صفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین اور خلفاء کرام کی بہ نسبت اگر زیادہ ہی نمانی جایئن تو کم بہی نہ تہین سوا ان کی شان وشوکت وسطوت وجلال اور انتظام ملکی جسقدر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات عالی درجات مین تھا اور کسی مین ایسا نہ تھا پس اگر اسپر فضیلت موقوف ہوتی تو چاہیے تھا کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے وہ افضل سمجھے جاتے کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذات سراپا رحمت مین اسقدر شان جاہ وجلال ہرگز نہ تہی یہی وجہ ہے کہ مخالفین جسقدر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے تہراتے ہین اوسقدر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام سے نہین تہراتے یہان تک کہ مخالفین کی یہ کیفیت سننے مین آئی ہے کہ جب کبہی اون کا کوئی بچہ روتا یا شرارت کرتا ہے تو اوس کے ڈرانے کے لیے یہ کہا کرتے ہین کہ چپ خبردار وہ آیا عمر مار ڈالے گا پہر بچپن کے وقت سے ڈرتے ڈرتے اون کے رگ وپے مین اسقدر اون کا ڈر بیٹھہ جاتا ہے کہ جوان بلکہ بوڑہے ہونے کے بعد بہی جہان حضرت عمر شیر نر کا نام آیا سنتے ہی مخالفین کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور ہوش وحواس پران ہوگئے - چوتھے یہ ہے کہ خلافت مین جو یہ ترتیب واقع ہوئی ہے اوس کی بنا ترتیب افضلیت پر ہی ہے کیا معنی کہ جو شخص جس درجہ مین افضل سمجہا گیا اوس ہی درجہ مین وہ خلیفہ رسول مقبول بنایا گیا تمام سے افضل چونکہ حضرت ابو بکر صدیق تھے اس ہی وجہ سے صحابہ کرام کے اتفاق سے وہ سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کیے گئے پہر آپ کے بعد خلفاء کرام مین سے جو شخص جس درجہ مین افضل سمجہا گیا اوس ہی درجہ مین خلیفہ بنایا گیا حاصل یہ ہے کہ فضیلت خلافت کی دلیل ہے نہ کہ خلافت اولٹی افضلیت کی علت قرار دی جائے - پانچوین یہ ہے کہ صوفیہ

کرام مین جسقدر بزرگوار مسلم الثبوت صاحب تصانیف گذرے ہین اون کی تصنیف کی ہوئی کتابین اسوقت تک بدستور موجود ہین اون سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اون حضرات عالی مقامات نے علماء ظاہری کے ہرگز خلاف نہین کیا اور انھون نے کسی مقام پر یہ نہین بیان کیا کہ یہ ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے اور ولایت کے طور پر اس کے خلاف ہے بلکہ علمائے باطنی کے سردار حضرت غوث پاک نے جو امت محمدیہ مین پیران پیر کے لقب سے ممتاز ہین اس مسئلۂ تفضیل کو اس تفصیل وخوبی کے ساتھ بیان کیا ہے جس مین اس قسم کی تاویل رکیک کی ہرگز گنجایش ہی نہین ہو سکتی غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی تمام امت سے افضل ہین اور اون سب مین افضل تین سو تیرہ صحابی ہین جو جنگ بدر مین شریک تھے اور اون تین سو تیرہ مین افضل چالیس صحابہ ہین جن کا چالیسوان عدد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پورا ہوا پھر اون چالیس مین کل سے افضل عشرہ مبشرہ ہین پھر اون مین تمام سے افضل خاص ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ظاہر ہے کہ اس عبارت مین افضل ہونے کا کسی طرح احتمال نہین ہو سکتا اس لئے کہ نہ تو کل تین سو تیرہ خلیفہ ہوئے ہین اور نہ سب چالیس اور نہ تمام عشرۂ مبشرہ تا کہ یون کہنے کی گنجایش ہو کہ یہ ترتیب فضیلت خلافت کے اعتبار سے ہے حقیقت مین حضرت پیران پیر رحمت اللہ علیہ کا یہ بیان فرمانا آپ کی منجملہ کرامات سمجھنا چاہئے کیا بعید ہے کہ آپ کے قلب صافی پر اللہ جل شانہ نے یہ امر منکشف کر دیا ہو کہ ایک زمانہ مین کچھ لوگ ایسے پیدا ہون گے جو اس قسم کے قول نامعقول کو صوفیہ کرام کی طرف منسوب کرین گے اسوجہ سے آپنے اس مسئلہ تفضیل کو اس انداز سے بیان فرما دیا جس مین اوس احتمال کی بیخ وبنیاد ہی سرے سے قطع ہو گئی اب مدعیان تفضیل جو صوفیۂ کرام کی طرف اس مسئلہ کو منسوب کرتے ہین کسی ایسے صوفی کا نام تبلائین

جو علم باطنی ہین حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ہمرتبہ ہو اور وہ اس امر کا قائل ہو کہ یہ
ترتیب خلافت کے اعتبار سے ہے اور ولایت کے اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سب سے
افضل ہین حاصل کلام یہ ہے کہ حضرات صوفیہ عالی مقامات کا یہ مذہب ہرگز نہین جو
اہل تفضیل نے اون کی طرف بلا تحقیق اور بغیر اون کے مذہب پر اطلاع پانے کے صرف
اپنی آڑ پکڑنے کی غرض سے منسوب کر رکھا ہے ہان اس مین کچھ شبہہ نہین کہ ہمارے ان
پیشوایان طریقت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایک تعلق خاص ہے اور ہونا ہی چاہئے
اس لئے کہ جسقدر ان حضرات عالی درجات کے سلسلہ ہین اونمین سے اکثر آپ کی ذات
منظہر آیات کی طرف منتہی ہوتے ہین لیکن اسکی یہ وجہ نہین کہ اور خلفاء ثلثہ ولایت
مین آپ سے کچھ کم تھے بلکہ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین اسلام بڑھانے
اور مسلمان بنانے کی طرف زیادہ توجہ تھی جو نیابت رسول کا مقصود اصلی اور منشاء حقیقی
تھا خاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت مین چونکہ اختلاف باہمی اور فتنہ و فسادات
کے سبب سے ترقی اسلام موقوف ہوگئی اوسوقت مین یہ امر مناسب سمجھا گیا کہ مسلمانان
موجودہ کو علم باطنی کی تعلیم کی جائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون
قسم کے فیض ظاہری و باطنی سے آپ کی امت مرحومہ مستفیض ہو یہ ہے مسئلہ تفضیل کی
تفصیل اہلسنت وجماعت کے مذہب محقق کی بنا پر خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خاتم الخلفاء
حضرت علی مرتضیٰ اور اہلبیت اطہار صرف دو یا تین صحابہ کرام کے بعد جو خلیفہ برحق
سید العالمین ہین سب امت محمدیہ سے جو قیامت تک ہونیوالی ہے افضل اور ہمارے دین
کے پیشوا اور شریعت وطریقت کے امام ہین اس کے بعد مذہب شیعہ کی بنا پر تفضیل اہلبیت
کا حال بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس کا حضرات شیعہ بڑے طمطراق کے ساتھ زبانی
دعویٰ کرتے پھرتے ہین تاکہ ناظرین حق پسند کو حقیقت امر سے بخوبی آگاہی ہو جائے
کہ فضیلت اہل بیت پاک درحقیقت کس مذہب مین ہے اور کس مذہب والون کا محض

بیان تفضیل اہلبیت اطہار از مذہب شیعہ

زبانی دعوے ہے اصل یہ ہے کہ رسول پاک کے اہلبیت اطہار جو تمام اہل اسلام کے دین کے پیشوا ہین اون کی نسبت اس مذہب والون کے تین قسم کے اعتقاد ہین بعضون کے توسرے سے وجود ہی سے ان کو قطعًا انکار ہے اور بعضون کے وجود کا تو اقرار ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اون مستحقین رحمت کبریائی کی ذات عالی درجات پر لعنت و ملامت کی بوچھار ہے اور بعض معدودے چند وہ اشخاص ہین جن کے دعوے محبت پر ان کے مذہب کا بظاہر دار و مدار ہے مگر دعوی محبّت کی آڑ مین درحقیقت اون بزرگان دین کی اسقدر توہین کی ہے کہ کوئی دشمن سے دشمن بھی اسقدر نہین کرسکتا اول قسم کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دونون صاحبزادیان جنکا حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ ایک کا دوسرے کے بعد عقد ہوا تھا قطعًا رسول مقبول کی صاحبزادیان ہونیسے ہی انکار ہی کہتے ہین کہ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے تہین یہ انکار اس بنا پر ہے کہ اس اقرار مین کہین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ داماد مصطفٰے کا مومن کامل ہونا اور اونکی ذات کے واسطے اس شرف خاص کا حاصل ہونا ثابت ہو جائے حالانکہ کلینی سے یہ امر بتصریح ثابت ہے کہ یہ دونون صاحبزادیان خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی صلب مبارک سے پیدا ہوئین تہی لیکن اپنے تعصب و عناد کے سبب سے اپنی اس معتبر کتاب کی روایت کا بہی مطلق اعتبار نہین کرتے ایسے ہی حضرت ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی سے جنکا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردیا تھا انکار کرتے ہین اور اس انکار کی وجہ بھی اوس ہی قسم کی ہے جو ابہی بیان ہوچکی اس روایت کے بیان مین ناقلان روایات مذہب شیعہ نے طرح طرح کے رنگ بدلے ہین اور قسم قسم کے بہیس بدل کر عجیب و غریب قسم کے تماشے دکہلائے ہین کہین تو یون ظاہر کیا ہے کہ ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ

اس کے متعلق حاشیہ بیان خلافت مین گذرچکا۔

عنہا کے بطن سے ہی نہ تہین بلکہ جناب امیر رضہ نے اسماء بنت عمیس کے ساتھہ جو
نکاح کیا تھا اون کے ساتھ آئین تہین کسی مقام پر یہ انوکھا تعجب خیز تماشا
کیا ہے کہ جناب امیر نے اگرچہ تقیہ کے سبب سے حضرت عمرؓ کے ساتھ اون کا عقد کر دیا
تھا لیکن رخصتی کے وقت ایک جنیہ کو ام کلثوم کی ہمشکل بناکر حضرت عمر کے پاس بہیجدیا
تھا کسی جگہ پر نکاح اور رخصتی دونون کو تسلیم کرکے یہ نرالی چال چلی ہے کہ اگرچہ نکاح اور
رخصتی تو حضرت ام کلثوم ہی کی ہوئی تھی لیکن حضرت عمرؓ عزیز مصر کی طرح پر خاص وقت مین
جناب امیر کے تصرف سے اون پر قدرت نہین پاتے تھے پہر اس قصہ نکاح کو اپنے نفس
کے مخالف جانکر ایسے فحش و نامہذب الفاظ مین بیان کیا ہے جنکا نقل کرنا ہم اپنے اس
مہذب رسالہ مین پسند نہین کرتے غرض اس معاملہ خاص مین ان حضرات کا ایک ہی ایک
نرالا ہی بیان ہے جو محض خلاف عقل ہے ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ اول تو
جناب امیر اسد اللہ الغالب کو حضرت عمرؓ سے بہلا ایسا کیا خوف تھا یا کس قسم کی ایسی
لالچ دامنگیر تھی جس کے سبب سے اپنی صاجزادی معصومہ کا جبراً قہراً اون کے ساتھ
نکاح کر دیا دوسرے آپ نے جنیہ خبیثہ کو جو اپنی صاجزادی طیبہ کی ہمشکل بناکر بہیجا کسی
جن کو ڈرانی شکل کا بناکر اون کے پاس کیون نہ بہیجدیا جو اون کو ایک دم سے ڈرا
مارتا یا اپنی کمان کا اژدہا بناکر اون کے سامنے کیون نہ ڈالدیا جو منہ پہیلاکر کھاؤن کھاؤن
کرتا ہوا اون کی طرف دوڑ پڑتا جس سے ڈرکر وہ دہماک جاتے جیسا کہ شیعون کے
گمان مین یہ امر ایک مرتبہ وقوع مین آچکا تھا تیسرے یہ کہ جناب امیر نے حضرت عمرؓ
پر اسقدر جو تصرف کرامت کیا کہ وہ وقت خاص مین آپ کی صاجزادی پر قوت
نہ پاتے تہے پہلے سے اون کے دل ہی پر ایسا تصرف کیون نہ کر دیا کہ وہ نکاح کے
ارادہ ہی سے باز رہتے غرض اس قصہ واہیہ کے سب پہلو ایسے نامعقول ہین جنکو
ادنی اہل عقل بہی عقلاء شیعہ کے سوا ہرگز تسلیم نہین کرسکتا دوسری قسم وہ ہے کہ جس پر

لعنت ملامت کرنا نعوذ باللہ منہ اِن کا خاص شعار بلکہ اون کے نزدیک عین دین وایمان
مین اوسکا شمار ہے جیسے کہ رسول مقبول سید الکائنات کی ازواج مطہرات جن کی شان
مین آیت تطہیر نازل ہوئی مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ و
ام حبیبہ رضی اللہ عنہما اِن محترمات کے ساتھ اس فرقۂ خاص کی عداوت رکہنے کی خاص
وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تو حضرت ابو بکر صدیق کی صاجزادی اور حضرت حفصہ حضرت
عمر فاروقؓ کی بیٹی اور حضرت ام حبیبہ امیر معاویہ کی بہن تہین خصوصاً حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا جو رسول مقبول محبوب رب العالمین کی محبوب ترین ازواج مطہرات تہین
جن کی شان عالی مین بالتخصیص کلام اللہ مین آیات خاصہ برارت کے لئے نازل ہوئی
ہین اون کی طرف سے تو یہ سب سے زیادہ خار کہائے ہوئے ہین اور اون کی شان
پاک مین ایسے ایسے ناپاک الفاظ بیان کرتے ہین کہ العظمۃ للہ جسکا سننا تمام مومنین
کو خصوصاً حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ تیسری قسم
اہلبیت کی وہ ہے جس کی محبت کا ان کو بہ ظاہر اقرار ہے بلکہ اس زبانی دعوی محبت
پر ان کے مذہب کا مدار ہے وہ صرف چند گنے چنے اشخاص ہین بارہ امام اور چند اونکی
عورتین اِن بزرگوارون کے ساتھ اِس فرقہ والون کا یہ برتاؤ ہے کہ ظاہر مین تو
بڑے دہوم دہڑکے سے اِن کی محبت کا دعویٰ لیکن اون کے حالات اِس قدر
توہین و تذلیل کے ساتھ ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ مین بیان کئے ہین
کہ خارجیان ناپاک کی کتابون مین بہی جو اہل بیت پاک کے کہلے
ہوئے دشمن ہین ہرگز نہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا جو تمام امامون کے سردار اور اون کے اصل الاصول ہین اون کی نسبت حق الیقین
وغیرہ مین عجیب و غریب قصہ لکہا ہے جس سے اون کی انتہا درجہ کی توہین نکلتی ہے کہ پیغمبر
صاحب کے بعد جب حضرت ابو بکرؓ بہ اتفاق صحابہ خلیفۂ وقت قرار دے گئے تو جناب امیر

نے اون سے بیعت نہ کی اور اپنے گھر مین چھپکر بیٹھہ رہے اوسوقت خلیفہ وقت نے اپنے وزیر اور چند شیران با تدبیر کو اون کے پکڑنیکے واسطے بہیجا جسوقت یہ اشخاص وہان پہنچے تو جناب امیر نے دروازہ بند کر لیا مخالفین نے اوسکو آگ لگادی یہ کیفیت دیکھکر حضرت فاطمہؓ نے در پر کھڑے ہوکر فریاد کرنی شروع کی مخالفین کے افسر نے دروازہ کو دہکا دیا کہ وہ معاذاللہ اون کے پہلوئے مبارک پر گر پڑا جس سے اونکو سخت صدمہ پہنچا اس صدمہ کو ایسے بیہودہ اور شرمناک لفظون مین بیان کیا ہے جن کی بجنسہ نقل کرنیکو غیرت اسلام ہرگز مقتضی نہین ہوتی اس کے بعد لکہتے ہین کہ حضرت عمر اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما نعوذ باللہ علی شیر خدا کی گردن مین رسی باندہ کر کشان کشان خلیفہ وقت کے پاس لے چلے اوسوقت جناب امیر نے یہ کہا کہ اگر پیغمبر صاحب مجکو وصیت نہ کرتے تو آج تمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے مددگار زیادہ ہین یا تمہارے غرض خلیفہ وقت کی خدمت مین آپ نے پہنچکر جبرًا قہرًا اون سے بیعت کی اس کے بعد شام کے وقت دروغ برگردن راوی جناب امیر اپنی زوجۂ مطہرہ کو گدہے پر سوار کرکے اور دونون صاحبزادون کا ہاتھ پکڑکر ایک ایک مہاجر و انصار کے گھر یہ کہتے پہرے کہ دیکھو پیغمبر صاحب نے مجکو اپنا خلیفہ بنا دیا تہا انھون نے میری خلافت چہین لی تم کوشش کرکے میرا حق مجکو دلوا دو مگر چار شخصون کے سوا سب نے انکار کر دیا دوسرے روز پہر ایسا ہی کیا پہر بہی صرف اونہین چار شخصون نے مدد دینے کا اقرار کیا آپ نے کہا کہ فقط تم چار آدمیون سے بہلا کیا ہوگا اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت حق الیقین مین یہ لکہا ہے کہ اُنھون نے جناب امیر سے یہ کہا کہ دشمنون نے تو غلبہ کر رکہا ہی اور تو خائنون کی طرح گہر کو بہاگ آیا اور اسطرح پر بیٹہہ رہا جیسے کہ مان کے پیٹ مین بچہ بیٹہا رہتا ہے کلینیؒ شریف مین لکہا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عمرؓ کا گریبان پکڑکر کہینچ لیا اس قصہ واہیہ مین جو یارون نے خلافت کے متعلق مضمون تراشا ہے باوجود اس امر کے کہ

اس کے متعلق قصہ باغ فدک مین مضمون گذر چکا۔

اسمین جناب مرتضوی اور اہلبیت نبوی کی انتہا درجہ کی توہین لازم آتی ہے کئی وجہ سے یہ عقل کے بھی بالکل خلاف ہے اور صاف بناوٹ کے آثار اس کے ہر ایک جزء سے ظاہر ہو رہے ہین کیونکہ اول تو حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا صاحب ذو الفقار قاتل الکفار کرار غیر فرار کو کسی کا ایسا کیا ڈر ہوسکتا تہا جس کے سبب سے گھر مین چھپکر بیٹھ جاتے اون کی شان عالی کے تو یہ شایان نہ تھا کہ ذو الفقار آبدار کھینچکر مجمع عام مین اکھڑے ہوتے اور باآواز بلند یہ فرماتے کہ بھلا دیکھین تو کسکی مجال ہے جو ہمارے ہوتے مسند خلافت رسالت پر جلوہ گر ہو بیٹھے دوسرے اگر کسی مصلحت خاص کے سبب سے جسکو خاص شیعہ صاحب ہی خوب جانتے ہونگے یہ کرنا منظور نہ تھا تو اتنا کرنا تو ضرور تھا کہ علانیہ طور پر برملا یون کہدیتے کہ ہم کسی کی بیعت نہین کرتے بھلا دیکھین تو کوئی ہمارا کیا کرسکتا ہے تیسرے یہ ہے کہ اگر اوسوقت بھی خاموشی اختیار کی ہتی تو جو وقت مخالفین گھر مین آگھسے اور سرکشی کے ساتھ نہایت گستاخانہ طور پر آپکے ساتھ پیش آئے تو ایسی سخت حالت مین کہ جس مین ادنے سے ادنے شخص کو بھی ضرور جوش آجایا کرتا ہے ضرور اپنی شجاعت و کرامت کے اظہار کا خاص الخاص موقع تھا اور کچھہ زیادہ نہین صرف اتنا ہی کافی و وافی تھا کہ جن دو شخصون نے گردن مین رسی ڈالی ہتی اونمین سے ایک کے سامنے تو اپنی کمان کا اژدہا بنا کر پھینکدیتے کہ وہ منھ پھیلا کر کھانے کو دوڑ پڑتا جس کے ڈر کے مارے وہ مخالف سہم جاتا اور دوسرے کے گلے مین عمود کا حلقہ بنا کر ڈال دیتے کہ وہ معاند دم بخود رہجاتا چوتھے یہ ہے کہ جب آپ نے یہ کہا کہ اگر پیغمبر صاحب اس معاملہ مین مجھکو وصیت نہ فرماتے تو آج تمکو معلوم ہوجاتا کہ کس کے معاون و مددگار زیادہ ہین پھر اوس وصیت کے برخلاف کیون آپ گھر گھر مدد طلب کرتے پھرے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وصیت کے برخلاف عمل کرنا بھی پڑا جو آپ کی شان کے نہایت خلاف تھا اور آپ کے مددگارون کا حال بھی بخوبی سبکو ظاہر ہوگیا کہ چار شخصون کے سوا غیر سے ایک مددگار بھی نہ نکلا پانچوین یہ ہے کہ اسقدر جھگڑا قصہ جو آپ نے ناحق پھیلایا صرف

بقدر ضرورت تقیہ ہی کیون نہ کر لیا جو اصول شیعہ کی بنا پر ایسا ضروری ہے کہ جو تقیہ نہ کرے اوسکا
دین ہی نہین چھٹے یہ ہے کہ روایات کتب شیعہ کی موافق جناب امیر کو جب آخر کار تقیہ سے
چھٹکارا ہی نہوا تو پہر اول امر سے ہی کیون اوسپر عمل نکیا کہ ابتداء سے ہی اس قسم کے قضیہ وقصہ
نہ اوٹھنے پاتے چنانچہ ان کی کتابون سے تو یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ آپ تقیہ کرکے تینون
خلیفون کے پیچھے نماز پڑہ لیا کرتے تھے اور مسائل بھی اون ہی کے منشاء کی مطابق بیان فرمادیا
کرتے تھے اور کلام اللہ بھی اون ہی کا مرتب کیا ہوا پڑہا کرتے تھے یہان تک کہ جسوقت
آپ مستقل طور پر خلیفہ وحاکم وقت تھے اوسوقت بھی آپ کا یہی عملدرآمد تھا نہج البلاغۃ نہایت
فصاحت ووضاحت کے ساتھ اس مضمون کو ادا کر رہی ہے اور اصول کافی کی شہادت اس
معاملۂ خاص مین کافی ہے غرض ان ہی اصول سے اس قصہ کا موضوع ہونا بخوبی ثابت
ہے رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر کی خدمت مین گستاخانہ پیش آنا اور حضرت
عمر کا گریبان کہینچنا یہ بھی بالکل خلاف عقل ہے کیونکہ اس قسم کا معاملہ عوام اہل اسلام کی عورتون
سے بہی بعید ہے چہ جائے کہ خاص خاتون جنت جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
اور حضرت علی مرتضیٰ داماد مصطفےٰ کی زوجۂ مطہرہ ہون وہ تو کیا اون کی باندیون سے بہی
ایسا نامعقول امر سرزد نہین ہوسکتا یہ تو امامون کے سردار اور اون کے والدین شریفین کا حال
تھا اب آگے اور امامون کا حال سنئے جو اون کی اولاد امجاد مین سے ہین کہ دوسرے امام
حسن مجتبےٰ ہین ہر چند کہ یہ حضرات شیعہ اون کے حال سے زیادہ سروکار نہین رکھتے اسوجہ
سے کہ اوہنون نے امیر معاویہؓ سے صلح کرکے خلافت اون کو سونپ دی تھی مگر چونکہ بارہ
امامون مین عدد پورا کرنے کی غرض سے اونکو بھی شمار کرتے ہین اس لئے جسقدر برائے
نام اون سے کام ہے اوس ہی قدر عنایت بھی قدر قلیل اون کے شامل حال ہے اونکی
نسبت یون لکہا ہے کہ چونکہ اوہنون نے امیر معاویہ سے صلح کرلی تھی اسلئے مومنین کا منھ کالا
کردیا تھا مسلمانون کے درمیان مین صلح کرنے کے سبب سے اور امارت دنیاوی کے ترک کرنے کی

وجہ سے سرکار شیعہ سے سود وجوہ المومنین کا خطاب عطا ہوا پھر کسی نے اسقدر طرہ اور لگا دیا
ہے کہ امام حسینؑ نے یون فرمایا کہ اگر میری ناک کاٹ ڈالی جاتی تو اس سے بہتر تھا کہ میرے
بھائی نے صلح کر لی ارے بھلے مانسو مسلمانون مین صلح کرا دینے اور دنیائے ناپائدار کی امارت
بے ثبات کے ترک کر دینے کو بھلا کوئی مسلمان باایمان بھی برا سمجھتا ہے ؎

ہر شئے مین رائے شیعہ عجب باصواب ہے ٭ جو بات ہے خدا کی قسم لاجواب ہے

تیسرے امام حسینؑ شہید کربلا کے حال مین کلینی[1] معلی مین یون آیا ہے کہ ایک منافق مر گیا تھا
اور امام حسینؑ اوسکے جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ کا غلام راستہ مین ملا آپ نے پوچھا
کہ تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا کہ مین اوس منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے بچتا پھر رہا ہون آپ
نے فرمایا کہ دیکھ تو میرے داہنی جانب کھڑا ہو جانا اور جو کچھ مین کہون وہی تو بھی کہنا پھر
جسوقت جنازہ کے ولی نے تکبیر کہی تو آپ نے کہا اللہ اکبر الٰہی تو اپنے فلان بندے پر ہزار
لعنتین کر جوڑی ہوئی الگ الگ ہون الٰہی تو اپنے بندے کو اپنے بندون اور شہرون
مین رسوا کر اور آگ کی گرمی مین تپا اور اوسکو سخت عذاب چکھا کہ یہ تیرے دشمنون کو دوست
رکھتا تھا اور تیرے دوستون کو تکلیف دیتا تھا اور اہل بیت نبی کا دشمن تھا۔ ان قصہ
خوانون کی خدمت مین جن کا اس قسم کے خلاف عقل ونقل قصون پر ایمان ہے یہ عرض
ہے کہ اول تو امام حسینؑ جیسے بے روے دریا شخص کو جنھون نے یزید کی بیعت نہ کرنے کی
وجہ سے اپنا اور اپنے اہلبیت کا سر کٹوا دیا منافق کی نماز پڑھنی ہی کیا پڑی تھی جس کے
سبب سے حاضرین جنازہ دھوکے مین پڑ گئے کہ اوہو یہ شخص تو کوئی بڑا ہی پکا اور سچا
مسلمان تھا کہ اس کے جنازہ مین امام حسین جیسے برگزیدہ امام خود بہ نفس نفیس تشریف

[1] عن ابی عبد اللہ ع ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی یمشی معہ الخ
مطلب کل قصہ کا کتاب ہذا مین درج ہے بوجہ طول کل عبارت نہین لکھی گئی فروع کافی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ
علی الناصب صفحہ ۹۹ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۳۰۲ھ ہجری۔

لائے اور اوس کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی غلام کے سوا کسی اور شخص کو کیا معلوم کہ چپکے چپکے کیا کہہ گئے دعا دے گئے یا اوس کے حق مین بد دعا فرما گئے دوسری یہ کہ نماز جنازہ جو شرعاً وضع کی گئی ہے وہ خاص دعا ہی کی غرض سے کی گئی ہے نہ کہ بد دعا کرنیکے لئے تیسرے یہ ہے کہ اگر شیعہ صاحبون کے نزدیک امام کا کام بد دعا کرنا ہی ہوتا ہے تو اس کے واسطے جنازہ پر آنا ہی کیا ضرور تھا گہر بیٹھکر ہی جسقدر چاہتے دل کھول کر بد دعا کر لیتے اور اپنے شیعان مخلصین کے دلون کو خوب اچھی طرح خوش کر دیتے کیونکہ امام عالی مقام کی بد دعا تو گہر بیٹھے ہی تیر بہدف تھی چوتھے یہ ہے کہ اوس بد دعا کا پہر کچھہ اثر بہی نہوا کیونکہ اوس مین یہ بہی تو تھا کہ الٰہی اس شخص کو تو اپنے بندون اور شہرون مین ذلیل و رسوا کر پر اب تک اوسکا کسی کو نام تک بہی معلوم نہین کہ وہ کون تھا اور اوس کے کیسے افعال تھے اور اوس کی کس کس قسم کی خلق اللہ مین رسوائی ہوئی رہا اوس کی عاقبت کا حال کہ وہ وہان مبتلائے عذاب ہوگا تو اوس کا کسی کو دنیا مین مشاہدہ نہین ہوسکتا جسکے دیکھنے سے دنیاوی امور مین کچھہ عبرت ہو پانچوین یہ کہ اس قصہ کے مصنف نے اس مین یہ بہی صنعت رکہی ہے کہ امام کا غلام امام علیہ السلام سے دین کے معاملہ مین افضل و اعلیٰ تھا کہ وہ اپنی صفائی قلب کے باعث سے منافق کے جنازہ سے بچتا پہرتا تھا مگر امام صاحب نے اوس آزاد منش کو ناحق اس بلا مین پھنسایا چوتھے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن شہید کربلا مین اون کی نسبت صاحب کلینیؒ نے یون تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ یزید حج کے ارادہ سے مدینہ طیبہ مین داخل ہوا اور ایک شخص قریشی سے یہ کہا کہ تو میری خلافت کا اقرار کرتا ہے اوس نے کہا نہین اسلیے کہ نہ تو مجہسے افضل ہے اور نہ تیرے باپ میرے والدین سے افضل تہے یہ سنکر یزید نے اوس کو قتل کرا دیا اگلے روز حضرت امام زین العابدینؑ

---

[۱] ثم اَرسَلَ اِلٰی عَلِیِّ ابنِ الحُسَینِؑ فَقَالَ لَہُ مِثلَ مَقَالَتِہٖ لِلقُرَشِیِّ الخ مطلب کل عبارت کا کتاب ہذا مین درج ہے فروع کافی جلد ۳ حدیث علی ابن الحسینؑ مع یزید صفحہ کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ نول کشور لکھنو ۱۳۰۲ھ

کو طلب کر کے اونسے بہی اونسے یہی سوال کیا اُنھون نے کہا کہ اگر مین اقرار نہ کرون تو کیا میرے ساتھ کل والے آدمی کا سا معاملہ کیا جائیگا اونے کہا ہان اوسوقت امام نے فرمایا کہ مین تو آپ کا غلام ہون چاہو بازار مین کہڑا کر کے مجکو بیچ لو ارے بہلے آدمیو ذرا اتنا تو سوچو کہ امام سجاد زین العباد اون ہی امام عالی مقام کے تو فرزند ارجمند تہے کہ جنھون نے صرف بیعت نکرنیکی بنا پر اپنی اور اپنے اہلبیت کی جان قربان کردی اون سے یزید کی غلامی کا اقرار صرف اپنی اکیلی جان کی خاطر کب متصور ہوسکتا تھا اس قصہ مین بھی پہلے قصہ کی طرح بنانے والے نے وہ ہی صنعت رکھی ہے کہ ایک عام قریشی امام خاص سے بڑہ کر نکلا کہ حق بات کہنے کی وجہ سے اپنی جان دینی گوارا کی مگر امام نے جان کو مقدم کیا اور حق الامر کو چھپایا پانچوین اور چھٹے امام حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہما ہین ان دونون کے حال پر تو شیعہ صاحبون کی انتہا سے زیادہ عنایت ہے اسلیئے کہ انکے مذہب کی روایتین اکثر انہین دونون امامون خصوصًا امام جعفر صادق کی طرف منسوب ہین ان حضرات عالیہ درجات کی توہین و تذلیل کے متعلق جسقدر روایتین حضرات شیعہ امامیہ کی کتابون مین موجود ہین اون سب کی نقل کرنے کے واسطے تو ایک دفتر درکار ہے یہ مختصر رسالہ اسکا متحمل نہین ہوسکتا اسلیئے دونون امامون مین سے ہر ایک کے متعلق صرف دو دو چار چار روایات پر بطور مشتے نمونہ از خروارے ان کی معتبر کتابون مثل کلینی و استبصار و فقہ من لایحضرہ الفقیہ سے نقل کر کے اکتفا کرتا ہون فقہ من[1] لایحضرہ الفقیہ مین امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین یون بیان ہوا ہے کہ امام صاحب بیت الخلا مین داخل ہوے تو گوہ مین پڑا ہوا ایک روٹی کا ٹکڑا نظر پڑا جھٹ امام نے اوٹھا کر اوسکو دہویا اور غلام جو پاخانہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا اوس کے حوالہ کردیا اور یہ فرمادیا کہ جب تک مین پاخانہ سے نہ نکلون تب تک تو اسکو لیئے رہنا جب نکلے تو اوس سے پوچھا کہ وہ لقمہ کہان

[1] دَخَلَ اَبُوْ جَعْفَرِ الْبَاقِرُ الْخَلاءَ فَوَجَدَ لُقْمَةَ خُبْزٍ فِي الْقَذَرِ فَاَخَذَهَا وَغَسَلَهَا وَ دَفَعَهَا اِلَى مَمْلُوْكٍ كَانَ مَعَهُ فَقَالَ تَكُوْنُ مَعَكَ لِاٰكُلَهَا اِذَا خَرَجْتُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لِلْمَمْلُوْكِ اَيْنَ اللُّقْمَةُ قَالَ اَكَلْتُهَا يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
من لایحضرہ الفقیہ جز اول باب ارتیاد المکان للحدث والسنۃ فی دخولہ والاداب فیہ الی الخروج منہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مطبع جعفریہ لکھنو

ہے اوس نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ مین نے اوسکو کہا لیا آپ نے کہا کہ جا مین نے تجکو آزاد کیا کیونکہ ہم امام لوگ کسی جنتی سے خدمت نہین لیا کرتے یہ ٹکڑا جس کسی کے پیٹ مین جائیگا اوسپر جنت واجب ہو جائے گی اس قصہ بیت الخلاء کا برائی مین بہرا ہوا ہونا چند وجوہ سے ظاہر ہے اول تو امام پہلے ہی سے جنتی تھے اون کو انکی کون ضرورت تھی کہ گوہ کا بہرا ہوا ٹکڑا کہا کر ہی جنتی بنین دوسرے اس ٹکڑے مین نہ معلوم یہ صفت کیسے پیدا ہو گئی کیسی تعجب کی بات ہے کہ وہ خود تو ناپاک اور دوسرے کو بنائے پاک تیسرے اگر جنت صرف گوہ کے بہرے ہوئے ٹکڑے کہانے ہی سے ملتی ہے تو اوسکا نہایت ہی آسان کام ہے جسوقت جس کسی کا جی چاہے لے اوس لقمہ مخصوص کے کہانے کے سوا کسی اور خاص عمل کرنیکی ضرورت نہین چوتھے یہ کہ اس قصہ نجاست حصہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معاذ اللہ جنت ناپاک شئے ہے کہ وہ ناپاک شے کے کہانیسے ملتی ہے پانچوین یہ کہ امام کی اس قول سے کہ ہم جنتی سے خدمت نہین لیا کرتے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اماموں کے خادموں مین سے کوئی شخص بھی جنتی نہین ہوا کرتا نہ معلوم کہ یہ حضرات شیعہ بخوف وخطر قنبر غلام حیدر شیر نر کی بہ نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہین پانچوین اس قول نامعقول سے یہ امر لازم آتا ہے کہ اماموں کا کوئی خادم ہو ہی نہ سکے اسلئے کہ وہ خادم امام علیہ السلام یا تو جنتی ہو گا یا ناری اگر وہ جنتی ہے تو وہ اماموں کی خدمت بننے کی قابل نہین اور اگر ناری ہے تو اماموں کے دامن امامت پر یہ بدنما دہبہ لگتا ہے کہ ان کی خدمت کرنیسے کسی شخص کو اور کسی قسم کا نفع پہنچا تو درکنار وہ عذاب دوزخ سے بھی نہین بچ سکتا کلینی[1] کتاب الزی والتجمل مین لکھا ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے تو وہ حمام مین بغیر لنگی باندہے نجائے پہر آپ ایک روز حمام مین داخل ہوئے اور اپنی شرمگاہ کو آپنے چونہ لگایا جب اوسکو لگا چکے تو لنگی کو کہولکر پھینکدیا غلام نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہو جائین آپ ہمکو تو لنگی باندہنے کی نصیحت کیا کرتے ہین اور خود آپ نے

[1] اِنَّ اَبَا جَعْفَرٍ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَدْخُلُ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ الخ تمام عبارت کا مضمون کتاب ہذا مین ہے فروع کافی جلد ۲ کتاب الزی والتجمل باب الحمام صفحہ ۱۶ مطبوعہ نولکشور لکہنؤ ۱۳۰۲ھ

اوسکو پھینکدیا امام صاحب نے اوس کے جواب مین یہ فرمایا کہ کیا تو نہین جانتا کہ چونہ نے شرمگاہ کو چھپا لیا ہے پہر اوس ہی کتاب مذکور مین اس مضمون کی تائید مین ایک حدیث امام ابوالحسن ماضی کی روایت کی ہے کہ شرمگاہین دو ہین ایک اگلی اور دوسری پچھلی لیکن پچھلی تو چوتڑون سے خود ہی چھپی ہوئی ہے رہی اگلی اوسکو فقط ہاتھ سے چھپا لو افسوس ہے کہ کہان تو یہ امامان باحیا اور کہان یہ فعل فضیحت نما اماموں کے تو غلاموں سے بہی اس قسم کی حرکت بیجا وقوع مین نہین آسکتی کلینی باب المذی مین ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ اگر نماز کی حالت مین مذی نکل کر رانون تک بہ جائے تو اس سبب سے نماز کا قطع کرنا اور رانون کو دہونا نچاہئے اور اس ہی باب مین امام جعفر صاحب کا یہ قول منقول ہے کہ اگر ٹخنون تک بہی بہ جائے تب بہی کچھ مضائقہ نہین مصلیان شیعہ امامیہ سے کوئی پوچھے کہ مذی کے پاک یا ناپاک ہونے سے ہی اگر قطع نظر کیجائے تب بہی یہ تو ضروری ہے کہ مذی کے نکلنے کی اکثر دو ہی صورتین ہوتی ہین یا تو کوئی حسین شخص نگہ کے سامنے جلوہ گر یا اوسکا خیال دیکھ پیش نظر ہو ان دونون صورتون مین بہلا نماز کس طرح ادا ہو سکتی ہے اور امامان عالی مقام نماز کی نسبت جو معراج المومنین ہے کسطرح ایسا مضمون بیان فرما سکتے ہین نماز کیا ہوئی گویا مینا بازار کی سیر ہوگئی اصول کافی کلینی مین زرارہ کا بیان ہے کہ مین نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ دریافت کیا اونھون نے مجکو جواب دیا پہر ایک اور آدمی آیا اور اوس نے بہی وہی مسئلہ دریافت کیا اوسکو میرے خلاف آپ نے جواب دیا پہر کسی تیسرے شخص نے جو وہ ہی مسئلہ آپ سے پوچھا تو اسکو اور ہی طرح کا جواب عنایت ہوا جس وقت وہ دونون شخص چلے گئے تو مین نے امام صاحب سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دونون شخص عراق کے رہنے والے آپ کے قدیمی شیعون مین سے ہین ایک مسئلہ آپسے دریافت کرتے تھے آپنے ہر ایک کو دوسرے کے خلاف جواب دیا امام صاحب نے ارشاد

---

[۱] عن ابی الحسن الماضی قال العورة عورتان القبل والدبر فاما الدبر مستور بالالیتین الخ کل مطلب کتاب ہذا مین درج ہے فروع کافی جلد ۲ کتاب الزی والتجمل باب الحمام صفحہ ۶۰ ۔

[۲] عن ابی عبد اللہ قال ان سال من ذکرک شیء من مذی او ودی وانت فی الصلوٰة فلا تغسله ولا تقطع الصلوٰة ولا تنقض له الوضوء وان بلغ عقبیک فروع کافی باب المذی صفحہ ۲۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۳۰۲ھ

[۳] عن زرارة ابن اعین عن ابی جعفر قال سألته عن مسئلة فاجابنی الخ مطلب کتاب ہذا مین ہی اصول کافی

فرمایا کہ زرارہ ہمارے حق مین یہ ہی امر بہتر ہے اور اسہی مین ہماری اور تمہاری بقا ہے اگر تم سب ایک طریق پر ہو جاؤ تو آدمیون کو اس امر کی تصدیق ہو جائے گی کہ تم ہمارے گروہ مین سے ہو بس اس صورت مین ہماری اور تمہاری دونون کی بقا کم ہو جائے گی پہر زرارہ نے کہا کہ مین نے امام ابو جعفر صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ ایسے ہین کہ اگر آپ ان کو تیرون اور بہالون اور آگ مین داخل ہونے کا ہی حکم دین تو یہ اون مین ہی گہس جائین لیکن یہ سب آپ کی خدمت مین سے مختلف العقیدہ نبکر نکلتے ہین اس کے جواب مین آپ نے ہی وہی کہا جو آپ کے باپ نے کہا تھا افسوس صد افسوس کہان تو ائمہ پاک اور کہان یہ شان نفاق اب مین کلینی شریف مین سے ایک ایسا قصۂ لطیف چھانٹ کر بیان کرتا ہون جس مین حضرت امام باقر و امام جعفر و امام موسیٰ کاظم صاحبان اعنی دادا سے لیکر پوتے تک کا عجیب وغریب حال حیرت اشتمال کا ذکر ہے مین نے اس قصۂ لطیفہ کا نام عطر مجموعہ رکھدیا ہے وہ قصۂ لطافت حصہ یہ ہے کہ ایک شیعہ صاحب جنکی روایت شیعون کے نزدیک بڑی مستند و معتبر سمجھی جاتی ہے یون بیان فرماتے ہین کہ مین[1] ایک روز حضرت امام باقر صاحب کی خدمت مین گیا اوسوقت آپ کے پاس حضرت امام جعفر صاحب کہڑے تہے مین نے عرض کیا کہ حضرت آپ اپنے ان صاحبزادہ کی کہین شادی نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ میان جسوقت لونڈی غلامونکا بازار لگے گا تو اوسوقت ہم ان کیواسطے ایک لونڈی خرید دینگے غرض جب پینٹھ کا روز ہوا اور لونڈی غلامونکے بکنے کا وقت آیا تو مین اوسوقت حضرت امام باقر صاحب کی خدمت مین گیا دیکھا تو اوسوقت بہی امام جعفر صاحب آپکے پاس کہڑے ہوئے تہے اور امام باقر صاحب کے سامنے اشرفیونکی ایک تھیلی سربمہر رکھی ہوئی تھی امام صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ لو میان اس تھیلیہ کو بازار مین لیجاؤ اور انکے لئے ایک لونڈی خریدلاؤ

[1] قال دخل ابن عكاشة ابن محصن الاسدى على ابى جعفرؑ فكان ابو عبد اللهؑ قائما عنده فقدم اليه عنبا فقال حبة حبة ياكله الشيخ الكبير والصبى الصغير وثلثة واربعة ياكله من يظن انه لا يشبع فقال لابى جعفرؑ لاى شئ لا تزوج ابا عبد الله وقد ادرك التزويج الخ كل قصہ کتاب ہذا مین درج ہے بوجہ طول تمام عبارت نہین لکھی گئی اصول کافی مولد ابی الحسن موسیٰ ابن جعفرؑ صفحہ ۳۰۳ مطبوعۂ نول کشور لکھنو سنہ ۱۳۰۲ھ

مین حسب الحکم بازار مین پہنچا اور ایک ایک باندی لونڈی کو خوب تاڑا مگر کوئی نگاہ پر نہ چڑہی مین نے سوداگر سے پوچھا کہ کیون بہائی ان کے سوا کوئی اور باندی بہی ہے اوس نے کہا ہان دو اور ہین اور اون دو نون مین سے ایک بہت خوبصورت ہے مین نے اونکو بہی دیکھا اور اونکی قیمت کو پوچھا اوس نے کہا کہ ایک ہزار اشرفیان اس ایک کی قیمت ہے مین نے کہا کہ یار ہمارے پاس تو ایک صرۂ دینار سربستہ ہے اس مین جسقدر بہی ہون تو سبہی لے اور اس باندی کو دیدے اوسنے جواب دیا کہ مجکو ہزار سے کم مین دینی منظور نہین ایک بوڑھا شخص وہان بیٹھا ہوا تھا اوس نے مجہہ سے کہا کہ ذرا تم ان اشرفیون کو تھیلیہ کہول کر گنو تو سوداگر نے کہا کہ کیون ناحق تکلیف کرتے ہو اگر ہزار مین سے ایک اشرفی بہی کم ہوگی تو مین ہرگز نہ لونگا اوس بوڑھے آدمی نے کہا کہ میان بہلا گنو تو سہی مین نے گنا تو پوری ایک ہزار نکلین نہ ایک کم نہ ایک زیادہ القصہ مین اون کی عوض مین اوس باندی کو خرید کر لایا یہان آکر دیکھا تو اوسوقت بہی امام باقر صاحب کے سامنے امام جعفرؓ صاحب کہڑے ہوئے تہے مین نے اوس باندی کو آپ کے سامنے پیش کیا امام باقر صاحب نے پہلے اوسکا نام پوچھا اوس نے حمیدہ بتلایا آپ نے فرمایا کہ تم دنیا مین تو ہو حمیدہ اور آخرت مین ہو محمودہ پہر یہ دریافت کیا کہ تم اچھوتی ہو یا کسی مرد کے پاس گئی ہو وہ بولی کہ اچھوتی امام صاحب نے کہا کہ سوداگرون کا تو یہ قاعدہ نہین ہوتا کہ وہ کسی باندی کو اچھوتی چہوڑ دین تمکو کیونکر چہوڑ دیا اوس نے جواب دیا کہ سوداگر میرے ساتھ فعل بد کا قصد تو کیا کرتا تھا یہان تک کہ وہ دونون رانون کی بیچ مین بیٹھ جایا کرتا تھا اوسوقت خاص مین ایک بوڑھا آدمی نمودار ہوتا تھا اور اوسکے سر مین چپت مارنا شروع کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ اس فعل سے باز رہتا تھا یہ قصہ سنکر امام باقر صاحبؓ نے صاحبزادہ صاحب سے یہ فرمایا کہ لو میان جعفرؓ تم اس باندی کو لیجاؤ اس سے تمہارے ایک لڑکا موسیٰ کاظم نام پیدا ہوگا بس امام جعفر صاحب نے اوس باندی کو اپنی محلسرائے مین داخل کر لیا اور مجہسے یہ کہا کہ جسوقت ہمارے لڑکا پیدا ہوگا تو ہماری بی بی کا انتقال ہوجائے گا پہر عقد حمل کے بعد جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا اور دردزہ شروع ہوا تو مجہہ سے امام جعفر صاحب نے کہا کہ جاؤ خبر

تو لاؤ کیا ہوا مین نے جا کر جو دیکھا تو لڑکا پیدا ہو چکا تھا اور خیر سے بی بی صاحب صحیح وسلامت موجود تہین اور لڑکا اس شان کے ساتھ تھا کہ اپنا سر تو آسمان کی طرف اوٹہائے ہوئے اور اپنے دونون ہاتھون سے زمین کو قبضائے ہوئے تہا مین نے آکر سارا ماجرا بیان کیا امام صاحب نے کہا کہ آسمان کی طرف سے غیبی آواز جو آ رہی ہے اوس کے سننے کے لئے سر کو اوپر کی طرف اوٹھا رہا ہے اور زمین کو اس لئے پکڑے ہوئے ہے کہ اوسمین سے علم کو دونون ہاتھون سے کہینچ رہا ہے اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ پیشوایان شیعہ نے اس قصہ مین تینون امامون پیشوایان دین کا دادے سے لیکر پوتے تاک کیسا مذاق اوڑایا ہے اور قصون کی طرح اس قصہ کے ہر ہر جزو سے ہی اسکا بنا ہوا ہونا اہل فہم کے نزدیک صاف ظاہر ہے اول تو جسوقت یہ شخص امام باقر صاحب کے پاس گیا تھا اوسوقت تو امام جعفر صاحب امام باقر صاحب کے سامنے کہڑے ہی تھے لیکن جب لونڈی غلامون کے بازار لگنے کا زمانہ آیا اور یہ شخص امام صاحب کی خدمت مین پہنچا تب بہی وہ اپنے والد ماجد کے روبرو کھڑے ہوئے تہے وہ صرہ دینار بھی سامنے ہی تیار تھی پہر جس وقت یہ شخص باندی خرید کر لایا اوس وقت بھی وہ پدر بزرگوار کے پاس موجود تھے اگرچہ اتفاق سے ایسا ہونا ممکن ہے لیکن جب اس قصہ کے تمام اجزا کو غور سے دیکھا جاتا ہے اور باقی سب اجزاء کی طرح یہ جزو بھی صاف بنا ہوا نظر آتا ہے دوسرے یہ کہ باندی کی جس قدر قیمت تھی تھیلی مین پہلے ہی سے اوتنی ہی اشرفیان موجود تہین اگر یون کہا جائے کہ امام صاحب کو چونکہ اپنے علم سے اول ہی سے اوس کی قیمت کا حال معلوم تھا اس لئے آپ نے اوتنی ہی اشرفیان تھیلیہ مین بہر رکھی تہین تو اول تو اس خریدنے والے سے آپ کو پہلے ہی سے یہ کہدینا چاہئے تھا کہ اس تہیلی مین اتنے دینار ہین اور اتنے ہی دینارون کو باندی ملے گی تاکہ یہ خریدنے والا اسقدر دقت مین تو نہ پڑتا دوسرے جب آپ کا علم یہان تک وسیع تھا تو اوس باندی کے نام

اور اوس کی اچھوتی اور غیر اچھوتی پوچھنے کی کون ضرورت ہتی کہ غیرون کے سامنے یہ بات
اوس سے دریافت کرکے ناحق اوس حیادار کو آپ نے شرمایا تیسرے یہ کہ اپنے صاحبزادہ کے
روبرو خاصکر جبکہ غیر شخص بہی اوسوقت موجود ہو ایسی عورت سے جو عنقریب ہی اون کی بی بی
بننے والی ہو ایسا شرمناک حال دریافت کرنا عام شخصون کو بھی زیبا نہین اور امام عالی
مقام تو خاص اشخاص مین سے تہے اون کی شان عالی کی طرف ایسے ادنے امور کا منسوب
کرنا انتہا درجہ کی گستاخی و شوخ چشمی ہے چوتھے یہ کہ امام جعفر صاحب کا اپنی زوجہ مطہرہ کے درد
زہ کے وقت کسی کو دریافت حال کے لئے خصوصًا غیر شخص کو بہیجنا کسی صورت سے خیال مین
نہین آسکتا پہر اس کی ضرورت ہی ایسی کیا بڑی ہتی کچہہ دیر کے بعد اونکو خود ہی معلوم ہوجاتا
کہ لڑکی پیدا ہوئی یا لڑکا پانچوین یہ کہ امام صاحب کا یہ کہنا کہ جب ہمارے لڑکا پیدا ہوگا تو
ہماری بی بی کا انتقال ہوجائے گا بالکل غلط نکلا کیونکہ قاصد صاحب نے جسوقت وہان جاکر
دیکھا تو بی بی اور لڑکے دونون کو صحیح وسلامت پایا حالانکہ شان امامت کے یہ امر بالکل خلاف
ہے کیونکہ شیعون کے نزدیک امام کو علم ماکان و مایکون ہونا چاہئے چھٹے یہ کہ امام صاحب کا
اپنے صاحبزادہ کے اوپر دیکھنے اور زمین پر دونون ہاتھ ٹیکنے کی نسبت یہ ارشاد فرمانا کہ یہ آسمان
کی جانب سے فرشتہ کی آواز سنتا ہے اور زمین مین سے اپنے دونون ہاتھون سے علم کہینچ رہا ہے
کیسا خلاف قیاس امر ہے جو شخص اسکو سنتا ہے اسکو بیساختہ ہنسی آتی ہے کیونکہ آواز کا سننا
کانون کے متعلق ہے آنکھون سے اوسکو کچہہ تعلق نہین اور علم دانون کی طرح زمین پر بکہرا
ہوا نہین پڑا ہوتا کہ کوئی اوسکو ہاتھون سے سمیٹ لے آٹھوین امام علی رضا صاحب کی نسبت
یون بیان ہوا ہے کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی بیبی کی مقعد مین دخول کرنا کیسا
ہے انھون نے جواب دیا درست ہے پہر اوس نے دریافت کیا کہ بہلا اسکا کلام اللہ مین بہی
کہین ذکر ہے کہا ہان جس جگہ قرآن شریف مین یہ ذکر ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس
جسوقت فرشتے امردون کی صورت بنکر آئے اور اونکی قوم جو اغلام کی عادی ہتی یہ سنکر دوڑی

تو آپ نے فرمایا کہ میرے مہمانون مین تو تم میری فضیحت نکرو اِس کام کے لئے تو میری بیٹیان موجود ہین جو اِسکے واسطے مناسب ہین جس کی تمام مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر لکھی ہے کہ یہ عورتین جو میری بیٹیون کی برابر ہین اونکو اللہ تعالےٰ نے اِس کام کے لئے پیدا کیا ہے اون سے تم نکاح کرلو اِن کے امام نے یہ فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کا یہ مطلب تھا کہ تم ان کی دبر مین دخول کرلو نعوذ باللہ من ذالک کہان انبیاء پاک اور کہان یہ فعل ناپاک غرض اسی طرح پر ایک ایک امام کا حال لکھکر امام مہدیؑ صاحب تک نوبت پوہنچائی ہے وہ امام حسن عسکری کے بیٹے تھے جو اون کی باندی نرگس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور وہ دشمنون کے خوف سے غار مین جا چھپے اور کلام اللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے پھر اِن سب امامون کے متعلق نشترک مضامین جو اِن کی معتبر کتابون کلینی و استبصار و فقہ من لایحضرہ الفقیہ سے ثابت ہوتی ہین یہین کہ جس[1] قدر بہی امام گذرے ہین وہ سب کے سب تقیہ کیا کرتے تہے یعنی مخالفین کے خوف اور اون کی رعایت و مروت کے سبب سے دین کے معاملہ مین حق کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے یہان تک کہ قرآن شریف بہی منافقون کا بگاڑا ہوا بلکہ نماز تک بہی اون کے پیچھے پڑہا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تہے کہ تقیہ کرنا ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے اوس کا دین ہی نہین اور جو شخص[2] تقیہ کرکے مخالفین کے پیچھے نماز پڑھے تو ایسا ثواب ہے جیساکہ اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اول صف مین نماز پڑہی اور مسائل بہی اون ہی کے موافق بیان کیا کرتے تہے مگر چپکے سے اپنے موافقین سے اسکے خلاف کہدیا کرتے تہے بلکہ اصل کلام اللہ بھی اونکو تنہائی مین دکھلا دیا کرتے تہے لیکن اوس کے پڑہنے بلکہ کھول کر دیکھنے تک کی بہی اونکو ممانعت فرما دیا کرتے تھے اہل سنت کے سامنے اون کی اور اون کے پیشوایون کی انتہا درجہ کی تعریف مگر اون کی پیٹھہ پیچھے اونکی غایت

[1] بحث امامت مین تقیہ کے متعلق حاشیہ گذرچکا [2] مَنْ صلی مَعَہُمْ فِی الصف الاَوَّلِ کَانَ کَمَنْ صَلّٰی خَلْفَ رَسُوْلِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصف الاَوَّلِ فقہ من لایحضرہ الفقیہ باب الجماعۃ وفضلہا صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ مطبع جعفریہ لکھنؤ۔

درجہ کی مذمت بیان کیا کرتے تھے چار شخصون نے اگر امام عالی مقام صادق الکلام سے ایک
مسئلہ دریافت کیا تو چارون کو چار ہی طرح کا جواب دیا حاصل یہ ہے کہ اس ہی قسم کی بیانات
و توہین آمیز حالات ائمہ دین کی نسبت ان کی معتبر کتابون مین درج ہین جسکا جی چاہے
ملاحظہ کرلے اب اس مقام پر کئی امور غور طلب ہین اول تو یہ کہ امام دین کے ظاہر کرنے کے
واسطے ہوتے ہین یا اوسکے چھپانے کے لئے دوسرے جب کہ امامون مین جو اعلی درجہ
کے دیندار ہوتے ہین یہ صفتین موجود تھین تو دیندارون اور بیدینون مین کیا فرق ہوا تیسری
یہ کہ جب اعلی درجہ کے دیندارون مین اس قسم کی صفات قرار دی گئین تو ضرور ہے کہ بیدینون
مین اسکے خلاف صفتین ہونی چاہئین اور بیدین شخص اوسکو کہنا چاہئے جو دین کے معاملہ مین
کسی کے خوف یا کسی کی رعایت و مروت کے سبب سے حق کو نہ چھپائے اور اوسکا ظاہر و باطن
یکسان ہو چوتھے یہ کہ کلام اللہ کا نزول اور بعثت رسول مقبول جب خاص ہدایت خلایق
کے واسطے ہوا ہے تو وہ مقصود اخفا کی صورتین کیسے حاصل ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ اس حالت مین دونون
کا عدم و وجود برابر ہے ان تمام صور تون مین دین محمدی کی جو نازیبا شکل ہوئی جاتی ہے وہ کسی اہل
عقل پر عقلای شیعہ کے سوا مخفی نہین اب علمای شیعہ کو مناسب ہے کہ ان چارون اعتراضون کی
جواب مین جنھون نے اونکو چارون طرف سے گھیر رکھا ہے چار و ناچار آپسمین کیٹیان کرکے اپنے
دین کی چہار دیواری کی حفاظت فرمائین حقیقت مین چار کا عدد ہی اس مذہب والون
کے حق مین اول ہی سے سخت واقع ہوا ہے کہ جہان اسکا نام آیا اور یہ حضرات شش و پنج
مین پڑے واقعی یہ ہے کہ صحابۂ کرام اور اہلبیت سید الانام کی فضیلت خاص اہل سنت
وجماعت کے ہی مذہب مین پائی جاتی ہے حضرات شیعہ کے ہان تو دونون کی مذمت ہی
مذمت بھری پڑی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ صحابۂ اخیار کی ہجو و مذمت تو کہلی ہوئی بغض
وعداوت کے ساتھ ہے اور اہلبیت اطہار کی توہین و تذلیل محبت کی آڑ مین ہے۔ چنانچہ
ناظرین رسالۂ ہذا پر یہ کیفیت بخوبی منکشف ہوگئی یہ تفضیل کا سید ہا راستہ جو رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر القرون سے اب تک برابر جاری ہے اور انشاءاللہ تا قیامت جاری رہے گا جسپر اس آخری زمانہ مین مخالفین اسلام نے طلسمات غول بیابانی کی صورت بناکر قایم کردی ہتی جس کی وجہ سے ضعیف القلوب اشخاص کو اوسپر چلنا دشوار تھا الحمد للہ کہ ہم نے اپنی حکیمانہ تدبیرون سے جو صحابۂ اخیار واہلبیت اطہار سید الابرار کا فیضان ہے اون تمام طلسمات خیالیہ واشکال وہمیہ کو بالکلیہ باطل ونیست ونابود کردیا کہ خدا کے فضل وکرم سے اب اس سیدہے اور سچے راستے پر چلنے کے حق مین کسی قسم کی روک ٹوک باقی نہین رہی ہر شخص اوسکو بے کھٹکے نہایت آسانی اور فارغ البالی کے ساتھ طے کرکے بفضلہ تعالی منزل مقصود تک کہ اتباع رسول مقبول ہے عبارت ہے پہنچسکتا ہے جو ذریعۂ معرفت خداوندی ووسیلۂ نجات اخروی ہے اس صراط مستقیم کے سوا کوئی اور دوسرا طریق منزل مطلوب تک پہنچنے کا نہین اہل اسلام کو چاہئیے کہ اس راہ راست کے سوا کسی دوسری جانب قدم نہ اٹھائین اور کسی مخالف مذہب کے مغالطہ دینے سے فریب مین آکر ہرگز دہوکا نہ کہائین۔ دوسرا اعتراض حضرات شیعہ کا مذہب اہل سنت پر یہ ہے کہ سنیون کے مذہب مین مختلف مذاہب ہین چار مذہب تو شریعت مین ہین۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اور چار طریقت ہین۔ چشتی۔ قادری۔ نقشبندی۔ سہروردی پہر ہر ایک مین بہت قسمین ہین اور ہماری مذہب مین اختلاف نہین توجہان کہین اسدرجہ کا اختلاف ہو وہ مذہب حق نہین ہوسکتا ان کا یہ اعتراض بہی پہلے اعتراض کی طرح عجیب قسم کا مغالطہ ہے جسکو سنکر مذبذب العقیدہ شخصون کے قدم راہ حق پر چلنے سے رکنے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہین تو اسوقت ہم ہی اپنے پیشوایان شریعت وطریقت کے اتباع کی برکت سے اس اعتراض ناصواب کے جواب باصواب مین طالبان حق پر حقیقت حال کما حقہ منکشف کئے دیتے ہین کہ آیندہ حضرات شیعہ کسی ادنے اہل فہم کو بہی اس قسم کے اعتراضات واہیہ سے انشاءاللہ کبہی مغالطہ مین نہین ڈال سکین گی اب ہم اس اعتراض کا کئی طرح پر جواب دیتے ہین اہل فہم وانصاف غور سے سنین اول یہ ہے کہ شیعون کے مذہب مین جسقدر اختلاف ہے غالبًا روے زمین کے تمام مذاہب مین سے کسی مذہب مین بہی اسقدر ہوگا جس کی تفصیل بہت

جواب اعتراض شیعہ بر تعدد مذہب اہلسنت

طویل ہے اس مقام مین اصول کے طور پر بالاجمال بیان کرتا ہون کہ شیعون مین سے ایک فرقہ تو نعوذ باللہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خدا کہتا ہے جو نصیریہ کے نام سے مشہور ہے دوسرا فرقہ آپ کو معاذ اللہ رسول قرار دیتا ہے پہر اوس مین کئی فرقہ ہین ایک کا گمان فاسد تو یہ ہے کہ وحی حقیقت مین خدا تعالے کی طرف سے جناب امیر پر نازل ہوتی تہی حضرت جبرئیل علیہ السلام عداوت سے قصدًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے جاتے تہے اس ہی بنا پر اس فرقے والے حضرت جبرئیلؑ پر نعوذ باللہ ان الفاظ سے لعنت کرتے ہین کہ لعنۃ اللہ علی صاحب الریش دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ عداوت سے نہین بلکہ بھول کر پیغمبر صاحب کو وحی دی جاتی تہے کہ دونون مین مکھی کی مانند آپس مین شباہت تہی اس فرقہ کا ذبابیہ لقب ہے پہر ان مین سے ایک فرقہ جو غرابیہ کے نام سے مشہور ہے وہ کہتا ہے کہ دونون مین غراب یعنی کوے کی سی شباہت تہی نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات ان نگس طینت و غراب طبیعتون نے شباہت بھی تو اپنی ہی مثل پیدا کی ہے تیسرا فرقہ بظاہر خدا و رسول تو نہین کہتا بلکہ آپ کو خلیفۂ رسول بلافصل قرار دیتا ہے ۔لیکن حقیقت مین آپ کی ذات والاصفات مین اس قسم کے اوصاف قرار دیتا ہے جو خدا اور رسول کے برابر بلکہ اون سے بہی زیادہ ہون جس کی تفصیل کسیقدر ہم ابتدائے رسالہ مین بیان کر چکے اب اس فرقہ کے اختلافات باہمی و خرافات لایعنی کو سنیے ایک تو کہتا ہے کہ محمدؐ ابن حنیفہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے تیسرے صاحبزادے تہے امام مہدی ہین یہ فرقہ بس یہین تک سلسلۂ امامت کو ختم کئے دیتا ہے دوسرا فرقہ امام باقر صاحب اور تیسرا امام جعفر صاحب کو امام مہدی قرار دیتا ہے غرض اسی طرح ہر ایک فرقہ ترقی کرتے کرتے آخری فرقہ امام حسن عسکری کے صاحبزادے محمدؐ تک پہنچ جاتا ہے جو صغر سنی مین انتقال فرما گئے تہے اس فرقہ کا اعتقاد یہ ہے کہ امام حسن عسکری کے بیٹے محمدؐ نام جو نرگس باندی کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین وہ امام مہدی ہین اور اون کا انتقال نہین ہوا بلکہ وہ غار سرمن رائے مین دشمنون یعنی سنیون کے ڈر کے مارے جا چہپے ہین اور قرآن شریف

کو بہی جو اون کے نانا جان پر نازل ہوا تھا اور اوسوقت تک اوسکا اماموں کے سوا کسی
امتی کو دیکھنا نصیب نہین ہوا تھا اپنے ساتھ اوس ہی غار مین لے گئے آخر زمانہ مین جب کچھ گنے
چنے مومن اون کی منشا کے موافق تیار ہو جائین گے تب موقع پاکر غار سے باہر تشریف لائین گے
لیکن صاحب تذکرۃ الائمہ کی یہ تحقیق ہے کہ امام مہدی صاحب بالفعل بادشاہ ہین اور آپکی دو صاحبزادی بہی ہین ایک
کا نام قاسم اور دوسرے کا طاہر ہے اور یہ دونون ہی بڑے بڑے شہر وکے حاکم ہین چنانچہ ایک صاحبزادی تو ایسی بڑی
شہر کے حاکم ہین جس کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک مہینہ بھر کا راستہ ہے اور دوسرے
اس سے بہی بڑے شہر پر قابض ہین جس کے دونون دروازون کا فاصلہ دو مہینے کے راستہ کا
ہے اور وہان کے ساکنان عنقا آشیان حج کرنے کو بہی آیا کرتے ہین معلوم نہین کہ ان بوستان
خیال والون نے وہ شہر کس مقام پر تجویز کئے ہین زمین پر تو اسوقت تک اون خیالی شہرون
کا پتہ مل نہین سکتا شاید آسمان پر کہین ہون تو ہون خیر ہمکو اس سے کیا بحث ہے اس مقام
پر ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ اس عقیدہ والے اشخاص اثنا عشری کے نام سے مشہور ہین
یعنی بارہ امامون کے ماننے والے ان سب کا مشترک عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے اپنے سامنے
خم غدیر کے موقع پر مجمع عام مین تمام صحابہ کے روبرو جس کی تعداد غالبًا ایک لاکھ چوبیس ہزار
بیان کی گئی ہے اللہ تعالے کے حکم سے جناب امیر علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و ولیعہد مقرر فرمایا
تھا حتی کہ خلافت کی دستار مبارک بھی سراقدس پر تید ہو ادی تہی لیکن رسول مقبول کے
انتقال فرمانے کے بعد ہی سوا دو چار شخصون کے معاذ اللہ سب مرتد بن گئے اور جناب امیر
کی خلافت چہین کر خلفائے ثلثہ کو یکے بعد دیگرے دے دی غرض اس بنائے فاسد پر رسول مقبول
کے تمام صحابہ اخیار کو دو چار شخصون کے سوا برا کہتے ہین اور صحابہ کرام سید الکائنات وازواج
مطہرات سید السادات پر لعنت کرنے کو اپنا جزو ایمان اور افضل الاعمال سمجھے ہین اور اسکے
ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہین کہ جسوقت امام مہدی صاحب خروج فرمائین گے تو اوسوقت پیغمبر
صاحب کے زمانہ کے بلکہ پہلے زمانہ کے بہی تمام کافر و مسلمان زندہ کئے جائین گے اور امام

صاحب کے لشکر کا سپہ سالار رستم ہوگا اور سب سے پہلے امام مہدی صاحب کے ہاتھ پر پیغمبر صاحب بیعت کرینگے پھر امام عالی مقام مدینۂ طیبہ مین تشریف لاکر خلفاء کرام خیرالانام کو اون کی قبرون سے نکلواکر پہلے تو سولی دینگے پھر نعوذ باللہ اونکی لاشون کو جلواکر دریا مین بہا ئینگے اور امام صاحب وجناب امیر چالیس چالیس ہزار اور حضرت امام حسینؓ اسی ہزار برس تک دنیا مین بادشاہت کرینگے یہانتک کہ امام حسینؓ کی پلکین سفید ہوجائینگی اور آپ کی بھوین لٹک کر پلکون سے نیچے آپڑینگی معلوم ہنین کہ ان حضرات قاسمان سلطنت نے امام حسنؓ کو تخت سلطنت دنیاوی پر رونق افروز ہونے سے کیون باز رکھا کیا بعید ہے کہ چونکہ آپ نے امیر معاویہ سے صلح کرلی تھی اسوجہ سے آپ کو اس نعمت عظمیٰ ودولت کبرے سے اپنے نزدیک محروم رکھا ہو کیونکہ اس صلح کی بناپر ان بھلے مانسون نے تو آپ کو پہلے ہی سود وجوہ المومنین یعنی مومنون کے منھ کالا کرنیوالے کا خطاب عطا فرما رکھا ہے اس زمانہ خروج امام مہدی معہود کا نام اُنھون نے زمانۂ رجعت رکھ چھوڑا ہے مذہب اثنا عشری والے تمام عقائد مذکورہ مین مشترک العقیدہ ہین پھر ان مین آگے چلکر دو مذہب ہوگئے ہین ایک اصولی دوسرے اخباری اصولی فقہ کے پابندون سے عبارت ہے جو اکثر بدعات سیئہ مخترعہ ورسومات مروجہ مین مثل تعزیہ داری ونوحہ سازی ومرثیہ وسوزخوانی مین منہمک رہتے ہین اور اخباری اس قسم کی بدعات شنیعہ سے فی الجملہ آپ کو مجتنب رکھتے ہین صرف ایک بڑی بدعت سیئہ ہین جس کے پیٹ مین یہ سب بدعتین بھری ہوی ہین یعنی اصحاب کرامؓ وازواج مطہرات خیرالانام پر تبرا ولعنت کرنے کو افضل الطاعات سمجھتے ہین اور اصولیون کے ساتھ شیر وشکر کی طرح ملے ہوئے اور اون کے ہم نوالہ وہم پیالہ بنے رہتے ہین پھر اس شیعہ اثنا عشریہ کی خواہ اصولی ہون یا اخباری کتب عقائد مین اسقدر اختلافات ہین جن کے دیکھنے سے اہل عقل وفہم کو عجیب قسم کی حیرت ہوتی ہے اور نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ان کے علما اس قسم کے اختلافات کو جنکا اجتماع کسی طرح ممکن نہین کیونکر تجویز کرتے ہین اور اس قسم کے مذہب وملت کو جسکی بنا ایسے امور وہمیہ وفرضیہ پر قرار دی گئی ہے

جو بالکل دائرہ عقل سے یقیناً خارج ہین کیسے حق سمجھتے ہین اماموں کے حالات مین عجیب و
غریب قسم کے اختلافات ہین کہین تو اون کو نائب رسول مقبول قرار دیا جاتا ہے اور کہین
اونکی ذات مین اس قسم کے اوصاف قرار دئے جاتے ہین جن کے مقابلہ مین صفات رسول کی
بھی کچھہ حقیقت نہین کہ معاذ اللہ اون کو اول سے آخر تک تمام اشیا کا علم حاصل ہے موت
اور زیست بھی اون کے اختیار مین ہے ہر شئے کے حلال و حرام کرنیکا بھی اونکو اختیار حاصل ہی
کہ جس شئے کو چاہین حلال کردین اور جسکو چاہین حرام بنا دین جناب امیر کی نسبت کسی مقام
پر تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپنے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت کے سامنے اپنی کمان ڈالدی اور وہ
اژدہا بنکر اون کے نگلنے کو دوڑ پڑی اور اون کے سپہ سالار حضرت خالد کی گردن مین عمود کا
حلقہ بنا کر ڈال دیا پہر کہین یون اولٹا معاملہ ثابت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ
دونون جناب امیر کی گردن مین رسی باندہ کر حضرت ابوبکرؓ خلیفۂ رسول مقبول کے سامنے
پکڑ لائے کہین تو امامون کی نسبت عجیب و غریب طرز و انداز کے ساتھ تقیہ ثابت کیا جاتا ہے
اور اون کا یہ قول نقل ہوتا ہے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے
اوس کا دین ہی نہین اور جو شخص دین کو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت دیگا اور جو اوسکو ظاہر
کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا سب سے زیادہ تقیہ کی روایتین امام باقرؒ صاحب اور امام جعفرؒ
صاحب کی طرف منسوب کیگئی ہین پہر دوسرے مقام پر ان دونون حضرات عالیدرجات کی نسبت یہ
امر ثابت کیا گیا ہے کہ ان پر تقیہ حرام تھا خدا کی طرف سے ان دونون پر جو صحیفے نازل ہوے
تھے اون مین یہ لکھا تھا کہ تم خدا کے سوا اور کسی سے مت ڈرو اور اپنے باپ دادا کے دین کو خوب
ظاہر کرو حضرت امام مہدی عالی مقام کے حق مین کسی مقام پر تو یہ قرار دیتے ہین کہ وہ دشمنون
کے ڈر کے مارے غار مین چھپے ہوے ہین اور کہین اس امر کا اقرار ہے کہ وہ صاحب اولاد ہین اور
وہ بڑے بڑے شہرون کے جنکا طول ایک مہینہ بلکہ دو مہینے کے راستہ کا ہے بالفعل حاکم بنے ہوے
ہین اور بڑے زور شور و سطوت و جبروت کے ساتھ بادشاہت کر رہے ہین قرآن شریف کی نسبت

کسی کتاب مین جیسے فقہ من لایحضرہ الفقیہ بڑے زور کے ساتھ اس امر کا اظہار ہے کہ قرآن شریف
مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوا بلکہ وہ بجنسہ موجود ہے لیکن دوسری معتبر کتابون کلینی
وغیرہ مین بڑے شد و مد کے ساتھ یہ امر ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے قرآن شریف مین سے
قریب دو ثلث کے نکالڈالا سترہ ہزار آیتون مین سے صرف چھہ ہزار چھہ سو چھاسٹھ
آیتین بالفعل موجود ہین منجملہ اون اخراج شدہ کے سورۂ علیؓ و سورۂ فاطمہؓ بہی مشہور ہے چنانچہ
سورۂ علی کو مین نے بہی بچشم خود دیکھا ہے جسکو میرے استاد مرحوم و مغفور حکیم محمد ابراہیم صاحب
لکھنوی نے صرف میرے دکہلانے کی غرض سے بڑی جستجو کر کے کسی خاص جگہ سے منگوایا تھا
سورۂ فاطمہ اوسوقت دستیاب نہوئی اوس کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ اوسکو بہی کہین سے
منگوا کر تمکو دکہلائین گے لیکن پہر نہ تو اونکو ہی اس لاطائل امر کا خیال رہا اور نہ مین نے ہی
اس فضول و لاحاصل امر کا کچھہ ذکر کیا کیونکہ میری طبیعت تو پہلے ہی سے اس عجیب و غریب
سورۃ کی صورت نازیبا دیکھکر سیر ہو چکی تھی اب رہین باقی آیتین اون کی یہ کیفیت ہے کہ
اون مین حضرات شیعہ تبدل و تغیر ثابت کرتے ہین چنانچہ صاحب کلینی شریف وغیرہ نے اون
آیات معتبرہ کو بہ تفصیل و تعیین بیان کیا ہے جسکا جی چاہے وہ دیکھ لے اور ایک فرقہ ان
ہی مین سے زیدیہ ہے جسکو تفضیلیہ بہی کہتے ہین اوس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق تھے مگر چونکہ آپ نے اپنی خوشی
خاطر سے خلفاء ثلثہ کی خلافت کو تسلیم کر لیا اس لئے وہ تینون خلیفہ برحق رسول مقبول تسلیم کئے
جاتے ہین اس فرقہ کے عقائد و اعمال اصولاً و فروعاً اکثر اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال
کے موافق ہین صرف تفضیل کے مسئلہ مین اہل سنت کے ساتھ اکثر غرنش کرتے رہا کرتے ہین جسکی

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃَ
عَشَرَ اَلْفَ اٰیَۃٍ ابو عبد اللہ سے مروی ہے اُنھون نے فرمایا کہ جس قرآن کو جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے اوس مین
سترہ ہزار آیات ہین اصول کافی مین کتاب العشرۃ سے پہلے باب النوادر مین یہ مضمون ہے صفحہ ۶۷۱ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ

سبب سے محققین اہلسنت وجماعت وقتاً فوقتاً اونکو دور دپاک کرتے رہتے ہین باقی اور اکثر عقائد مین
متحد ہونے کی وجہ سے اکثر اوقات عوام اہل سنت کے دامن عاطفت مین چھپے رہتے ہین لیکن
عشرہ محرم کے زمانہ پرعشرت مین جو نوبہار رسہت وجنون چاک گریبان مددے کا زمانہ ہوتا ہے
ان بہلے مانسون کو بیٹھے بٹھلائے کچھہ ایسی ترنگ آمارتی ہے کہ اپنے دینی بہائیون کے ہمرنگ
بنے بغیر ان کو کسی صورت سے چین ہی نہین پڑتی اور اون کے دماغ کو کچھہ ایسی غضب کی
چڑھ جاتی ہے کہ رسیان توڑا کر اپنے بہائی بندون مین جا ملتے ہین اور کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ
کا تماشا دکہلا دیتے ہین مگر حضرات شیعہ صاحب ان کی طرف سے کچھہ ایسے بدگمان ہین کہ یہ
باغیرت اون کی مجلسون مین بن بلائے کتنے ہی گہسے گہسے پہرین اور غم شہدائے کربلا مین
کتنا ہی بسور بسور کر ڈھاڑین مار مار کر روئین اور روتے روتے کیسی ہی ساون بہادون ماہ
پوس کی مہوٹون کی طرح جھڑی لگا دین اور آنکھون کو دامان ورومال سے مل ملکر رنگ
شفق کا سمان دکہلا دین لیکن وہ ان کی ان حرکات ناشائستہ کو کبھی وقعت کی نگاہ سے
نہین دیکھتے بلکہ وہ اپنی ان کے پورے اپنی ترچھی نظرون سے جو غیرت مندون کے حق
مین برچھی کا کام دین اون کی طرف ہردم وہر لحظہ گھورتے مٹورتے رہتے ہین اس لئے کہ
جب تک کوئی صحابۂ کرام وازواج مطہرات سید الانام کو کہلم کہلا برا نہ کہے اور لعنت وملامت
نہ کرے تب تک ان کے نزدیک محبت اہلبیت معتبر نہین ہوتی خیر اگر اس رکابیہ فرقہ کو حضرات
شیعہ اپنے مذہب مین داخل نہ کرین جیسا کہ محققین اہل سنت نے اسکو اپنے مذہب مین سے
خارج کر رکہا ہے اور اس بنا پر اس اختلاف کو اپنے دین کے اختلاف مین معتبر نہ قرار دین
لیکن اس کے سوا اور اختلافات سابقہ کو خصوصاً ائمہ وقرآن شریف کے متعلق جو صراحتہً
ان کی معتبر کتابون کلینی شریف واستبصار لطیف وغیرہ سے ثابت ہین غیر معتبر قرار نہین
دے سکتے اگر اس کے ماننے مین ذرا ہی ہچر مچر کرین تو ہم ان کی اون کتابون کو جن
پر ان کے مذہب کا دار ومدار ہے اور جن مین ہم نے اون اختلافات کو بچشم خود دیکھا ہی

کھولکر اِن کے سامنے ڈالدین اور ہمارے ہمروا اگر انشاللہ تعالیٰ ان سے منوا کر چھوڑین اور ہمین شبہہ نہین کہ یہ اختلافات اصول مین داخل ہین نہ فروعات مین جنکو ہم نے اس مقام پر صرف نمونہ کے طور پر بیان کردیا ہے باقی اِن کے سوا اور اختلافات خاص کر فروعات کے متعلق تو اسقدر کثرت سے ہین جن کے بیان کرنیکے لئے ایک بڑے مطول دفتر کی ضرورت ہی تو شیعہ صاحبو اب تو بغور سُن لئے تمنے اپنے مذہب خاص کے متعلق اختلافات کے مختصر حالات کیون اب بھی کہوگے کہ اہل سنت کے دین مین بہت مذاہب مختلفہ ہین اور ہمارے ہان صرف ایک ہی مذہب ہے تو آؤ اب مذہب حق اہل سنت وجماعت کے اختلافات کا واقعی حال بہی تمہارے سامنے بیان کردین جسکو سنکر اہل فہم وانصاف کو حق و باطل کے موازنہ کرنیکا ایک معقول دستور العمل ہاتھ آجائے اور آئندہ کسی اہل عقل ودین کو حق کے حق اور باطل کے باطل سمجھنے مین کسی قسم کا شک وشبہہ باقی نہ رہے اصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے تمام فرقون مین خواہ وہ ظاہری ہون یا باطنی اصول عقائد کے اعتبار سے ہرگز کسی قسم کا اختلاف نہین کیونکہ کل فرقہائے مختلفہ کے اصول عقائد کا مدار ان امور واقعیہ ویقینیہ پر ہے کہ اللہ جل شانہ وحدہ لاشریک اور اپنے جملہ اقوال وافعال مین بیشک قادر مختار ہے اوس کی ذات وصفات خاصہ مین اوس کی تمام مخلوقات مین سے کوئی اوسکا شریک نہین اور کوئی شئے قول کے قبیل سے ہو یا فعل کے اوسپر ہرگز واجب یعنی اضطراری وغیر اختیاری نہین وہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے وہ نکرے جسکو چاہی بخشے جسکو چاہے نہ بخشے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے انبیای کرام اوس کے خاص اور مقرب بندے ہین جو اوسکے احکام پہنچانیکی غرض سے مخلوقات کے حق مین اوس کی جانب سے رسول بناکر بھیجے گئے ہین اون سب کے سردار نبی آخرالزمان سید الانس والجان خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہین آپکے صحابہ اخیار واہلبیت اطہار افضل الامم ہین جن کے واسطہ سے آپ کا دین متین شرق سے غرب تک عرب سے لیکر عجم تک پھیلا اور قرآن شریف خاص اللہ جل شانہ کا کلام پاک جو آپ پر نازل ہوا وہ بجنسہ محفوظ ہے اوسمین کسی قسم کا تغیر وتبدل خلاف منشاء خدا ورسول ہرگز واقع نہین ہوا اور

بیان اختلافات مذہب حق اہل سنت وجماعت

نہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہو سکے اوسکے جمع کرنیوالے اور اوسکی اشاعت دینے والے آپ کے
صحابہ کرام خصوصاً خلفاے عظام واہل بیت سید الانام ہین جن کی اطاعت بعینہ خدا اور رسول کی اطاعت
ہے اِس لئے کہ ہم تک جسقدر احکام الٰہی و دین رسالت پناہی کی تبلیغ ہوئی اونہین حضرات پاک
کے واسطہ سے ہوئی قرآن شریف و احادیث صحیحہ مین جو کچھہ بھی وارد ہوا ہے اوسپر ہمارا ایمان ہی
اور اون کے معانی وہی معتبر ہین جو قواعد صرف ونحو ومعانی وبلاغت ومحاورات عرب کے مطابق
ہون جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر القرون سے لیکر اب تک علماے ربانی سے منقول
ہوتے چلے آئے ہین اس کے مخالف اپنی راے سے کسی آیت وحدیث کے معنی بیان کرنے تحریف
مین داخل ہین جسکا انجام کار انکار دین سید الابرار ہے رسول مقبول کی خلافت کا استحقاق کسی
خاص شخص کی ذات پر منحصر نہین اور نہ کوئی صحابہ اخیار و اہل بیت اطہار مین سے اس معاملہ خاص
کے لئے خدا اور رسول کی جانب سے مخصوص ومنصوص ہے بلکہ جس کی ذات عالیدرجات پر اہل حل و
عقد صحابہ کرام نے اتفاق کیا اور متفق ہوکر اوسکو خلیفہ رسول مقبول قرار دے دیا بس اوس کی
خلافت حقہ کل جمہور مسلمین وتمام کافۂ مومنین کے حق مین واجب التسلیم ہے کسی خاص شخص کے
تمام صحابہ واہلبیت مین سے سب سے افضل جاننے پر کوئی مسئلہ دینی موقوف نہین اگر بالفرض کسی
کے ذہن مین مدت العمر بھی کسی خاص کی افضلیت کل کی بہ نسبت خطور نکرے تو اس حالت مین اوس کے
دین وایمان مین کسی قسم کا فتور نہین آسکتا ہان اتنی بات ضرور ہے کہ جس ترتیب پر کہ خلافت
راشدہ خلفاے کرام سید الانام واقع ہوئی ہے اوس کے خلاف افضلیت قرار دینے مین صحابہ کرام
کی شان عالی مین جو خیار امت اور دین کے معاملہ مین کسی کا خوف یا رعایت ومروت کرنیوالے
نہ تھے حرف گیری ونکتہ چینی ضرور لازم آتی ہے اور چونکہ ہمارا دین ان ہی اکابران دین متین
محبوب رب العالمین کی بدولت ہم تک پہنچا ہے اس لئے ایسے اعتقاد رکھنے مین ضرور دین
مین فساد لازم آتا ہے اسی بناپر ائمہ شریعت وطریقت اہل سنت کا یہی بالاتفاق عقیدہ ہے
کہ افضلیت علی ترتیب الخلافۃ ہے یہ ہین اصول عقائد اہل سنت وجماعت جن مین تمام فرقے

ظاہری و باطنی متفق ہین ان کے خلاف جس کیکا عقیدہ ہو اگرچہ وہ بظاہر سنی ہونیکا اقرار کرے
یا ہاتھ باندہ کر نماز پڑہے وہ ہرگز دائرہ مذہب اہل سنت وجماعت مین داخل نہین ہوسکتا بلکہ قطعاً
اوس سے خارج ہے اسلیئے کہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کوئی مذہب کیون نہو اوسمین وہی شخص داخل
سمجھا جاتا ہے جو اوس کے اصول کا پابند اور حکم ہے کہ دل سے اوسکا معتقد اور تسلیم کرنیوالا
ہو اور جب تسلیم ہی نہو تو وہ بیشک انکار ہے اور انکار کی صورت مین اوس مذہب سے خروج ظاہر ہے
جسکا کسی اہل عقل کو انکار نہین ہوسکتا البتہ اگر اصول مذہب کی تسلیم کی حالت مین فروعات مین اختلاف
ہو جیساکہ مذہب اہل سنت کے فرقہاے مختلفہ مین واقع ہے تو اس صورت مین مذہب سے خارج
ہونا لازم نہین آتا اور نہ اس کی وجہ سے مذہب مین تعدد ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ اصول بمنزلہ
بیخ درخت اور فروع شاخون کی مانند ہوتے ہین ظاہر ہے کہ کسی درخت کی بہت شاخین ہونیسے
اوس درخت مین تعدد نہین ثابت ہوتا البتہ اگر جڑین متعدد ہون تو ضرور ہے کہ وہ درخت بھی
متعدد سمجھے جاوین گے جیساکہ شیعون کے مذاہب مختلفہ مین ہے کہ اصول مین باہم اختلاف
وافتراق ہے اب رہا یہ امر کہ سنیون کے فروعات مذہب مین کیون اختلاف واقع ہوا تو اس
کا واقعی سبب مین بیان کرتا ہون جسکو ہر اہل عقل وانصاف انشاء اللہ تسلیم کرے گا اصل یہ ہے
کہ اہل سنت کے فروعات مسائل مین مختلف ہونے کی چند وجوہات ہین جن کے سبب سے اختلاف
کے بغیر چارہ نہین اول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہبی معاملات مین برتاو
ابتدای بعثت سے آخر تک ایک طرح پر نہین رہا بلکہ بمقتضاے ورود وحی بعض بعض امور مین
تبدل وتغیر واقع ہوا کسی شئے کا ابتدا مین حکم ہوا پھر کسی مصلحت سے باری تعالیٰ نے اوسکو منسوخ
کر دیا اور چونکہ ہر زمانہ مین آپ کی خدمت مین مختلف مقامات سے سفر دور ودراز اختیار کر کے
لوگ حاضر ہوتے رہتے تھے اور کچھہ دنون قیام کر کے مشرف باسلام ہوکر پھر اپنے اپنے وطنون کو
واپس چلے جاتے تھے تو جو شخص جس حالت پر آپ کا طریقہ دیکھ جاتا تھا اوس ہی کی پابندی
کرتا تھا ہان اگر کسی کو دوسرے طریقہ کی کسی طریق سے تحقیق پہنچ گئی تو اوس کو ترک کر کے

حقیقت اختلاف فروع مذہب اہل سنت

دوسرا اختیار کر لیتا تھا اور یہ امر بہی ظاہر ہے کہ اوس زمانہ مین قطع سفر و وصول خبر کے ذریعے نہایت ہی دشوار تھے اس لئے ہر شخص کو اس امر کا میسر ہونا دشوار تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ مبارک مین احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا بلکہ صرف زبانی یاد رکھتے تھے اور اس ہی طرح ایک دوسرے کو پہنچاتے تھے چنانچہ یہ ہی طریقہ عرصہ دراز تک جاری رہا اس امر کا لازمی نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہئے تھا کہ اہمین مختلف صورتین پیش آئین منجملہ یہ کہ جس شخص نے راوی کو صادق القول و قوی الحافظ اور دینی معاملہ مین دیانت دار اعتقاد کیا اوس کی حدیث کو اوس نے معتبر قرار دیا اور جس کسی نے راوی کے اون امور مذکورہ مین کچھہ شبہ کیا اوس نے اوس کی روایت کو چندان معتبر نہ سمجھا - تیسری وجہ یہ ہے کہ مضمون حدیث کو راوی کے کسی ذاتی مطلب کے مناسب پایا اس بنا پر اوس کے اوس حدیث نقل کرنیکو اوس کی ذاتی غرض پر محمول کر کے اوسکو غیر معتبر سمجھا چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث مین بعض لفظ ایسا واقع ہوا کہ اوس کے مختلف معنی متصور ہو سکتے ہین راوی نے معنی غیر مقصود کو مقصود سمجھکر اوس معنی کے مناسب لفظ وضع کر دیا جیسا کہ حدیث فدک مین وَجَدَتْ کا لفظ تھا جس کے معنی غصہ اور غم و ندامت کو شامل ہین حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کو میراث مین طلب کیا آپ نے اوس کے جواب مین حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم انبیاء کرام نہ کسی کے وارث ہوتے ہین نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ جو کچھہ مال ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ مین داخل ہے راوی نے اوس لفظ کو غصہ کے معنی مین سمجھکر وَجَدَتْ کی جگہ غَضِبَتْ کا لفظ ذکر کر دیا جو حضرت سیدہ کی شان کے خلاف ہے کہ حق بات کو سنکر وہ کیون غصہ مین آئین پانچوین وجہ یہ ہے کہ چونکہ راویون کے طبقات متعدد ہین اسوجہ سے بعض احادیث مین یہ صورت پیش آئی کہ اول طبقہ کے راوی تو قوی تھے لیکن بعد کے طبقات مین ضعف آگیا اس بنا پر جن شخصون کو

وہ حدیث اول راویون کے واسطے پہنچی اوہنون نے اوس حدیث کو قوی سمجھا اور جن
کو وہی حدیث اون طبقات کے راویون سے پہنچی جو ضعیف تھے اوہنون نے اوس حدیث کو
ضعیف قرار دیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض حدیثین جو اور محدثین کے نزدیک ضعیف
قرار دی گئی ہین اونکی بھی یہی وجہ ہے کیونکہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ
چونکہ بہت مقدم تھا اگر تابعین مین سے بھی نکہو تو تبع تابعین ہونے مین آپ کے شبہہ
نہین اسلیے جن قوی واسطون سے آپکو حدیثین پہنچین اور محدثین کو اون واسطون
سے پہنچنا دشوار تھا چھٹی وجہ یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص
یا شرائط واسباب خاصہ پر مبنی ہوے اس صورت مین دو شکلین پیش آئین بعض سامعین
نے تو اون احکام کے ظاہری الفاظ پر نظر کر کے اونکو عام و مطلق سمجھا اور بعض اکابران
دین نے اون کے علل واسباب و شرائط خاصہ پر غور فرما کر اونکو خاص و مقید اور ایک حد
خاص تک محدود قرار دیا اور اس ہی بنا پر اوہنون نے راویون کی درایت و فہم کو
صرف عدالت ظاہری پر مقدم جانکر اون کی روایتون کو اور اونکی روایات پر جو صفات
بالا کے ساتھ موصوف نہ تہین مقدم قرار دیا اور زیادہ تر لایق اعتبار و قابل وثوق سمجھا
چنانچہ اہل حدیث اور مجتہدین اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے مذاہب مین خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کے مذہب محقق مین جو فی الجملہ کچھہ اختلاف ہے اور جسکو ظاہرین حدیث کے خلاف
جانتے ہین وہ اس ہی قبیل سے ہے جو ماہران فن اصول فقہ پر مخفی نہین ساتوین وجہ
ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چونکہ کل احادیث نبوی کلام الہی کی طرح لکھی ہوئی مدون و محفوظ
نہ تہین اسوجہ سے یہ امر پیش آنا کچھہ مستبعد نہین کہ تمام علماے اسلام و مجتہدین عظام کو سب
حدیثین نہ پہنچی ہون جیساکہ قرآن شریف بجنسہ بلا کم و کاست سبکو پہنچ گیا ہی اس سبب سے بعض
مسائل مین کسی مجتہد سے حدیث شریف کے خلاف ہو جانا ممکن الوقوع ہے مگر چونکہ اون حضرات
کی نیت بخیر تھی اسلیے یہ امر اون اکابر دین کے حق مین محل طعن نہین ہو سکتا اون نفوس

پاک ہین خصوصًا دین کے معاملات مین شائبہ نفسانیت ہرگز شامل نہ تھا اون کے حالات ہی جو کتب معتبر دین درج ہین یہ بات پایہ یقین کو پہنچگئی ہے کہ اون بزرگان دین کا اجتہاد اور کلام اللہ وحدیث شریف کی خدمت کرنا محض خالصًا اللہ تھا اوسمین کوئی غرض نفسانی وطمع دنیوی مطلقًا شامل نہ تھی حاصل کلام یہ ہے کہ احادیث کے ایک زمانہ دراز تک مدوّن نہونے کی وجہ سے یہ صورتین پیش آئین جنکا وقوع فی الواقع ایک ضروری امر تھا آٹھوین وجہ اہلسنت کے اختلاف فروعات کی یہ ہے کہ قرآن شریف مین بھی احادیث کی طرح پر بعض الفاظ ایسے نازل ہوئے ہین جنکے مختلف معنی ہوسکتے ہین جیساکہ مثلًا عدت مطلقہ کے بیان مین ثَلٰثَۃَ قُرُوْءٍ کا لفظ وارد ہوا ہے جس کے معنی لغت عرب کے موافق طہر اور حیض دونون کے ہوسکتے ہین بعض مجتہدین نے جیسے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوس کے معنی حیض کے قرار دیئے اور بعض نے جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اوس لفظ کو طہر کے معنی مین قرار دیا نوین وجہ یہ ہے کہ کلام اللہ وحدیث شریف مین تمام مسائل صراحتًہ موجود نہین اور نہو بھی نہین سکتے کیونکہ روز بروز نئی نئی صورتین پیش آتی رہتی ہین اور قیامت تک اسیطرح پر پیش آتی رہین گی ایسی حالت مین بہ تقاضائے مصلحت الٰہی یہ بات ضرور ہوئی کہ اللہ جل شانہ نے مجتہدین کے دلون مین جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب معنوی تھے اس امر کا الہام کیا کہ وہ حضرات کلام الٰہی واحادیث نبوی کے اصول سے فروعات مسائل کا استنباط کرین چنانچہ اون مقبولان بارگاہ کبریائی نے بہ الہام ربانی اصول کلام الٰہی واحادیث رسالت پناہی سے اجتہاد کرکے جزئیات مسائل فقہیہ کا استنباط کیا اور اونکی یہ کوشش جو خاص خلوص قلب سے خالصًا لوجہ اللہ تھی بارگاہ الٰہی مین ایسی مقبول ہوئی کہ شرق سے غرب تک اون کا فیضان جاری ہوا عالم مین ایسی جگہ کم ہوگی جہان مجتہدین اربعہ علیہم الرحمۃ کے مقلدین موجود نہون سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاص حرم شریف مین اوس کے چارون طرف مذاہب اربعہ کے چارون مصلی قایم ہوئے جو اون کے

مقبول ہونے کی ایک خاص علامت ہے جس سے یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ان کے سوا کسی اور مخالف
مذہب کی گنجایش نہین خیر یہ امر آخر ہے یہان صرف اسقدر مقصود ہے کہ جب مجتہدین نے اصول
پر قیاس کر کے فروعات کا استنباط کیا اور قیاس اپنی ایک مستقل راے ہوتی ہے جس مین ہر شخص
مجبور ہوتا ہے اوسکے لئے یہ ضروری نہین کہ جو ایک شخص کی راے مین آئے وہی دوسرے کے ذہن
مین بھی واقع ہو اس صورت مین ہر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ مسائل اجتہادیہ مین باہم اختلاف ہونا
نہایت قرین قیاس ہے پھر علماء ربانی کا حال یہ ہے کہ دین کے معاملہ مین جو امر اون کے نزدیک
حق ثابت ہو جاتا ہے اوسکو کسی دوسرے کے اتباع کی وجہ سے ترک کرنا یا اوسکے خلاف اعتقاد رکھنا
گوارا نہین کرتے اور کرنا بھی نہین چاہئے کیونکہ ہر عالم کا علم اوسکے لئے حجت ہوتا ہے نہ دوسرون کا
یہان تک کہ امام اعظم جیسے امام ہمام کے شاگردان عالی مقام نے اون کا خلاف کیا اور بعض موقعون
پر علماء دین نے خاص شاگردون کے قول پر فتوے دیا اس قسم کا اختلاف علما بجاے اس کے کہ مذموم
ہو فی نفسہ امر محمود بلکہ داخل رحمت ہے اور چونکہ اجتہاد مجتہدین محض خلوص وخیر خواہی دین
پر مبنی ہے اس بنا پر اگر بالفرض کسی مجتہد کے اجتہاد مین خطا بھی واقع ہو جائے تب بھی وہ ثواب
سے خالی نہین یہان تک تو علماء ظاہری کے مسائل شرعیہ مین اختلاف کا بیان تھا اب ہم مختصر
طور پر علماء باطنی کے مسائل طریقت مین اختلاف کا بیان کرتے ہین اصل یہ ہے کہ علماء طریقت کا اصلی
مقصود یہ ہے کہ انسانون مین جو امراض نفسانی واقع ہو رہے ہین جیسے تکبر وغضب وشہوت بغض
وحسد بخل وطمع ریا وحب جاہ وغیرہ انکو دور کر کے انکے بجاے خلوص ومحبت الٰہی قلوب مین حاصل کیجائے
تاکہ سچے دل سے اوسکے احکام کی تعمیل میسر آئے بس ان ہی امراض نفسانیہ کے ازالہ اور محبت الٰہی کے
حصول کے لئے جو بعثت انبیاء کرام کا مقصود اعظم ہے ان اکابر دین مین محبوب رب العالمین
نے مجاہدات ومراقبات کے مختلف طریقے ایجاد کئے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگرچہ ان طریقون مین
بظاہر اختلاف ہو لیکن چونکہ سب سے مقصود ایک ہی امر ہے اس لئے مآل کار کے اعتبار سے کل ایک
ہی سمجھے جاتے ہین اور جیسا کہ علماء ظاہری کا اختلاف امر محمود قرار دیا گیا ہے ویسا ہی بلکہ اوس

سے بہی زیادہ علمای طریقت کا اختلاف فی نفسہ امر حَسَن ومحمود سمجہا جاتا ہے جسکی خوبی مین کسی اہل عقل
وانصاف کو کسی قسم کا شبہہ نہین ہو سکتا البتہ جو اختلاف کہ نفسانیت یا جہالت پر مبنی ہو وہ
بیشک تمام اہل عقل ودین کے نزدیک سخت مذموم شمار کیا جاتا ہے لیکن اس قسم کے اختلاف کی
برائی کا مذہب پر ہرگز کچہہ اثر نہین پڑسکتا بلکہ اوس کی برائی اوس ہی شخص کی ذات جہالت
صفات ونفسانیت سمات تک محدود رہتی ہے اور دین ہی پر کیا موقوف ہے دنیادی امور ہی
مین دیکھ لیجے کہ اگر دو شخص روپیہ کے معاملہ مین یا دو بادشاہ سلطنت کے بارہ مین نفسانیت
کی وجہ سے اختلاف ونزاع کرین تو اوس سے یہ ہرگز نہین ثابت ہوتا کہ دنیا مین مال دنیوی
یا سلطنت مطلقًا بری شے ہے ایسے ہی دین کے معاملہ مین اوس اختلاف کو قیاس کر لینا چاہئے
جو محض نفسانیت وجہالت پر مبنی ہو جیسا کہ اس زمانہ مین عوام کالانعام وجہلای اہل اسلام نے یا
اون کم علم وکم فہمون نے جو اپنے اصول دین سے کماحقہ واقف نہین طرح طرح کے باہم اختلاف
بیجا پیدا کر رکہے ہین یا جیسے کہ فنون فلسفیہ کے شیدا ومجنون جن کی بنا ہی خاص بیدینی پر
واقع ہوئی ہے علمای دین کے ساتھ ناحق دست بگریبان بنے رہتے ہین غرضکہ اس قسم کے
خرافات وواہیات اختلافات محل بحث نہین ہو سکتے اور کسی اہل عقل وانصاف کے نزدیک
وہ ہرگز کسی شمار مین نہین آسکتے بلکہ لائق بحث وقابل اعتبار فقط وہ ہی اختلافات ہین جنکی
واقعی وجوہات ہم ابہی اوپر بیان کر چکے اور اس کے ساتھ ہی اون کی خوبی کو بھی بداہتہ ثابت
کر دکہلایا جسکا ادنے الفہم دانشخص بھی انکار نہین کر سکتا اس معاملہ مین جب زیادہ غور سے
دیکھا جاتا ہے تو ان تمام وجوہات اختلاف کا منشا صرف ایک امر نظر آتا ہے وہ کیا ہے توجہ قلبی
جسکو بطور قاعدہ کلیہ مین بیان کرتا ہون اصل یہ ہے کہ کوئی معاملہ بھی ہو دینی ہو یا دنیاوی
اوسمین اختلاف اوس ہی وقت ہوتا ہے جبکہ اوسکی جانب توجہ ہوتی ہے اور جس وقت تک کسی
شئے کی طرف کسی کی توجہ ہی نہین ہوتی اوسوقت تک اوس کے معاملہ مین کسی کو اختلاف بھی
نہین ہوتا چنانچہ اس امر کو جملہ معاملات مین غور کر کے دیکھ لیجے پہلے دنیاوی امور ہی مین اسکا

بجربہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ جسقدر امور اوسکے متعلق ہین اون مین وہی شخص آپسمین
ایک دوسرے کا خلاف کرتے ہین جو اون چیزون مین مشغول ہاور اونکی طرف متوجہ رہتے
ہین جس شخص کو کسی شئے کی طرف توجہ نہین ہوتی اوسکو اوس چیز کے معاملہ مین نہ کسی کے
ساتھ خلاف ہوتا ہے نہ نزاع اہل علم کا بہی یہی حال ہے کہ جس شخص کو جس علم کی جانب توجہ
خاص ہوتی ہے اوس ہی علم مین دوسرے اہل علم کے ساتھ خلاف کرتا ہے علماء منقول کا
اختلاف علوم نقلیہ مین اور فضلاء معقول کی مخالفت اکثر مسائل عقلیہ مین ہونا اس ہی
بنا پر ہے جب اس قاعدہ کلیہ سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ کوئی شے علمی ہو یا عملی دینی ہو یا
دنیوی اوس مین اختلاف کا بڑا منشاء اوسکی طرف توجہ ہے تو اس سے یہ امر بہی بخوبی
روشن ہو گیا کہ اہلسنت کے مذہب مین جو اسقدر اختلاف ہے جس کی وجوہات ہم سابق مین
مفصلاً بیان کر آئے ہین اوسکا اصلی منشاء جسکی طرف تمام وجوہات انجام مین رجوع کر جاتے
ہین گویا اوسکو اختلاف کے حق مین علۃ العلل سمجھنا چاہئے وہ صرف دین کی طرف توجہ ہی
پس اختلاف علماء اہل سنت جسکا نتیجہ رحمت ہے اوسکا اصلی منشاء خاص دین کی جانب علماء
ربانی کی توجہ قلبی ہے اگر بالفرض خدانخواستہ یہ نہوتی تو علماء دین کا مسائل دینیہ مین
اسقدر اختلاف ہرگز نہوتا اس لئے کہ امور دینیہ مین اتفاق کے دو سبب ہو سکتے ہین ایک تو
یہ کہ کسی زمانہ مین کوئی ایسا شخص عالم مین موجود ہو جسکا قول و فعل اور حکم تمام امور مین خصوصًا
دین کے معاملات مین کل اہل اسلام کے نزدیک ضروری التسلیم و واجب التعمیل ہو جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیر القرون تہا کہ اوس زمانہ مین اگرچہ اور زمانون کی بہ نسبت
مسلمانون کو دین کی طرف توجہ زیادہ بھی اور درحقیقت ہونی بھی چاہئے بھی لیکن آپ
کی ذات بابرکات رحمۃ اللعالمین کی موجودگی کی حالت مین آپ کا حکم واجب التعمیل و اتفاقی
طور پر معلوم ہونے کے بعد کسی کو آپ پر ایمان لانے والون مین سے اختلاف کا کوئی موقع
ہی نہ تہا ہان یہ دوسری بات ہے کہ کسی شخص کو اگر یقینی طور پر آپ کا حکم نہ پہنچے اور اسوجہ سے

وہ کسی معاملہ مین اختلاف کر بیٹھے جیسا کہ بعض مرتبہ آپ کے زمانہ مین اس قسم کا امر پیش آیا اسکا
منشا بھی وہی دین کی جانب توجہ تھی دوسرے یہ کہ کسی کو دین کی جانب مطلق توجہ ہی نہو چنانچہ
جو شخص اس قسم کے ہین کہ وہ ہمیشہ دنیاے دنی ہی کی طرف متوجہ رہتے ہین اور دین کی طرف
مطلقًا اونکو توجہ نہین ہوتی گویا اون کے نزدیک زندگی کا حاصل صرف یہ ہی ہے کہ جس
طرح پر ہو سکے دنیا کماؤ تو اون مین دین کے معاملات مین باہم اختلاف بھی نہین ہوتا اور
ہو کیونکر اونکو مسائل دینیہ کی ضرورت ہی نہین پڑتی جس کی وجہ سے اسمین اختلاف پڑے
اور اسمین شبہہ نہین کہ علماء اہل سنت کو اور مذہب والون کی بہ نسبت اپنے دین کی جانب
توجہ زیادہ ہے چنانچہ وہ کتب دینیہ سے اپنے مذہب کی خود ہی تحقیق کرتے رہتے ہین اور بہر
وعظ و پند کے ذریعہ سے دوسرون کو بھی راہ راست پر لانے کی کوشش مین لگے رہتے ہین باقی
جہلا و کم علم شخصون کا جنکو فی الجملہ دین کی طرف رغبت ہوتی ہے یہ حال ہے کہ وہ اپنے اپنے
معتقد علیہ عالمون سے وقتًا فوقتًا مسائل کی تحقیق کرتے رہتے ہین اور توجہ کی حالت مین وہ
ہی وجوہ اختلاف جن کی سابق مین تشریح ہو چکی پیش آتی ہین علاوہ اون وجوہات عامہ
مذکورۂ بالا کے ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ علماء اہل سنت مین بعض خاص خاص علماء ربانی
اس قسم کے بھی ہوتے ہین جو صرف دوسرون کی تحقیقات پر اکتفا نہین کرتے خواہ وہ کسی درجہ
کے عالم ہون زمانہ مین مقدم ہون یا مؤخر بلکہ امور دینیہ کی تحقیق حق و باطل مین اپنے
ذاتی علم سے جو علام الغیوب نے اپنے فضل و کرم سے اونکو عطا فرمایا ہے کام لیتے ہین اور
امور دینیہ مین وہ کسی عالم کی تحقیق کو بلا غور و فہم کامل اور بدون انکشاف حق و باطل تسلیم
نہین کرتے اور جب تک اوسکو اصول دین کے مطابق نہین پاتے جو کلام اللہ و احادیث
صحیحہ سے ماخوذ ہین قابل تسلیم نہین جانتے حاصل کلام یہ ہے کہ علماء اہل سنت و جماعت مین
توجہ امور دینیہ کی وجہ سے بہت وجوہ اختلاف متحقق ہین جو درحقیقت داخل رحمت ہین
جنکی خوبی کا کوئی اہل عقل و انصاف ہرگز منکر نہین ہو سکتا اور متعصب و نا انصاف کا تو

کچھہ علاج ہی نہین اونکو تو مخالف کی خوبی عین برائی ہی نظر آتی ہے یہ تو اہل سنت کے اختلاف کی کیفیت تھی اب رہے حضرات شیعہ اونمین سے جہلاء کا تو بہلا ذکر ہی کیا ہے اون کے خاص علماء کا جن کے سرون پر اجتہاد کا عمامۂ زیبا بندھا ہوتا ہے عموماً یہ حال دیکھنے مین آتا ہی کہ اونکو امور دینیہ مین حق و باطل کے معلوم کرنے کی طرف مطلقاً توجہ ہی نہین ہوتی وہ اس کی جانب کبھی غور ہی نہین فرماتے کہ بعثت انبیاء کرام و نزول وحی خالق انام سے کیا مقصود ہے البتہ اسلاف مین سے جو مذہب مخالف دین محمدی کے موجد و بانی مبانی تھے جنکا پیشوا و معلم اول عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا اونکو ہمیشہ اس امر کی طرف توجہ قلبی رہتی تھی کہ جس صورت سے بہی بن پڑے سلمانون مین مخالفت و منازعت باہمی ڈالی جائے اور ان کے عقائد حقہ و اعمال صحیحہ مین فساد پیدا کیا جائے اسلیئے وہ اس معاملہ مین طرح طرح کی صورتین اور قسم قسم کی شکلین سوچ سوچ کر وقتاً فوقتاً پیدا کرتے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کے اصول مسلمہ مین فرق عظیم و اختلاف عمیم واقع ہے لیکن جسوقت سے اس مذہب خاص کا مکان خاص ایک طرز خاص پر بنکر تیار ہو چکا اور اوس کے متعلق کتابین مدون ہوگئین تو پہر زیادہ اختلاف کی کوئی ضرورت ہی باقی نہ رہی ان کے متاخرین علماء کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بلا تامل و غور و فکر اون کتابون پر ایمان لے آئے یہانتک کہ کتاب اللہ پر بہی اونکو مقدم قرار دیا اور اس امر پر یہ کبھی غور نہین فرماتے کہ اس قسم کے مضامین جو محض خلاف عقل و نقل ہین فی نفسہ حق ہین یا باطل دین محمدی کی تائید کرتے ہین یا تردید بلکہ انھون نے تو تمام دین کا حاصل اور اوس سے مقصود بالذات خاص دینا ہی قرار دے رکہا ہے ہر وقت اوس ہی باغ فدک کی اوجڑی ہوی بہار کا سیر و تماشا ہر دم وہ ہی قصہ قرطاس کے جہگڑے کا فضول چرچا رات دن وہی خم غدیر کے جلسۂ و دستار بندی جناب امیر کا فرضی قصہ و افسانہ دن رات وہی طے شدہ امر خلافت کا محض بیسود و عبث شور مچانا صحابۂ کرام و ازواج مطہرات سید الانام پر ہر لحظہ لعنت کی بوچھار محاربین جناب امیر

وحسنین پر ہر گہڑی گالی گلوج کی بہرمار ان کے علماء جن کا مجتہد و پیش امام نام ہے بس اونکو سدا اس ہی قسم کے مضامین وقصص کے بیان کرنے سے کام ہے وعظ کہنے کا اول تو اون کے ہان بہت ہی کم دستور ہے اور اگر کہین شاذ و نادر اتفاق ہوا بہی تو اوسمین نہ تو نماز و روزہ کا بیان اور مسائل حج و زکوٰۃ کا اعلان نہ عبادات سے مطلب نہ معاملات سے غرض اور اگر بالفرض کسی مصلحت سے دبی ہوئی زبان سے کوئی مسئلہ اتفاقیہ بیان بھی کیا تو لوٹ پہیر کر پہر وہی خم غدیر کے قصہ پر غصہ کا شکوہ و گلہ آخر مین پہر پہرا کر پہر وہی حالات دشت کربلا ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین اختلاف مذہب ہونا نہایت ہی تعجبات سے ہے۔ لیجئے حضرات شیعہ ہم نے آپکے سامنے اپنے مذہب والون کی وجوہ اختلاف بہی جو واقعی تہین منصفانہ طریق پر بیان کردین اور تمہارے اصول مذاہب کا قدیمی اختلاف بہی بلاکم وکاست ظاہر کردیا اور اب آخر مین جو کچھہ اتفاق مذہبی ہے اوس کی اصلی حقیقت بہی کماحقہ کھولدی اب مین تمکو خم غدیر کے جلسہ دستار بندی جناب امیر ہی کی قسم دیکر تم سے پوچھتا ہون کہ تمہارے اس فخریہ اعتراض کا کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین مختلف مذاہب ہین اور ہمارے ہان فقط ایک ہی مذہب ہے جس سے اونکے مذہب کا ناحق اور ہمارے مذہب کا حق ہونا ثابت ہوتا ہے یہ کیسا تحقیقی و واقعی جواب ہے کہ جس مین کسی اہل عقل و انصاف کو بھی مجال انکار نہین ہو سکتی لو آب اعتراض مذکور کے چند الزامی جواب بہی ذرا اپنے گوش ہوش سے سن لو اول یہ ہے کہ اگر مذہب کا حق و باطل ہونا اتفاق و اختلاف اہل مذہب پر موقوف رکھا جائے تو اس صورت مین مذہب اسلام کا قطعاً باطل ہونا لازم آئے گا جس کے الزام سے شیعہ صاحب بھی کبھی نہین بچ سکتے اس لئے کہ اسمین شبہہ نہین کہ مذاہب اسلام مین متعدد فرقے ہین خیر اور تمام فرقون کو تو جانے دو صرف ان ظاہری و مشہور فرقون کی ہی شمار کر لو جو مخالفین و موافقین مین نہایت مشہور ہین اہل سنت وجماعت شیعہ خارجی ۔ معتزلہ ۔ جبریہ ۔ قدریہ اور اونکی مختلف قسمون سے قطع نظر کرکے یہ ہی مان لو کہ ان

سب مین ایک ہی ایک فرقہ ہے پہر بھی ان کی متعدد و باہم مختلف ہونے مین کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا
اب ظاہر ہے کہ جو شخص مذہب کے حق و ناحق ہونے کا مدار اوس مذہب والون کے اتفاق
واختلاف پر قرار دے تو اوس شخص کو مذہب اسلام کا باطل و ناحق ماننا ضرور ہے اسلیے کہ مذاہب
مذکورہ کے اہل مذاہب کا باہم مختلف ہونا ایسا ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا دوسرا
الزامی جواب یہ ہی کہ اہس قاعدہ پر بنا کر کے ہر مذہب کا حق و باطل ہونا ماننا پڑے گا اسوجہ
سے کہ کسی مذہب مین کیسا ہی اتفاق ہو پہر بہی کچہہ سو پچاس دس بیس آدمی اوس مین
ایسے ضرور ہوتے ہین کہ اون کے عقائد و اعمال مین اورون کی بہ نسبت کچہہ نہ کچہہ اختلاف
ہوتا ہے ایسے ہی ہر مذہب مین گو اوسمین کسی درجہ کا اختلاف ہو لیکن باوجود اس امر کے
دس بیس دو چار شخص اس قسم کے بھی ضرور نکل آتے ہین کہ اون کے مذہب مین باہم ایسا اتفاق
ہوتا ہے کہ کسی قسم کا آپسمین اختلاف ہی نہین ہوتا تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ بہ اعتبار
اون شخصون کے جن کے عقائد و اعمال مین باہم اختلاف ہو اوس قاعدۂ مذکورہ کی بنا پر اوس
مذہب کو ناحق کہہ سکتے ہین اور اون آدمیون کے اعتبار سے جو آپسمین متفق المذہب ہون
اوس مذہب کو حق قرار دے سکتے ہین بس اس نامعقول تقدیر پر کسی مذہب کے حق و باطل
ہونے کی تخصیص ہی نہین ہو سکتی اور نہ اوس کے لیے کوئی خاص علامت مقرر کر سکتے ہین جس
سے اوسکے حق و ناحق ہونے کی شناخت ہو تو حضرات شیعہ اس کی تحقیق اب ہم سے سنو کہ
اس معاملہ مین حقیت و بطلان مذہب کی ہم ایسی خاص علامت بیان کیے دیتے ہین
کہ کسی ادنے فہم والے شخص کو بھی شناخت مین کسی قسم کا دہوکہ نہ واقع ہو اور آئندہ کو کسی
باطل مذہب والے کو اپنے مذہب کی حقیت کے دعوے بلا دلیل کرنے کی بشرط غیرت جرات
نہو سکے اس معرکۃ الآرا موقع مین ہم اپنے خامہ آبدار کی تیغ جوہر فشان سے جس مین تیغ
فاروقی کی چمک جلوہ گر ہے جسکا اپنے کار منصبی کے انجام دیے بغیر رکنا سخت دشوار ہے حق
و باطل مین ایسی فیصلہ کیے دیتے ہین اصل یہ ہے کہ دین کے حق و باطل ہونے کی صحیح معیار اوس

اوس کی اصلی شناخت جو تمام عقلا زمانہ کے نزدیک منجملہ مسلمات ہے صرف یہ ہے کہ جس مذہب
کے اصول صحیح ہون وہ حق ہے اور جس کے اصول غلط ہون وہ باطل ہے اور اصول کے صحیح و
غلط ہونے کی جانچ فقط یہ ہے کہ وہ اوس کتاب آسمانی کے مطابق ہون جو اوس دین کے پیغمبر
پر نازل ہوئی ہے اور اوس کتاب کے صحیح و غلط ہونے کی بڑی پوری شناخت یہ ہے کہ وہ
توحید و معرفت الٰہی اور اوس کی عبادت کا سیدھا راستہ بتلائے اور اوس نبی رسول کی
نبوت و رسالت کو جسپر وہ کتاب مقدس نازل ہوئی ہے اور امت کے حق مین اوس کے
متبوع و واجب الاتباع ہونے کو کامل طور پر جتلائے اور بندون کو دنیا سے نفرت اور
دین کی طرف رغبت دلائے پس جو کتاب اِن صفات کے ساتھ موصوف ہو وہ منزل من السماء
و کتاب رحمانی ہے اور جو اِس کے خلاف ہو وہ مؤلف من جانب العباد و کتاب شیطانی ہے
تو یہ ہی مختصر بیان پُر فائدہ و کلیہ قاعدہ مذہب کے حق و باطل معلوم کرنے کا اب اہل سنت
و شیعہ دونون فرقون کے اصول مذہب کو اِس قاعدے کے مطابق کر کے نظر انصاف سے
دیکھہ لو کہ اہل سنت وجماعت کے اصول معقول اِس قاعدہ کے کسقدر مطابق ہین کہ سر مو فرق
نہین وہ اللہ جل شانہ کو وحدہ لاشریک و علام الغیوب و قادر مطلق و جملہ افعال و اقوال
مین مختار علی الاطلاق جانتے ہین اوس کی صفات خاصہ مین کسی کو نبی و رسول ہو یا ولی
مقبول شریک نہین مانتے اوس معبود حقیقی کے سوا کسی کو مخلوقات مین سے ادنےٰ ہو یا اعلےٰ
معبود نہین گردانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سرور اصفیا و خاتم الانبیاء ہین اون
کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ بیشک اللہ تعالی کے رسول برحق کافۂ خلائق جن و بشر کی ہدایت
عامہ کے لئے مبعوث اور اون سب کے حق مین واجب الاتباع ہین قرآن شریف جو آپ پر نازل
ہوا آپ نے بلا کم و کاست امت کو پہنچایا جو ہمیشہ تک بلا تغیر و تبدل باقی رہے گا احکام الٰہی
مین سے کسی حکم کو کسی کے خوف یا کسی کی رعایت و مروت کے سبب سے آپنے ہرگز نہین
چھپایا نہ اوس مین کچھہ بڑھایا آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کو دیکھکر بیشمار جن و انس بچے

دل سے مشرف باسلام ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے طریقۂ حقہ پر ثابت قدم رہے آپ کے فیضان صحبت سے خود بھی ہدایت پائی اور اوس راہ مستقیم کی طرف اوروں کو بھی ہدایت فرمائی اب ان شیعون کے اصول مذہب کو دیکھئے کہ اس قاعدہ مذکورہ بالا کے کس درجہ مخالف ہین اونکی بنا پر نہ توحید ہی قایم رہتی ہے نہ رسالت نہ امامت ہی سلامت توحید تو یون نہین قایم رہتی کہ اللہ تعالی کی جو صفات خاصہ ہین وہ اُنھون نے اپنے امامون کو عطا فرمادین چنانچہ اصول[1] کلینی مین امامون کی نسبت لکھا ہے کہ اونکو علم ما کان وما یکون کا ہوتا ہے یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا ہو ہوا یا ہوگا اوسکو سب امام جانتے ہین موت وحیات بھی اون کے اختیار مین ہے اونکو اس امر کا بھی اختیار ہے کہ وہ جس شے کو چاہین حلال کر دین اور جس چیز کو چاہین حرام بنا دین ظاہر ہے کہ یہ تمام صفات باری تعالیٰ کی خاص صفتو مین سے ہین امام تو امام انبیاء کرام مین بھی نہین پائی جاتین اس قسم کا اعتقاد یقیناً الحاد وقطعاً عین شرک ہے جس کے منافی توحید ہونے مین کسی اہل عقل و دیندار شخص کو شبہہ نہین ہو سکتا پھر باوجود اس کے اِن کے اصول مذہب کی بنا پر باری تعالیٰ کی صفات خاصہ کا انکار بھی لازم آتا ہے اسلیے کہ تمام صفات باری تعالیٰ شانہ مین سب سے اعلیٰ درجہ کی صفات جو تمام صفات کمالیہ کے اصول ہین علم کامل وقدرت مطلقہ ہین جن پر کل کارخانہ کبریائی کا مدار ہے اِن دونون صفتون کا مذہب شیعہ کی بنا پر تحقق نہین بن پڑتا بلکہ صراحتہً اِن دونون کی ضد تحقق ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے اصحاب کرام کی تعریف سے جنکو یہ معاذ اللہ کافر ومنافق قرار دیتے ہین قرآن شریف بھرا ہوا ہے جسکا انکار بعینہٖ آفتاب کا انکار ہے تو اس صورت مین دو امرون مین سے ایک امر ضرور لازم آتا ہے کہ یا تو نعوذ باللہ اوس علام الغیوب کو اون کے قلبی حال کا واقعی طور پر علم نہ تھا اور یا اوس قادر مطلق نے اون کے خوف سے اون کی تعریف بیان کر دی ظاہر ہے کہ اس صورت ناجیہ مین علم و قدرت دونون کا انکار ثابت ہوتا ہے ایسے ہی صفت عدل ولطف کو اوس قادر مطلق ومختار علی الاطلاق کے

[1] کتاب الامامت مین اس کے متعلق مفصل حاشیہ گذر چکا۔

حق مین واجب قرار دیتے ہین جسکا مآل کار یہ ہے کہ اوسکا خلاف معاذ اللہ اوسکی قدرت
و اختیار مین نہین یہ تو ان کے مذہب کے موافق خدائی کا حال ہے اب رسالت کا حال سنئے
کہ وہ ان کے اصول دین کی بنا پر اس لئے برقرار نہین رہتی کہ بعثت رسول اور اوس پر کتاب
آسمانی کے نزول سے خاص یہ ہی مقصود ہوتا ہے کہ وہ احکام الٰہی کو بلا کم و کاست اور بے غیر
کسی کے خوف و خطر اور بدون کسی کی رعایت و مروت کے بلا تخصیص یگانہ و بیگانہ عام طور پر امت
کو پہنچائے جن کے سبب سے مخلوق شرک و کفر سے نجات پا کر راہ مستقیم توحید و عبادت معبود حقیقی کی
طرف ہدایت پائے اب دیکھیے کہ ان کے مذہب خاص کے اصول موضوعہ کی بنا مخصوص
پر یہ تمام امور مقصود بالکلیہ مفقود ہین کہ نہ رسول مقبول کا بلا خوف و خطر و رعایت و مروت و
بدون تفریق خویش و بیگانہ احکام الٰہی کا سب کو یکسان پہنچانا ثابت ہوتا ہے اور نہ معاذ اللہ
آپ کی ذات رحمۃ للعالمین سے امت کو ہدایت پائی جاتی ہے اول کا حال یہ ہے کہ ان کے
مذہب مین یہ امر مسلمات سے ہے جس کا کوئی شیعہ انکار نہین کر سکتا کہ رسول مقبول کی توجہ ہمیشہ
اس امر کی طرف مبذول رہتی تھی کہ جس طرح بن پڑے کسی نہ کسی طرح میرے بعد میرے داماد
جناب امیر خلیفہ ہون مگر صحابہ کرام کے سبب سے اس ناگفتہ بہ بات کو زبان پر نہین لا سکتے تھے
حالانکہ اللہ تعالیٰ کو بھی یہی امر مقصود تھا چنانچہ اس کے بارہ مین اوس نے کئی بار حکم بھی نازل
فرمایا مگر حضرت نے صحابہ کرام کے خوف و خطر کا عذر کر کے اوس احکم الحاکمین کے حکم کو ٹال دیا
جب آخر مین نہایت غصہ کے ساتھ اوس جبار و قہار نے حکم تہدیدی نازل فرمایا تب آپنے
ناچار ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع مین مقام خم غدیر پر خلافت جناب امیر کا حکم
سنایا حضرات شیعہ سے یہ بھی سنا ہی کہ حضرت نے جھٹ پٹ جناب امیر کے سر پر عمامہ خلافت یعنی دستار
سراپا وقار ولیعہدی کو بھی بندھوا دیا اور کہتے ہین کہ تمام حاضرین کی زبان سے جناب امیر
کو امیر المومنین کہلا دیا مگر باوجود اس شد و مد کے اوس کا الٹا اثر یہ ظہور مین آیا کہ
پیغمبر صاحب کی وفات کے ہوتے ہی آپ سے سب یک قلم پھر گئے اور جناب امیر کی اسد رجہ

مستحکم خلافت کو جس کے واسطے اسقدر اہتمام بلیغ خدا و رسول کی جانب سے ہوا تھا سب آپمین
ملکر چھین بیٹھے پھر باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے کفار و منافقین کے حق مین پیغمبر صاحب پر یہ حکم نازل
فرمایا کہ اون کو قتل اور ان پر تشدد کرو کہ انکا ٹھکانا دوزخ ہے لیکن آپ نے اپنے صحابہؓ کی
ساتھ جو شیعون کے اعتقاد مین معاذ اللہ قطعًا کافر و منافق تھے اس درجہ کی خصوصیت خاصہ کا
برتاو کیا کہ ہر ادنے و اعلی پر ظاہر ہے اونکو سفر و حضر مین اپنا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنایا بڑے بڑے
امور مالی و ملکی دینی و دنیاوی مین اون سے ہمیشہ مشورہ لیا اور اون کے مشورہ کے موافق
عمل فرمایا اون مین سے بعضون کی لڑکیون کو اپنی ازواج مطہرات مین داخل کیا اور بعضون
کا اپنی صاحبزادیون کے ساتھ عقد کرکے دنیا و آخرت مین اون کا شرف بڑھایا ہمیشہ اون
کی تعریفین اور اون کے حق مین دعای خیر اور آخر دم تک اون کے ساتھ اپنی رضای قلبی و
خوشنودی خاطر کا اظہار فرماتے رہے جو موافقین و مخالفین پر مخفی نہین یہ تو آپ کی تبلیغ احکام
الہی کی کیفیت تھی جس مین شیعون کے مذہب کی موافق اون مین صحابہؓ کا خوف و خطر اور ظاہر
اون کی انتہا درجہ کی رعایت و مروت اور حد سے زیادہ پاسداری اور باطن مین اپنے
اہلبیت اور اون کے متعلقین کی خیر خواہی مدنظر رکھنا اور خاص اون ہی کے لئے دین و دنیا کی
بہبودی چاہنا صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ جو بالکل منافی شان نبوت و ہادم بنیان رسالت
ہے اب دوسرے امر یعنی امت کی ہدایت پانے کی کیفیت سنئے کہ اصول شیعہ کی بنا پر سرے سے اوسکا
وجود ہی متحقق نہین ہوسکتا کسی کا مومن کامل و صاحب عرفان ہونا تو ایک طرف کسی اکایک شخص
کا سچے دل سے ایمان لانا بھی ہرگز ثابت نہین ہوسکتا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کسی شخص کے
ایمان و کفر کا حال معلوم ہونے کی صرف چار صورتین ہوسکتی ہین۔ اول یہ کہ اوس کے بارہ مین
اللہ تعالیٰ اپنے نبی و رسول برحق پر وحی نازل فرمائے دوسرے یہ کہ انبیاء مرسلین یا اولیاء کاملین
کے قلوب صافی پر یہ امر بطور کشف و الہام منکشف ہوجائے تیسرے یہ کہ کسی شخص سے توحید و رسالت
اور ان کے جملہ متعلقات کی نسبت تسلیم و اقرار لسانی یا عدم تسلیم و انکار زبانی پایا جائے اس

صورت کی اول شق مین مومن اور دوسری مین کافر شمار کیا جائے گا چوتھی صورت خاص ایمان کے معلوم کرنے کی یہ ہے کہ کسی شخص سے تمام احکام شرعیہ یا کم سے کم اونمین سے صرف امور ضروریہ کی تعمیل تحقق ہو اس صورت کی دونون شقون مین تا وقتیکہ اوس شخص سے ضروریات دین کا انکار سرزد نہو یا اوس کے کافر ہونے کے معاملہ مین وحی نازل نہو وہ شخص بلا انکار مومن و دیندار سمجھا جائے گا ان چارون طریقون مین سے اول کے دو طریقے چونکہ باطنی ہین اور عام طور پر وہ مخالف پر حجت نہین ہوسکتے اسلئے ہم اون کا مخالفین کے مقابلہ مین حجت لانا خلاف مناظرہ جان کر اون کو فروگذاشت کرتے ہین اور محل بحث نہین قرار دیتے بلکہ اس مقام الزام مین صرف اخیر کے دو طریقون پر اکتفا کرتے ہین اس مین شک نہین کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء عظام سید الانام توحید و رسالت اور اون کے تمام متعلقات کا صاف وصریح طور پر اقرار بھی کرتے تھے اور احکام خدا و رسول کی علی وجہ الکمال تعمیل بھی بجالاتے تھے چنانچہ شیعہ صاحبون کو بھی اس سے انکار نہین مگر عداوت باطنی و بغض قلبی کے سبب سے جو ان حامیان دین متین محبوب رب العالمین کی طرف سے ان کے دلون مین ید و فطرت سے موجود ہے یون کہتے ہین کہ اون کا یہ اقرار و احکام خدا و رسول کا بجالانا محض منافقانہ طور پر تھا اور باطن مین معاذ اللہ وہ قطعاً کافر تھے اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ایمان و اسلام اور اوس کے تعمیل احکام خالق انام کی نسبت مخالف اس ہی قسم کا بیہودہ کلام بے معنی کرسکتا ہے ہماری اس تقریر دل پذیر سے ہر اہل عقل کے نزدیک یہ امر یقیناً ثابت ہوگیا کہ مذہب شیعہ کی بنا پر مخلوق کی ہدایت قطعاً عالم مین متحقق نہین ہوسکتی اور اس حالت مین بعثت جملہ انبیاء کرام عموماً اور بعثت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و سلم خصوصاً معاذ اللہ محض لغو و بیکار و فعل عبث ثابت ہوتی ہے یہ تو ان کے مذہب کے موافق الوہیت و رسالت کا حال سراپا اختلال تھا اب باقی رہی امامت سراپا کرامت جس کے معاملہ مین ان حضرات دانشمندون نے قیامت سے پہلے ہی قیامت برپا کر رکھی ہے وہ ان کے اصول موضوعہ کی بناء فرضی پر یون سلامت نہین رہتی کہ امام کا بھی وہی کام ہوتا ہے

جو رسول کا وہ کیا وہی ہدایت خلائق ہان ان دونون کے مرتبون مین اسقدر فرق ضرور ہوتا ہی
کہ رسول تو خدائے تعالے کے نائب ہوتے ہین اور امام عالی مقام رسول مقبول کے مگر ان کی معتبر
کتابونمین جن پر ان کے مذہب کا دار مدار ہے جیسی کلینی شریف و استبصار[1] لطیف وغیرہ تمام
امامون کی نسبت اول سے لیکر آخر تک یعنی جناب امیر علیہ السلام سے لیکر امام مہدی مخفی مقام
تک بڑے طمطراق و شد ومد کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس ہی پر اپنے مذہب کا مدار
رکھا ہے کہ جملہ ائمہ[2] معصومین تقیہ کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے
باپ دادا اون کا دین ہے جو شخص تقیہ نہ کرے اوس کا دین ہی نہین تقیہ کے سبب سے امر حق
کا اخفا اور باطل کا اظہار کیا کرتے تھے اگر چند آدمی اون سے مسائل دریافت کرتے تو جواب مین
ایک سے کچھ اور دوسرے سے کچھ اور کہدیا کرتے تھے یہان تک کہ نماز اور قرآن شریف بھی
مخالفین کے سامنے اون ہی کے طریق پر پڑھا کرتے تھے غرض تمام ارکان دین بظاہر
مخالفین ہی کے طور پر اون کے مشابہ کے موافق ادا کیا کرتے تھے جس سے صاف
ظاہر ہے کہ کسی امام عالی مقام نے اپنے کار منصبی کا جو ہدایت خلائق سے عبارت ہے
کسی وقت مین انجام نہین دیا بلکہ ہدایت کی جگہ مخلوق کو برعکس ضلالت مین ڈالا پھر
وجود امام بھلا کس کام آیا بلکہ ایسے نام کے امامون کے وجود سے تو اون کا عدم ہی
درجہا بہتر تھا ناظرین منصفین حضرات شیعہ کے یہ عقائد مذکورہ ہین جن پر ان سب کا اتفاق
ہے جس کے سبب سے اہل سنت کے مقابلہ مین جن کے عقائد صحیحہ بیشتر مجملاً بیان ہو چکے
ان کو بڑا ناز ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر توحید و رسالت و امامت کا
ہرگز ثبوت نہین ہو سکتا بلکہ ان کے اصول موضوعہ کے بنا خاص پر دین سرور اصفیاء
خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم محض فرضی و خیالی شے ہے جو ابتداء بعثت سے

[1] استبصار مین جا بجا یہ کیا ہے کہ جب دو حدیثون مین اختلاف معلوم ہوا تو تقیہ پر محمول کیا ہے جیسا کہ دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے [2] تقیہ کے متعلق بحث امامت مین حاشیہ گذر چکا ہے۔

اسوقت تک نہ ثابت ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے یہان تک اصول عقائد شیعہ کی کافی تردید
اور اون کے اعتراضات واہیہ کے شافی جوابات کا بیان تھا جس کے تسلیم کرنے مین کسی اہل عقل
کو جسکی طبیعت مین ذرہ برابر بھی انصاف کا مادہ رکھا ہوا ہے انشاءاللہ ہرگز تامل نہوگا اب یون
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اصول اعمال کا بھی بالاجمال ابطال کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی کم
علم و ناواقف سنی المذہب ان کے دہوکے مین نہ آئے اور نہ انمین سے کوئی غیرت مند شخص
اہل سنت والجماعت کے ساتھ بحث و مباحثہ مذہبی کا اپنے دل مین کبھی ارادہ کرے ہمارے
اس رسالہ محققہ کے ناظرین منصفین ہمارے اس کلام محقق کو غور فرما کر سنین کہ ہم نے شیعون
کے حالات کو جسقدر نظر تحقیق سے دیکھا اور اپنی عقل باریک بین کے ذریعہ سے تدقیق کے
ساتھ جتنی اون کی چھان بین کی تو یہ ثابت ہوا کہ ان مدعیان محبت پنجتن کے اصول اعمال
جن کے سبب سے ان کو کل مسلمانون سے امتیاز کلی حاصل ہے بظاہر پانچ ہین جو درحقیقت
ان کے تمام فروعات اعمال کے اون پر قیاس کرنے کے لئے کافی ہین - ناظرین کو چاہیے
کہ ان پانچون اصولون کو خوب اچھی طرح پر اپنے حواس خمسہ مین جما کر ان پر ان کے باقی
فروعات اعمال خاصہ کو قیاس فرمامین سب سے پہلا اصول اعمال جسکو فی الواقع اصل الاصول
کہنا زیبا ہے جو ان کے عقائد و اعمال دونون کو اپنے دونون آغوش مین لے رہا ہے یہ ہے
کہ اعمال کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہین صرف جناب امیر و ائمہ باتوقیر کی محبت کافی
ہے شیعان علی ائمہ عالی کا خالی دم بھرین اور باقی جو چاہین سو کرین بس اس ہی خیالی
خیال کی بنا پر نہ انکو نار سقر کا خوف وخطر ہے اور نہ مالک دوزخ کا کچھہ ڈر اس مضمون کے
متعلق کلینی مین جو ان کے نزدیک اصح الکتب ہے دو حدیثین بیان ہوئی ہین اول حدیث
فروع کلینی کتاب[1] الروضہ مین ہے کہ امام باقر صاحب نے فرمایا کہ دین فقط محبت ہے عبارت

بیان اصول اعمال شیعہ

اصول اول عدم ضرورت اعمال بر زعم شیعہ

[1] فَقَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ ع وَھَلِ الدِّیْنُ اِلَّا الْحُبُّ الخ کل عبارت بوجہ طول نہین لکھی گئی مطلب کتاب ہذا مین درج ہے فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ صفحہ ۳۳ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ

ہے اسلیئے کہ ایک آدمی پیغمبر صاحب کے پاس آیا اور یہ کہا کہ مین نماز یون اور روزہ دارون کو دوست رکھتا ہون مگر خود نماز و روزہ کے پاس نہین پھٹکتا حضرت نے فرمایا کہ تو جن کے ساتھ محبت رکھتا ہے تیرا حشر اون ہی کے ساتھ ہو گا دوسری حدیث اصول کافی کلینیؒ مین عبد اللہ ابن یعفور سے منقول ہے کہ مین نے امام جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین آدمیون سے جو ملتا ہون تو مجکو اس امر کا تعجب معلوم ہوتا ہے کہ جو قومین آپ امام صاحبون کو دوست رکھتی ہین اون مین نہ تو صدق و امانت ہے نہ وفا اور جو قومین کہ آپ صاحبون کو دوست نہین رکھتین بلکہ فلان اور فلان یعنی حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو دوست رکھتی ہین اون مین امانت و صدق و وفا سب موجود ہین یہ سنکر امام صاحب جھٹ اوٹھکر بیٹھ گئے اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہو کر یہ کہا کہ جو شخص ایسے شخص کو امام مانے جس کی امامت خدا کی طرف سے نہو تو اوس کا کچھہ دین ہی نہین اور جو شخص ایسے امام کو مانے جسکی امامت خدا کی جانب سے ہو تو اوسپر کسی قسم کا عتاب نہین بس اس قسم کی حدیثون پر اعتماد کر کے فرقہ امامیہ کو نہ خوف عذاب ہے اور نہ اون کے دل مین کچھہ بیم حساب نہ اکتساب حلال سے بحث نہ اجتناب حرام سے مطلب حالانکہ اس طرح کے مضامین خلاف عقل و نقل کا باطل محض ہونا اہل عقل پر کئی وجہ سے ظاہر ہے اول یہ کہ اس صورت نازیبا مین بعثت سرور اصفیا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول احکام خالق انام معاذ اللہ محض لغو و بیکار امر ہے اس تقدیر پر تمام احکام کے قایم مقام فقط اس ایک ہی حکم کا نازل کرنا کافی تھا کہ صرف امامون کے ساتھ محبت رکھو باقی جو چاہو وہ کرو دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعون کی کتابون مین جو اقسام اقسام کے احکام ناحق بہ کثرت بھرے پڑے ہین اس حالت مین اون کی بھی کون ضرورت تھی بلکہ اون سب کی جگہ صرف یہی دو حدیثین بلکہ فقط ایک پہلی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ یَعْفُوْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اِنِّیْ اُخَالِطُ النَّاسَ فَیَکْثُرُ عَجَبِیْ مِنْ اَقْوَامٍ لَا یَتَوَلَّوْنَکُمْ وَیَتَوَلَّوْنَ فُلَانًا وَفُلَانًا لَھُمْ اَمَانَۃٌ وَصِدْقٌ وَوَفَاءٌ وَاَقْوَامٍ یَتَوَلَّوْنَکُمْ لَیْسَ لَھُمْ تِلْکَ الْاَمَانَۃُ وَلَا الْوَفَاءُ وَالصِّدْقُ الخ مطلب کتاب ہذا مین درج ہے اصول کافی باب مین دان اللہ عزوجل لعزوا[illegible] صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ

ہی حدیث کفایت کرتی تھی کلینی مین جو اتنیس ہزار احادیث کا بڑا بھاری انبار لگا ہوا ہے صرف ایک ہی چھوٹی کلینی کی حدیث کافی تھی مگر اس دوسری وجہ کے شیعہ صاحبون کی جانب سے ہم خود ہی توجیہہ کئے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ ان حضرات نے جب یہ دیکھا کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین دین کے متعلق متعدد قسم کے علوم اور اون کی بہت اس قسم کی کتابین مدون موجود ہین جن مین عقائد و اعمال اوامر و نواہی حرام وحلال وغیرہ سے بہ تمام وکمال بحث کی گئی ہے تو ان کو بھی یہی سوجھی کہ ہم بھی ایسا ہی کرین تاکہ ان سے کسی طرح گھٹے ہوئے نہ ہین اور ہمارا مذہب بھی کسی صورت سے اسلام مین شمار کیا جائے اس خیال سے انھون نے بھی علماء اہل سنت کے طرز پر اپنے ہان علم فقہ و تفسیر وحدیث وضع کیا اور اون علوم مین اوس ہی طریق پر کتابین تصنیف کین اور اون ہی قواعد وطریق پر اون مین ابواب وفصول قایم کئے یہان تک کہ علم اسماء الرجال مین بھی سنیون کی دیکھا بھالی کتابین بنا ڈالین جنمین راویان احادیث کے حالات سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کرنے سے محققین اہل سنت وجماعت کا سب سے بڑا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ امر معلوم ہو جائے کہ فلان راوی ہمیشہ صدق کے ساتھ موصوف رہتا ہے اور فلان راوی کبھی کسی وجہ سے کذب کیساتھ بھی متصف ہو جاتا ہے یا اوسکا حافظہ قوی ہے کہ جیسا کسی سے سنتا ہے ویسا ہی اوسکو یاد رکھتا ہے اور اوسکے حافظہ مین ضعف ہے کہ سنی ہوئی باتکو کبھی بھول بھی جاتا ہے تاکہ انکے اوصاف کے مناسب اوسکی حدیث کو قوی یا ضعیف معتبر یا غیر معتبر قرار دیا جائے حالانکہ یہ امر ظاہر ہے کہ شیعہ صاحبون کو راویون کے حالات سے اس قسم کی بحث کرنی ہرگز نہین پہنچسکتی کیونکہ جب ان کے نزدیک دین مین جھوٹ بولنا جسکو یہ حضرات اپنی اصطلاح خاص مین تقیہ بولتے ہین درست بلکہ اولے وعین دین ٹہرا تو اس صورت مین اگر بالفرض کسی شخص کو قوی الحافظہ بھی مانا جائے اور اوس کے ساتھ یہ بھی فرض کیا جائے کہ وہ دنیاوی معاملات مین جھوٹ بھی نہین بولتا مگر جب اوس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی یقین کامل ہے کہ اوسکے

مذہب خاص مین خاص دین کے معاملات مین جھوٹ بولنا افضل بلکہ عین دین ہی تو اس حالت مین اوس کی روایت حدیث جس کے دینی ہونے مین شبہہ نہین کیونکر قابل اعتبار و لائق اعتماد ہو سکتی ہے اور اوس کا فقط دنیاوی امور مین صادق ہونا دین کے معاملات مین کیا مفید ہو سکتا ہے پھر اس حالت مین اوس کے صدق و کذب اور قوی الحافظہ یا ضعیف الحافظہ ہونے سے بحث کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے بلکہ محض لغو دسرا شغل بیہودہ کام ہے اور اس معاملہ مین کیقدر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی ضعیف الحافظہ اور کیسا ہی کاذب ہو اگر اوس کے مذہب مین کذب درست نہین تو اوس کی حدیث مین غایت سے غایت کذب کا صرف احتمال ہے نہ یقین بخلاف اوس شخص کے کہ جس کے نزدیک معاملات دین مین جھوٹ بولنا بہتر سمجھا جائے اور اوس کے خاص پیشواؤن کا وطیرہ عمل قرار دیا جائے تو وہ اگرچہ کتنا ہی قوی الحافظہ اور دنیاوی امور مین کیسا ہی صادق القول کیون نہو لیکن دین کے معاملات مین اوس کی روایت کے جھوٹ اور خلاف واقع ہونے کا ظن غالب بلکہ یقین کامل ہے اس مقام مین یہ تاویل بھی نہین بن پڑتی کہ تقیہ چونکہ مخالفین کے سامنے ہوتا ہے اپنے مذہب والون کے مقابلہ مین اوس کی کیا ضرورت ہے اس بنا پر راویان احادیث شیعہ اپنے دین کی روایتون مین تقیہ کی وجہ سے کیون جھوٹ بولنے لگے تھے اس لئے کہ ان کی معتبر کتابین مثل کافی کلینی و استبصار فیما اختلف من الاخبار اس قسم کی روایات کثیرہ کے بیشمار انبار سے بھری پڑی ہین جن مین راویان شیعہ کا خاص اپنے مذہب والون کے ہی مقابلہ مین تقیہ کے سبب سے جھوٹ بولنا صاف و صریح طور پر ثابت ہوتا ہے حتی کہ ان کے خاص امام عالی مقام جن تک ان کی روایات منتہی ہوتے ہین اونکا بھی اپنے خاص الخاص شیعون کے سامنے خاص دینی مسائل مین جھوٹ بولنا بہ کثرت پایا جاتا ہے چنانچہ اس مقام مین بطور مشتے نمونہ از خروارے استبصار شریف کی ایک روایت لطیف پر اکتفا کرتا ہون

جوارباب بصیرت کی لطف اٹھانیکے لئے بس کافی ووافی ہے ایک راوی شیعہ روایت کرتے ہین کہ مینے امام جعفر صاحب سے آہستہ یہ مسئلہ پوچھا کہ حضرت اپنی بی بی کی مقعد مین دخول کرنا کیسا ہے اوسوقت چونکہ اور آدمی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسلئے آپنے باآواز بلند یہ فرمایا کہ بہائیو باندی ہی اوکی حیثیت سے زیادہ خدمت لینی نہین چاہئے اس امر کی باآواز بلند بیان کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اور آدمی جو وہان حاضر تھے وہ یہ سمجھین کہ اس شخص نے باندی کے متعلق مسئلہ دریافت کیا ہے اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ پھر امام عالی مقام نے میرے کان مین اپنا منہ جھکا کر چپکے سے یہ فرمایا کہ اس مین کچھ حرج نہین مین نے عرض کیا کہ حضرت بھلا آپ بھی اپنی بی بی صاحبہ کے ساتھ ایسا فعل کیا کرتے ہین ارشاد ہوا کہ نہین بعد کو مینے بعینہ یہ ہی مسئلہ حضرت امام علی رضا صاحب سے پوچھا اون حضرت نے اس فعل ناروا کو قطعاً حرام بتلایا اس کے بعد صاحب استبصار فیما اختلف من الاخبار ان روایات مختلفہ مین اپنی رائے عالی سے یون تطبیق فرماتے ہین کہ اصل یہ ہے کہ ہمارا مذہب خاص تو یہ ہی ہے کہ یہ فعل خاص یعنی زوجہ کی مقعد مین دخول کرنا درست ہے لیکن امام علی رضا علیہ السلام کا اس فعل مخصوص کو حرام فرمانا محض تقیہ کے سبب سے تھا اور امام جعفر صادق ع کا اپنی صاحبہ کے ساتھ اس فعل سے انکار کرنا ہی خاص تقیہ ہی پر مبنی ہے۔ اب ناظرین باانصاف اس روایت صریح فصیح سے صاف جان سکتے ہین کہ جب اِن کے اماموں ہی کا یہ حال ہے جنکی طرف مذہب شیعہ کی قریب قریب کل حدیثین منتہی ہوتی ہین تو اور راوی بیچارے کس شمار مین رہے بقول شخصے کہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ راویون کے صدق و کذب و قوت و ضعف حفظ سے بحث

عَنْ حَمَّادِ ابْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَوْ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِي الْمَرْأَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ وَفِي الْبَيْتِ جَمَاعَةٌ فَقَالَ لِيْ وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَلَّفَ مَمْلُوْكَهُ مَا لَا يُطِيْقُ فَلْيَبِعْهُ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ اَهْلِ الْبَيْتِ ثُمَّ اَصْغٰى اِلَيَّ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ

مطلب کتاب ہذا مین درج ہے استبصار باب اتیان النساء فیما دون الفرج صفحہ ۱۳۰ جلد ثانی مطبع جعفری لکھنؤ۔

کرنی مذہب شیعہ کی بنا پر محض بے اصل ہے بس اس حالت مین اسماء الرجال مین ان کا کتابین
بنانا صرف سنیون کی نقل ہی نقل ہے اس توجیہہ وجیہہ کا حاصل یہ ہے کہ ان کا دین کے
امور مین علوم متعدد نکالنا اور اون علوم مین کتابین بناکر اون کو اہل سنت کے سانچے
پر ڈھالنا محض اتباع اہل سنت وجماعت ہے ورنہ ان مدعیان محبت اہلبیت کے لئے تو فقط
ایک ہی حدیث کہ دین صرف محبت کا نام ہے کافی ووافی ہے بس صرف امامون کی محبت
کا دعوی کرو اور حرام وحلال اعمال سے مطلقاً غرض ومطلب نرکھو خیر بہرصورت جب اس
دوسری وجہ تردید کی بہنے حضرات شیعہ کی جانب سے خود ہی توجیہہ کردی تو اس حالت
مین ہم اسکو بخوشی واپس لئے لیتے ہین اور اوس کے بدلے مین تیسری وجہ ان حضرات
عالی درجات کی خدمت مین پیش کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جب دین اسلام صرف خالی
محبت ہی کا نام ٹھہرا اور کسی قسم کے اعمال حرام وحلال سے اوسکا کچھہ تعلق ہی نرہا تو ہم
اب شیعان امامیہ سے یہ دریافت کرتے ہین کہ حضرات ائمہ معصومین کا دین کیا تھا آیا وہ
بہی صرف محبت ہی سے عبارت تھا یا اوس مین کچھہ اعمال کو بھی دخل تھا اگر اول صورت تہی
تو پہر وہ اعمال کیون بجالایا کرتے تہے اور احکام خدا ورسول کی تعمیل مین کیون مصروف
رہتے تھے اور اگر دوسری شکل تھی تو پہر اس کی کیا وجہ ہے کہ ائمہ عالی مقام جن کا مرتبہ
اللہ تعالے کے نزدیک بہت عالی تھا اور وہ مقربان بارگاہ خداوندی تہے اونکو تو جنت مین
داخل ہونا جب میسر آئے کہ وہ اعمال شاقہ کی تکلیف اٹھائین اور اون کے نام لیوا جو
اون کی خاک پا کے بھی برابر نہین ہوسکتے وہ بدون تکلیف اعمال بے کھٹکے کھٹ کھٹ کرتے
دہم سے جھٹ جنت مین جا کودین یہ عجب برعکس معاملہ ہے جسکو شیعہ صاحبون کے سوا کوئی
عقلمند تسلیم نہین کرسکتا چوتھی وجہ اس اصول اعمال کی بطلان کی یہ ہے کہ جب اس کی
بنا پر دین مین امامون کی فقط محبت ہی کافی سمجھی گئی اور اوس کے ہوتے ہوئے کسی عمل خیر وشر
کے اکتساب واجتناب کی ضرورت ہی نرہی تو پہر حضرات شیعہ جو بہت قسم کے اعمال بجالاتے

ہین خصوصًا وہ اعمال جنکو اپنے خیال مین حسنہ جانکر اون پر حد سے زیادہ اصرار فرماتے ہین
جیسے کہ تبرا و ماتم شہید کربلا وغیرہ اس حالت مین اون کی کون ضرورت ہے کہ اون کے بجالانی
مین مفت اپنی اوقات کو بھی ضائع فرماتے ہین اور محبین صحابہ و اہلبیت سید العالمین کا
بھی ناحق دل دکھاتے ہین افسوس کہ تمام ارکان دین کے باطل کرنیکو یہ اصول مبطل اعمال نکالا
تھا پھر اوسپر بھی قایم نرہے یہ بھلے مانس بھی عجیب قسم کے پختہ مزاج لوگ ہین کہ کسی ایک بات
پر قایم ہی نہین رہتے خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعون کا یہ اصول باوجود خلاف نقل وعقل
ہونے کے خود ان کے مذہب کے بھی مخالف ہے اس مقام پر پہنچکر ہمکو ایک شبہہ کا رفع کرنا
مناسب معلوم ہوتا ہے جو شاید کسی کم فہم کو پیش آئے کہ سنیون کی بھی کتابون مین اس مضمون کی
حدیث موجود ہے کہ جو شخص جس کے ساتھ محبت رکھے گا وہ اوس ہی کے ساتھ قیامت مین
اوٹھے گا اس تقدیر پر چاہیے کہ ان کے مذہب مین بھی شیعون کے مذہب کی طرح اعمال کی
کوئی ضرورت نہ سمجھی جائے اس کا تحقیقی وواقعی جواب یہ ہے کہ ہرچند کہ ہماری کتب احادیث
مین اس مضمون کی حدیث منقول ہے لیکن اوسمین کوئی لفظ اس قسم کا مذکور نہین جو اعمال
کے غیر ضروری ہونے پر دلالت کرے بلکہ علماء اہل سنت وجماعت جن کو اللہ جل شانہ نے
محبت صحابہ اخیار و اہلبیت اطہار سید الابرار کی برکت سے حق و باطل کی تمیز و تحقیق کامل
عطا فرمائی ہے جب اس حدیث کے مضمون اور اوس کے اصلی منشاء پر غور کامل فرماتے ہین
تو اوسمین نہایت خوبی ولطافت کے ساتھ تائید اعمال کا اشارہ جلوہ گر پاتے ہین اصل
یہ ہے کہ محبت کی دو قسمین ہین۔ ایک محبت دنیاوی دوسری دینی دنیاوی محبت مین جو
ان دونون قسمون مین ادنے درجہ کی قسم شمار کی جاتی ہے تعمیل حکم محبوب اوس کی ضروریات
سے سمجھی جاتی ہے اور محبت دینی مین جو اوس کی اعلی قسم ہے تعمیل حکم کے علاوہ یہ امر بھی ضروری
ہے کہ جس کے ساتھ کسی کو دین کی وجہ سے محبت ہو اوس کے تمام عقائد و اعمال کو دل سے
اچھا جانے اور حتی الوسع خود بھی اوس ہی کے سے اعمال بجالائے پس اس امر سے صاف

ظاہر ہے کہ جس کسی کے عقائد و اعمال جس شخص کے اعمال و عقائد کے موافق ہوں گے تو جو
مقام خواہ جنت ہو یا دوزخ اوس محبوب متبوع کے واسطے اوس کے عقائد و اعمال کے مطابق
عقبیٰ مین قرار پائے گا وہ ہی مقام اس محب تابع کے لئے بھی قرار دیا جائے گا تو یہ معنی ہین
اس حدیث شریف کے کہ جس کسی کو جس شخص کے ساتھ محبت ہو گی اوسکا حشر بھی اوس ہی کے
ساتھ ہوگا جس کے واقعی وحق ہونے مین کسی اہل عقل کو شبہہ نہین ہو سکتا ظاہر ہے کہ
احادیث شیعہ کے جو کلینی شریف مین منقول ہین یہ معنی نہین ہو سکتے اسلئے کہ اول تو
اون کے الفاظ وضعیہ صراحتًا ابطال اعمال شرعیہ پر دلالت کر رہے ہین جن کا سچا ترجمہ
پیشتر ہم اپنے کلام صدقت الیتام مین بیان کر چکے دوسرے ان کی کتابون مین مثل بحور الغمہ وغیرہ
کے صاف وصریح طور پر یہ مضمون موجود ہے کہ اگر کوئی شخص مدت العمر نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ
رکھے اور ہمیشہ شراب خواری و زناکاری مین مبتلا رہے لیکن اوس کے دل مین جناب
امیر علیہ السلام کی محبت ہو تو وہ بے حساب وکتاب جنت مین داخل ہو جائے گا بلکہ
اوس کے یہ سب گناہ نیکیون سے بدل جائین گے اور ہم نے اس مقام پر اس مضمون
کو اپنی عادت طبعی کے موافق مہذبانہ الفاظ مین بیان کر دیا ہے ورنہ صاحب بحور الغمہ
نے تو مضمون فسق وفجور کو ایسے شرمناک الفاظ مین ادا کیا ہے جنکا ذکر تو درکنار
صرف اوس کے خیال ہی سے ہمارا خامۂ مہذب بیان فرط ندامت سے سرنگون بنا ہوا
ہے تیسرے ان کے عوام وخواص کی زبان پر عمومًا یہ خاص امر گردش کرتا رہتا ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام کی محبت کے سامنے کسی قسم کا گناہ ضرر نہین پہنچا سکتا چنانچہ
خاص خاص شیعون سے ہمنے بارہا اس قسم کے مضامین مبطل دین سنے ہین اور اوس ہی
وقت اون مضامین خلاف دین کو دلائل قاطعہ سے اون کے سامنے ہی ہم نے قطع
کر دیا جن کو سنکر اون عقیدون کے معتقدون کو سکوت کے سوا کچھ چارہ نہین بن پڑا
ان عقلمندون سے کوئی پوچھے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی محبت کا یہ اثر ہونا چاہئے

تھا کہ اون سے محبت رکھنے والا فرائض وواجبات کا تارک بنتا تو کیا اونے مستحب کا بہی تارک نہ بنے اور ارتکاب حرام کا تو کیا ذکر اونے مکروہ کے بھی ارتکاب سے اجتناب کرے یا بجاے اس کے ایسا الٹا اثر ہو کہ فرائض وواجبات کو ترک کر کے محرمات شرعیہ مین مبتلا رہے یہ محبت کا ہیکو ہوئی کہلی ہوئی عداوت ہوگئی بس اس قسم کی محبت جناب امیر علیہ السلام کو تو دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام غرض کہ ان کا یہ اصول جیسا کہ مخالف دین مصطفےٰ ہے ویسا ہی منافی شان مرتضیٰ یہان تک تو اوس صول اعمال کا حال تھا جس نے شیعان مدعیان محبت آل کے حق مین تمام اقسام حرام کو حلال بنا رکھا ہے اب دوسرے اصول کا حال بالاجمال بیان کرتا ہون جس سے اعمال مخصوصہ شیعہ کی ابتدا شروع ہوتی ہے اور تمام اعمال حسنہ کے حبط کرنے کے لئے صرف ایک یہ ہی کافی ہے وہ کیا ہے تبرّا جس کی صورت نازیبا یہ ہے کہ صحابۂ کرام سید الانام وازواج مطہرات سید الکائنات پر معاذ اللہ گالی گلوج کی بوچھار ہو مار اور رفوارہ لعنت بنکر اون حضرات عالیدرجات پر لعنت بیجا کے بیشمار بوچھار کی جائے اس امر ناسزا و فعل نا روا کو اونھون نے اپنے خیال وگمان مین اپنے دین کے اعلیٰ درجہ کے ارکان مین سے سمجھہ رکھا ہے بلکہ اس امر نامشروع کو افضل العبادات جانکر اپنے مذہب خاص کی خاص علامت اور اوسکی خصوصیات وذاتیات مین داخل کیا ہے جب تک کوئی شخص تبرا نہین کہتا اگرچہ وہ اہلبیت اطہار کا کتنا ہی محب جان نثار کیون نہو لیکن شیعان علی و محبان حیدر کرار مین شمار نہین ہوسکتا حالانکہ کسی مذہب مین کسی شخص کا برا کہنا اگرچہ وہ فی الواقع برا ہی فرض کیا جائے بہلا نہین قرار دیا گیا چہ جائے کہ وہ خاص اشخاص جنکو ایک گروہ اعظم جس کے مقابلہ مین گروہ شیعہ کی کچہ حقیقت ووقعت نہین بزرگ اور دین کا پیشوا مانتے اور اون حضرات کی ذات پاک کو باعث اشاعت اسلام وحامی دین سید الانام جانتے یہانتک کہ بہ استثناء شیعہ کفار بہی اس امر کے قائل ہین کہ اسقدر عرصۂ قلیل مین جو مسلمانون کو اسقدر ترقی ہوئی جس کی مثال کا عالم مین

ملنا محال ہے یہ سب پیغمبر صاحب کے صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء عظام کی بیحد کوششون کا نتیجہ ہے
اس مقام مین شاید کسی کم فہم و ناعاقبت اندیش کے دلمین یہ شبہ پیدا ہو کہ صحابۂ اخیار خیرالاخیار
ہرچند کہ تمام اہل سلام کے نزدیک مکرم و معظم ہون اور کافۂ انام اونکو باعث اشاعت دین
وحامی اسلام جانے مگر شیعون کا اون کو بُرا کہنا اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے نزدیک اونکو
کافر و منافق اور عدو اہلبیت و دشمن دین جانتے ہین کیونکہ اون کے مذہب کی کتابین
اس قسم کے مضامین خاص سے عموماً بہری پڑی ہین یہ امر آخر ہے کہ اون کی بنا مخالف
واقع و خلاف تحقیق پر واقع ہوئی ہو لیکن چونکہ مدار اعمال نیات پر ہے اور حب للہ و
بغض للہ افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے چنانچہ ان دونون مضمونون کی حدیثین اہل سنت
کی معتبر کتب احادیث مین موجود ہین تو پہر ایسی صورت مین شیعون کا یہ فعل نازیبا
کیونکر مورد ملام ہو سکتا ہے حقیقت مین یہ شبہہ ایسا ہے کہ کم فہم لوگون کے دلون مین
ضرور ایک قسم کا خلجان پیدا کرنے والا ہے جس کے سبب سے اس معاملۂ خاص مین عموماً
شیعون کی معذوریت کا دہوکا ہوتا ہے لیکن جنکو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک اور
اون کے احباب خاص اصحاب باصفا کی برکت سے دین کے معاملہ مین فہم کامل عطا فرمائی
ہے جو تفقہ فی الدین سے عبارت ہے اون کے دل مین اس قسم کا شک و شبہہ کبہی نہین گذر سکتا
اس کے جواب سے پہلے ایک مضمون بطور مقدمہ بیان کرتا ہون اوسکو غور کرکے سمجھہ لینا چاہیے
کہ اللہ تعالےٰ نے جملہ حیوانات کی بہ نسبت انسانون کو اپنے احکام کا مکلف بنانے کے واسطے
منتخب کرکے مخصوص کیا پہر اون مین سے نابالغ و مجنون کو تکالیف احکام سے مستثنیٰ کر دیا
اونکے اس فعل سے جو عین اوسکی حکمت بالغہ کا مقتضی ہے صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے
کہ تکلیف احکام الٰہیہ کا مدار صرف عقل پر ہے جو خاص حق و باطل مین تمیز کرنے کی غرض
سے عطا کی گئی ہے اور جزا و سزاء اعمال و ثواب و عقاب سب عقل ہی پر مترتب ہوتے ہین اس
بنا پر انسان کو ضرور ہے کہ جملہ امور مین جو مبدء و معاد کے متعلق ہین اپنی عقل سے اوسکو

شوائب نفسانی سے معرا کرکے نہایت غور و تامل سے کام لے جو انسان اشرف المخلوقات کے حق
مین عقل عطا فرمانے سے اوس خالق جل و علا کا مقصود ہے اس صورت مین ہر اہل عقل اس
امر کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے امر کو جو بداہت عقل کے بالکل مخالف ہو تسلیم کرکے
اوسکی بناء فاسد پر کسی قسم کے قول یا فعل کو مبنی کرے تو وہ عند اللہ و عند الناس ہرگز اس امر
مین معذور نہین قرار دیا جا سکتا نہ اوس کے مواخذہ دینوی و اخروی سے وہ بری ہو سکتا ہے
مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص تلوار لیکر بادشاہ کے قتل کرنے کو قلعہ مین جا گھسے اور اگر اوس
سے اس حرکت بیجا کا سبب دریافت کیا جائے تو وہ نامعقول اس امر کی یہ وجہ بیان کرے
کہ میری تحقیق مین یہ امر ثابت ہوا کہ بادشاہ کو تلوار سے کچھ تکلیف نہین پہنچتی بلکہ بجائے تکلیف
اوسکو نہایت راحت ملتی ہے اس لئے مین نے یہ سمجھا کہ مین اس فعل کے سبب سے انعام و اکرام
شاہی کا مستحق ہونگا ظاہر ہے کہ اوسکا یہ عذر جو محض بداہت کے خلاف ہے کسی اہل عقل کے نزدیک قابل قبول نہین
ہو سکتا اور نہ وہ اس عذر بیجا کے باعث سے معذور سمجھکر عتاب شاہی سے بچ سکتا ہے ہان اگر اس قول فضول و فعل نا
معقول کیوجہ سے بادشاہ کے نزدیک وہ فاتر العقل و مجنون قرار پائے تو کیا بعید ہے کہ وہ عتاب سلطانی سے بچ جائے
لیکن پھر بھی اس حالت مین اس امر سے اوسکو چارہ نہین کہ وہ بجائے جیلخانہ پاگل خانہ مین پہنچایا جائے یہی
ہی دین کے معاملہ مین سمجھنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص بعثت انبیاء کرام یا وجود خالق انام کا منکر ہو تو اوسکا انکار کے
بارہ مین یہ عذر کرنا کہ میرے نزدیک یہ ہی ثابت ہوا اور مین اپنی تحقیق مین مجبور تھا روز محشر اوس مالک یوم الدین کے
سامنے ہرگز معتبر و قابل پذیرائی ہوگا غرض بداہت عقل کے خلاف کسی امر کا اقرار یا انکار نہ عند اللہ ہی معتبر ہے نہ عند الناس
ہی مسلم جب یہ امر ذہن نشین ہو چکا تو اب اس امر کو بھی خوب غور سے سمجھنا چاہئے۔ کہ صحابہ کرام و
سید الانام کا معاذ اللہ کفر و نفاق و عداوت اہلبیت پاک کئی وجہ سے بداہت عقل کے
خلاف ہے اول یہ ہے کہ جو شخص مدعی اسلام ہو اوس کے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ کلام
الٰہی کے تمام احکام و جملہ واقعات کو وہ تسلیم کرے ورنہ بغیر اسکے اوسکا دعوی اسلام
ہرگز معتبر نہین ہو سکتا اب یون سمجھئے کہ کسی اہل عقل کو جو قران شریف سمجھ سکتا ہو اس امر

مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ اوس مین جابجا بشمار آیات پاک مین صحابۂ رسول مقبول کا اس طرح پر ذکر ہے کہ پیغمبر صاحب پر جو لوگ ایمان لائے اور اُنھون نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور کفار کے ساتھ مقاتلہ کیا اللہ تعالےٰ اون سے راضی ہوا اور اون کو جنت مین داخل کرے گا اور دنیا مین بھی اونکو مخالفین پر غالب رکھے گا بعض مقام پر اون کی یہ صفات بیان فرمائین کہ پیغمبر صاحب کے صحابہ کفار پر سخت اور آپس مین ایک دوسرے پر مہربان ہین اور وہ اللہ کی عبادت خاص اوس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہین اون کی صفتین توراۃ و انجیل مین بھی بیان ہوئی ہین ان کو سنکر کفار کو غصہ آتا ہے سبحان اللہ اوس علام الغیوب و عالم مافی القلوب نے صحابۂ کرام کی تعریف و مدح کرنے کے ساتھ ہی اون کے بُرا بھلا کہنے والون کے کفر و اسلام کا بھی خوب فیصلہ کر دیا جس کے تسلیم کرنے مین کسی اہل عقل و انصاف کو شک و شبہہ ہی باقی نہ رہا ہر چند کہ کلام پاک رب الانام مین کسی صحابی خاص کا نام نہین تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاء عظام پر مجموعہ صفات مذکورۂ بالا کے منطبق ہونے مین کسی اہل عقل و انصاف کو کلام نہین یہانتک کہ حضرات شیعہ جیسے متعصب مزاج و عداوت امتزاج کو بھی جبراً قہراً امور مذکور کا تسلیم کرنا پڑتا ہے لیکن عداوت قلبی کی وجہ سے مجبور ہوکر یون کہتے ہین کہ صحابہ کے اقوال و افعال بظاہر اگرچہ شرع شریف کے مطابق و موافق تھے مگر باطن مین وہ تمام دو چار شخصون کے سوا معاذ اللہ کافر و منافق تھے اس صورت مین مجبوراً اونکو یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا اونکی تعریفین کرنا اور اپنے کلام پاک مین اون کے کمال ایمان و اعمال صالحہ کا اظہار اور جنت مین داخل کرنے کا ان کے حق مین وعدہ واقرار دو حال سے خالی نہین یا تو معاذ اللہ اوس علام الغیوب کو اون کی کیفیت واقعی اور اون کے احوال قلبی کا مطلقاً علم نہ تھا یا صحابہ کے ڈر کے مارے اوس قادر مطلق نے اون کی ناحق تعریفین اور جھوٹا وعدہ ادخال جنت کرنا مصلحتاً مناسب سمجھا ظاہر ہے کہ اس قسم کے امور شان خدائی کے بالکل منافی ہین - دوسری وجہ یہ ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرین و منافقین پر جہاد اور تشدد کرنے کا حکم تھا آپ نے صحابہ کے معاملہ مین اس حکم کی تعمیل کیون نہ کی بلکہ اس کے برعکس اتحاد و اخلاص کا اون کے ساتھ برتاؤ کیا اس صورت مین بھی شیعہ صاحبون کو دو امر دن مین سے ایک امر کا ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ پیغمبر صاحب کو یا تو اون کے اصلی حال کا علم نہین دیا گیا تھا یا اون کا خوف اون کے ساتھ باعث مدارات ہوا تھا یہ امور جیسے کہ منافی شان الوہیت ہین ویسے ہی مخالف مرتبہ نبوت و رسالت ہیں تیسرے یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے جو شیعون کے نزدیک امام مخصوص و خدا و رسول کی جانب سے منصوص ہین جنھون نے ہزارہا جنات کو ذو الفقار آبدار سے ایک آن مین قتل کر ڈالا تھا ایسے شخصون کو کہ باوجود دشمن خدا اور رسول ہونے کے آپ کے بلکہ تمام اہلبیت کے جانی دشمن تھے۔کیون نہ قتل کیا بلکہ اس کے برخلاف عمر بھر حتے کہ اپنے زمانہ خلافت مین بھی اون کے مطیع و فرمانبردار بنے رہے پھر اون کا امام ہونا کس کام مین آیا ان تینون صورتون مین یہ امر صاف ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برا جاننے مین خدائی و رسالت و امامت تینون مین سے ایک بھی اپنی حالت پر قائم نہین رہ سکتی چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہؓ معاذ اللہ کافر تھے تو اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے عہد حکومت مین اسلام کے مٹا دینے اور کفر کے پھیلانے کی کوشش کیون نہ کی بلکہ اولٹا معاملہ یہ کیا کہ حتی الامکان اسلام کو بڑھایا اور کفر کو گھٹایا اس مقام پر یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ اُنھون نے اپنی رعایا کے خوف یا اونکی رعایت و مروت کے باعث سے اس قسم کا برتاو کر رکھا تھا اسلیے کہ اول تو عموماً یہ قاعدہ ہے کہ کوئی بادشاہ اپنی رعیت کی وجہ سے ظاہر ہی کہ اپنا مذہب ہرگز نہین بدلتا کیونکہ وہ کتنا ہی ضعیف ہو لیکن آخر ہوتا تو بادشاہ ہی ہے جو خاص اوس کے غالب ہونے کی دلیل ہے اگر وہ ایسا مغلوب ہو کہ رعایا کے ڈر کے مارے اپنے مذہبی امور کا برتاؤ بھی نہ کر سکے بلکہ ادلٹی اور اوس کی بربادی مین اوسکو رعیت کی وجہ

سے کوشش کرنی پڑے تو ایسا شخص بادشاہ ہی کب ہو سکتا ہے سلطنت وحکومت تو غلبہ ہی سے عبارت ہے نہ مغلوبیت سے۔ دوسرے خلفاء عظام کے مذہب مین شیعون کے فرضی امامونکی طرح تقیہ نہ تھا جس کے سبب سے اونکو اخفاء حق و اظہار باطل کرنا پڑتا تیسرے خلفاء کرام سید الانام کی تمام رعیت جبرًا و قہرًا طوعًا وکرہًا اون کی ہر دم فرمان بردار ہتی یہان تک کہ جناب حیدر کرار غیر فرار صاحب ذو الفقار و عباس علمدار بھی اب حضرات شیعہ فرماوین کہ اس حالت مین اونکو کس کا خوف تھا جس کے سبب سے اونکو منافقانہ برتا و کرنا پڑتا پانچوین وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہ اخیار در حقیقت دشمن اہلبیت اطہار ہوتے تو صفحہ عالم پر اون کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑتے دور کیون جاتے ہو فقط یزید ہی کی کیفیت دیکھ لو کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اس امر پر آزردہ خاطر تھا کہ حضرت نے اوسکی بیعت کیون نہین کی اوسکا نتیجہ جو کچھہ ہوا وہ موافقین و مخالفین پر مخفی نہین کہ شہید کربلا جگر گوشہ مرتضے و اہلبیت مصطفے کو دشت کربلا مین کیسا قیامت کا سامنا ہوا جس کے آثار صفحہ روزگار پر تا قیام قیامت باقی رہین گے غرض کہ صحابہ اخیار سید الابرار خصوصًا خلفاء کرام سید الانام کی نسبت بدظنی اور اونکی شان عالی مین بدگفتنی بداہت عقل و صراحت نقل کے محض خلاف ہے جس کے ارتکاب مین شیعان اعداء صحابہ کرام نہ عند الناس معذور ہو سکتے ہین نہ عند اللہ مواخذۂ اخروی سے بری اور اگر بالفرض ان امور واقعیہ سے قطع نظر بھی کی جائے تاہم اسحالت مین کم سے کم عقل کا مقتضا یہ ہے کہ انسان یون سمجھے کہ کسی شخص کے خاتمہ کا یقینی علم تا وقتیکہ اوس کے معاملہ مین وحی نازل ہو قطعی طور پر نہین ہو سکتا کہ وہ کفر پر مرا یا اوس کا خاتمہ ایمان پر ہوا اول صورت مین اوسکے قطعًا کافر نہ سمجھنے اور اوسپر لعنت نہ کرنے مین کوئی حرج نہین نہ بروز محشر اوس کی باز پرس کا کچھہ خوف و خطر ہے دنیا مین بیشمار کفار بھرے پڑے ہین مومنین کس کس شخص پر ایک ایک کا نام لیکر لعنت بھیجا کرین البتہ اگر دوسرا معاملہ پیش آیا کہ ارحم الراحمین نے اوسکا خاتمہ

ایمان پر کیا تو اس مین شک نہین کہ اس صورت مین ضرور سخت مواخذۂ الٰہی کا اندیشہ ہے خاصکر اون دل ریشون کو جنکا ہمیشہ سے یہ ہی پیشہ ہے اس مواخذۂ عقبیٰ کا ایک ادنیٰ نیتجہ یہ ہوگا کہ لعنتی صاحب سے اگر اتفاقیہ کوئی نیکی بہی کبہی صادر ہوگئی ہوگی تو وہ اوس شخص کو جسپر لعنت بیجا بہیجی گئی ہے اوس کے نعم البدل مین احساناً دی جائے گی اور اگر اوس سے بالفرض خطاءً یا سہواً وعمداً کسی وقت مین کوئی برائی سرزد ہوئی ہوگی تو وہ اون حضرت عجیب الفطرت لعنتی صاحب کو عطا کی جائے گی ظاہر ہے کہ اس حالت سراپا ملالت مین اوس فوارۂ لعنت کی اولٹی آزار گلے مین آپڑے گی یہ ہی توجہ ہے کہ اہل سنت و جماعت جو خدا کے فضل وکرم سے دین کے معاملہ مین بڑے محتاط ہین خصوصاً اون کے محققین جو کمال زہد واتقا مین سب پر سبقت لے گئے ہین یزید جیسے شخص کو بھی جسکی حرکات شنیعہ اہل سنت وشیعہ پر مخفی نہین قطعاً کافر قرار دے کر اوسپر لعنت کرنے کو بہتر نہین جانتے اسلئے کہ اوس کے افعال ناشائستہ کی غایت سے غایت فقط یہ ہوسکتی ہے کہ وہ حد کفر تک پہنچ جائین لیکن اوسکے خاتمہ کا حال قطعی طور پر کسی کو معلوم نہین خدا معلوم کہ کس طریق پر ہوا اور کفر کی کوئی قسم ایسی نہین جو توبہ سے بہی ہرگز معاف نہو سکے بس اوس کے معاملہ کا حوالہ خدائے علام الغیوب وقادر مطلق پر کرنا مناسب ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعون کا یہ اصول غیر معقول بہی ان کے پہلے اصول غیر مقبول کی طرح محض خلاف نقل وعقل ہے جو کسی اہل عقل ودین کے نزدیک لائق تسلیم وقابل قبول نہین ہوسکتا۔ تیسرا اصول اعمال تقیہ مستور الحال ہے اس کی اصلی کیفیت وواقعی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کے خوف سے دین کے معاملہ مین امر حق کو چہپائے اور باطل کو ظاہر کرے بلکہ ان کی حدیثون کی معتبر ومستند کتابون مین تقیۂ شریفہ کے بارہ مین جو الفاظ وارد ہوے ہین وہ عام طور پر مطلقاً اخفاء حق واظہار باطل پر دلالت کر رہے ہین چنانچہ اس کے متعلق کافی کلینی کی صرف چار حدیثون کو کافی جانکر اس مقام مین فقط اون ہی پر اکتفا کرتا ہون

جنمین سے دو حدیثین تو اقوال امامان صادق المقال کے حال مین ہین اور دو افعال ائمہ باکمال کے احوال مین حدیث اول اصول کافی کلینی مین سلیمان ابن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اوسکو چھپائے گا اللہ اوسکو عزت دے گا اور جو اوس کو ظاہر کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا دوسری حدیث ابو عمیر اعجمی سے منقول ہے کہ مجھسے امام جعفر علیہ السلام نے یہ کہا کہ اے ابو عمر دین کے دس حصون مین سے نو حصہ دین تقیہ مین ہے اور تقیہ نبیذ اور مسح خفین کے سوا سب چیزون مین ہی تیسری حدیث زرارہ ابن اعین سے روایت ہے جس کا اخص الخواص شیعون مین شمار ہے اور ان کی کتب احادیث مین اوس کی روایتون کا بہت بڑا انبار ہے کہ مین نے امام باقر صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے مجکو اوس کا جواب دیا پھر ایک اور رجل آیا اور اوس نے بھی بعینہ وہی مسئلہ دریافت کیا آپنے اوسکو میرے خلاف جواب دیا پھر اور ایک شخص آیا اوسنے بھی وہی مسئلہ پوچھا آپ نے اوسکو ہم دونو نکے خلاف جواب دیا جب وہ دونون شخص چلے گئے تب مینے امام صاحب سے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ دو آدمی جو آپسے مسئلہ دریافت کرتے تہے عراق کے رہنے والے آپکے قدیمی شیعون مین سے تھے آپنے دونونکو ایک دوسرے کے خلاف جواب دیا امام عالی مقام نے فرمایا

عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يَا سُلَيْمَانُ اِنَّكُمْ عَلٰى دِيْنٍ مَنْ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰهُ یعنی تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اوسکو چھپائے گا اللہ اوسکو عزت دیگا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا اللہ اوسکو ذلیل کریگا اصول کافی باب الکتمان صفحہ ۴۸۵ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۰۲ھ ۲ عَنْ اَبِیْ عُمَیْرِ الْاَعْجَمِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يَا اَبَا عُمَرَ اَنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّيْنِ فِی التَّقِيَّةِ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا تَقِيَّةَ لَهٗ وَالتَّقِيَّةُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِی النَّبِيْذِ وَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ مطلب کتاب ہذا مین ہے اصول کافی باب التقیہ صفحہ ۴۸۲ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۰۲ھ ۳ عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ اَعْيَنَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَاَجَابَنِیْ ثُمَّ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَئَلَهٗ عَنْهَا فَاَجَابَهٗ بِخِلَافِ مَا اَجَابَنِیْ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَاَجَابَهٗ بِخِلَافِ مَا اَجَابَنِیْ وَاَجَابَ صَاحِبِیْ الخ مطلب کتاب ہذا مین کل درج ہے اصول کافی کتاب العلم باب اختلاف الحدیث صفحہ ۳۷ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۳۰۲ھ۔

کہ اے زرارہ یہ امر ہمارے حق مین بہتر ہے اور یہی ہماری اور تمہاری بقا کا سبب ہے اگر تم سب ایک ہی طریق پر ہوجاؤ تو لوگون کو اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ تم سب ہمارے گروہ کے آدمی ہو اس سے ہماری اور تمہاری بقا کم ہو جائے گی پہر زرارہ کہتا ہے کہ مین نے امام جعفر علیہ السلام سے یہ کہا کہ آپ کے شیعہ تو ایسے پکے ہین کہ اگر آپ اونکو بہالون یا آگ مین گہسنے کا بہی حکم فرمائین تو وہ اوسمین کچھہ عذر پیش نہ لائین پہر ایسے آدمی آپ کے پاس سے مختلف العقیدہ بنکر نکلتے ہین یہ سنکر اون حضرت نے بہی مجکو بعینہ وہ ہی جواب دیا جو اون کے باپ یعنی امام باقر صاحب نے دیا تھا بس اس حدیث کے مطابق امام صاحب کیا ہوئے شاعر کے اس شعر کا مصداق بن گئے ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

چوتھی حدیث موسیٰ ابن اشیم سے منقول ہے کہ مین امام جعفر صاحب کے پاس بیٹھا تھا کہ اس حالت مین مین نے اون سے ایک آیت کا مطلب دریافت کیا آپ نے مجکو تبلایا اتنے مین ایک اور آدمی آیا اوس نے بھی اوسہی آیت کے متعلق سوال پیش کیا امام صاحب نے اوسکو میرے خلاف جواب دیا پہر اور دوسرا شخص داخل ہوا اوسنے ہی اوسی آیت کا مطلب پوچھا اوسکو آپ نے پہلے شخص کے خلاف جواب عطا فرمایا اس بات سے میرے دل مین شک واقع ہوا اور یہ کیفیت دیکھکر میرے دل کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا وہ چہریون سے چوکا جاتا ہے مین اپنے دلمین یون کہتا تھا کہ مین ابو قتادہ کو ملک شام مین ابھی چہوڑ کر آیا ہون کہ وہ ایسے دو حرف و مین ہی خطا نہین کرتے کہ جو آپس مین مشابہ ہون اور ان امام صاحب کے پاس جو آیا تو حضرت کو ایسے حال عجیب مین پایا کہ اس قسم کی کہلی ہوئی خطا کرتے ہین مین اپنے دلمین یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اوس ہی

عن موسیٰ ابن اشیم قال کنت عند ابی عبد اللہ فسالہ رجل عن اٰیۃ من کتاب اللہ عز و جل فاخبرہ بہا ثم دخل علیہ داخل فسالہ عن تلک الاٰیۃ فاخبرہ بخلاف ما اخبر الاول الخ

اصول کافی باب التفویض الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الی الائمۃ فی امر الدین صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ نول کشور

وقت ایک اور شخص آپہنچا۔ اور اوس نے بھی اوس ہی آیت کو پوچھا اوسکو امام عالی مقام نے ہم سب کے ہی خلاف جواب عطا فرمایا تب تو مجکو تسکین ہو گئی اور مین سمجھ گیا کہ امام صاحب تقیہ فرمارہے ہین غرضکہ تقیۂ شریفہ کے بیان مین ان کی کتب احادیث مین اس قسم کی حدیثین بیان کی گئین ہین جن کے مضامین فرضیہ سے اون کے الفاظ کا وضعیہ ہونا ظاہر ہورہا ہے اور اس قسم کے اقوال بے معنی وافعال لایعنی سے اماما ن عالی درجات کی ذات پاک منزہ ومبرا ہے اللہ جل شانہ نے جس کسی کو ذرہ بھر بھی نور عقل عطا فرمایا ہے وہ ادنے تامل سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ تقیہ شنیعہ کئی وجوہ سے باطل ہے اول یہ کہ تقیہ وکذب مین اہل فہم کے نزدیک تبدل نام کے سوا اور کوئی فرق نہین اس لئے کہ کذب کی صرف اتنی ہی حقیقت ہے کہ کوئی امر واقع کے خلاف بیان کیا جائے باقی رہی اوس بیان کرنے کی علت ووجہ وہ اوس کی حقیقت سے خارج ہے اب اہل انصاف پر یہ امر صاف ظاہر ہے کہ تقیۂ شریفہ کے متعلق جسقدر ان کی کتب حدیث مین روایات بیان ہوئی ہین جنمین سے معدودے چند پر ہمنے اپنے اس رسالہ مختصر مین اکتفا کیا ہے اون سب مین حقیقت کذب صاف وصریح طور پر جلوہ گر ہورہی ہے یہ امر آخر ہے کہ اوسکو کذب ودروغ نہ کہو بلکہ تقیہ شریفہ اوسکا نام رکھو کسی شے کے نام بدل دینے یا کوئی اصطلاح خاص مقرر کر لینے سے درحقیقت اوس شے کی حقیقت نہین بدل سکتی غرض حضرات شیعہ تقیہ کا جو چاہین نام رکھین مگر سچ یہ ہے کہ ہے جھوٹ ہی کسی دین مین یہ بہتر نہین سمجھا گیا چہ جائے کہ وہ عین دین قرار دیا جائے اور مقتضای عقل بھی یہی ہے اس لئے کہ انسان کو زبان کے عطا کرنے سے بڑا مقصود یہی ہے کہ جو شے کسی کو معلوم ہو اوسکو زبان کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے اور اوس کی وہ کیفیت جو اوسپر مخفی ہے اس آلہ بیان کے واسطہ سے اوس پر منکشف کی جائے تمام واقعات دنیاوی ودینی کے اظہار واقعی کا مدار اعظم لسان ترجمان القلب کے لئے مسلم مانا گیا ہے

یہان تاک کہ ذکر الہی و عبادت معبود حقیقی کا میسر آنا ہی بندہ کو تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب کوئی شخص اوسکو زبان صحیح البیان کے ذریعہ سے اوسپر منکشف کرے اگر کسی شخص کی زبان نہین ہوتی یا کسی خاص سبب سے اوسکو استعمال مین نہین لا سکتا تو اوس شخص کو مجبورًا اون امور سے جو زبان کے قایم مقام قرار دیئے گئے ہین جیسے اشارات و کنایات و کتابت وغیرہ کام لینا پڑتا ہی بہرصورت زبان کا مقصود اوس ہی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اوس کے واسطہ سے اپنے ما فی الضمیر کو اصلی طور پہ ظاہر کیا جائے اور اوس کے خلاف طریق پر ظاہر کرنے مین اوس مقصود اصلی کو بالکل اولٹ دینا ہے یہ ہی سبب ہے کہ جھوٹ بولنا تمام مذاہب مین بڑا جرم قرار دیا گیا ہے یہ تو حضرات شیعہ ہی کی خصوصیات مین سے ہے کہ بجاے جرم اوس کو افضل الطاعات بلکہ عین دین مانا گیا ہے ہان یہ امر ایک خاص حد تک مسلم ہے کہ بعض خاص خاص موقعون پر جیسے کہ کسی کی جان ناحق تلف ہونے کی حالت مین شارع کی جانب سے اوسکی فی الجملہ اجازت ہے جس مین حضرات شیعہ کا تقیہ شریفہ ہرگز داخل نہین بلکہ قطعًا اوس سے خارج ہے اس لئے کہ ان کی روایات کتب احادیث سے جو اس کے بارہ مین نقل کی گیئن ہین اون سے علانیہ طور پر بہ تصریح تمام صاف ظاہر ہے کہ ائمہ معصومین مسائل دینیہ کے بیان کرنے مین حتی کہ اپنے شیعان مخلصین کے روبرو تقیہ کو کام فرما کر خلاف واقع جواب دیا کرتے تھے اور بلا ضرورت شرعیہ اخفاء حق و اظہار باطل کیا کرتے تھے حالانکہ اماموں کو اپنی جان کا خوف نہین ہو سکتا تھا چنانچہ کافی کلینی مین اس امر کے متعلق ایک خاص باب[1] منعقد کیا ہے کہ اماموں کو اس امر کا علم ہوتا ہے کہ وہ کب مرین گے اور وہ اپنے ہی اختیار سے مرتے ہین ابو بصیر[2] جوان کا

---

[1] باب ان الائمۃ یعلمون متی یموتون و انہم لا یموتون الا باختیار منہم [2] عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ ع ای امام لا یعلم ما یصیبہ و الی ما یصیر فلیس ذلک بحجۃ اللہ علی خلقہ اصول کافی باب ان الائمہ یعلمون متی یموتون صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ نول کشور

بڑا راوی اور اماموں کا اعلیٰ درجہ کا صحابی ہے وہ امام جعفر صادق صاحب سے راوی ہے
کہ انھوں نے فرمایا کہ جب امام کو اپنے انجام کا حال معلوم نہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسکی
مخلوق پر حجت نہیں اس قسم کی روایات راویان شیعہ سے صاف عیان ہے کہ اماموں کا تقیہ
فرما کر مسائل دینیہ کو قصداً غلط بیان کرنا قطعاً خلاف شان ایمان ہے اور اس قسم کا تقیہ
قبیحہ بلاشبہہ داخل کذب صریح ہے جو عموماً تمام کافہ انام خصوصاً جملہ ائمہ عالی مقام کے حق مین یقیناً
نہایت درجہ قبیح ہے جس کے صدور قبیح و مذموم کو ان پیشوایان دین سے عقل سلیم کسی طرح
پر ہرگز تجویز نہین کرسکتی اور یہ احتمال کہ شاید اسمین ائمہ معصومین کی کوئی مصلحت مخفی ہو جو ہم
پر منکشف نہوئی ہو اس مقام مین ہرگز مفید نہین ہوسکتا اس لیے کہ اس قسم کے احتمالات باطلہ
ہر شخص اپنے نفس کے مطابق جملہ امور نامشروع مین پیدا کرسکتا ہے لیکن اس قبیل کے اقوال
بے معنی نہ اثبات دعوے کے لیے دلیل ہوسکتے ہین اور نہ الزام مخالف کے واسطے حجت بہر بہی
غور کرنے کا مقام ہے کہ جب اماموں کے وجود سے مقصود خاص ہدایت انام ہے تو اون کو
خاص معاملات دینیہ مین اخفاء حق و اظہار باطل سے بھلا کیا کام ہے اور اس صورت مین
عوام الناس فساق و فجار اور اخص الخواص ابرار و اخیار کے درمیان مین کیا فرق ہوا اور اس
حالت مین اماماں مقبولان بارگاہ خداوندی سے خلق اللہ کی ہدایت عام پانے کی کیا
شکل ہوسکتی ہے بلکہ اس شکل خاص مین بجائے ہدایت عین ضلالت جلوہ گر ہے اس لیے کہ اگر
کوئی شخص دین کے معاملہ مین صرف حق کو چھپائے مگر باطل کو ظاہر نہ کرے تو اس صورت مین
اگرچہ ہدایت کا تحقق اوس کے ذریعہ سے وجود مین نہ آئے گا لیکن اوس کے واسطہ سے ضلالت
کا بھی ظہور ہونے نہ پائیگا اور اگر اوس نے حق چھپانے کے ساتھ باطل کو ظاہر کیا تو اس حالت
مین ظاہر ہے کہ جو شخص اوسکے قول و فعل پر اعتماد کرے گا ضرور ہے کہ اوس کی وجہ سے وہ
چاہ ضلالت مین گرے گا اور اوس کے حق مین وہی گلو کی مثل صادق آئے گی کہ ایک تو تھی
کروی دوسرے چڑھ گئی نیم پر ایک تو اماماں شیعان نے چھپایا حق کو دوسرے ظاہر کیا

باطل کو نبگیئے مصداق وہ اس مصرعۂ مشہور کے ؎ کون رہ تبلائے جب خود خضر بھکانے لگے۔

دوسری وجہ اس تقیہ قبیحہ کے بطلان کی یہ ہے کہ جب مذہب شیعہ مین بقول ائمہ معصومین

دین کا چھپانا باعث عزت اور اوسکا ظاہر کرنا موجب ذلت ٹھرا تو اوس دین سے نفع ہی کیا ہوا

بلکہ اس تقدیر پر اوسکا عدم و وجود ہی برابر ہو گیا اس لیئے کہ دین سے ہدایت ہی مقصود

ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ اخفاء کی حالت مین ہرگز نہین بن پڑتی کیونکہ یہ امر ضروریات دین

سے ہے کہ افعال حسنہ کا اکتساب اور افعال قبیحہ سے اجتناب اوس کے باعث سے بندون کو

میسر آئے جس کے سبب سے وہ رضاء الہی کے مستحق ہون اور جب تک کسی شے کی بھلائی

یا برائی کا کسی کو علم نہو تب تک اوس کی طرف رغبت یا اوس کی جانب سے نفرت اوس کے

دل مین نہین پیدا ہو سکتی جو اکتساب واجتناب کا اصلی منشا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ

جب دین کا اخفاء باعث عزت اور اظہار موجب مذلت قرار پایا تو شیعون تک اس دین کا

پہنچنا ہی محال تھا اس لیئے کہ جس حالت مین کہ امام شیعون کو بلکہ پیغمبر صاحب امامون کو

ہی اوسکو نہ پہنچاتے تو پھر حضرات شیعہ امامیہ اوسکو کسطرح پاتے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس

تقدیر پر کہ اخفاء دین بہتر قرار دیا جاتا یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے سرے سے اوس کو نازل

ہی نفرماتا اس لیئے کہ جسقدر اوسکا اخفا نازل نہونے کی صورت مین ہو سکتا تھا ظاہر ہے کہ

اوس کے نازل ہونے کی صورت مین اوسقدر ہرگز نہین ہو سکتا کیونکہ کسی شئی کی معلوم نہونیکی حالت

سے اوسکی مخفی رہنے کی حق مین کوئی اور دوسری حالت بہتر نہین ہو سکتی پس ان چارون وجوہ معقول سے

اہل عقل کو چار و ناچار اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہی کہ اس قسم کا تقیہ شنیعہ جسکو فرقۂ شیعہ نے اپنی دین کا رکن اعظم قرار

دی رکہا ہی جسکا حال بالاجمال ابہی بیان ہو چکا درحقیقت محض باطل ہے حضرات شیعہ کے سواد نیا بہر مین کوئی

عقلمند ہرگز اسکا قائل نہین ہو سکتا ہماری اس تحقیق سے جو معقول و مدلل طریق پر بیان

ہوئی اگرچہ کسی شخص کو اس رسالہ کے ناظرین منصفین مین سے تقیہ کی بطلان حقیقت مین

درحقیقت کسی قسم کا شک و شبہہ نرہا ہوگا اور فی الواقع اس قسم کی مدلل تقریر دلپذیر

کے بعد رہنا چاہئے ہی نہین مگر تاہم اسکے بطلان پر مزید اطمینان کے لئے ہم تقیہ کا بقیہ بھی جو کچھ باقی رہا ہے شائقین طالبین حق کی خدمت مین پیش کئے دیتے ہین بزرگون کا مقولہ ہے کہ سانپ کو مار ڈالنا اور اوسکے بچہ کو پالنا عقلمندون کا کام نہین جب ہم نے اصل تقیہ بے اصل کو بلا خوف وخطر خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے نیست ونابود کر دیا تو اب بقیہ تقیہ کو کیا چھوڑنا پڑا ہے شیعہ صاحب جہان ہمپر سو دفعہ لعنت بھیجے اوس کی جگہ سوا سو مرتبہ بھیجین انشاء اللہ اون کی لعنت ہمارے حق مین رحمت بنکر بروز قیامت ہمکو ملے گی لو اب تقیہ قبیحہ کے بقیہ فضیحہ کا حال ہی سنو کہ شیعان اثنا عشریہ نے اس تقیہ شیعہ کے کمزور اصول کو ہرچند کہ نہایت مضبوطی سے پکڑا مگر چونکہ کمزور شئے کیسی ہی ہو پھر ہوتی کمزور ہی ہے آخر کار اوسپر قایم نہ رہ سکے لیکن تعجب یہ ہی کہ ہرچند کہ اوسپر سے نیچے گر پڑے ہین مگر سمجھہ یون رہے ہین کہ ہم اوس کے اوپر چڑھے کھڑے ہین اس بقیہ تقیہ کا قصہ عجیبہ یہ ہے کہ شیعہ صاحبان یون کہتے ہین کہ ہر امام کے نام کی صحیفے سنہرے مہر لگے ہوئے اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے اور اون مین۔ بارہ امامون مین سے ہر ایک کے متعلق جدا جدا نام بنام احکام لکھے تھے ہر امام دوسرے امام کو اوسکے نام کا صحیفہ دیتے چلے آئے ہر ایک امام اپنے اپنے صحیفون کے احکام مندرجہ کو عمل مین لائے چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کے نام نامی کا جو صحیفۂ گرامی تھا اوس مین یہ لکھا تھا کہ تمکو صبر کرنا چاہئے

بیان ان صحیفون کا جو بارہ امام

احمد بن محمد و محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن احمد بن محمد عن ابی الحسن الکنانی عن جعفر بن نجیح الکندی عن محمد بن احمد بن عبد اللہ العمری عن ابیہ عن جدہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان اللہ عز وجل انزل علی نبیہ علیہ السلام کتابا قبل وفاتہ فقال یا محمد ہذہ وصیتک الی النجباء من اہلک قال ومن النجباء یا جبرئیل فقال علی بن ابی طالب وولدہ علیہم السلام وکان علی الکتاب خواتیم من ذہب فدفعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی امیر المؤمنین علیہ السلام وامرہ ان یفک خاتما منہ ویعمل بما فیہ ففک امیر المؤمنین علیہ السلام خاتما وعمل بما فیہ ثم دفعہ الی ابنہ الحسن

اور کسی کے ساتھ لڑنا جھگڑنا ہرگز نہین چاہئے چنانچہ اس ہی بنا پر اُنھون نے خلافت و باغ
فدک کے متعلق خلفاء ثلثہ سے جھگڑا قصہ نہ کیا بلکہ صبر فرماکر اون کو اپنا حق دے دیا امام حسنؑ
کے صحیفہ مین بھی اسی قسم کی وصیت لکھی تھی اس ہی وجہ سے آپ نے امیر شام سے صلح کر لی اور اپنی
خلافت اونکو سونپ دی امام حسینؑ کے صحیفہ مین یہ لکھا تھا کہ تم خدا کے سوا اور کسی سے نہ ڈرنا بلکہ
اپنے باپ دادا کے دین کو خوب ظاہر کرنا کہ تمپر کسی کا قابو نہ چل سکے گا تم خدا کی حفاظت دامن مین
ہو چنانچہ آپ نے اپنے صحیفہ کے مضمون صداقت مشحون پر عمل فرماکر یزید والی شام کی بیعت قبول
نہ کی اور صرف چند مردان خدا کو اپنے ہمراہ لیکر اوس کے لشکر جرار بیشمار کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ
کر کے خوب مردانگی کی داد دی جسکا شیعان امامیہ ہر سال کوچہ و بازار مین گڈا بنا کر نکالتے ہین

(حاشیہ متعلق صفحہ ۲۱) عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيهِ اَنِ اُخْرُجْ بِقَوْمٍ اِلَى الشَّهَادَةِ فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ اِلَّا مَعَكَ وَاشْرِ
نَفْسَكَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا
فَوَجَدَ فِيهِ اَنْ اَطْرِقْ وَاصْمُتْ وَالْزِمْ مَنْزِلَكَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ فَفَعَلَ
ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيهِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَلَا
تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهُ لَا سَبِيْلَ لِاَحَدٍ عَلَيْكَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَكَّ خَاتَمًا فَوَجَدَ فِيهِ حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَهْلِ
بَيْتِكَ وَصَدِّقْ اٰبَاءَكَ الصَّالِحِيْنَ وَلَا تَخَافَنَّ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنْتَ فِيْ حِرْزٍ
وَاَمَانٍ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ اِلَى ابْنِهِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَذٰلِكَ يَدْفَعُهُ مُوْسٰى اِلَى الَّذِيْ
بَعْدَهُ ثُمَّ كَذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ الْمَهْدِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ترجمہ احمد بن محمد اور محمد بن یحییٰ نے محمد
بن الحسین سے اور اُنھون نے احمد بن محمد سے اور انھون نے جعفر بن نجیح الکندی سے اور انھون نے محمد بن احمد
ابن عبد اللہ العمری سے اور انھون نے اپنے باپ اور دادا سے اور انھون نے ابی عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ
عز و جل نے اپنے نبی پر قبل وفات ایک کتاب نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد یہ تمھاری وصیت ہے نجبا یعنی برگزیدہ اہل

اور اپنے گھرون خصوصًا امام باڑون مین مجلسین ترتیب دے کر ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ امامون
کے نام کو خوب ہی اوچھالتے ہین ایسے ہی اصول کافی کلینی مین حضرت امام باقر و امام جعفر صادق
صاحبان عالیشان کے صحیفون کی شان مین آیا ہے کہ اون مین یہی لکھا ہوا تھا کہ تم بھی
خدا کے سوا کسی سے مت ڈرو اور اپنے اہل بیت کے علوم کو خوب ظاہر کرو جب ہم اون مصنوعی
صحیفون کی واقعی و اصلی کیفیت طالبان حق کے سامنے ظاہر کر چکے تو اب اس مقدمہ صحیفہ کے معاملہ
خاص مین اپنی منصفانہ راے ظاہر کر کے حق و باطل مین قرار واقعی فیصلہ سنائے دیتے ہین اور
اس پیچیدہ معاملہ کا عمر بھر کے لئے بالکلیہ جھگڑا ہی ہٹائے دیتے ہین جسکا اپیل انشاءاللہ الرحمن
امام مہدی صاحب الزمان کے اجلاس مین ہی بحال رہے گا امید ہے کہ آیندہ اسکے بارہ مین

(سلسلہ صفحہ ۲۱۸) - کے واسطے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ نجباء کون ہین انھون نے عرض کیا کہ علی ابن
ابی طالب اور اون کے بیٹے اور کتاب مذکور پر سونے کی مہرین لگی ہوئی تہین نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے کتاب مذکور
علی کو دی اور فرمایا کہ تم اس کی مہر توڑو اور جو کچھ اس مین ہے اوسپر عمل کرو امیرالمومنین نے مہر توڑی اور اوسکے
لکھے ہوئے پر عمل کیا - ازان بعد حضرت علی نے اوس کتاب کو حسن کی سپرد کیا انھون نے اوس کی مہر توڑی
اور جو اوسمین لکھا تھا اوسپر عمل کیا اوس کے بعد حسنؑ نے کتاب کو حسینؑ کے حوالہ کیا آپنے مہر توڑی دیکھا تو اوس
مین لکھا ہوا تھا کہ تم ایک قوم کو اپنے ہمراہ لیکر شہادت کے لئے نکلو اور اوس قوم کی شہادت سوائے تمہارے کسی
کے ساتھ نہوگی اور تم اپنی جان کو اللہ کی راہ مین فروخت کرو چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا پھر حسین نے اوس
کتاب کو اپنے بیٹے علی کے سپرد کیا انھون نے اوسکی مہر توڑی تو اوسمین یہ لکھا تھا کہ اطاعت کرو اور خاموش
رہو اور اپنی جگہ کو مت چھوڑو اور اپنے رب کی عبادت کرو یہان تک کہ موت آجائے انھون نے ایسا ہی کیا پھر
اُنھون نے اوس کتاب کو اپنے بیٹے محمد کے حوالہ کیا انھون نے مہر کو توڑا تو یہ لکھا ہوا تھا کہ تم لوگون سے حدیث
بیان کرو اور فتوے دو اور سوائے اللہ کے کسی سے مت ڈرو کیونکہ تم کو کوئی مضرت نہ پہنچا سکے گا بعد ازان اُنھون نے
کتاب مذکور کو اپنے بیٹے جعفر کی سپرد کیا انھون نے اوس کی مہر توڑی اوس مین لکھا تھا کہ تم لوگون سے حدیث بیان
کرو اور فتوے دو اور اہل بیت کے علوم کو پھیلاؤ اور اپنے آباے صالحین کی تصدیق کرو اور اللہ کے سوا کسی سے

کوئی شخص بارہ اماموں کے ماننے والوں مین سے کبھی قیل وقال نکرے گا اِس مقدمہ کی اصلی حالت وواقعی کیفیت یہ ہے کہ پیشوایان مذہب شیعہ نے صحیفہاے مفروضہ کی بموجب جن اماموں پر تقیہ واجب قرار دیا اون ہی کی نسبت اوس کا ترک بہی ثابت کیا اور جن کے حق مین اوسکا حرام ہونا ظاہر فرمایا اون ہی کے دامن پاک پر اوس کے ارتکاب بیجا کا بدنما دہبہ لگایا چنانچہ جناب امیر کرار غیر فرار کے صحیفہ مین یوں کہتے ہین کہ یہ لکھا تھا کہ تم صبر وسکوت کرنا اور مخالفین وغاصبین سے اپنے حق کی بابت ہرگز نہ لڑنا اس ہی وجہ سے آپ نے خلافت کے معاملہ مین جو خاص آپ ہی کا حق تھا خلفاء ثلثہ کے ساتھ کچھہ جھگڑا قصہ نہ کیا بلکہ اوس کو بلاتکرار اون کے حوالہ کر دیا حالانکہ ان ہی کی روایات کتب معتبرہ سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جب خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ رسول مقبول کی خلافت کو صحابہ سید الابرار نے قبول کرکے برضا و رغبت اون کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو جناب امیر علیہ السلام نے اونکی بیعت نہ کی اور اپنے گھر مین چھپ کر بیٹھہ رہے جسوقت خلیفۂ وقت کے وزیر باتدبیر ایک گارد اپنے ہمراہ لیکر اون کے بلانے یا یوں کہئے کہ اون کے پکڑنے کو گئے تو آپ نے جھٹ پٹ دروازہ کے پٹ بند کرلئے سپاہی دروازہ کو آگ لگا کر دہم سے گھر کے اندر جا گھسے جناب حیدر یہ کیفیت دیکھکر شیر کی طرح غرا کر اون کے ساتھ کشتی لڑنے لگے اور اون کے افسر با کروفر کو پچھاڑ دیا آخر کار اس کارزار کا مآل کار یہ ہوا کہ وہ افسر اور ایک دوسرا اوسکا ہمسر العظمۃ للہ اوسی شیر نر کی گردن مین رسی باندہکر خلیفۂ وقت کی خدمت مین کشان کشان لے گئے آپ نے اس بے بسی کی حالت مین یہ فرمایا کہ اگر پیغمبر صاحب اس معاملہ مین مجکو وصیت نہ فرماتے تو آج تمکو یہ امر معلوم ہوجاتا کہ کس شخص کے

(سلسلہ صفحہ ۲۱۹) ۔ نہ خوف کرد اور تم اللہ کی حفاظت اور امان مین ہو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا انھون نے پہر کتاب مذکور کو اپنے بیٹے موسے کی سپرد کیا اور اسیطور پر نسلاً بعد نسل ایک دوسرے کو دیتے رہے اور قیام مہدی تک یہی سلسلہ رہے گا ۔ اصول کافی کلینی باب ان الائمۃ لم یفعلوا شیئا ولا یفعلون الا بعہد من اللہ عز وجل وامر منہ لا یتجاوزونہ طبع لکہنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ فائدہ باب مذکور کی ایک حدیث نقل کر دی گئی جسمین جملہ صحیفوں کا ذکر ہے باب مین اسکے متعلق اور بہی چند حدیثین ہین جنسے ابطال اصول شیعہ کی عبارت کا

مددگار زیادہ ہین غرض کہ وہان لیجاکر جبراً قہراً آپ سے خلیفہ وقت کی بیعت لے اسکے بعد دو
روز تک برابر اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لیکر ایک ایک مہاجر و انصار کے گہر گہر آپ مدد طلب
کرتے پہرے مگر چار شخصون کے سوا کسی نے آپ کی اعانت کا اقرار نہ کیا مجبوری کی حالت مین آپ
کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ تم چار شخصون کی مدد سے بہلا کیا کام نکلے گا اب اس قسم کے قصہ بے
اصل بنانے والون سے کوئی پوچھے کہ مضمون صحیفہ وصنعیہ ووصیت فرضیہ پر جسمین تقیہ وصبر
علی البلیہ کا آپ کے لئے حکم تھا اس صورت مفروضہ مین آپ کا عمل کہان باقی رہا بلکہ اسوقت
مین اس قسم کی تسلیم اضطراری عصمت بیبی ست از بے چادری کے قبیل مین داخل ہوگئی پہر اس
حالت مین آپ کے اعوان وانصار کا بہی حال بخوبی کہل گیا کہ صرف چار کے سوا ایک بہی آپ
کا مددگار نہ نکلا اور چار کا بھی فقط زبانی اقرار تھا وقت پر واقعی حال معلوم ہوتا خدا
جانے کیا پیش آتا یہ تو جناب امیر کے مضمون صحیفہ پر عمل فرمانے کی کیفیت تہی۔ اب حضرت
امام حسن کا اپنے صحیفہ پر عمل کرنے کا حال سنئے کہ آپ نے جب امیر معاویہ والی شام سے صلح کرلی
اور خلافت راشدہ انکو تسلیم کردی تو شیعان وفادار نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور
آپ کی نسبت اس قسم کا بیہودہ وگستاخانہ کلمہ زبان سے نکالا کہ آپ نے امیر معاویہ کے ساتھ
صلح کرکے مومنین کا منہ کالا کردیا اور اوس کے ساتھ ہی یہ بہی روایت پرشناعت ہے کہ حضرت
امام حسینؑ نے یہ فرمایا کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو بہائی صاحب کے صلح کرنے سے بہتر تھی
اس قصہ پرغصہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کا وہ صحیفہ جس مین آپ کے لئے حضرات شیعہ
حکم تقیہ تبلاتے ہین محض بے اصل تھا ورنہ مصالحت امیر معاویہ کی بنا پر جسکی بناء مذہب شیعہ
مین خاص تقیہ پر مبنی تھی آپ کو شیعان باوفا خصوصاً امام حسینؑ یا صفا اس معاملہ مین
ملامت بیجا نہ فرماتے کیونکہ جب آپ نے اپنے صحیفہ منزلہ کے مضمون واجب التعمیل پر
عمل فرمایا تھا تو پہر آپ نے اس معاملہ مصالحت وتسلیم خلافت مین بہلا کیا برا کیا تھا
اب رہا امام حسین کا صحیفہ اوس کی یہ کیفیت ہے کہ اگرچہ شیعون کے نزدیک اوس مین

بیان صحیفہ امام حسن

بیان تقیہ حضرت امام حسینؑ

تقیہ کرنے کی آپ کو سخت ممانعت تھی اور اس ہی وجہ سے آپ نے بیعت کے معاملہ مین یزید کے حکم کو نمانا بلکہ اپنے اہلبیت اخیار کے ساتھ اوس کے لشکر جرار کا مقابلہ کر کے شربت شہادت نوش فرمایا لیکن باوجود اس کے ان کی معتبر کتابون سے آپکا ادنے سے ادنے امر مین تقیہ فرمانا بہ تصریح ثابت ہے چنانچہ کافی کلینی جلد اول کتاب الجنائز مین روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رجل منافقین میں سے مرگیا تو امام حسین ابن علی صلوات اللہ علیہما اوس کے جنازہ کے ساتھ جاتے تھے کہ راستہ مین آپ کا غلام ملا آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو کہان جاتا ہی اوس نے عرض کیا کہ مین اس منافق کے جنازہ کی نماز سے بچتا پہرتا ہون آپ نے فرمایا کہ دیکھ تو میرے داہنے جانب کہڑا ہوجا اور جو کچھہ مجکو کہتا ہوا سنے تو بھی وہ ہی کہتا جا غرض جب جنازہ کے ولی نے اوسپر تکبیر کہی تو امام حسینؑ نے بھی اللہ اکبر کہا اور پہر تکبیر کے بعد یہ پڑھنا شروع کیا کہ اللہ تو اس بندہ پر ہزار لعنتین کر کہ وہ ملی ہوئی ہون مختلف نہون اللہ تو اس بندہ کو اپنے بندون اور شہرون مین رسوا کر اور اس کو آگ کی تیز آنچ مین تپا اور سخت عذاب اسکو چکھا کہ یہ تیرے دشمنون کو دوست اور دوستون کو دشمن جانتا تھا اور تیرے نبی کی اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا اس روایت سے صاف یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اگر آپ کے صحیفہ منزلہ مین آپ کے لئے تقیہ کی ممانعت ہوتی تو جس حالت مین کہ آپ نے یزید جیسے جابر وظالم بادشاہ کی بیعت کے معاملہ مین تقیہ کو کام نہ فرمایا اور اپنے اور اپنے متعلقین کی جان کا دینا گوارا کیا وہ ایک منافق کے جنازہ کی نماز کیون پڑہنے لگے تھے اول تو قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کو منافق ناپاک کے جنازہ پر نماز پڑہنے حتی کہ اوسکی قبر پر کہڑے ہونے کی ممانعت فرمائی ہے دوسرے نماز جنازہ سے مقصود میت کے حق مین دعا ہوتی ہے جسکا مستحق مومن ہی ہوسکتا ہے نہ کافر و منافق اور کسی کے جنازہ پر بد دعا کرنا اوس مقصود اصلی کا برعکس کردینا ہے جو امام عالی مقام کی شان عالی کے ہرگز شایان نہین ہوسکتا۔ تیسرے امام حسین جیسے برگزیدہ امام کے کسی کے جنازہ مین شریک ہونے سے

خواہ وہ کسی غرض سے ہو دیکھنے والون کو یہ دہوکا ہوسکتا ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ یہ میت
کوئی بڑے درجہ کا شخص ہے جس کے جنازہ کی نماز پڑہنے کے لئے امام برگزیدہ انام تشریف لائے
ہین اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اوس شخص کے عقائد ملحدانہ و اعمال منافقانہ کو لوگ بہتر جانکر
اوسکا اتباع کرین گے یہ کسی کو شیعیان روشن ضمیر کے سوا کیا معلوم ہے کہ یہ شخص حقیقت
مین منافق تھا اور امام صاحب صلوٰۃ کی صورت مین اوسپر چپکے چپکے بد دعا فرما رہے ہین
اور اوسکی قبر کو اوس کے حق مین قعر دوزخ بنا رہے ہین چوتھے یہ ہے کہ بد دعا کرنے کے
لئے اوس کے جنازہ ہی پر آنے کی کیا ضرورت تھی امام مستجاب الدعوات کی بد دعا تو گھر بیٹھے ہی
تیر بہدف تھی بہر صورت آپ کا یہ فعل تقیہ مضمون صحیفہ کے بالکل مخالف ہے اب رہی حضرت
امام باقر و امام جعفر صادق کے صحیفہ غیر مطابق کی کیفیت ناموافق وہ یہ ہے کہ باوجود اس
امر کے کہ حضرات شیعہ کے نزدیک صحیفون کے مطابق اون دونون امامون پر تقیہ حرام تھا
لیکن پہر ہی اون کو ادنے و اعلی موافق و مخالف کے سامنے رات دن تقیہ ہی سے کام
تھا چنانچہ ان کی معتبر کتابون مین جن پر اون کے مذہب کا دار و مدار ہے جیسے کلینی و
استبصار اس قسم کی روایات بیشمار کا بہت بڑا انبار ہے جن مین سے بطور مشتے نمونہ از خروارے
چند روایات سابق مین ہم نقل کر چکے جس کسی کو زیادہ شوق ہو وہ کلینی خصوصاً استبصار
مین اونکو دیکھ لے خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقیہ فرضیہ جس کے عین کذب و فریب ہونے مین
کسی صادق الایمان و صحیح العقل کو کسی قسم کا شبہہ نہین ہوسکتا باوجود خلاف عقل و نقل
ہونے کے خود مذہب شیعہ کے ہی بالکل مخالف بلکہ قطعاً ہادم اساس دین ہے اس مذہب
والون کی ہی عجیب کیفیت ہے کہ کسی ایک بات پر پکے طور پر جمے ہی نہین رہتے ان
مختلف الاحوال کا عجب حال ہے کہ جس شے کا ایک جگہ پر اثبات ہے دوسرے مقام پر
بعینہ اوس ہی شے کا ابطال ہے حقیقت مین یہ خاص اس ہی مذہب کا خاصہ ہے جو دنیا
کے تمام مذاہب مین سے کسی مذہب مین نہین پایا جاتا خیر خدا خدا کرکے یہان تک ان کی

بیان صحیفہ امام باقر و امام جعفر صادق

تیسرے اصول تقیہ شریفہ کی بحث ختم ہوئی اب اس مقام سے ان کے چوتھے اصول اعمال متعہ لطیفہ کا حال شناعت مآل بیان کرتا ہون متعہ درحقیقت اس سے عبارت ہے کہ محرمات وشوہردار وبازاری کے سواجس کسی عورت سے جتنی مدت کے لئے چاہے جسقدر اجرت معین پر وہ راضی ہوسکے بلاگواہ وشاہد کے اوسکے ساتھ عقد کرے اوس مدت مقررہ کے گذرنیکے بعد بلا طلاق کے وہ خودہی جدا ہوجاتی ہے اسی بنا پر عدت طلاق اوسکے ذمہ پر نہین قرار دی گئی علی ہذالقیاس اگرمدت معینہ کے گذرنے سے پہلے ہی متعہ کرنے والا بقضاء ناگہانی دنیاء فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر کرجائے تو اس حالت مین اوس بدقسمت عورت کو اس شخص کے ترکہ مین سے کچھہ حصہ وراثت نہین مل سکتا پھر اس مین کسی خاص عدد تک حد مقرر نہین بلکہ محض متعہ کرنے والے کی قوت وہمت پر منحصر اور فقط اوس کی خواہش حیوانی و رغبت نفسانی پر موقوف ہے واقعی بات یہ ہے کہ متعہ کیا ہے حقیقت مین بانیان مذہب شیعان نے پابندان خواہش نفس و وارستہ مزاج و آزاد منشون کو پھسلا کراون کے پھنسانے کے لئے نئی قسم کا ایک نہایت خوشنما جال بنایا ہے اور اوسکو اس خوش اسلوبی سے بچھایا ہے کہ ناظرین شایقین کی نگاہون مین سبز باغ کا تماشا جلوہ گر ہورہا ہے جہان کسی شوقین مزاج و آزاد منش کی بھٹکتی ہوئی نظر اوس کے خوشنما حلقون اور دلربا پھندون پر پڑی اور بس اونکو حلقہائے کاکل خمدار یاد کی تمنا ان بہیاں جالکر اوس کی چین طبیعت جھٹ اومین پھنسی یہی وجہ ہے کہ بے قید و آزاد مزاج مخصوص کو خصوصًا امراو رؤسا کو جنکو دین سے زیادہ سروکار نہین ہوتا یہ طریقہ نامرضیہ زیادہ ترپسند آتا ہے خاصکر جسوقت شایقین کے کانون مین اس دلفریب آواز کی بھنک پڑتی ہے کہ متعہ لطف افزا کاعقبی مین ثواب بھی بہت بڑا ہے کہ اوس کا کرنیوالا اگر وہ انبیاء مین داخل ہوکر بلا حساب وکتاب بے دھڑک حوران جنان سے جاملتا ہے تو اوس کے سنتے ہی وہ ایکبار تڑپ ہی تو جاتے ہین اور اپنی زبان مقال سے نہین تو زبان حال سے ضرور ہی بساختہ

یہ کہہ اوٹھتے ہین کہ بہائی واہ یہ بہی عجب فعل ناصواب ہے جسمین ہم خرما وہم ثواب ہے پہر اوسمین
دوسرا لطف یہ ہے کہ اپنے اس نئے رفیق سے جس طریق سے چاہو اپنا کام نکالو چنانچہ ان کی بعض
کتب صحاح مین شاید فقہ من لایحضرہ الفقیہ تھی یا غالبًا استبصار جو اسوقت میرے پاس موجود
نہین لیکن مجکو خوب یاد ہے مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ان دونون مین سے ایک مین یقینًا
یہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صاحب یا امام باقر صاحب سے یہ پوچھا کہ حضرت ایک باکرہ
لڑکی ہے وہ متعہ کرنا چاہتی ہے مگر اوس کے والدین اس امر پر راضی نہین آپ کے نزدیک
اس صورت مین کیا کیا جائے اس کے جواب مین ان کے امام صاحب نے یہ فرمایا کہ اوسکے
ساتھ متعہ تو کر لو مگر اوس کی بکارت زائل نہ کرو بلکہ دوسرے طریق سے اوسکے ساتھ صحبت کر لو باقی
استبصار وغیرہ کی دوسری روایات سے یہ اثر کچھ ممتوعہ کیساتھ ہی خاص نہین معلوم ہوتا بلکہ علی العموم کل زوجات کے حق
مین عام ہے پس شائقین کو اس سے زیادہ اور کونسا فعل مقصود ہے جس مین وطی و لواطت
دونون کی لذت موجود ہے یہ تو متعہ لطیفہ کی ذات و صفات کا سچا اور واقعی حال تھا
جسکو ہم نے صاحبان مذاق پر ظاہر کر دیا اب اس فعل پلید کی تحقیقی تردید اور اوسکا محققانہ
ابطال طالبان تحقیق پر منکشف کرتا ہون اصل یہ ہے کہ متعہ کسی صورت سے حد زنا سے خارج
نہین ہو سکتا متعہ و زنا مین تقیہ و کذب کی طرح صرف نام کا فرق ہے نہ کام کا اس لئے
کہ نکاح کو زنا سے چند وجوہ سے امتیاز حاصل ہے اور درحقیقت یہی امتیاز فیما بین دونون
کے درمیان مین ایک حد فاصل ہے اول یہ کہ نکاح کے سبب سے جن عورتون کے ساتھ وطی
درست ہو سکتی ہے اون کے مرد پر حلال ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ ایجاب و قبول مع تعین
مہر گواہون کے روبرو ہو جن کی تعداد کم سے کم دو قرار دی گئی ہے دوسری یہ کہ چار سے زیادہ
کسی وقت مین ہر گز جمع نہ کی جاوین۔ تیسرے یہ کہ عقد کرنے کے وقت منکوحہ کو کسی خاص وقت
تک اپنے عقد مین رکھنے کا قصد نہ کیا جائے چوتھے یہ کہ زوجہ وفات شوہر کے بعد اوسکے
ترکہ مین سے میراث پانے کی مستحق قرار پائے۔ پانچوین یہ کہ اگر مرد کسی وجہ سے عورت کو چھوڑ دے

تا

یا وفات پا جائے تو عورت پر اول صورت مین عدت طلاق اور دوسری حالت مین عدت وفات لازم آئے چھٹے یہ کہ نکاح کرنے سے مرد و عورت دونون کو احصان کا مرتبہ حاصل ہو جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر اس کے بعد دونون مین سے کسی سے زنا سرزد ہو تو سودہ کے قایم مقام جو بے نکاح والون کے لئے حد زنا تجویز کی گئی ہے سنگسار کئے جانے کا مستوجب ہو پس یہ صورتین ہین جن کی وجہ سے نکاح زنا سے بالکل جدا و ممتاز بنا ہوا ہے اور اسمین شک نہین متعہ مین ان تمام صورتون کی اضداد سراپا فساد متحقق ہین جن کے سبب سے کسی اہل عقل و دین کو اس امر مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا بلکہ وہ یقینا سمجھہ سکتا ہے کہ متعہ کسی صورت سے ہرگز نکاح نہین بلکہ بیشک وہ عین زنا اور عقلاً و نقلاً قطعاً نہایت بیجا و یقیناً ناروا ہے باقی رہا یہ امر کہ حضرات شیعہ متعہ کردہ کے علماء نامدار نے جو مجتہد و قبلہ و کعبہ کے نام سے گروہ شیعہ مین پکارے جاتے ہین تین قسمون کی عورتون کو جو محرمات و شوہر دار و بازاری سے عبارت ہین اون کے حال پر عنایت فرماکر اونکو متعہ کرنے سے بچایا ہے جس کے سبب سے کم فہم شخصون کو یہ دہوکا ہوتا ہے کہ زنا و متعہ مین ایک فرق ہے تو اس امر کو یقینا سمجھنا چاہئے کہ یہ محض مغالطہ اور نرا دہوکا ہی دہوکا ہے کوئی اہل عقل ان کے اس مغالطہ مین آکر متعہ کو نکاح مین داخل اور حد زنا سے کسی طرح خارج نہین سمجھہ سکتا اسلئے کہ اس صورت خاص مین غایت سے غایت یہ امر ہے کہ اس تقدیر پر زنا متعہ کی بہ نسبت عام ہے اور متعہ اوس کی نسبت خاص قرار دیا جائے جسکا مآل یہ ہے کہ متعہ زنا کی ایک خاص قسم قرار پائے اور یہ امر ظاہر ہے کہ قسم اوس شے مین داخل سمجھی جاتی ہے جس کی وہ قسم شمار کی جاتی ہے نہ کہ اوس سے خارج مثلاً حرام کہانیکی بہت صورتین ہو سکتی ہین جیسے سود و رشوت و سرقہ و غصب و غبن و خیانت وغیرہ کا حرام مال یا خمر و خنزیر وغیرہ اشیاء غیر حلال کا استعمال پس اگر کوئی شخص اشیاء مذکورہ مین سے بعض شے کو کہائے اور باقین سے بعض کو کسی وجہ سے استعمال مین نہ لائے تو اس صورت مین اس شخص کی نسبت کوئی عقلمند یہ نہین کہہ سکتا کہ چونکہ یہ شخص حرام اشیاء مین سے فلان فلان اشیاء کا استعمال نہین کرتا اس بنا پر حرام کہانے

والون مین اسکا شمار نہین ہوسکتا بلکہ جیسا اِن مین سے ایک شے کا کھانیوالا حرام کھانیوالون
مین شمار کیا جاتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کا استعمال کرنے والا بھی اون ہی مین قرار دیا جاتا ہی
بس اس ہی پر زنا کو بھی قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکا تحقق بھی بہت صورتون مین ہوسکتا ہے
جسطرح پر ایک صورت کا اختیار کرنیوالا زناکار ہی اوس ہی طرح پر دوسری شکل کا بھی
زناکارون مین شمار ہے اسلئے کہ کیفیت زنا کے متحقق ہونے مین سب صورتین برابر ہین
کی تعریف سب پر یکسان صادق آتی ہے اِس تحقیق کے بعد اِس امر کو سمجھنا چاہئے کہ امت محمدیہ کو
جن عورتون سے وطی کرنے کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے کلام اللہ مین اِن کی
صرف دو قسمین بیان ہوئی ہین ایک نکاحی دوسری باندیان اور متاعی عورت نہ تو نکاحی
عورات کی شمار مین ہے اور نہ وہ اللہ ماری باندیون ہی کی قطار مین نکاحیون مین تو اسوجہ
سے نہین ہوسکتی کہ اونکی جو صفات مسلمہ شیعہ اوپر بیان ہوچکی ہین شیعون نے متاعیون مین اُنکی
برعکس صفتین ثابت کی ہین اور باندیون مین یون نہین کہ جن عورات کے ساتھ حضرات
شیعہ عالی درجات متعہ کیا کرتے ہین وہ کہین جہاد مین سے پکڑی ہوئی نہین آئین دوسرے
اون کے ساتھ صحبت کرنے کے لئے جیسے کہ نکاح کی ضرورت نہین ویسے ہی متعہ کی بھی حاجت
نہین جب عورات متاعی دونون حلال قسمون سے خارج ہوگئین تو حضرات شیعہ خدا کے
لئے سچ سچ فرمائین کہ اِس صورت نازیبا مین بھلا وہ کیا ہوئین جب اِس فعل ناشائستہ و
حرکت نابائستہ کی کافی تردید ہوچکی جس سے ہر اہل عقل و انصاف کو صاف و صریح طور پر
متعہ کا زنا ہونا ثابت ہوگیا تو اب یون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے متعلق بعض شبہۂ واہیہ
شیعہ کا بھی بالاجمال ابطال کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی کم عقل اِس قسم کے شکوک بیہودہ کو سنکر
اِن عقلمندون کے دہوکہ مین نہ آئے ہمکو اِس ہی فرقۂ مخصوص کے خاص معاملات مین ایک خاص تجربہ
ہوا ہے کہ اکثر یون دیکھنے مین آیا ہے کہ جب کبھی کسی جلسہ مین شیعہ صاحب یہ دیکھتے ہین کہ اہل سنت
کے مذہب کا کوئی عالم باوقار یا امور مذہبی کا فی الجملہ واقف کار بیٹھا ہے تو یہ تقیہ شعار اوس

جلسہ مین چپ چاپ بیٹھے رہتے ہین اوسکے سامنے معاملات دینیہ مین سے کسی معاملہ مین کان تک نہین ہلاتے اور مذہب کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ ہرگز زبان پر نہین لاتے کیونکہ وہ یہ خوب جانتے ہین کہ اگر اِس کے سامنے ہمنے ذرا بھی سر اوٹھایا اور کچھہ بھی چون وچرا کیا تو یہ شخص ابھی ہمکو ایسے ہاتھون لڑائے گا کہ اِس سے ہمکو پیچھا چھوڑانا سخت دشوار ہو جائے گا مگر باوجود اِس کے اِس بے بسی کی حالت مین بھی کبھی نہین چوکتے کہ سر جھکائے اور آنکھین نیچے کئے ہوئے چپکے ہی چپکے ترچھی نظرون سے جو بر چھی کا کام دین اوس عالم وواقف کار کی طرف دیکھا کرتے اور اپنے دل ہی دل مین گھٹا کرتے ہین اور پھر اس پر بھی اکتفا نہین کرتے بلکہ اپنے جی ہی جی مین اُس شخص کی بنسبت کچھہ کلمات کہتے بھی رہا کرتے ہین چنانچہ علمائے ربانی اہل سنت وجماعت کے قلوب صافیہ پر اسکا عکس پڑتا ہے جس سے وہ پہچان لیتے ہین کہ یہ حضرت ہماری بنسبت لعنت بیجا کے الفاظ نازیبا کہہ رہے ہین خیر اِس قسم کی حرکات ناشائستہ وخرافات کی مکافات ہمسے اسکے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ اِس کے بدلے مین ہم یون کہین کہ جو شخص مسلمانون پر ناحق لعنت کرے خدا اصحاب کبار سید الابرار کی برکت سے اوسکو ہدایت کرے غرض یہ خاصہ تو اِن کا خواص اہل سنت کے ساتھ ہے باقی عوام سینون کے ساتھ اِن کا عموماً اِس قسم کا برتاو رہتا ہے کہ جس جلسہ مین مذہب اہل سنت کا واقف کار موجود نہین ہوتا خصوصاً ایسی حالت مین کہ جب کوئی بیچارہ بھولا بھالا ناواقف سنی المذہب ان کی مجلس مین جا پہنستا ہے تو یہ پہلے مانس اوسکے ساتھ چھیڑخانی کئے بغیر کم رہتے ہین دو چار باتین ادہر ادہر کی ملا پھر پھرا کر خواہ مخواہ کسی ڈھنگ سے مذہبی گفتگو کا رنگ جما کر اپنے دلون کی امنگ نکالنے لگتے ہین جس قسم کے مضامین مین مذہب کے متعلق یہ بحث ومباحثہ کیا کرتے ہین اون کے تمام اصول کو نہایت آسانی سے ہمنے بیخ وبنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا اور اپنے اِس مختصر رسالہ مین دلائل قاطعۂ عقلیہ ونقلیہ سے اون کے رگ وپے کو بالکلیہ ایسا منقطع کیا کہ کسی عقلمند وانصاف پسند کے دل مین اون مضامین کے متعلق مباحثہ ومناقشہ کرنیکا حوصلہ باقی نہین رہا۔ باقی

ناانصاف شخص کا علاج ہمارے پاس تو کیا کسی کے پاس بھی نہین اوس کے لئے تو درۂ عمری و تیغ فاروقی ہی کی ضرورت ہے بس اونہین مضامین عامّہ مین سے یہ متعہ خاصہ شیعہ بھی ہے اسکو بھی نہی محبت حضرت عمر فاروقؓ کی بدولت مضامین سابقہ کی طرح باطل کرکے حق و باطل مین فیصلہ کردیا اور متعہ منسوخہ کو نکاح سے خارج ثابت کرکے حد زنا مین داخل کر دکھلایا لیکن اسکے متعلق ان کا ایک چھوٹا علم حقیقت شبہ جو درحقیقت محض جھوٹا اور نرا دھوکا ہی دھوکا ہے باقی ہگیا ہے اوسکا مٹانا بھی ہمکو ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ آگ بجھانیکے بعد اوسکی چنگاری کو باقی چھوڑ دینا عقل کے خلاف ہے اور یہ حضرات تو ایسے ہین کہ ان کو کہین ذرا سہارا ملنا ہی غضب ہے اگر خدانخواستہ اہل سنت کی کتابون خصوصًا اون کے قرآن شریف مین جو خاص اون کے بزرگون کا جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا ہے کہین انکے حسب منشا کوئی مضمون ہاتھ لگ جائے تو یہ تو اہلسنت کے سر ہو جائین اور اون کا ناک مین دم کرین اس لئے اس مقام تحقیق مین ہم ان کے ادنےٰ شبہ کے بھی نیست و نابود کئے بغیر باز نہین رہ سکتے وہ شبہہ یہ ہے کہ قرآن شریف و احادیث اہل سنت سے متعہ کا وجود ثابت ہوتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اس کے ثبوت کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اہل سنت کی کتب احادیث سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لیکر خلیفہ اول کے عہد خلافت تک برابر جاری رہا لیکن خلیفہ دوم نے اپنے خلافت کے زمانہ مین بہ تشدد اوس کی ممانعت کردی چنانچہ خود اون کا یہ قول ہے کہ دو متعہ یعنی متعہ نسا و حج رسول مقبول کے زمانہ مین جاری تھے اب مین اونکی ممانعت کرتا ہون بس سنیون کے ہان حرمت متعہ صرف ممانعت حضرت عمرؓ پر مبنی ہے نہ کلام اللہ و حدیث پر یہ ہے ان کے اعتراض کا حاصل جسکو انھون نے بعینہ مطاعن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین بھی ذکر کیا ہے گویا اونکا یہ فرضی شبہہ شطرنج کے فرزین کیطرح سیدھا اور اولٹا دونون طرح پر چلتا ہے اس سے پہلے کہ مین اس شبہہ غیر محقق کا تحقیقی جواب

شبہہ شیعہ دربارۂ متعہ

جواب الزامی از عمرؓ شبہہ

دون اول الزامی جواب سے اِس اعتراض کرنے والون کے منھ بند کیئے دیتا ہون کہ قطع نظر اِسکے کہ متعہ جائز ہو یا ناجائز شیعہ صاحبون کو اپنے مذہب کی بنا پر یہ کہنا ہرگز نہین پہنچ سکتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اِس کی ممانعت کی اِس لئے کہ متعہ مین جسقدر آزادی و لذت نفس حاصل ہے وہ کسی اہل عقل پر مخفی نہین جسکا انکار بداہت کا انکار ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اِس قسم کی لذات سے اپنی ذات کو بچانے والا اور دوسرون کو اوس کی جانب سے نفرت دلانیوالا وہی اللہ کا خاص بندہ ہو سکتا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو جو توجہ الی اللہ سے اوسکو باز رکھنے والی ہے خاص اللہ ہی کے واسطے ترک کر دیا ہو نفس کے بندون کا جو ہمیشہ لذات نفسانی مین منہمک رہتے ہین ہرگز یہ کام نہین حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شیعہ اعلی درجہ کا دنیا دار و بندۂ نفس بلکہ اِس سے بھی کہین بدرجہا زیادہ نعوذ باللہ اپنے خیال فاسد مین بُرا گمان کرتے ہین اِن کے اعتقاد مخصوص کی بنا پر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ مدت العمر خصوصًا اپنے عہد حکومت مین جس سے بڑھ کر خواہش و لذات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے اور کوئی زمانہ نہین ہو سکتا خود بھی اوسمین غایت درجہ منہمک رہتے اور دوسرون کو بھی اوس کی طرف رغبت دلاتے تاکہ اِس معاملہ مین کوئی اونکو انگشت نما بنانے نپائے نہ یہ کہ خود بھی اوس کے ارتکاب سے بچین اور پھر اور ونکو بھی اوس کے گرد نہ پھٹکنے دین اِس مقام مین حضرات متشیعین یہ توجیہہ غیر وجیہہ بھی نہین کرسکتے کہ ہر چند کہ لذت نفس کی وجہ سے تو آپکا جی ضرور اسکو چاہتا ہوگا لیکن مخالفت دین کے سبب سے آپنے اوس کے برخلاف عمل کیا اِس لئے کہ ادنے اہل عقل بھی اِس امر بدیہی کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر معاذ اللہ مخالفت دین کی وجہ سے اِس کو ترک کیا جاتا تو اِسکے سوا باقی اور امور دینیہ کا ترک کرنا اولے تھا جن کے بجا لانے مین نفس کو تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے خصوصًا وہ امور کہ جن کی تعمیل نفس امارہ پر حد سے زیادہ شاق گذرتی ہے کہ اِس صورت مین دین کی بھی مخالفت ہو جاتی

اور نفس طالب لذت کی موافقت بھی باسانی میسر آتی نہ یہ برعکس امر کہ جو اشیاء مخالف نفس
ہون اون کو تو مخالفت دین کے حاصل کرنے کی وجہ سے اختیار کیا جائے اور جو شے کہ
موافق نفس سرکش ہو اوسکو اوبھی مخالفت دین کی بنا پر چھوڑا جائے ایسے ہی یہان یہ
توجیہہ فضول بھی نہین کرسکتے کہ وہ اپنے دینی امور کا برتاؤ مسلمانون کے خوف کے سبب سے
کیا کرتے تھے کیونکہ اول تو اون کو بھلا کسی سے ڈرنا ہی کیا پڑا تھا درہ عمری کی لچک اور
تیغ فاروقی کی چمک سے موافقین ومخالفین مین سے ہر شخص بید لرزان کی طرح پڑا کانپ
رہا تھا چنانچہ شیعونکو بھی اس امر کے تسلیم واقرار کے سوا بالاضطرار آخر کار کچھ چارہ کار نہین
بن پڑتا بلکہ ان بھلے مانسونے تو حضرت عمر کی ہیبت اور آپ کے رعب وداب کو بڑے
زور شور و شد و مد کے ساتھ یہان تک ثابت کیا ہے کہ جناب امیر جیسے اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب کرار غیر فرار کو بھی خوف عمری کے سبب سے عمر بھر کے لئے قلعہ تقیہ مین پناہ
گزین بنا دیا ہے حتی کہ اپنی خلافت کے عہد مین بھی اون کے خلاف حکم پر قادر ہونے مین
آپ کو مجبور محض ثابت کیا ہے بلکہ اپنے مذہب کا مدار سب امور سے زیادہ خاص اسی
امر پر قرار دے رکھا ہے دوسرے اگر بالفرض وہ کسی کے خوف سے دین کے کسی امر کو بجالاتی
تو ضرور تھا کہ اس فعل متعہ کو بھی جس کو حضرات شیعہ افضل اعمال خیال کیا
کرتے ہین ضرور عمل مین لایا کرتے جب مین اورون کی موافقت بھی ہو جاتی اور
اور اوس کے اکتساب مین نفس کو بھی لذت میسر آتی حاصل کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ
کی بنا پر ممانعت متعہ کو یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات خاص کی طرف بالتخصیص
منسوب کرنا روا نہین اور یا آپ کی ممانعت کو برا کہنا بھلا نہین اب علماء شیعہ ارشاد
فرمائین کہ متعہ شنیعہ کیسا ہے اور اوس کو کس نے حرام قرار دیا ہے عمر باصفا
نے یا رسول خدا نے اور اس فعل حرام کو حلال کس نے کیا ہے حضرت علی مرتضی نے یا میان
عبد اللہ ابن سبا نے اس الزامی جواب کے بعد جو در حقیقت مخالفین باحیا کے موتھ

بند کرنے مین لاجواب واقع ہوا ہے طالبان تحقیق کے لئے تحقیقی جواب کا بیان کرنا بھی مناسب ہے اس مین شبہہ نہین کہ جو شخص زبان عرب سے واقفیت رکھتا ہو وہ قرآن شریف کو اول سے آخر بغور دیکھ لے کسی آیت پاک مین اس فعل ناپاک کا نام ونشان اور اس عمل مردود کا وجود نامسعود نہین پایا جاتا بلکہ اس کے برعکس جابجا مقامات متعددہ سے اس فعل نامشروع کی تردید ثابت ہوتی ہے یہان تک کہ وہ آیت بھی جس کو فرقۂ شیعہ نے اس فعل شنیع کے ثبوت کی سند ودستاویز بنا رکھا ہے صاف وصریح طور پر اوس کے بطلان واقعی پر دلالت کر رہی ہے اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے سورۂ نساء کے چوتھے رکوع مین اول اون عورتون کا ذکر کیا جو مردون پر حرام ہین کہ اون سے کسی حالت مین نکاح درست نہین ہوسکتا پھر اوس کے بعد اون عورتون کے بارہ مین جو حلال ہوسکتی ہین قاعدۂ کلیہ کے طور پر یون ارشاد فرمایا وَ اُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡہُنَّ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ فَرِیۡضَۃً وَ لَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡمَا تَرٰضَیۡتُمۡ بِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِیۡضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۔ اس کلام پاک کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے واسطے اون محرمات عورتون کے سواجن کا اوپر ذکر ہوچکا باقی عورتین حلال کی گئی ہین اسطرح پر کہ تم مال کے بدلے اون کو طلب کرو اس حال مین کہ اونکا گھر مین روک کر رکھنا تم کو مقصود ہو نہ صرف شہوت کا پورا کرنا پھر جب اون کو اپنی تصرف مین لے آؤ تو جو کچھ اون کا حق یعنی مہر تمنے مقرر کیاہے وہ اون کو دیدو اور اسکا بھی گناہ نہین کہ اوس مقرری حق مین سے کسی خاص مقدار پر آپس مین راضی ہوجاؤ اللہ تعالی بیشک علم وحکمت والا ہے اب اس مقام مین اہل فہم کو چند امور پر غور کرنا چاہئے اول یہ کہ اللہ جل شانہ نے عورتون کے مردون پر حلال ہونے کے لئے دو شرطین قرار دین ایک تو یہ کہ انکو روک کر رکھنا مقصود ہو جیسے محصنین کا لفظ دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ لفظ حصن سے مشتق

ہے جس کے معنی ہین پناہ کے تو محصن کے لغوی معنی ہوئے اپنی پناہ مین لینے والے کے اور یہ قاعدہ
ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی پناہ مین لے لیتا ہے اوسپر حتی الامکان دوسرے کا تصرف و
قابو نہین ہونے دیتا اب اس لغوی معنی کی مناسبت سے اس کے اصطلاحی معنی یہ قرار دئے
گئے کہ محصن وہ شخص ہے کہ جو کسی عورت کو جو اوس پر حلال ہوسکتی ہے مال کے بدلے مین طلب
کرکے اپنے گھر مین روک رکھے کہ اوسپر کوئی اور شخص قابو نہ پاسکے یہی وجہ ہے کہ محصن شخص سے
اگر زنا سرزد ہو تو اوسپر وہ حد شرع جاری کی جاتی ہے جس سے بڑھ کر اوس کے حق مین اور کوئی
سزا نہین ہوسکتی وہ کیا ہے اوسکا سنگسار کرنا اس لئے کہ جب اوس کے قبضہ مین اس قسم کی
عورت موجود ہے جسپر ہر دم اوسکو پورا تسلط حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کو اسپر تصرف
نہین پہنچسکتا اور اس قبضہ کی کوئی خاص مدت بھی معین نہین کہ اوس مدت محدود کے بعد وہ
قبضہ جاتا رہے بلکہ جبوقت تک دونون کی عمر وفا کرے اوسوقت تک اوسپر اوسکا تسلط قایم
رہ سکتا ہے پھر اس حالت مین بھی اگر وہ کسی غیر عورت کی طرف توجہ کرے اور اوس سے زنا کا مرتکب
ہو تو اوس نے اپنے تمام قوائے ظاہری و باطنی کو اپنے محسن و مالک حقیقی کی سخت نافرمانین
صرف کیا اس بناء پر اوس کے کل اعضاء ظاہری و باطنی سزا کی قابل ہین جو سنگسار کے اندر
کامل طور پر متحقق ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اوس سے صرف شہوت کا پورا کرنا مقصود نہو جس
کو غیر مسافحین کا لفظ ادا کررہا ہے کیونکہ وطی کرنے سے اصلی مقصود توالد و تناسل ہے نہ فقط
قضاء شہوت بلکہ مادۂ شہوت کے پیدا کرنے کا مقصود اعظم ہی خاص یہی ہے کہ اوس کے سبب سے
اس حرکت کی طرف رغبت پیدا ہو جس کے سبب سے توالد و تناسل کا عالم مین اجرا ہو اس
صورت مین ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص وطی نساء سے صرف قضاء شہوت ہی مقصود رکھے تو اس
مین شبہہ نہین کہ اوس نے معاملہ برعکس کیا اور مقصود بالعرض کو مقصود بالذات بنا دیا
اس ہی بناء پر دخول فی الدبر دین محمدی مین قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے کہ اسمین قضاء شہوت
کے سوا توالد و تناسل کسی طرح پر حاصل نہین ہوسکتا ان دونون شرطون سے ادنے غور کرنیکے

بعد صاحب طبع سلیم وفہم مستقیم پر صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام مین اللہ جل شانہ کا مقصود خاص فقط یہی ہے کہ ان عورتون کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے نہ متعہ کیونکہ یہ امر بہ اتفاق فریقین محل کلام نہین کہ متعہ والی عورت کا نہ تو جیتے جی تک گھر مین رکھنا منظور ہوتا ہے نہ اوس سے توالد وتناسل مقصود ہوتا ہے بلکہ ایک خاص مدت معین تک اوس سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب ہوتی ہے اس ہی وجہ سے مطلب حاصل ہونے کے بعد اوس سے انقطاع کلی ہو جاتا ہے غرض اسمین شک نہین کہ اس آیت مین خاص وہی عورتین مراد ہین کہ جن کے ساتھ نکاح کیا جائے نہ متعہ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ لفظ فما استمتعتم کے سرے پر فاء تفریع وتعقیب کا حرف ہے نہ واو کا جو بالتصریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام پہلے کلام کے متعلق بلکہ اوس ہی کا ایک جزء ہے اگر یہ کلام مستقل ہوتا تو اوسکے سرے پر واو کا ہونا مناسب تھا تیسرے یہ ہے کہ لفظ منہن مضمر واقع ہے نہ مظہر جس سے یہ امر مخفی شیعہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت مین ضمیر نساء کا مرجع فقط وہی خاص نساء ہین جنکا نکاحی ہونا پہلی آیت مین ثابت کیا گیا ہے نہ وہ عورتین جو متعہ نامشروع کے ذریعہ سے صرف شہوت رانی کے لئے تصرف مین لائی جاتی ہین چوتھے یہ ہے کہ اس تمام کلام کا آیت الیتامی کا اختتام اوس خالق علام نے اپنے علیم وحکیم ہونے پر کیا ہے جو اس امر کی جانب نہایت خوبی کے ساتھ اشارہ کرتا ہے کہ نکاح کے واسطۂ حسنہ کی بدولت مردون کو عورتون پر جو کامل تسلط حاصل ہوتا ہے جسکا بقاء کسی مدت معین تک محدود نہین ہوتا بلکہ تا دم زیست زوجین باقی رہ سکتا ہے اور اون سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب نہین ہوتی بلکہ اصلی مقصود توالد وتناسل ہوتا ہے تو یہ خاص اوس علام الغیوب وحکیم علی الاطلاق کے علم وحکمت کا تقاضا ہے اسمین جسقدر مصلحتین متضمن ہین وہ اوس کے خلاف صورتون مین متحقق نہین ہوسکتین چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ جس نیک بخت بی بی کے یہ امر خوب ذہن نشین ہو کہ بلا کسی ضرورت شدید و عذر قوی کے جیتے جی تک شوہر سے اوسکا ساتھ نہ چھوٹے گا بلکہ تبرّط

خاتمہ بالخیر جنت مین بہی دونون میان بی بی کا جوڑا نہ ٹوٹے گا اور اگر اس کا شوہر اس کے سامنے مر بہی جائے گا تب بھی یہ اوس کے ترکہ مین سے اپنی میراث کا معقول حصہ لے مریگی تو ان وجوہات پر نظر کر کے جیسی کہ اسکو مرد اور اوسکی جملہ اشیاء متعلقہ کے ساتھ خاص الفت وخصوصیت ہوسکتی ہے ایسی اوس کم نصیب اور بدبخت عورت کو نہین ہوسکتی جو اسبات کا اپنے دل مین خوب یقین کئے ہوئے ہے کہ وہ فقط ایک خاص مدت کے واسطے خاص تسکین شہوت کی غرض سے کچھ دے دلا بہلا پہسلا کر مانوس بنائی گئی اس کے بعد اوس سے قطع الفت کی جائے گی اور کام نکالنے کے بعد پرانی جوتی کی طرح گہر مین سے باہر نکالکر نہایت بے توقیری کے ساتھ پہنیکدی جائے گی اور اوس کے ساتھ اتنی رعایت بہی نہ کی جاے گی کہ مطلقہ کی طرح مدت عدت تک اوس کے نان نفقہ کی بھی خبرگیری وذمہ داری کی جائے اور ہو کیونکر اوس کمبخت کے لئے چھوڑنے کے بعد عدت ہی نہین مقرر کی گئی جس کے سبب سے خبرگیری لازم آئے اور اگر مدت متعہ کے گذرنے سے پہلے اتفاق سے وہ متعہ کرنے والا اوس کم نصیب کو چھوڑ کر جہان سے گذر جائے اور کتنی ہی میراث چھوڑے لیکن اوس بدنصیب کے حصہ مین ایک حبہ تک بہی نہین آسکتا اودہر میان کے بدن سے جان نکلی اور ادہر اوس ہی دم گہر مین سے وہ بی بی بے سروسامان نکلی جب دنیا ہی مین اوس کا کچھ حق نہین اور شوہر کی حالت حیات وممات مین اوس بدحال کا یہ حال ہے تو آخرت مین اس حرکت خاص کی برکت سے اوس کے لئے کسی قسم کی بہتری کا ہونا یا اوسکا شوہر کو ملنا خیال باطل وامر محال ہے یہ تو دونون زوج وزوجہ کے اتحاد وارتباط کی کیفیت ہے جو نکاح کے منافع مین سے ایک خاص منفعت ہے ظاہر ہے کہ متعہ مین یہ ہرگز متحقق نہین ہوسکتی اب رہا توالد وتناسل کا معاملہ جو اس عقد کے بارہ مین مقصود اعظم قرار دیا گیا ہے تو اوسکا سلسلہ حالت متعہ مین یون درہم وبرہم ہو رہا ہے اور ان چند قباحتون کے سبب سے وہ پیچ در پیچ بنا ہوا ہے کہ اول تو متعہ مین اس سے کچھ مطلب ہی نہین ہوتا کہ اولاد پیدا ہو دوسرے چونکہ اوس سے صرف

شہوت رانی ہی مقصود ہوتی ہے اس لئے اوسمین اس امر کی طرف توجہ رہتی ہے کہ کسی صورت سے وہ پیدا ہوتی ہی ہنو اور کوئی تدبیر ایسی نکل آئے کہ نطفہ قرار پانے ہی نہ پائے اس بنا پر عامل متعہ لطف زا کو ایسی تدبیروں کو عمل مین لانے کی جو کسی صورت سے مانع حمل ہوں ضرور ضرورت پڑے گی۔ بیتیرا اگر یہ شدنی امر اتفاق سے پیش آیا کہ نطفہ قرار پا گیا اور اس درمیان مین مدت متعہ گذرنے کے بعد کسی دنیادار نے کچھہ مدت محدود تک گھر بسانے یا محض لذت اوٹھانے کے خیال سے یا کسی دیندار نے غیر محدود زمانہ تک خاص ثواب کمانے کی غرض خاص سے اوس نیک بیبی کے ساتھ متعہ کر لیا تو اس مین شبہہ نہین ہو سکتا کہ اس حالت مین جو اولاد اس سے وجود مین آئیگی وہ ضرور مخلوط النسون مین شمار کی جائے گی۔ نہ تو کسی پر یہ بھید کہلے گا کہ اس مجہول النسب کا پہلے حضرت میر صاحب دام فیضہم کی اولاد امجاد مین اعتبار ہے اور نہ کہین اسکا پتہ لگے گا کہ اوسکا پہلے جناب میرزا صاحب دام اقبالہم کی اولاد مین شمار ہے اس صورت مین اس حرکت مخصوص کی ربدولت جو خاص متعہ سے پیدا ہوئی ہے یہ نتیجہ بد پیدا ہو گا کہ نہ تو اوس اولاد کو اپنے باپ کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت ہو گی جس نے اوس کے حق مین ناحق یہ پاپ کمایا ہے اور نہ اس باپ کو ایسی بدبخت اولاد سے کچھہ محبت ہو گی جس نے اوسکو یہ منحوس دن دکھلایا ہے چوتھی قباحت سب سے زیادہ شنائت کی بہری ہوئی اسمین یہ ہے کہ اگر بالفرض عمل متعہ سے اوس اللہ بندی کو حمل رہ گیا اور مدت متعہ گذرنے کے بعد دونون میان بی بی مین جدائی پیش آئی جسکا انقضاء مدت کے بعد وقوع مین آنا ظاہر ہے اور اس حمل سے اتفاقیہ کوئی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ ہونہار بچی قدرت خداوند رب العالمین سے پرورش پا کر خیر سے سن بلوغ کو پہنچگئی ادہر اتفاق وقت سے یہ شدنی معاملہ اتفاقیہ پیش آیا کہ وہ ذات شریف جن کے نطفہ لطیف سے اسکی ولادت باسعادت ظہور مین آئی مدت دراز کے بعد ادہر ادہر سے پہرتے پہراتے کہین اس شہر مین آنکلے اور اون حضرات کو رفع ضرورت دنیاوی یا ضرورت ثواب دینی کی

غرض سے متعہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اور جہالت کی وجہ سے اوس کے ساتھ وہ متعہ کر بیٹھے
توہین علماء شیعہ سے یہ پوچھتا ہون کہ اس صورت نازیبا مین اون دونون میان بی بی
کا جو حقیقتہً باپ بیٹی ہین بہلا کیا حشر ہوگا غرض متعہ سے بچنے اور نکاح کو کرنے مین اس قسم کی
مصلحتین اور حکمتین ہین جن کے جتلانے کے لئے اللہ جل شانہ نے اس مقام مین اپنے کلام پاک
کا اختتام اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا پر کیا ہے تو شیعہ اب بھی سمجھے کہ نہین کہ یہ آیت جسکو تم جواز
متعہ کے بارہ مین سند لاتے ہو وہ در حقیقت اوس کے ابطال کے واسطے ہے نہ اثبات
کے لئے جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام معجز نظام کے سمجھنے کی فہم کامل عطا فرمائی ہے
اوسکو اس امر مین ہرگز شبہہ نہین ہو سکتا کہ اس قسم کی معقول تحریر و مدلل تقریر کے مقابلہ مین
اوس بعض روایات شاذہ کو ترجیح نہین ہو سکتی جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ آیت حلت متعہ
کے معاملہ مین نازل ہوئی تھی اوس کے بعد اور بعض آیات سے منسوخ ہو گئی اسلئے کہ جب معانی
و بلاغت کے قواعد سے اس آیت کا ہر ہر لفظ ابطال متعہ پر صاف دلالت کر رہا ہے تو
پھر اسحالت مین کون ضرورت ہے کہ اوسکو منسوخ قرار دے کر کسی دوسری آیت سے متعہ
کو باطل کیا جائے اور اگر ہم شیعہ صاحبون کی خاطر سے اس قسم کے روایات شاذہ کو اس
مقام مین تہوڑی دیر کے لئے بالفرض تسلیم بھی کر لین تب بھی یہ امر ہمارے لئے مفر اور
شیعون کے حق مین کچھہ مفید نہین ہو سکتا اس لئے کہ اس قسم کی روایتون کے راوی جب
خود ہی صراحتاً اس بات کے قائل ہین کہ یہ آیت منسوخ ہے اور متعہ قرآن شریف کی اور
آیتون سے قطعاً باطل ہے تو اون کا یہ قول شیعون کے حق مین کیسے مفید اور ہمارے حق
مین کیونکر مضر ہو سکتا ہے بلکہ اسکے برعکس وہ ہمارے واسطے مفید اور شیعون کے لئے سخت
مضر ہے اس لئے کہ شیعہ متعہ شنیعہ کا ہمیشہ کے لئے حلال ہونا ثابت کرتے ہین اور ہمکو انکی
کچھہ دنون کے واسطے بضرورت حلت سے انکار نہین ہماری کتب احادیث سے صرف اس
ہی قدر ثابت ہوتا ہے کہ صرف چند روز کے لئے بضرورت متعہ و گوشت خر حلال ہو گئے

تھے پھر دونوں ابدالاباد کے لئے قطعاً حرام کئے گئے مگر چونکہ عام طور پر تمام اہل اسلام کو
حرام ہونیکا علم نہ تھا خاصکر لذت متعہ کا لوگوں کو چسکا لگا ہوا تھا جس کے سبب سے دفعتہً اوسکا
ایک بارگی چھوڑ دینا کچھہ آسان کام نہ تھا اِس لئے بعض بعض شخص خلیفہ بلافصل
رسول بقول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رض کے زمانۂ خلافت حقہ تک اوس کا
برتاؤ کرتے رہے جس کی خبر بارگاہ خلافت تک نہ پہنچنے پائی آپ کے زمانہ
خلافت کے ختم ہو جانے کے بعد جب ناطق بالصدق والصواب مزین المنبر
والمحراب امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا دورۂ خلافت
شروع ہوا اور آپ کو اِس امر کی خبر پہنچی کہ حرمت متعہ کا حکم عام طور پر سب مسلمانوں کو نہیں پہنچا
تو آپ نے نہایت تشدد سے یہ حکم ناطق صادر فرمایا کہ جو شخص متعہ شنیعہ کا مرتکب ہوگا اوس پر
حد زنا جاری کی جائے گی امیر عرب و عجم خلیفہ سید ولد آدم کے اِس جلالی حکم سننے کے بعد
پھر کس کی مجال تھی کہ اِس فعل ناپاک کے گرد پھٹک سکے اوس والی شان جلالی دالی کا
یہ فرمان عالی سنتے ہی سننے والوں کے بدن میں گویا ایک سناٹا نکل گیا اور متعہ کرنے
والوں کے تن بدن کے تمام جوڑ بند ڈھیلے پڑ گئے آخر الامر اوس امیر بحر و بر اشدہم
فی امر اللہ عمر رض کے اسقدر تشدد کے ساتھ اِس امر کا عمدہ نتیجہ و بہتر اثر یہ ہوا کہ تمام اہل
اسلام عرب و عجم و روم و شام کو اِس فعل متعہ غیر مشروعہ کا باقی اور جملہ افعال ممنوعہ
کی طرح طوعاً و کرہاً جبراً و قہراً چھوڑنا پڑا مخالفین متعصبین نے جنکی رگ و پے میں اوس
حق و باطل کے جدا کرنے والے کا ناحق بغض سمایا ہوا اور اس بغض نفسانی سے اونکی
روح کا جوہر بنا ہوا ہے اوس مقرب بارگاہ محبوب الہ پر یہ الزام بیجا قایم کردیا کہ متعہ
کو خدا اور رسول نے تو حلال کیا تھا مگر حضرت عمر نے اوس کو حرام کردیا اب حضرات شیعہ اہل
سفسطہ اس تقریر کو سنکر ذرا خدا سے شرمائیں اور خدا کے لئے اپنے دل میں انصاف کر کے صاف
صاف فرمائیں کہ اس فعل ممنوع کو کس نے حرام بنایا ہے امیر المومنین عمر ابن الخطاب نے یا الہ العالمین

منزل الوحی والکتاب نے علماء شیعہ کی حالت پر مجکو سخت افسوس آتا ہے کہ دنیاوی علوم
مین تو بڑے غور وفکر کے ساتھ نہایت چھان بین کرتے ہین اور ادنے ادنے امر مین بال
کی کھال نکالتے ہین لیکن امور دینیہ مین عقل کو ایسا بیکار محض بنا رکھا ہے کہ اوس سے
مطلقاً کام لینا ہی چھوڑ دیا ہے خصوصاً فہم کلام ربانی کے معاملہ مین تو عجیب ہی طریقہ
اختیار کیا ہے جو تمام اہل علم کی شان سے نرالا ہے کہ جس آیت سے جو مطلب چاہتے ہین
اپنے نفس کی مطابق نکال لیتے ہین نہ اسکا خیال ہوتا ہے کہ اس لفظ کے لغوی معنی کیا
ہین نہ اس امر کی طرف توجہ فرماتے ہین کہ صرف ونحو و معانی و بلاغت کے قواعد کی
روسے ترکیب پاک اس موقع پر اوس لفظ کے کیا معنی بن گئے نہ اس امر کا لحاظ کرتے
ہین کہ اس کلام کا اول وآخر جس سے اسکو ربط ہے کس قسم کے مضمون کو مقتضی ہے جیسا
کہ اوس آیت مذکورہ سے اہل فہم پر ظاہر ہو گیا کہ وہ درحقیقت ہے تو ابطال متعہ کے واسطے
اور یہہ حضرات اوسکو سند لاتے ہین اوسکے اثبات کے لئے اسوقت اس مقام پر
مین ایک مثال کا بیان کرنا مناسب جانتا ہون جو علماء شیعہ کے فہم کا حال فہم کلام
ربانی کے معاملہ مین ظاہر کرنے کے لئے حقیقت مین بے مثال واقع ہوئی ہے کہ اللہ جل
شانہ نے اپنے کلام پاک مین ایک مقام پر انسان کے واسطے یہ حکم فرمایا ہے کہ تو میرا
اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور میری طرف تو لوٹ کر آئیگا اور اگر وہ دونون تیری
شرک بنانے کی کوشش کرین تو اس معاملہ مین تو اون کی اطاعت نہ کر صرف دنیا
کے معاملہ مین اون کے ساتھ نیکی کر کافی کلینی مین اسکا مطلب یون بیان ہوا ہے
جسکو جناب امیر کی طرف منسوب کیا ہے کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر تو میری
طرف لوٹ کر آئے گا اور اگر وہ دونون یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ تجکو شرک بنانے کی کوشش
کرین تو اس معاملہ مین تو اون کی اطاعت نکر اور اون کے ساتھ یعنی والدین کے
دنیا کے معاملہ مین نیکی کر نعوذ باللہ من ہذا یہ تو بعینہ وہی مثل ہوئی کہ مارون گھٹنا

پھوڑے آنکھ خیال کرنے کا مقام ہے کہ اس آیتہ مین بھلا کہان تو ذکر والدین اور کہان
تذکرہ خلیفتین رسول الثقلین اس کے متعلق ایک قصہ واقعیہ کا بیان کرنا اسوقت مناسب
معلوم ہوتا ہے جو اتفاق سے خاص مجکو پیش آیا جس سے علماء عالیدرجات حضرات شیعہ
کی انصاف شعاری وراست کرداری کا ناظرین کو بخوبی حال معلوم ہو جائے وہ یہ ہے کہ
ایک مقام پر میرا اور شیعون کے ایک مولوی صاحب کا اتفاق سے اجتماع پیش آگیا وہ حضرت
اگرچہ گروہ مقدس مجتہدین مین سے تو نہ تھے جنکو شیعان مومنین قبلہ وکعبہ کہا کرتے ہین
اور وہ حضرات عالیدرجات اپنے پر زور دونون ہاتھون مین حرام وحلال کی راہین
تھامے ہوتے ہین البتہ وہ پیش امام ضرور تھے کہ بر وقت ضرورت وقت بے وقت
مصلیون کی ضرورت کو رفع اور گاہ بیگاہ چھوٹے موٹے مسائل کو حل کر دیا کرتے
تھے مین نے اون کی خدمت امامت مرتبت مین بے باکانہ یہ عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب
یہ تو فرمائے کہ اگر کوئی شخص ایسا فرض کیا جائے جو کسی مذہب سے بہی کچھہ تعلق نہ رکھتا
ہو وہ فقط عربی زبان جانتا ہو اور اوس کے سامنے یہ آیت پیش کی جائے جس مین
صراحتہً والدین کا ذکر ہے تو بھلا وہ اوسکا کیا مطلب بتائے گا جو ہماری کتابون
مین لکھا ہے وہ بیان کرے گا یا جو آپ کی کلینی مین آیا ہے وہ کہے گا آپ چونکہ اس مذہب
کے عالم ہین ایسے مضامین کے سمجھنے کا آپ کا حق ہے آپ ذرا انصاف سے فرمائین کہ اس
آیت کے اول وآخر مین تو والدین کا ذکر ہے اور اوس مین انسان کے لئے باری تعالی
کی جانب سے یہ ارشاد ہوا ہے کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور والدین کے ساتھ
دنیا مین نیکی کر پھر بھلا اس کے درمیان مین کس طرح پر آکودے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ بس
اس امر حق کے سنتے ہی امام صاحب شیعیان کے چہرہ کا رنگ اکبارگی فق ہو گیا اور
اس کے جواب مین مجبوراً دبی زبان سے بجا ودرست کہنے کے سوا اور کچھہ چارہ کار نہ
بن پڑا کچھہ دیر تک عالم تحیر مین خاموش بیٹھے رہے مین نے مکرر گستاخانہ پھر چھیڑا کہ جناب اس

سے تو صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہی مطلب جو محاورہ عرب و قواعد صرف و نحو کے محض خلاف
ہے اپنی طرف سے بنایا گیا ہے اس کے جواب مین اونھون نے پہر بہی یہی فرمایا کہ بجا اور درست
ہے اور واقعی یہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور رکہتے ہی کیا اگر اسمین وہ ذرا بہی چون و چرا کرتے تو
مین اون حضرت پیش امام صاحب کا پیچہا چہوڑتا ایران تک بہی جو اون کا دار الایمان
ہے خیر اون کا یہ بجا و درست فرمانا فی الواقع بجا و درست ہی تھا۔ لیکن اس کے
بعد جو اون حضرت نے بیجا و نادرست معاملہ کا برتاؤ کیا یہ تھا کہ اس
گفتگو کے کچھہ دنون پیچھے جو وہ پیش امام صاحب کسی اور قصبہ مین گئے وہان جاکر
یہ بیان کیا کہ میری اور فلان صاحب کی گفتگو ہوئی تو مین نے اون سے
یہ کہا کہ گفتگو مین تو بہت گنجایش ہے اب آپ انصاف پر آجائیے اور سچ
کہئے کہ کون مذہب حق ہے تو اونھون نے اس کے جواب مین یہ کہا کہ سچ
بات تو یہی ہے کہ مذہب تو تمہارا ہی حق ہے نعوذ باللہ من ہذہ البہتان
اس سے پہلے حسنیہ باندی کا قصہ شیعون کا بنایا ہوا سنا تھا کہ ہارون رشید کے زمانہ
مین کوئی حسنیہ باندی تھی جو مناظرہ کے حق مین آندہی دہاندی تھی اوس نے تمام علماء
اہل سنت کو قائل کردیا تھا لیکن میان غلام حسن امام کے الزام کا یہ عجیب و غریب معاملہ ابکی دیکھنے
مین آیا شاید امام صاحب نے امامت کی بدولت حسنیہ باندی سے خواب مین روحی بیعت کرلی
ہوگی اور اس واسطہ سے ان حضرت امامت مرتبت کو اوس سے یہ تعلیم ہوئی ہوگی کہ اگر کسی
سے الزام کھاؤ تو اس الزام کھانے کو اپنا مات کرنا بتلاؤ غرض اس میان غلام حسن امام
کے حال نے اوس حسنیہ باندی کے کمال کی خاطر خواہ قلعی کہولدی جس سے فریقین کے
عقلائے مرد و عورت پر یہ راز مخفی بخوبی تمام منکشف ہوگیا کہ جیسا کہ میان غلام حسن امام کے
الزام دینے کا یہ بے اصل قصہ سراسر بہتان ہے ویسا ہی اوس حسنیہ باندی کے علماء اہل حق کو
مات دینے کی جہوٹی کہانی بہی سرتاپا بطلان ہے خیر اس قسم کی فضول و بے معنی روایات

اور کلام معجز نظام ربانی مین اسطرح کی غیر معقول ولایعنی توجیہات کا اس مختصر رسالہ مین کہان تک ذکر کرون صرف بقدر ضرورت مقام چند قواعد کلیہ پر اکتفا کرتا ہون جنکو مذہب شیعہ کی بناپر اصول تفاسیر سمجہنا چاہئے مین نے مذہب اہل تشیع کی تفاسیر کلام الٰہی کے متعلق جن مین اکثر اہل سنت وجماعت کا خلاف اور اون کے ساتھ خواہ مخواہ اختلاف کیا گیا ہے جسقدر غور اور فکر اور اون کی چہان بین کی تو اون کو زیادہ ان ہی چند اصول پر مبنی پایا جو عقل ونقل وقواعد فن ادب ومحاورہ لسان عرب کے بالکل مخالف ہین ایک تو یہ کہ قرآن شریف مین جہان کہین بہی کفر وایمان کا ذکر آیا ہے اونہون نے اوس سے جناب امیر کی ولایت کا انکار اور اقرار مقصود ٹہرایا ہے۔ دوسرا یہ کہ جس مقام مین کفار ومنافقین وظالمین وفاسقین کی مذمت آئی ہے اس مذہب والون نے اوس سے صحابہ کرام سید الانام وازواج مطہرات سید الکائنات کی ذات پاک مراد لی ہے۔ تیسرا یہ کہ جن آیات مین مومنین کاملین واصحاب سید العالمین کی تعریف موجود ہے مفسرین مذہب شیعہ کے نزدیک اون سے خاص جناب امیر یا جملہ ائمہ اثناعشریہ کی توصیف مقصود ہے جن مین سے اکثر اوس وقت تک موجود بہی نہونے پائے تہے پس اس تحقیق سے طالبین حق واہل فہم وانصاف صاف اسبات کو سمجہہ گئے ہون گے اور کسی قسم کا شک وشبہ اون کے دلمین نرہا ہوگا کہ دین کے معاملات مین جن شخصون کی عقل وفہم وانصاف طبیعت کی یہ حالت ہو تو اون کی رائے امور دینیہ خصوصًا کلام ربانی کے معاملہ مین کیا لائق اعتبار وقابل وقعت ہوسکتی ہے اور کوئی طالب حق اون کی تحقیق پر کیونکر اعتماد کرسکتا ہے اب ہم اس طویل بحث کو ایک نہایت مختصر اور لاجواب تقریر پر ختم کئے دیتے ہین گویا ہمیشہ کے لئے اس قسم کی بحث ومباحثہ کرنے سے مخالفین کا منہ ہی سئے دیتے ہین تاکہ اون کے دل مین اہل سنت کے مقابلہ مین قرآن شریف سے اپنے مطلب کی سند لانے کا کبہی حوصلہ ہی نہ پیدا ہو اور اونمین سے کوئی بڑے سے بڑا بہی کسی ادنی سے ادنے اہل سنت وجماعت کے مقابلہ مین بہی کبہی ہرگز عہدہ برا نہوا اس مقام پر دو امر قابل غور ہین ایک تو یہ کہ موافقین د

مخالفین نے اس امر پر اتفاق کیاہے جیمین کسی کو شبہہ نہین ہوسکتا کہ کل قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ مبارک مین ایک جگہ پر مدون ہوکر لکھا ہوا موجود نہونے پایا تھا آپ کے بعد آپکے اصحاب کرام خصوصًا خلفاء عظام کے اہتمام سے ایک جگہ پر ایک ترتیب خاص کے ساتھ قرات مشہورہ پر جمع کرکے تمام اہل اسلام مین شائع کیا گیا اور جس کلام اللہ کو شیعہ صاحب خاص جناب امیر کا جمع کیا ہوا بتلاتے ہین اوس کی نسبت یہ حضرات عالیدرجات یون فرماتے ہین کہ صحابہ نے نہ تو اوسکو تسلیم کیا اور نہ جاری ہونے دیا آخر کار جناب امیر حیدر کرار نے یہ فرمایا کہ اب تم اسکو ہمیشہ تک کبھی نہ دیکھوگے چنانچہ اصول کافی کلینی مین سالم بن اسلمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر علیہ السلام کے سامنے قرآن شریف کا ایک حرف اسطرح پر پڑھا جو اور آدمیون کے پڑھنے کے خلاف تھا اوسکو سنکر امام صاحب نے فرمایا کہ خبردار چپ جس طرح پر اور آدمی پڑھتے ہین تو بھی اوسی طرح پر پڑھ جب تک امام مہدیؑ صاحب قائم ہون جب وہ قایم ہون گے تب کلام اللہ عزوجل کو اوس کے طریق پر پڑھین گے اور جو مصحف کہ جناب امیر نے لکھا تھا وہ اوسکو نکالین گے اور پھر یہ فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام جب وقت اوسکو لکھکر فارغ ہو چکے اوسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ یہ کتاب اللہ عزوجل ہے جیسی کہ اوس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی مین نے اوسکو دونون لوحون سے جمع کیا ہے تو اوھون نے اوس کے جواب مین یہ کہا کہ وہ مصحف یہ ہی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے قرآن اس ہی مین جمع ہے ہمکو اوس کی حاجت نہین یہ سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ خدا کی قسم اس دن کے بعد پھر کبھی تم اسکو ہمیشہ تک ہرگز نہ دیکھوگے میرے ذمہ پر یہ امر ضروری تھا کہ مین نے جسطرح پر جمع کیا اوس کی تمکو خبر کر دون

عَنْ سَالِمِ ابْنِ سَلَمَۃَ قَالَ قَرَءَ رَجُلٌ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ وَاَنَا اَسْمَعُ حُرُوْفًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَیْسَ عَلٰی مَا یَقْرَؤُهَا النَّاسُ الخ کل عبارت کا مضمون کتاب ہذا مین درج ہے اصول کافی کتاب فضل القرآن باب النوادر صفحہ ۶۷۱ مطبوعہ ۱۳۰۲ھ نول کشور۔

تاکہ تم اوسکو پڑہو تو شیعو اب تو تم کو معلوم ہو گیا کہ جناب امیر کا جمع کیا ہوا قرآن مخصوص تمہارے ہی مذہب کی بنا پر اب تک کسی مسلمان کے پاس موجود نہین بلکہ آجتک کسی نے اوس عنقا سیرت کی صورت بھی نہین دیکھی اور جو کلام پاک ربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے اسوقت تک برابر آپ کی امت کے پاس موجود اور عالم مین اوسکا فیضان جاری ہو رہا ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ تک رہے گا وہ جناب امیر کے سوا اور ہی صحابہ کرام کا جمع کیا ہوا ہے دوسرا امر یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کلام اللہ کی جسقدر آیتین صحابہ کی مخالف منشاء تہین وہ سب اُنھون نے اوسمین سے نکالڈالین اور کچھ بدل بہی دین یہان تک کہ سترہ ہزار آیتون مین سے فقط چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتین وہ بہی تبدل و تغیر کی ہوئین اسوقت تک موجود ہین چنانچہ اس قسم کی متعدد آیات کلینی مین بیان کی گئی ہین کہ یہ دراصل اسطرح پر نازل ہوئی تہین اور اب بدل بدلا کر اسطرح پر رہ گئین جن کے بیان کو اس مقام مین باعث طول و فضول جانکر ترک کر دیا جسکا جی چاہے وہ اس کتاب مذکور مین جو درحقیقت مذہب شیعہ کے حق مین ام الکتاب ہے دیکھ لے بس ان دونون امرون سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن شریف مین جو مسلمانون کے پاس یہان تک کہ شیعان مومنین کے بھی موجود ہے کوئی کسی قسم کا مضمون بہی اہل سنت کے مخالف اور شیعون کے موافق نہین ہو سکتا کیونکہ وہ جمع کیا ہوا خاص اون حضرات پاک کا ہے جو تمام اہلسنت کے یقیناً پیشوا اور شیعون کے قطعاً اعدا ہین اس صورت مین ظاہر ہے کہ متعہ بے حقیقت کی تو بھلا حقیقت ہی کیا ہے شیعون کو اپنے مذہب کے کسی ایک مسئلہ کی بہی کلام اللہ سے سند لانی محض فضول و بیجا ہے لیکن نہایت تعجب کی بات ہے کہ اس حالت مین بہی یہ حضرات اپنے

لہ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ آیَۃٍ ترجمہ ابو عبد اللہؑ سے روایت ہے انھون نے فرمایا کہ جس قرآن کو جبرئیلؑ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے اوسمین سترہ ہزار آیات تہین - اصول کافی کتاب فضل القرآن باب النوادر صفحہ ۶۷۱ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۲ء نول کشور

مذہب کے متعلق مسائل دینیہ مین کلام الٰہی سے جس کے متبدل ومتغیر وغیر معتبر ہونے کے خود
قائل ہین حجت لائے بغیر نہین رہتے اس عجیب وغریب قسم کی دنیا بھر سے نرالی حرکت کو جو محض
خلاف عقل ہے عقلاء شیعہ کے سوا اور کوئی اہل عقل ہرگز تجویز نہین کرسکتا کیونکہ اجتماع ضدین
کا قائل ہونا خاص اخص الخواص شیعون کا ہی خاصہ ہے کہ جس شے کا ایک جگہ اقرار ہے دوسرے
مقام پر بعینہ اوس ہی شئے کا صراحتہً انکار حاصل کلام یہ ہے کہ ہماری اول سے آخر تک اس مدلل
تقریر ومعقول تحریر سے جو ابطال متعہ کے بارہ مین کی گئی موافقین ومخالفین مین سے کسی
اہل فہم وانصاف کو اس واقعی ویقینی امر مین ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا کہ فعل متعہ قطعاً ناروا
ویقیناً داخل زنا ہے اور جیسا کہ اس فعل قبیح کا ابدالاباد تک وجود نامسعود مذہب حق اہلسنت
وجماعت کے اصول حقہ کے مطابق کلام اللہ سے کسی طرح پر ثابت نہین ہوسکتا ایسے ہی اس حرکت
شنیعہ کا اصول قرارداد شیعہ کی موافق بھی قرآن شریف سے اثبات ہرگز ممکن نہین اور حضرات
شیعہ کو مخالفت متعہ کی وجہ سے ناطق بالصدق والصواب امیر المومنین وامام المسلمین برگزیدہ
اصحاب رسالت مآب حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو برا کہنا خود ان ہی کے اصول مذہب
کی بنا پر کسی طرح پر نہین پہونچسکتا یہان تک تو شیعون کے چار اصول اعمال کا بہ تمام وکمال
ابطال تھا جو محبت چار یار سید الابرار کی برکت سے اس خوبی کے ساتھ ختم ہوا جس کے چارو ناچار
تسلیم کئے بغیر چار دانگ عالم مین کسی اہل فہم طالب حق کو چارہ نرہا اب ان کے پانچوین اصول
اعمال کو پنجتن پاک کے فیضان باطنی کی بدولت اسطرح پر باطل کرتا ہون کہ کسی اہل عقل
وانصاف کو اس اصول کے بطلان مین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے وہ اصول کیا ہے ماتم شہید کربلا
ہے جو ان کے تمام اصول اعمال پر وسعت وکثرت استعمال کے حق مین سبقت لیگیا ہے اسکی ایسی
مثال سمجھنی چاہئے جیسے کہ طبیبون کے مطب مین منضج ومسہل کا نسخہ ہوتا ہے کہ کل امراض مادیہ مین
وہ مستعمل رہتا ہے کسی کو صفراوی بیماری ہو تب منضج ومسہل کی ضرورت دموی ہو تب مسہل ومنضج
کی حاجت بلغمی مرض ہو تب اوس مین منضج ومسہل مفید سوداوی ہو تب مسہل ومنضج کارآمد

بیان عزاداری

بس ایسے ہی شیعون کے مذہب مین مجلس عزا ہے کہ کوئی پیدا ہو تب ماتم حسینؑ کوئی مرے تب
یہ ہی شور وشین کوئی بیمار ہو اوسوقت مجلس عز ابماری سے شفا پائے اوسدم محفل عزا مقدمہ جیتے
جب مجلس ہارے تب مجلس غرضکہ دنیا مین کوئی کام ہو یہ ضرور ہے کہ اوسمین مجلس امام ہو پہر
شیعون مین جسقدر بھی مختلف فرقے اور مختلف قسم کے اشخاص ہین وہ تفضیلہ ہون یا تبرائی
غریب ہون یا امیر رزیل ہون یا شریف جاہل ہون یا عالم مرد ہون یا عورت اس معاملہ مین
کل متفق اور اوس کے اہتمام مین سب برابر اِن کے نزدیک کوئی کام ماتم امام سے بہتر اور
کوئی فعل سر پیٹنے اور چہاتی کوٹنے سے بڑہ کر نہین اس کے بارہ مین اثنا عشریون کی کتابون
مین یہ حدیث آئی ہے من بکیٰ علی الحسین او ابکے او تبا کی وجبت علیہ الجنۃ اس کا مطلب یہ
ہے کہ جو شخص حضرت امام حسین پر روئے یا اور دن کو رولائے یا اور کچھ نہ بن پڑے تو صرف
رونے والون کی سی صورت ہی بنائے تو اوسپر جنت واجب ہو جاتی ہے ناظرین کی خدمت
مین یہ عرض ہے کہ اس رسالہ مین سوائے چند خاص خاص مضامین کے جن کی بقدر ضرورت
مقام کسی قدر تفصیل کی گئی باقی جسقدر بہی مذہب شیعہ کا ابطال کیا گیا ہے وہ بقدر مناسب
صرف بالاجمال کیا گیا ہے لیکن خاص اس اصول عزا کے متعلق دو وجہ سے یون مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اسکی تردید مین جملہ اصول عقائد واعمال کے ابطال کی بہ نسبت زیادہ تر تفصیل سے
کام لیا جائے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اکثر عوام سنی المذہب جو اپنے مذہب حق کی اصل حقیقت
سے بالکل یا کماحقہ واقف نہین دہوکہ مین پڑے ہوئے ہین دوسری وجہ یہ ہے کہ اس
رسالہ مین حضرات شیعان عالی شان کے ساتھ ہمارا یہ آخری میدان ہے اسمین جو جیتا وہ جیتا
اور جو ہارا وہ ہارا اس لئے یون ہی مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اس میدان کارزار مین ہم
اپنی تیغ خامۂ آبدار کی اچھی طرح پر جوہر دکہلائین جس مین تیغ فاروقی کی چہاپ جلوہ گر ہو رہی
ہے اور حق و باطل مین اسوقت پورا فیصلہ کر دین تاکہ آیندہ مخالفین مین سے پہر کسی کے
دل مین کسی قسم کا حوصلہ و تاب مقابلہ باقی نہ رہے اس سے پہلے کہ مین اس اصول کی بالتصریح

تفضیح اور بالاستقلال اسکا ابطال کرون مختصر طور پر اس کی اصلی کیفیت وواقعی حقیقت بیان
کرتا ہون تاکہ ناظرین منصفین وطالبین حق پر اس کے ضمن بیان ہی مین مجمل طور پر اسکا
بطلان منکشف ہوجائے اس کے بعد انشاءاللہ الرحمان پنجتن پاک کے فیضان باطنی کی
برکت سے جو اس فقیر کے ہردم شامل حال ہے ان مدعیان محبت پنجتن کے اس پانچوین
اصول کو جسکی بنا پر یہ اپنے خیال وگمان مین جنت کے امیدوار بلکہ اوس کے وجوب کے
دعوی دار بنے ہوئے ہین دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ سے بالتفصیل باطل کرون گا اور
ہرمذہب وملت کے ہرادنے واعلی پر جسمین کسی قدر بھی حق پسندی وانصاف کا مادہ ہوگا
یہ امر حق کماحقہ ثابت کردکھلاؤن گا کہ اس قسم کے افعال عمل مین لانے سے جو عقل ونقل
کے محض خلاف ہین جنت ہرگز واجب نہین ہوسکتی بلکہ سچ یہ ہے کہ کبھی مل ہی نہین سکتی
اس کی اصلی حقیقت وواقعی کیفیت جسپر اس فرقہ خاص کا عموماً نہایت شدومد کے ساتھ
عملدرآمد رہتا ہے یہ ہے کہ برگزیدہ اہل بیت مصطفیٰ ونور دیدہ علی مرتضیٰ حضرت امام حسین شہید
کربلا کو یزید حاکم عرب کے فسق وفجور کی وجہ سے اوس کی بیعت خلافت قبول نہ کرنے کی بناء
مخالفت پر اوس کے لشکر جرار ولشکریان جفاکار کے ساتھ نواحی کوفہ کے میدان
کربلا مین جو سخت لڑائی کا اتفاق پیش آیا تھا جس کا انجام کار بمقتضائے مصلحت پروردگار
ومشیت کردگار یہ ہوا کہ تین روز تک محاربۂ عظیم کے بعد دسوین تاریخ محرم روز جمعہ سن ساٹھ
ہجری مین غنیم لئیم نے فتح پائی اور امام عالی مقام برحق کو مع آپ کے متعددمتعلقین کے
جن کی تعداد قریب اسی کے تھی جنکو ہم کاب لیکر تین دن تک برابر تشنہ وگرسنہ رہ کر
نہایت شجاعت واستقلال بیمثال کے ساتھ جس کی نظیر تواریخ سلف وخلف مین ملنی دشوار
ہے اوس فوج غدار بیشمار کا مقابلہ کیا شہادت عظمیٰ میسر آئی اس واقعہ ہائلہ کے متعلق
جس کا صحیح اور سچا حال ہم نے دو حرفون مین بیان کردیا جو کتابین مرثیون وغیرہ کی نظم
ونثر مین اس قسم کی بنائی گئی ہین جن کے اکثر مضامین شاعرانہ خیالات ومبالغہ آمیز

روایات اور قصص موضوعہ و مصنوعی حکایات پر مبنی ہین اور ادنمین اصل قصۂ شہادت
امام برگزیدۂ انام محض برائے نام ہے جیساکہ سیر بھر آٹے مین ماشہ بھر نمک یا ایک تودۂ ریگ
مین چند ذرات کی چمک حضرات شیعہ اور ادن کے اتباع کسی وسیع مکان یا کشادہ میدان
مین باہم مجتمع ہو کر ادن کو اس طرح پر پڑہین کہ پہلے کوئی خوش آواز سوز و نوحہ خوان فرش
پر بیٹھکر نہایت درد آمیز و غمناک لہجہ مین گائے پھر اوس کے بعد کوئی دہن دریدہ و برگزیدہ
تحت لفظ و کتاب خوان کسی اونچی جگہ پر چڑہ کر حد سے زیادہ پر حسرت و ہیبت ناک آواز
کے ساتھ خوب چیخین مار مار کر حد سے زیادہ چلائے اور ذاکرین و سامعین دونون بقصد
و بلا قصد خوب دل کھولکر روئین چلائین سر پیٹین سینہ کوٹین شور مچائین غرض کہ اس
قسم کی حرکات ناشائستہ عمل مین لائین جنکو دین محمدی مین قطعاً حرام ہونے کے علاوہ
کوئی اہل عقل و مہذب آدمی کسی قسم کے درد و غم کی حالت مین ہرگز تجویز نہین کر سکتا خصکر
جس شخص کو باوجود عقل کے دین کا بھی کسی قدر پاس و لحاظ ہو وہ تو ہرگز کبھی بھول کر
بھی اس قسم کی حرکات ناشائستہ کے گرد نہین پھٹک سکتا چہ جائیکہ ادن کو بہتر سمجھے اور ادن
کے عمل مین لانے سے جنت کا امیدوار بنے بلکہ اس سبب سے جنت کو اپنے حق مین واجب
قرار دے ہر چند کہ یہ کیفیت قریب قریب کل مجالس عزاء شہدائے کربلا مین کم و بیش متحقق
ہوتی ہے لیکن عشرۂ محرم مین اسکا زیادہ تر اہتمام کیا جاتا ہے یہانتک کہ ذی الحجہ ہی کے مہینے
خصوصاً اوس کے اخیر عشرہ سے ہی شیعان عزادار کو ماہ محرم کا انتظار رہتا ہے جو لوگ اپنے
مکان سے باہر وطن سے دور دراز مقامات مین کہین نوکر چاکر ہوتے ہین تو وہ بھی کسی نہ
کسی حیلہ و بہانہ سے رخصت لے لوا کر اپنے اپنے مکانون پر اس فرضی تہوار کے مراسم
ادا کرنے کی غرض سے آپہنچتے ہین اور آتے ہی مکانات مجالس امام کی مرمت و صفائی اور
رونق و آرایش کے اہتمام اور مجالس عزا و تعزیہ سازی کی دہوم دھام کے انتظام مین اُنکو
دین و دنیا کے تمام کامون پر مقدم جانکر رات دن غلطان و پیچان بنے رہتے ہین اور

ہر دم ذی الحجہ کے مہینے کا ایک ایک دن گنتے رہتے ہین کہ کب یہ مہینہ ختم ہو اور کب خیر وعافیت
کے ساتھ محرم کا مہینہ آئے پس جہان خدا خدا بلکہ امام امام کرکے ذی الحجہ کا مہینہ ختم ہوا
اور محرم کا ہلال ابروے جانان کی مثال جلوہ گر ہوا کہ اوس کے جلوہ گر ہوتے ہی عزادارون
کے ہان شادیانے بجنے شروع ہوگئے اور اوس ہی وقت سے ایکدم سے نقارون پر چوب
پر چوب پڑنے لگی اور چارون طرف سے نوبت کی فرحت بخش صدا شایقین منتظرین کے
کانون مین گونجنے لگی ایک ایک عزادار کے حال سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ شخص مارے
خوشی کے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا اوسی دم سے مرثیہ خوانی خوش الحانی کے ساتھ
شروع ہوگئی اور تحت لفظ وکتاب خوانون کے بڑے زور شور کے ساتھ چیل پکار سے کانون
کے پردے پھٹنے لگے اور طرح طرح کے لہو ولعب وعیش ونشاط کے سامان واسباب مہیا
کرنے کی شایقین عزاداری کو فکر پڑگئی اور اون کی تیاریون مین دل وجان سے مصروف
ہوگئے غرضکہ ماہ مکرم محرم کے عشرہ محترم کو جسکی بزرگی انبیاء سابقین کے زمانہ سے خاتم النبیین سید الاولین
والآخرین کے زمانہ خیر القرون تک برابر چلی آئی ہے اور خدا کے فضل وکرم سے تا قیامت
آپ کی امت مرحومہ مین باقی رہے گی شیعہ صاحبون نے اپنے ذہن مین یون سمجھ رکھا ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو بس خاص اس ہی قسم کے اعمال بیجا بجالانے کے لیے وضع کیا ہے
ان مکرم ومحترم دنون مین بجائے اس کے کہ نوافل ادا کرین روزہ رکھین نماز عاشورا
پڑہین حسنات بجالائین ان بھلے مانسون نے دین کے خلاف دنیا سے نرالا یہ انوکھا طریقہ
اختیار کر رکھا ہے کہ محرم کی اول شب سے لیکر اوس کے دسوین روز تک عزاداران ائمہ
عالی مقام اپنے اپنے گھرون مین عموماً خصوصاً اون خاص خاص مکانات مین جنکو یہ امام
باڑون کے نام سے بدنام کیا کرتے ہین بڑے شد ومد زور وشور کے ساتھ نوبت بہ نوبت
[...]ین بجواتے رہتے ہین اور سبز وسیاہ مکلف وخوش نما لباس زیب تن کیے ہوے
[...]رت شہداء کربلا کے متعلق اکثر جھوٹے مرثیے اور مصنوعی کتابین دن رات سنتے سناتے

رہتے ہین مکانات مجالس عزا خاصکر امام باڑے جنکو حضرات شیعہ نے خاص اس ہی قسم کے کامون
کے لئے مخصوص کر رکہا ہے حتی الامکان فرش وفروش اور جہاڑ وفانوس سے سجائے جاتے
ہین اور اون مین نہایت آب وتاب وغایت کروفر کے ساتھ مجلسین منعقد کرکے دس دن تک برابر
ماتم کے بہانہ سے خصوصًا انعقاد مجالس عزا کے وقت باجے بجوائے جاتے ہین پہر مجلسون کے علاوہ
قسم قسم کے ناٹک اور سوانگ اور طرح طرح کے کہیل اور تماشے ناظرین شایقین کو دکہلائے جاتے
ہین جن مین اہل بیت سید المرسلین کی انتہا درجہ توہین پائی جاتی ہے اور دین متین محبوب
رب العالمین کی غایت درجہ تذلیل بلکہ بجلکنی لازم آتی ہے چنانچہ کسی روز علم نکالے جاتے ہین
گویا امام صاحب لشکر لئے ہوئے یزید کے لڑنے کو یا یون سمجہئے کہ یزید یان ناحق شناس
امام برحق کے مقابلہ کو جارہے ہین کسی رات مین برات کا سمان بناکر مہندی اٹھائی جاتی
ہے جسمین بظاہر حضرت قاسم کی فرضی شادی کی مصنوعی کیفیت دکھلائی جاتی ہے اور
باطن مین اس ذریعہ قبیحہ سے اپنے دلون کی چہپی ہوئی اومنگ نکالی جاتی ہے کسی شب مین
دلدل نکالا جاتا ہے گویا ہو بہو امام شہید کا گھوڑا لہو ٹپکتا ہوا جارہا ہے پہر دسوین شب
مین جو شب شہادت ہوتی ہے جس مین ان سب کیفیتون کا پورا نچوڑ ہوتا ہے اوسمین
تو شادی و دین کی بربادی کے اسقدر کثرت سے سامان واسباب مہیا کئے جاتے ہین جنکو
دیکہکر شایقین لہو ولعب وطالبین لذات نفسانی خوشی کے مارے اپنے جامہ مین پہولے
نہین سماتے اوس رات مین تمام تعزئے جن کا اول روز محرم بلکہ اوس سے بہی پہلے سے خاص
اس ہی رات کے واسطے خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ نئی نئی قسم کی ساخت اور اقسام
اقسام کی صورتون مین مورتون کی طرح جلوہ گر ہوکر اوس شب مین سب بالکل مکمل ہوچکتے
ہین عروس نوبہار کی مانند بلکہ اس سے بہی کہین بڑہ چڑہ کر آراستہ وپیراستہ کرکے ایک قرینہ
کے ساتھ رکہے جاتے ہین اور ہر ایک تعزیہ پر تعزیہ و تعزیہ دارون کی حیثیت کے مناسب
بمقتضا وشملہ بمقدار علم روشنی اور باجے اور جملہ سامان رونق وآرایش کے کافی اسباب مہیا کردئے

جاتے ہین شہر کے اکثر مرد و عورات بلا تفریق کفر و اسلام و بدون تمیز یگانہ و بیگانہ اون
جمادات بلا حرکات کی زیارت کے لئے تمام رات گشت کرتے پہرتے رہتے ہین کوئی نادان انکو
روضہ منورہ امام عالی شان کے قایم مقام گمان کر کے اون پر فاتحہ و درود پڑہ رہا ہے
کوئی بھولا بھالا اوس جماد بے حس کو نہ معلوم کیا سمجھکر اوسپر شیرینی و شدا چڑہا رہا ہے کوئی بھولے
پن مین پہلے سے ہی بدرجہا بڑہا ہوا ہاتھ بڑہاۓ اوس بے حس و بے ادراک پر کسی مطلوب خاص کی
طلب مین خاص قسم کی عرضی لٹکا رہا ہے اور اپنے دلمین بلا کسی دلیل کے وہ یہ خیال فاسد پکا رہا ہے کہ رتین حضرت
امام صاحب کرامات ایک ایک تعزیہ پر نہ معلوم کس وجہ سے رات بہر پہرین گے اور ایک ایک
خود غرض کی عرضی کو بغور تمام ملاحظہ فرما کہ ہر اک حاجتمند کی حاجت کو پورا کرین گے پہر ان
امور لایعنی و نامشروع و خلاف عقل کے سوا چونکہ اوس رات مین تعزیون پر ہر قسم کے مرد
اور عورتون کا کثرت سے ہجوم رہتا ہے اور ہر گلی کوچہ مین سب ملے جلے ٹول کے غول چلے
جاتے ہین اس وجہ سے اسباب ظاہری کی بنا پر اس امر کا جو کچھہ برا نتیجہ ہونا چاہئے وہ ضرور
ظاہر ہوتا ہے چنانچہ جو اس قسم کے جلسون مین شریک ہونے والے ہین اونپر یہ امر بخوبی
ظاہر ہے غرض کہ اس متبرک رات مین جسقدر امور بیہودہ و خرافات کی تعمیل اور عیش و نشاط
کی تکمیل ہوتی ہے وہ حد بیان سے باہر ہے اس کے متعلق جو کچھہ واہیات قصے خصوصاً
ساکنان لکھنو کے معتبر شخصون سے ہمکو پہنچے ہین اون کے بیان کرنے کو عالمانہ تہذیب اجازت
نہین دیتی علاوہ بریں اون کے بیان کی چندان ضرورت بہی نہین معلوم ہوتی اسلئے
کہ یہ شیطانی حرکات شیطان کی طرح جہان مین خود ہی مشہور ہین اس مین شک نہین کہ اس
رات مین رونق و آرائش اور عیش و نشاط کے اسقدر سامان و اسباب مہیا کئے جاتے ہین
کہ اگر بالفرض کوئی شخص کسی اجنبی ولایت کا رہنے والا جہان اس قسم کی خرافات حرکات
ہوتی ہون ہندوستان مین خصوصاً اوس کے کسی بڑے شہر خاصکر لکھنؤ مین جو شیعان عالی مرتبت
کا دار السلطنت بلکہ دار الخلافت ہے خاص شب شہادت کے روز آپونہچے تو وہ ان کیفیتون کو دیکھ

یقیناً یون سمجھے گا کہ ہو نہو اس شہر مین کوئی بادشاہ یا راجہ و نواب تخت یا گدی پر آجکل بیٹھا یا بیٹھنے والا ہے جس کی خوشی مین یہ جشن شاہانہ ہو رہا ہے جس کے سبب سے ہر شخص بچے سے لیکر بوڑھے تک خوشی مین بھرا ہوا پھر رہا ہے خیر یہ تو رات کی بات تھی اب اس کے آگے اوس کے اگلے دن کا حال پر ملال سنئے اوس روز یہ ہوتا ہے کہ تمام تعزئے جو شب گذشتہ مین عروس نوخواستہ کی طرح آراستہ و پیراستہ بنائے گئے تھے جن کے بنانے اور دیکھنے والے اون کے زرق و برق اور چاپ و دمک پر دل و جان بلکہ دین و ایمان سے والہ و شیدا بنے ہوئے تھے وہ اوس روز شہر کے ہر گلی اور کوچہ مین گشت کراکر پھر شہر کے باہر کسی پرفضا میدان مین جسکو یہ درد لادوا کے مبتلا اپنی اصطلاح بیجا مین کربلا کہتے ہین گڑھے کھود کر نہایت ذلت و بے توقیری کے ساتھ توڑ موڑ کر اون کے تمام ہاتھ پانون کا چکنا چور کرکے دبا دئے جاتے ہین اس قسم کے افعال قبیحہ و اعمال شنیعہ کی صورت نازیبا مین گویا اپنے خیال و گمان مین یہ خاص قسم کے عقلاء خاص اس امر کا نقشہ دکھلاتے ہین کہ شہداء کربلا آج کے دن اس طرح پر دفن کئے گئے تھے پھر ان کل نقلون مین جو بالکل خلاف عقل و نقل ہین قدر مشترک یہ کیفیت ضرور ہوتی ہے کہ سب کے ساتھ اس قسم کے بھوٹے اور بہیر و پا مرثئے جن مین اہل بیت پاک کی جو نہایت درجہ دیندار اور غایت مرتبہ رضاء الہی پر صابر و شاکر تھے معاذ اللہ انتہا درجہ کی دنیاداری و بے صبری و بے حیائی پائی جاتی ہے باجا بجاتے طرح طرح کے کہیل تماشے کہیلتے کہلاتے شور و غوغا مچاتے ہوئے ماتم کے بہانہ سے سینہ و سر کوٹتے پیٹتے ہوئے بازارون اور گلی کوچون مین نہایت بد وضعگی و بد تہذیبی کے ساتھ پھرا کرتے ہین جو شان اسلام و ایمان کے ہرگز شایان نہین بلکہ قطعاً مخالف ہے جنکو دیکھہ کر کفار و فجار کو تو ہنسی آتی ہے اور مسلمانان ابرار کو اس قسم کی حرکات اشرار پر غصہ اور اسلام کی اس حالت زار پر جو ان مدعیان اسلام نے اپنے حق مین بنا رکھی ہے رونا آتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان مکرم دنون مین جنکو یہ مدعیان ماتم امام ایام غم امام کے نام سے بدنام کرتے

ہین رات دن گانے بجانے اور شب و روز قسم قسم کے کہیل تماشون اور طرح طرح کے عیش وعشرت کی کیفیتین عموماً شیعون اور اون کے اتباعون کو حاصل رہتی ہین بالخصوص مرثیہ خوانون اور ادنین سے بہی بالتخصیص مرثیہ گویون کو صیغہ عزاداری کے بدولت یا یون سمجھیے کہ شہادت شہداء کربلا کی برکت سے جسقدر منافع دنیوی حاصل ہوتے ہین وہ ہر کہ و مہ پر بخوبی ظاہر ہین افسوس صد افسوس کہ نور دیدۂ مرتضیٰ و برگزیدۂ اہل بیت مصطفیٰ حضرت امام حسین شہید کربلا تو مع اپنے متعلقین خاص کے خاص اندنون مین یون تکلیفین اوٹھاکر شہید ہون اور یہ لوگ اون کی تکلیفون کا بیہودہ طور پر ذکر کرکے اور نامعقول طرح پر اون کی نقلین بناکر یون عیش وعشرت اوڑائین یہ وہی مثل ہوئی کہ کسی کا گھر جلے کوئی تاپنے کو دوڑے اصل بات یہ ہے کہ یزید کی بدولت شیعہ اور اون کے اتباع اِن دس دن اور دس راتون مین برابر دن عید اور رات شب برات کا پورا لطف اوٹھاتے ہین اور اوس کے طفیل سے اِن دس دن اور دس راتون مین دن دونا اور رات چوگنی کا معاملہ کر دکھلاتے ہین تو یہ ہے اصول عزا کا خلاصہ و اصلی واقعہ جس کو ہم نے بالاجمال فقط دو جملون مین بیان کر دیا جس کے ضمن بیان مین بالاجمال اوسکا ابطال بہی ناظرین بالانصاف پر صاف طور پر روشن ہوگیا اور اِس امر مین کچھ شبہہ نہ رہا کہ اِس قسم کے اعمال خلاف دین کے بجا لانے کو جنت کے واجب ہونے سے کیا علاقہ ہان اوس کے حرام ہونے سے جسقدر تعلق بہی کہا جائے بجا ہے اب اِس اصول عزاداری کی متعدد دلائل قاطعہ سے بالتفصیل تردید کرتا ہون جس کی وجہ سے کسی ادنے اہل عقل کو بھی اِس کے بطلان مین کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہ رہے اور کوئی عقلمند مدعی اسلام اسطرح کے خلاف عقل و نقل اعمال کی بنا پر جنت کا امیدوار نہ بنے بلکہ عذاب دوزخ سے ڈر کر ایسے بیجا اعمال کے بجا لانے سے ہمیشہ اجتناب کرے۔ اصل یہ ہے کہ اِس اصول عزا کے متعلق شیعان مومنین اور اون کے متبعین عموماً خصوصاً عشرہ محرم کے ایام محترم مین عزاداری کے بہانہ سے جسقدر خلاف شرع اعمال کا

ابطال امور عزاداری

شب و روز برتاؤ کیا کرتے ہین اون مجموع مین چار قسم کی کیفیتن پائی جاتی ہین ایک تو حد سے زیادہ خوشی کی دوسرے انتہا سے زیادہ توہین اہل بیت مرتضوی کی تیسری غایت درجہ تخریب و بیخکنی دین نبوی کی چوتھی مخالفت صریح عقل سلیم انسانی کی چنانچہ مین ان مین سے ہر ایک کا حال تفصیل جدا جدا بیان کرتا ہون۔ اول کا بیان یہ ہے کہ راگ اور باجون کا سننا طرح طرح کے کھیل تماشے اور قسم قسم کے کرتب اور سوانگ دیکھنا مکانات کو روشنی و اسباب و آلات آرایش سے زینت دینا شب شہادت مین خوب دل کھولکر رات بھر کیسے کیسے لطف اوٹھانا غرضکہ یہ جملہ امور مذکور کھلے طور پر عیش و عشرت و شادی و فرحت کی علامت ہین اور حالت غم مین ایسے امور کے ثبتین بیشک منکرین بداہت ہین یہی وجہ ہے کہ موافقین و مخالفین مین سے اگر کسی کا کوئی عزیز و قریب مرجاتا ہے یا کسی قسم کا حادثہ اوسکو پیش آتا ہے تو وہ امور مذکورہ بالا مین سے کسی ایک امر کا بھی برتاؤ نہین کرتا چہ جائے کہ وہ تمام امور کو جمع کرے جن مین سے ہر ایک امر خوشی کی علامت ہونیکا بالاستقلال دم بھرے خاصکر باجے کو تو ہر شخص غم کی حالت مین اسقدر برا جانتا ہے کہ اگر کوئی اہل محلہ یا اہل برادری بھی اپنی کسی تقریب شادی مین اوسکو بجواتا ہے تو اوس سے بھی وہ سخت برا مانتا ہے یہانتک کہ اکثر اس بنا پر ملاقات و برادری بھی ترک ہو جاتی ہے اور اس قسم کی شکر رنجی کے مدتون تک خمیازے نکلا کرتے ہین البتہ صرف ہنود کسی بوڑھے کی ارتھی پر باجا بجوایا کرتے ہین تو وہ بھی اس معاملہ مین ایک قسم کی خوشی ہی منایا کرتے ہین چنانچہ اس خاص معاملہ کو ہم نے صاحبان ہنود سے خود تحقیق کیا تو اونھون نے اسکا یہی جواب دیا کہ ہم ایسے شخص کے مرنے کی اس لئے خوشی کیا کرتے ہین کہ اس نے اسقدر زیادہ عمر پائی اور اپنے پیچھے اسقدر اولاد اور اتنی دولت چھوڑی گویا یہ آدمی بڑا صاحب نصیب ہے اس ہی بنا پر اوس کی ارتھی پر جو بکھیر ہوتی ہے اوسکو اچھے اچھے خوشحال آدمی بھی اوسکو اچھا جانکر اوٹھا لیتے ہین اور اگر اون کے ہاتھ نہین لگتی تو وہ کسی اور اوٹھانے والے غریب آدمی سے اوسکو تبرک سمجھکر اوس شخص کو زیادہ قیمت دے کر خرید لیتے ہین اکثر

بیان علامات خوشی امورات عزاداری

عزا داران عوام اس مقام مین عموماً اس قسم کی بیہودہ توجیہہ کیا کرتے ہین کہ محرم مین جو باجا بجایا جاتا ہے وہ ماتمی باجا کہلاتا ہے اوس کے بجانے کی ترکیب خوشی کے باجا بجانے کی ترکیب سے علحدہ قسم کی ہوتی ہے چنانچہ ان دونون قسم کے باجون کی گتون مین بجانیوالے واقعی ایک طرح کا فرق بھی کردیتے ہین جس سے یہ دونون قسم کے باجے جدا جدا معلوم ہونے لگتے ہین ہرچند کہ ایسے نامعقول کلام کا جواب دینا تو درکنار اس کے نقل کرنے سے بھی اپنے اس معقول رسالہ مین ہمکو نہایت شرم آتی ہے مگر کیا کیجیے مقام مجبوری ہے یہ کتاب ہدایت عام کے واسطے لکھی گئی ہے کہ اس سے عوام وخواص سب اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بہرہ ور وفیضیاب ہون اور اس مین شک نہین کہ محرم کے متعلق جسقدر بھی خلاف عقل مراسم بجالائے جاتے ہین اون کے بجالانے والے اکثر عوام اشخاص ہین جن کی تعداد خواص کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اس لئے اس عامیانہ خیال کا ابطال بھی عالمانہ طریق پر ضروری معلوم ہوتا ہے لو اس قول نامعقول کے قائلو خدا تمکو ہدایت کرے غور کرکے اس کا معقول جواب سنو کہ تمہارا یہ قول نقل وعقل ورسم ورواج کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ دین محمدی مین کسی باجے کی نسبت یہ نہین قرار دیا گیا کہ اگر اسکو اسطرح پر بجاؤ تو حرام ہے اور اگر اس انداز سے بجاؤ تو حلال ہے بلکہ باجا جو شرعاً حرام ہے اوسکو تم کسی صورت سے بجاؤ وہ ہرگز حلال نہین ہوسکتا بلکہ وہ ہر حالت مین بدستور قطعاً حرام ہی رہے گا نہین تو کسی شے کے حرام وحلال کرنے کی باگ خاص تم ہی سبکدست وخفیف العقلون کے ہاتھ مین ہوجائے کہ جدہر کو چاہو اودہر کو ہی اپنے منشا کے موافق اوسکو پھیردو غرض کہ اس معاملہ مین تم کیسا ہی ہٹ پھیر کرو لیکن تمہارا یہ بیہودہ کام رہے گا حرام ہی اور عقل بھی اس امر مین کچھہ فرق نہین کرتی کہ کسی باجے کو اگر ایک طرز سے بجاؤ تو خوشی کا ہوجائے اور اگر بعینہ اوس ہی کو دوسرے انداز سے بجاؤ تو وہ غم کا کہلائے اگر تمہارے فرقہ کے پڑہے لکھے ادنی تمہاری اس غیر

معقول دعوی پر کوئی عقلی دلیل قایم کرسکین تو اون سے پوچھکر پیش کرو لیکن خوب یاد رکھو کہ وہ تو کیا کوئی کتنا ہی بڑا فلسفی ہو جس نے اپنی تمام عمر امکان وامتناع کے بیہودہ جھگڑے قصون مین بسر کی ہو وہ بھی اس پر ہرگز دلیل نہین لاسکتا اور کسی باجے کی دو آوازون مین غم وخوشی کا فرق عقلی دلیل سے جس مین جانب مخالف کا احتمال نہ رہے ہرگز نہین نکال سکتا تمہارے اس نامعقول قول کی ہمارے نزدیک یہ معقول تمثیل مناسب حال ہے کہ کوئی شخص بالفرض عبادت کے لئے یہ قاعدہ اختیار کرے کہ نماز کے وقت قبلہ سے منھ پھیر کر کھڑا ہو کر ایک انداز خاص وطرز مخصوص کے ساتھ باجا بجایا کرے اگر کوئی شخص اوس کو اس حرکت بیجا وخلاف شرع سے منع کرے تو وہ یہ کہے کہ میرا قاعدہ یہ ہے کہ مین لہو ولعب اور عبادت دونون حالتون مین باجا بجایا کرتا ہون ہان ان دونون صورتون مین اتنا فرق کردیتا ہون کہ لہو ولعب کی صورت مین ایک تو قبلہ کی طرف منھ نہین کرتا دوسرے اوسکو اس انداز خاص پر بجاتا ہون جس کی آواز سے خواہش نفسانی ہیجان مین آئے اور نماز کے وقت اوس کے بجانیکا میرا یہ قاعدہ ہے کہ اول تو قبلہ کی جانب رخ کرکے کھڑا ہوتا ہون دوسرے اوس کو اس طرز پر بجاتا ہون جس کی آواز سے خدا کی طرف توجہ ہو تو مین تمکو عزادار و علم اور تعزیون کی قسم دے کر پوچھتا ہون جن کے پیچھے تم ڈھول تاشے بجاتے اور چلتے کودتے ہوئے پھرا کرتے ہو کہ بھلا اوس شخص کی اس نامعقول توجیہہ کو تم مین سے کوئی شخص قبول کرے گا نہین ہرگز نہین بلکہ یہ یقینی بات ہے کہ کوئی بے وقوف سے زیادہ بیوقوف بھی اوسکو ہرگز تسلیم نہ کرے گا بلکہ جو شخص اوس کی اس بیہودہ بات کو سنے گا وہ بے ساختہ اوس کی عقل پر ہنسے گا اب رہا رسم ورواج کا معاملہ تو یہ فعل اوس کے بھی برخلاف ہے عزاداران مومنین میری اس بات کو کان کھولکر خوب اچھی طرح پر سن لین کہ اس سے میری مراد کسی اور شہر یا ولایت یا کسی خاص قوم کا رسم ورواج مراد نہین جس کے ماننے

مین تم حیل وحجت کرو کہ غیر ولایت یا غیر قوم کا رواج ہمپر حجت نہین ہوسکتا بلکہ اس سے خاص تمہارے اس ہندوستان ہی کا جہان تم پیدا ہو کر اوس مین ابتک نشو ونما پا رہے ہو اور محرم کے دنون مین شب و روز طرح طرح کے عیش و عشرت اوڑا رہے ہو اور اوسمین بھی خاص تمہارے ہی اس فرقۂ مخصوص کا یہ انوکھا رسم و رواج مراد ہے جو درحقیقت تمہارے اس طریقۂ عجیب الکیفیّت اور دنیا وی عیش و عشرت بلکہ تمہارے خیال محال مین وجوب جنت کی بنیاد ہے جس پر اسوقت تک تمہارا اور تمہارے بزرگون کا بدستور قدیم عملدرآمد ہوتا چلا آیا ہے کہ اگر کوئی تمہارا عزیز و قریب مرجاتا ہے تو اوس کے غم مین تم مین سے کوئی شخص یہ اولٹی قسم کا ماتمی باجا نہین بجواتا جو ماتم امام کے نام سے بجوایا جاتا ہے غرض کہ عقل و نقل رسم و رواج سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ باجا کسی انداز سے بھی بجایا جائے لیکن بہرصورت وہ ہوتا ہے خاص خوشی ہی کی علامت یہان تک کہ لڑائی مین بھی جو باجا بجایا جاتا ہے اوس سے بھی فوج کے دنون مین ایک قسم کا سرور پیدا کرنا ہی مقصود ہوتا ہے کہ سپاہی اوس سے مست ہو کر خوب دل توڑ کر لڑین بس اس باجے ہی پر اون تمام خوشی کے امور مذکورہ کو قیاس کر لینا چاہئے جنکو تم عشرہ محرم مین کیا کرتے ہو کہ وہ در حقیقت ہین تو خاص خوشی ہی کی علامت اور اون کو تم کیا کرتے ہو اون دنون مین جنکو تم خاص ایام غم امام کہا کرتے ہو ظاہر ہے کہ تم اپنے عزیزون کے مرنے مین جیسا کہ کسی قسم کا باجا نہین بجواتے ویسے ہی مکانات کو بھی نہین سجاتے نہ کثرت سے روشنی کرتے ہو نہ کسی طرح کا کھیل تماشا دیکھتے ہو نہ راگ سنتے ہو نہ کسی قسم کے عیش و عشرت کے جلسون مین شریک ہوتے ہو بلکہ ان چیزون کا دیکھنا اور سننا اور اون کے جلسون مین شرکت تو درکنار ایسی حالت مین تمکو اون کے نام بلکہ خیال سے بھی نفرت ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اماموں کے غم و الم کا صرف تمکو زبانی دعوے ہی دعوے ہے باقی جو کچھ تمہارے دلون مین چھپا ہوا ہے وہ تمہارے حال سے خوب ظاہر ہو رہا ہے اور یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ ہر شخص

کا حال قلبی جو خاص اوسکے حال سے ثابت ہوتا ہے وہ اوس حال سے کہین زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے جو اوس کی محض قال سے ثابت ہوتا ہے مثلاً فرض کیجئے کہ کسی شخص کا شیر کو دیکھکر چہرہ زرد اور اوسکا رنگ فق ہو جائے اور اوس کی ہیبت سے اوسکا بول و براز خطا ہو جائے تو اس حالت مین اگرچہ وہ کیسا ہی اپنی مردانگی کا دعوے کرے اور اپنی زبان سے کتنا ہی یہ کہے کہ مجکو مطلق اس شیر کا خوف نہین اور مین ہرگز اس سے نہین ڈرتا لیکن کسی دیکھنے والے عقلمند شخص کو اوس کی اس خرافات بات کا یقین نہ آئے گا بلکہ وہ اوسکا یہ حال دیکھکر اوس کی قال کو یقیناً جھوٹا سمجھے گا اور اوس کے دل مین اس امر کا یقین کامل ہو جائے گا کہ یہ شخص اس بات مین محض جھوٹا ہے بلکہ یقیناً اس شیر سے ڈرتا ہے ایسے ہی عزاداران مدعیان رنج و غم کا حال پر ملال ہے کہ وہ کتنا ہی غم و الم کا زبانی دعوے کرین مگر جن خاص بندون کو اللہ جل شانہ نے اپنے عین عنایات سے چشم بصیرت عطا فرمائی ہے وہ اِن کے اس قسم کے اعمال فرحت مآل پر نظر کر کے اِن کے حالات کو بلاشک و شبہہ خوشی ہی کے احوال سمجھین گے اور اون کے اس خالی قال کا اس واقعی حال کے مقابلہ مین ذرہ برابر بھی ہرگز اعتبار نہ کرین گے ہان اگر ایسا ہوا کرتا کہ یہ بھلے آدمی اپنے ہان غمی کی حالت مین اس قسم کے خوشی کے امور کیا کرتے جیسے کہ عشرۂ محرم مین کیا کرتے ہین اور شادی کی تقریبون مین ہرگز اسطرح کے بیجا امور بجا نہ لاتے تو البتہ اوس وقت ہم ان کو محرم کے دنون مین جنکو یہ ایام غم امام کے نام سے ناحق بدنام کرتے ہین امور شادی کے عمل مین لانے سے اظہار خوشی کا الزام نہ دیتے کیونکہ اس حالت مین ہمکو اِن کے تجربہ احوال سے یہ عجیب و غریب حال معلوم ہو جاتا کہ اِن جہان سے نرالون کا دستور ہی دنیا سے نرالا ہے کہ خوشی کے وقت مین اسباب عزا اور غم کی حالت مین سامان خوشی کا برتاؤ کیا کرتے ہین حالانکہ اس کے برخلاف اِن کے جملہ حالات سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے ذاتی رنج و خوشی کے معاملات مین انکا

بعینہ وہی طریقہ ہے جو اور مخلوق خدا کا ہے مگر صرف اماموں ہی کے غم کا اُنھوں نے یہ اولٹا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے بس ہمنے شہدا کربلا کی محبت کی برکت سے جو بحمد اللہ بد و فطرت سے ہماری طبیعت مین سمائی ہوئی ہے قطعی طور پر یہ امر ثابت کر دیا کہ محرم کے دنون مین جس قسم کے امور شادی و فرحت کا عزادار اظہار اور اون پر حد سے زیادہ اصرار کیا کرتے ہین وہ قطعاً خوشی کے امور مین جو عقلاً و نقلاً رسماً و رواجاً غم و الم کی حالتون مین کسی صورت سے بھی متحقق نہین ہو سکتے پھر اِس پر ہم نے خاص عزادارون کی زبان حال سے اقرار بھی لے لیا جو زبان مقال کے اقرار سے اہل عقل کے نزدیک زیادہ تر قابل اعتبار ہوتا ہے اس صورت مین عزادارون کو اگر اونے بھی عقل ہے تو دو امرون مین سے ایک امر ضرور اختیار کرنا چاہئے یا تو غم کے پردہ مین خوشی کے کام نہ کیا کرین یا کبھی بھول کر بھی ان ایام مین غم امام کا نام نہ لیا کرین اور ان دونون مختلف قسم کے امرون کو آپس مین ملانا آپ کو خارج العقلون کے گروہ مین داخل قرار دے کر زمرۂ عقلا سے خارج بنانا ہے یہان تک عزادارون کے اعمال کی خاص اوس کیفیت کا بیان تھا جو یقیناً خوشی کی علامت ہے۔ اب ان کی اُس دوسری کیفیت کا بالتخصیص حال سنئے جس مین توہین اہل بیت پائی جاتی ہے اصل یہ ہے کہ کسی شخص کی توہین خاص اِس سے عبارت ہے کہ اوس کا اس قسم کا حال جسکا اظہار اوس کے خلاف شان ہو قولاً یا فعلاً کسی انداز سے ظاہر کیا جائے جس سے اوس شخص کو غصہ یا شرم و غیرت آئے خصوصاً اس قسم کے بیہودہ و بے اصل حالات کو اوس کی طرف منسوب کرنا جنسے اوس کی ذات پاک در اصل پاک ہے وہ درحقیقت توہین کے علاوہ بہتان و افترا کی ناپاک حد مین بھی داخل ہے جس کے سبب سے ایسے اشخاص توہین کرنے والون کے سوا افترا پردازون کے زمرہ مین بھی شامل ہین اور وہ اون حد درجہ وعیدون کے ضرور مستحق و سزاوار ہین جو کلام ربانی مین مفتریون کے حق مین

بیان اون امور کا جو عزاداری کے باعث توہین اہل بیت اطہار

بیان ہوئی ہے اب دیکھیئے کہ عزادار شہداء کربلا کے متعلق جس قسم کے حالات کا اظہار
کیا کرتے ہین وہ اکثر دو قسم کے امور ہوا کرتے ہین ایک تو اون پیشوایان دین کے حالات
کی نقلین ناٹک اور سوانگ کے انداز پر بنا کر ہر کہ ومہ کے دکھلانے کی غرض سے شہر کے
بازارون اور گلی کوچون مین نہایت نامعقول طور پر پہرانا دوسرے واقعات شہادت
کے متعلق زیادہ تر جھوٹے اور محض بے اصل مرثیے بنا کر موافقین ومخالفین کو ڈنکے
کی چوٹ کے ساتھ نہایت بیہودہ طریق پر سنانا جن سے اون اکابر دین اور اون کی
متعلقین کی جو تمام ہمارے دین کے پیشوا وامام تھے علانیہ طور پہ ذلت وخواری لازم
آتی ہے جس سے اون کی شان عالی بس ارفع واعلی ہے اور انتہا درجہ کی بے صبری
وبے قراری پائی جاتی ہے جو بے دینون اور دنیا دارون کا شیوہ ہے اہلبیت اخیار
کے گستاخانہ طور پر نام لے کر اس قسم کے مضمون نابکار بیان کرتے ہین کہ یزیدیان اشرار
نے اون کو اس ذلت وخواری کے ساتھ قتل اور یون ذلیل ورسوا کیا اور نعوذ باللہ
عورتون نے سر کے بال نوچ ڈالے اور سر وسینہ پیٹ ڈالا اور کپڑے پہاڑ کر خیمہ سے
باہر نکل آئین اور اس طرح پر اونھون نے بین کئے اور بینون مین اس قسم کے بیہودہ
مضمون بیان کئے جاتے ہین جو ہندوستان مین عموماً رذیلون اور ربدیون مین
مروج ہین شرفا خصوصاً دیندارون کے ہان کسی قسم کے سخت سے سخت صدمہ کی حالت
مین بہی ایسے بیہودہ حالات کبہی وقوع مین نہین آتے صرف مرثیہ گویون نے اپنے نفوس
پر اُن پاک نفوسکو قیاس کرکے اپنے ہان کے رسم ورواج کی موافق اون برگزیدون کی
طرف منسوب کر دئے ہین حالانکہ کئی وجہ سے اس قسم کے مضامین واہیہ محض بے اصل
ہین اول تو کسی صحیح روایت سے ہرگز ثابت نہین یہان تک کہ شیعہ بھی اون کو
کبہی ثابت نہین کر سکتے کیونکہ اسطرح کے خرافات مضمونون کا سلسلہ اکثر تو فقط مرثیہ
گویون کی ذات مخترع الروایات ہی تک منقطع ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض دو چار سلسلون

تک کچھہ چلایا بھی جاۓ تاہم آگے چلکر اوسکو ضرور منقطع ہونا پڑے گا کسی امام یا کسی ایسے
ستند شخص تک جو اوس لڑائی مین موجود ہو ہرگز نہین پہنچسکتا ہان اگر یزیدیون
کو اِن روایتون کا راوی قرار دیا جاۓ اور اون نامعتبرون کی روایتون کو اس معاملہ
مین معتبر مانا جاۓ تو البتہ ممکن ہے ورنہ اِس کے سوا اور کوئی صورت تو اِن روایتون کی
صحت اور اون کے آخر تک پہنچنے کی بظاہر نظر نہین آتی دوسرے جب کہ اِن بزرگون
کو دین کا پیشوا و امام قرار دیا گیا اور باتفاق فریقین اون کے پیشواے دین و امام
ہونے کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر اِس حالت مین یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اون کی طرف اس طرح
کے خلاف شرع مضامین منسوب کیے جائین جو دین مین باتفاق قطعاً حرام قرار دیے
گئے ہین موافقین و مخالفین مین سے جو شخص کچھہ بھی عقل رکھتا ہے اس امر کو کون نہین
جانتا کہ صدمہ کے وقت سر کے بال نوچنے اور سینہ و سر کوٹنے اور نامحرم شخصون کے سامنے
برملا بے پردہ آنا اور طرح طرح کے بین بیان کر کے رونا پیٹنا چلانا شور مچانا سب قطعاً
رسوم جاہلیت مین سے ہین جنکا ارتکاب ایسے شخصون کی شان کے ہرگز شایان نہین ہو سکتا
ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر صدق دل سے ایمان لائین چہ جاۓ کہ وہ بزرگان
دین جو دین کے پیشوا و امام خاص اہل بیت سید الانام کہلائین کیونکہ اِن کا تو فرض
منصبی یہی ہے کہ ایسے امور نامشروع کو مٹائین نہ یہ کہ اِس کے برعکس وہ خود ہی اونکو
اپنے عمل مین لائین جب یہی معاذ اللہ ایسا کرنے لگین تو پھر خلاف شرع امور کے مٹلنے
کی اور کس سے امید ہو سکتی ہے ع کون رہ بتلاۓ جب خود خضر بہکانے لگے۔ تیسرے یہ
ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین اپنے حبیب پاک کی طرف خطاب کر کے یون
ارشاد فرمایا کہ صبر کرنے والون کو جو مصیبت پہنچنے کے وقت یون کہتے ہین کہ ہم اللہ ہی
کے واسطے ہین اور اوس ہی کی طرف لوٹنے والے ہین تم یہ خوشخبری سنادو کہ اون پر اللہ
تعالی کی رحمتین نازل ہوتی ہین اور وہ ہی ہدایت پانے والے ہین اِس آیت سے

صاف وصریح طور پر یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ صدمہ کے وقت صبر نہین کرتے نہ تو اون پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور نہ وہ ہدایت پانے والے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ رحمت الٰہی سے مستثنیٰ اور ہدایت ربانی سے خارج ہین وہ گروہ مغضوبین وفرقہ ضالین مین داخل ہین اب اگر مرثیون کے شاعرانہ مضامین اور کتب شیعہ کی خاص اون روایات کی بنا پر جو شہادت کے متعلق بنائی گئی ہین اون بزرگان دین کو بے صبر قرار دیا جائے تو اس آیت شریف کی مطابق اون مقبولان بارگاہ الٰہی کی نسبت معاذ اللہ کیا کہنا چاہئے اس صورت مین اون کو دین کا پیشوا قرار دینے کی کیا صورت ہو سکتی ہے چوتھے یہ ہے کہ اگر بالفرض صدمہ کے وقت بے صبری کے امور شرعاً جائز ہی ہوتے تاہم عقل اس ہی بات کو مقتضی ہے کہ صبر کرنے والون کا درجہ صبر نہ کرنے والون کی بہ نسبت زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ حادثہ کی حالت مین صبر نہ کرنا کوئی مشکل کام نہین بلکہ یہ مقتضاء طبیعت ہے کیسا ہی کوئی اونے سے اونے درجہ کا بیدین سے زیادہ بیدین شخص ہو وہ بھی ایسے حال مین بے صبری کا برتاؤ کر سکتا ہے بلکہ حقیقت مین یہ حصہ ہی خاص اوس شخص کا ہے ہان ایسی سخت حالت وقابل امتحان کیفیت کی صورت مین مستقل مزاج اور ثابت قدم رہنا کچھ آسان کام نہین ہر کس وناکس سے یہ مشکل کام نہین بن پڑتا بس اس صورت مین بھی عقل کے مطابق اماموں اور اون کے متعلقین کی شان عالی کے مناسب خاص یہی امر ہے کہ وہ سخت سے زیادہ سخت حادثون کی حالت مین صبر کرین جس سے آخرت مین اون کا درجہ بڑھے اور اس تلخی صبر کے بدلے عقبیٰ مین اون کو ثواب کی حلاوت عظمیٰ نصیب ہو پانچوین یہ ہے کہ موافقین ومخالفین مین سے کسی کو اسکا انکار نہین بلکہ فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ اسوقت مین کوئی شخص کیسا ہی بڑا اعلیٰ درجہ کا دیندار ہو لیکن وہ دینداری مین اون پیشوایان دین واہلبیت سید المرسلین سے ہرگز نہین بڑھ سکتا اور بڑھنا تو درکنار اون کی برابر ہی ہونا دشوار ہے مگر باوجود اس امر کے تجربہ

صاف اس بات کو ثابت کررہا ہے کہ اس زمانہ مین بہی ایسے اللہ کے خاص بندے موجود ہین
جن کے دل پر کیسا ہی سخت صدمہ طاری ہو مگر کیا ممکن ہے کہ ایسی حالت مین اون کی انکھون
سے ایک اشک تک بہی جاری ہو۔ اور وہ رونا پیٹنا چلانا شور مچانا تو بہلا ایسے جوانمردون
سے کیون ہی ہونے لگا تھا اس صفت کے خاص بندگان الہی خاص مذہب اہل سنت مین
تو بہ کثرت ہین اور کیون نہون اون کے مذہب کی بنا ہی خاص اتباع سنت محبوب کبریائی
پر واقع ہوئی ہے جس کے لئے صبر وشکر و رضا بقضاء الہی ضروری ہے لیکن ہمارا انصاف
طبیعت جسکی نعمت خداداد بدو فطرت سے ہمکو عطا ہوئی ہے ہمکو ضرور اس بات کے کہنے پر
مجبور کرتا ہے کہ اہل سنت کے سوا اور مذہب و ملت مین بہی یہان تک کہ شیعہ وعزاداران
مخصوص العقیدہ مین بہی بعض بعض اس صفت کے آدمی کبہی کبہی دیکہنے مین آجاتے ہین
کہ وہ کسی قوی حادثہ کے وقت اپنی طبیعت پر جبر کر کے صبر و شکر ظاہر کر دکہلاتے ہین چنانچہ
انہین سے بعض شخصون کو ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اون کی کئی اولاد نے جن مین سے بعض
بالغ اور بعض قریب البلوغ تھے اون کے سامنے انتقال کیا لیکن اونھون نے ایسے سخت
صدمہ کی حالت مین طبیعت پر جبر کر کے اس معاملہ مین انتہا درجہ کا صبر ظاہر کر دکھلایا کہ
ایسے وقت مین جزع و فزع کا تو کیا ذکر کسی نے اون کی آنکھون سے آنسو کا ایک قطرہ بہی گرتے
نہ دیکھا جب اسوقت کے لوگون مین جن کو اوس زمانہ کے بزرگون کی بہ نسبت سگ
دنیا کہنا بیجا نہین معلوم ہوتا ایسے ضبط اور اسقدر صبر و شکر کے آدمی موجود ہین تو اون
دین کے شیرون کی شان مین جنھون نے اپنی جان و مال اور اپنے اہل وعیال کو خدا کی
راہ مین اوس کی رضاء خاص کے واسطے قربان کر دیا اور بے صبری کا گمان کرنا اور
معاملہ شہادت مین جس کے مرتبہ سے زیادہ رسالت و صدیقیت کے بعد کوئی دین کا مرتبہ
نہین اون کا رونا پیٹنا فریاد و واویلا مچانا اور اون کے طرح طرح کے بینون کا محض خلاف
واقع بیان کرنا درحقیقت دنیا کے کتون کو دین کے شیرون پر ترجیح دینا ہے جس کو کسی

شخص کی عقل سلیم ہرگز تسلیم نہیں کر سکتی ہماری اس منصفانہ تقریر سے کسی منصف مزاج
شخص کو کسی قسم کا اس امر میں شبہہ نہیں ہو سکتا کہ ان پیشوایان دین و اہل بیت سید المرسلین
کی نقلیں بنانے اور اون کی بے صبری کے محض بے اصل حالات اختراع کر کے ہر کہ و مہ
کو ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ سنانے میں بیشک اون کی توہین و تذلیل ہے اور ذلت اور
اہانت کے علاوہ اس قسم کے خاص حالات کا فرضی و مصنوعی ہونا اون عالی شانوں کی
شان عالی میں بہتان و افترا کی کھلی ہوئی دلیل ہے جس کے قبول کرنے میں کسی ادنےٰ
اہل عقل و انصاف کو بھی تامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ شیعان و عزاداریہی اگرچہ
تعصب بیجا کے سبب سے اس امر حق کا اپنی زبان سے صراحتًا اقرار نہ کریں لیکن ان کا حال
صاف طور پر اس امر کو ثابت کر رہا ہے کہ وہ بھی اس قسم کی امور کو باعث توہین و تذلیل
اور افترا اور بہتان کی کامل دلیل تسلیم کئے ہوئے ہیں اول تو ان پہلے ماتموں میں سے
بعض بعض کا صدمات کے اوقات میں اپنی طبیعت اضطراب سرشت پر جبر کر کے صبر و شکر
ظاہر کرنا اس بات کی صاف شہادت دے رہا ہے کہ یہ صبر و شکر کو بے صبری و ناشکری کی
بہ نسبت اچھا جانتے ہوئے اور اس صفت کو ناظرین کی نگاہوں میں باعث توقیر و عزت
مانتے ہوئے ہیں دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاں کوئی
قوی حادثہ پیش آئے مثلاً فرض کیجئے کہ اوسکا بیٹا مر جائے اور اس شہر کے کچھ آدمی جمع
ہو کر اوسکا ایک گڈا بنا کر تمام شہر میں اوسکو پھرائیں اور اس کے ساتھ ڈھول تاشے بھی
بجاتے جائیں اور طرح طرح کے کھیل تماشے بھی کھیلتے جائیں اور اپنا سر و سینہ پیٹ پیٹ کر
یہ مضمون بیان کرتے جائیں کہ ہائے جس وقت اس شخص کے لایق بیٹے کا انتقال ہوا تو
اس کو اسقدر اوسکا رنج و ملال ہوا کہ خوب چلا چلا کر رونا پیٹنا شروع کیا اور کپڑے
پھاڑ کر سر پیٹتا ہوا جنگل کی طرف نکل بھاگا اور اس کے گھر کی عورتوں کا تو جن کے یہ نام
ہیں عجیب حال ہوا کہ انھوں نے سر کے بال نوچ ڈالے اور سینہ و سر کو پیٹ ڈالا اور دتی

چلاتی شور مچاتی ہوئین اس قسم کے بین بیان کرتی ہوئین گھر سے باہر غیر محرم شخصون مین بے محابا آ کھڑی ہوئین پھر اگر اس شخص سے کوئی یہ تمام قصہ بیان کرے کہ جناب آپ کے فلان فلان دوست جو ہر دم آپ کی دوستی و محبت کا دم بھرتے تھے آپ کے رنج و ملال کا گڈا بنائے ہوئے اوسکو ڈھول تاشون اور طرح طرح کے کھیل تماشون کے ساتھ تمام شہر مین پھرا رہے ہین اور آپ کا اور آپ کے تمام اہل و عیال کا نام لیکر ایسا خاکہ اوڑا رہے ہین جس کے سننے اور دیکھنے والون کو بیاختہ ہنسی آتی ہے تو اوس کو سنکر یہ ستم رسیدہ و رنج کشیدہ شخص بھلا کتنا برا مانے گا خصوصًا جیوقت یہ سوچے گا کہ ان شخصون نے جسقدر محبت کے پیرایہ مین میرا اور میرے متعلقین کا حال پر ملال نامعقول طور پر ظاہر کر کہا ہے وہ درحقیقت ہے ہی محض بے اصل بیان بے صبری کے متعلق اس قسم کی حرکات ناشائستہ کا کسی نے ہرگز برتاؤ نہین کیا جس کا یہ افترا پرداز اسقدر شد و مد کے ساتھ اظہار کر رہے ہین تو ظاہر ہے کہ وہ دوستی کے پردہ مین انکی اس دشمنی کو کسقدر برا جانیگا، اور واقعی بات یہ ہے کہ اگر اس شخص کا اون پر کچھ بھی قابو چل سکے تو یہ بظاہر اون کے قتل کرنے مین بھی کسی قسم کا دریغ نہ کرے اب انصاف کا مقام ہے کہ جن امور کو اپنی نسبت توہین اور اون کے اپنی طرف منسوب کرنے کو اپنے حق مین عداوت قرار دی جائے تو اون امور کو اون بزرگان دین کی نسبت جو دین کے پیشوا و خاص اہل بیت مصطفٰے کہلائین کیونکر اون کی فضیلت اور اون کے حق مین علامت محبت خیال کی جائے بس ان وجوہات سے جن مین شیعان عزادار کا زبان حال سے اقرار بھی شامل ہے کامل طور پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ عزاداری کے متعلق عزادار شیعہ جس قسم کے اعمال خلاف شان ائمہ اطہار کا اظہار کیا کرتے ہین اونمین بالیقین اہل بیت سید المرسلین کی توہین پائی جاتی ہے اور اسطرح کے حرکات ناشائستہ کے عمل مین لانے سے اون کے حق مین بیشک ایک قسم کی عداوت لازم آتی ہے اس صورت مین شیعان عزادار کو دو امر دن مین سے ایک امر

ضرور کرنا چاہئے یا تو عزاداری کے متعلق ایسے اعمال بیجا بجا لاکر اون پیشوایان دین وبرگزیدگان اہل بیت سید العالمین کی تذلیل وتوہین نہ کرین یا اون کی افضلیت کے مدعی بنکر اون کی محبت کا دم بہرین ورنہ ظاہر ہے کہ اعمال وافعال توہین وذلت کے بجا لانے کی حالتمین اون کی افضلیت ومحبت کا دعوے کوئی اہل عقل جس کی طبیعت مین ذرہ برابر بہی انصاف ہے ہرگز قبول نہین کرسکتا افسوس صد افسوس کہ یزیدیان اشرار جو اہل بیت اخیار کے کہلے ہوئے دشمن اور شیعون کے نزدیک قطعی جہنمی تھے اون ناحق شناسون سے تو امام برحق اور اون کے اہلبیت پاک کے حق مین جو کچہہ ہونا تھا وہ فقط ایک ہی مرتبہ ہو چکا لیکن شیعان عزادار مدعیان محبت اہل بیت اظہار محبت کی آڑمین ہر سال مین نہ معلوم کے بار اون کی انتہا درجہ تذلیل واہانت کرتے رہتے ہین پہر اسپر مدعی محبت اہل بیت بنکر ہر وقت جنت کے دعویدار بنے رہتے ہین بلکہ شیعون کی کتابون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یزید جو تمام یزیدیون کا سردار اور اون کے نزدیک قطعاً جہنمی تھا جسپر لعنت کئے بغیر ان کے اعتقاد مین کسی شیعہ کو جنت ہرگز مل ہی نہین سکتی اوس بیدین نے بہی اہل بیت سید العالمین کی اس درجہ توہین وتذلیل گورا نہین کی چنانچہ حق الیقین مین اس کے متعلق ایک یہ روایت لکھی ہے کہ جس وقت یزیدیان اشرار اہل بیت اخیار کو شہر دمشق مین جو یزید کا پایۂ تخت تھا لے گئے اور امام علیہ السلام کے سر مبارک کو شمر نے یزید کے سامنے پیش کر کے اس حرکت سراپا ملام سے اپنے نزدیک اوس کے انعام واکرام کا اپنا استحقاق ثابت کیا تو اوس وقت یزید نے جو اپنے حاضرین دولت کے ساتھ دربار مین بیٹھا ہوا تھا نہایت غصہ ہو کر اوس سے یہ کہا کہ اے ملعون مین نے تجکو کب یہ حکم دیا تھا کہ تو ان کو قتل کر دینا بلکہ میرا حکم تو یہ تھا کہ تو ان کو اپنی حراست مین یہان لے آنا مین بحفاظت تمام اونکو نظربند کر کے رکھون گا اور یہ کہکر تلوار کہینچکر اوس کے قتل کرنے کو اوٹھا لیکن حاضرین دربار نے منت وسماجت

اوس نابکار کا قصور معاف کرادیا پھر اس کے بعد یزید نے جملہ متعلقین شہداء کربلا کو
اپنے محلسرائے خاص مین ٹھیرایا اور دونون وقت اپنے دسترخوان خاص پر اون کو
کھانا کھلوایا کرتا - اور اون کی تشفی اور تسکین اور اپنے لشکریون کی بیجا حرکت پر اظہار
ندامت کرتا رہتا تھا کچھہ دنون کے بعد جب اہل بیت پاک نے وہان سے مدینہ منورہ کی
طرف مراجعت کا قصد فرمایا تب اوس نے روپیہ واشرفیان اون کی نذر کرین اور
سواریون کو آراستہ کرکے اون پر اونکو سوار کرایا اور اپنی فوج کے کچھہ آدمیون کو اون
کے ہمرکاب کرکے یہ حکم دیا کہ دیکھو ان حضرات کو نہایت حفاظت کے ساتھ وہان پہنچا دینا
خبردار راستہ مین اون کو کچھہ تکلیف ہونے پائے اس قصہ کے بیان کرنے کے بعد اوس
اہل کتاب نے اس کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ صرف یزید کی مکاری و
ریاکاری ہتی ورنہ وہ اپنے دلمین اس معاملہ سے ہوا تھا بہت خوش حالانکہ یہ بات
ظاہر ہے کہ اسوقت اوسکو ریاکاری ومکاری کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ تھی جو کچھہ
ہونا تھا وہ ہو ہی چکا تھا اور اوس کی حکومت کا سکہ اوس کے تمام قلمرو مین موافقین
ومخالفین کے دلون پر بیٹھا ہوا تھا دوسرے اگر وہ اس قسم کے معاملات مین ریاکاری
وظاہرداری کا یہ تقاضائے مصلحت برتاؤ کرتا تو اس نمونہ قیامت کے پیش آنے کی نوبت
ہی کا ہے کو پیش آتی جس کی وجہ سے شیعان مومنین کو دونون ہاتھون سے دینا
ودین کے کمانے کا اچھا شغلہ ہاتھ لگ گیا ہے جس کے مقابلہ مین کوئی شغل خوش
نہین معلوم ہوتا تیسرے یہ ہے کہ دل کا حال علام الغیوب کے سوا یقیناً کسی کو معلوم
نہین ہو سکتا اور اگر کسی کو اس امر کا دعوے ہو یا بالفرض اوسکو کسی ذریعہ سے
معلوم بھی ہو جائے تو اوس کا دعوے یا علم کسی دوسرے پر حجت نہین ہوتا
نہ اوس پر کوئی شرعی حکم مرتب ہو سکتا ہے حجت شرعی تو صرف وہی علم ہے جو انبیاء کرام
کو وحی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے خیر ہمکو اس مقام مین اس امر کی زیادہ بحث کرنی

کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہمارا مقصود تو صرف اسقدر ہے کہ اگر اس قصہ کو تسلیم کیا جائے جیسا کہ صاحب حق الیقین نے اوسکو نقل کیا ہے تو اوس سے اس امر کا حق الیقین کے طور پر علم حاصل ہوتا ہے کہ یزید نے اہل بیت اطہار کی تعظیم و تکریم کی اور اون کی ساتھ ایسا برتاؤ کیا جو اون کی شان کے شایان تھا اور شمر ناحق شناس کی امام برحق کے ساتھ بدسلوکی کو اوس نے نہایت درجہ برا سمجھا اب اس کے اس برتاؤ کو جس کا تسلیم کرنا اس قصہ کی تسلیم کرنے کی حالت مین ضروری ہے خواہ ریاکاری پر محمول کیا جائے یا خلوص باطنی پر مبنی قرار دیا جائے اس کے دونون پہلو سے شیعان عزادار امام زبدۂ آل اطہار پر الزام وارد ہوتا ہے اول تقدیر مین تو اس وجہ سے کہ جب یزید جیسے کھلے ہوئے دشمن نے اہل بیت کی بظاہر تعظیم و توقیر کی اور اون کی تذلیل و توہین گوارا نہ کی تو وائے اون لوگون کے حال پر جو ظاہر مین اون کی محبت کا دم بھرین اور محبت کے پردہ مین اون کی اسقدر توہین و تذلیل کرین جسکو دیکھکر کفار و فجار تک بھی ہنسین اور دوسری صورت مین اس سبب سے کہ اس حالت مین یزید بجائے لعنت مستحق رحمت ٹھہرا تو شیعہ جو اوسپر لعنت کرنے کی بنا پر آپ کو جنت کے مستحقین قرار دیتے تھے وہ خود اپنی ہی کتابون کی روایت سے اب کس چیز کے مستحق ٹھہرے ناظرین اسوقت تک عزاداری کے متعلق تم شیعان عزادار مدعیان محبت اہل بیت اطہار کے طرح طرح کے تماشے دیکھتے رہے تھے آج یہ عجیب و غریب قسم کا تماشا تمہارے دیکھنے مین آیا جسکا تمہارے دل مین کچھہ شان و گمان بھی نہ تھا کہ جو لوگ آپ کو محب اہل بیت اور اون کا تعظیم و توقیر کرنے والا اور یزید کو اون کا دشمن اور اون کی ذلت و اہانت کرنے والا قرار دیتے تھے خود اون کے اقرار اور اون کے علماء نامدار کے اظہار نے اس معاملہ مین معاملہ برعکس کر دکھلایا یہان تک دلیل عزاداری کے دو جزو کا بیان تھا جسکو ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اوس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مدلل طور پر ثابت

بیان ہونا عزاداری کا باعث تخریب دین محمدی

کر دیا اب اس کے تیسرے جزو کا حال بیان کرتا ہون جو تخریب دین محمدی سے عبارت ہے
اسمین شک نہین کہ جس شخص کو دین اسلام سے کچھہ بہی تعلق ہوگا اوسکو اس امر مین کسی قسم کا
شبہہ نہین ہوسکتا کہ عزاداری کے متعلق جسقدر افعال شنیعہ عزادار شیعہ عمل مین لایا کرتے
ہین وہ تمام سرتاپا دین محمدی کے مخالف اور اوس کے بالکلیہ بیخ کن ہین چنانچہ اوسین
سے ایک ایک امر کو جدا جدا بہ تفصیل بیان کرتا ہون اول باجون کا بجانا اس امر کو
بہلا کون نہین جانتا کہ جس قسم کے باجے عشرہ محرم مین عموماً بجائے جاتے ہین وہ دین
محمدی مین قطعاً حرام قرار دئے گئے ہین یہان تک کہ شادی مین بہی اونکا بجانا درست
نہین چہ جائے کہ غم کی حالت مین جس کے عزادار مدعی ہین اہل سنت تو در حقیقت متبع
سنت نبوی ہی ہین اون کو تو اس معاملہ مین کلام ہو ہی نہین سکتا لیکن علماء شیعہ کو
بہی جو مجتہد کہلاتے ہین حرمت مزامیر سے انکار نہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ دونون
مذہبون کی بنا پر یہ قطعاً مخالف دین ہین دوسرے امرد یا غیر محرم عورتون سے راگ
کا سننا جیسا کہ عموماً سوزخوانی مین ہوتا رہتا ہے دین محمدی مین قطعاً حرام قرار دیا گیا
ہے جسمین علماء شیعہ عالی مقام کو بہی کلام نہین ہوسکتا تیسرے اس قسم کے مضامین کا پڑہنا
یا سننا جنکا اکثر حصہ سراسر جہوٹ اور توہین اہل بیت سید العالمین اور اون کی شان عالی
مین بہتان وافترا پردازی کو شامل ہو یقیناً خلاف دین ہے جس کے بارہ مین کلام
الہی مین صریح لعنت وارد ہوئی ہے چوتھے اس قسم کے کہیل اور تماشے نقلین اور سوانگ
جنکا علانیہ طور پر لہو و لعب مین شمار اور باعث توہین اہل بیت اطہار ہونا ظاہر ہے اونکو
دین مین داخل قرار دے کر باعث حسنات جانکر عمل مین لانا قطعاً حرام ہے اللہ جل شانہ
نے اپنے کلام پاک مین مومنین کو ایسے شخصون کے ساتھ دوستی رکہنے سے بہی منع
فرمایا ہے جنہون نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکہا ہے کیا افسوس کا مقام ہے کہ جن
امور کے سبب سے اللہ جل شانہ اون شخصون کے ساتھ دوستی کو منع فرمائے اون کو

اپنے دین مین داخل قرار دے کر موجب حسنات اعتقاد کیا جائے یہ تو بجائے تعمیل حکم الٰہی خدا کے ساتھ نعوذ باللہ اچھی خاصی لڑائی ہوئی پانچوین تعزیون اور مجالس عزا کے مکانات مین خصوصًا شہادت کی شب مین کثرت سے روشنی کرنا ظاہر ہے کہ اسراف مین داخل ہے جس کی نسبت قرآن شریف مین یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسرفون کو دوست نہین رکھتا اب سمجھنا چاہیے کہ جن کو اللہ تعالیٰ دوست نہ رکھے وہ کون لوگ ہوئے چھٹے ان مکرم دنون مین خاص کر شب شہادت مین غیر عورتون کے ساتھ اختلاط و عیش و نشاط جس قدر عزاداروں کو بلکہ اون کے طفیل سے عام شایقین کو میسر آتا ہے وہ موافقین و مخالفین پر بخوبی ظاہر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے غیر محارم کے ساتھ اختلاط تو درکنار اون پر نظر کو بھی حرام فرمایا ہے ساتوین ان خاص ایام مین عام عزادار سبز لباس کو پوشاک کیواسطے مخصوص کرتے ہین جس کی دین محمدی مین کچھہ اصل نہین پائی جاتی نہ تو اہل سنت کے مذہب مین کلام اللہ و حدیث شریف یا اقوال مجتہدین سے اس سبز رنگ کے محرم مین خاص کرنے کی کوئی سند خاص ملتی ہے اور نہ شیعون کی کتابون مین ان کے امامون سے اسکا کچھہ پتا چلتا ہے رہی یہ بات کہ شہیدون کا لباس سبز ہوتا ہے تو عزاداروں کو اس سے کیا بحث ہے ان بھلے مانسون سے کوئی یہ کہے کہ اے بھلے آدمیو تم تو شہید نہین ہو جو خواہ مخواہ ناحق ہرے بھرے بنے پھر رہے ہو بلکہ تم کو تو بظاہر آیندہ بھی شہادت کے نصیب ہونے کی کسی صورت سے توقع نہین معلوم ہوتی کیونکہ تم تو شہیدون کا حال سنکر اور اون کی شہادت کا خیال کر کے یون ہی روتے پھر رہے ہو اور اگر بالفرض خدانخواستہ تمکو نصیب اعدا شہادت میسر بھی آجائے تو تم اوس ہی وقت اوس عالم مین جاکر سبز لباس پہن لینا اب دنیا مین تو خدا کے لئے ذرا یعنی کے سامنے شہیدون کا خاکہ اوڑاتے مت پھرو۔ اٹھوین خاص خاص عزادار بلکہ یون کہئے کہ اخص الخواص شیعان نامدار اندنون مین سیاہ لباس جسکو ماتمی لباس کہتے ہین

اپنے آپ کو اماموں کا ماتم دار قرار دے کر پہنتے ہین حالانکہ دین اسلام مین بلکہ خود مذہب
شیعہ کی کتابون مین بھی کسی مقام پر کسی امام عالی مقام کے کلام سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ
ایام محرم الحرام مین اہل اسلام کو سیاہ لباس پہننا چاہیے نہ کسی امام کے طریق عمل سے
اس امر کا کچھہ پتا ملتا ہے کہ وہ اندنون مین ایسا لباس پہنا کرتے تھے البتہ مخالفین
اسلام کی یہ رسم ضرور ہے کہ وہ کسی خاص شخص کے ماتم مین خاص سیاہ لباس پہنا کرتے ہین
ظاہر ہے کہ مخالفین اسلام کی رسمون کو دین مین داخل کرنا کسقدر دین محمدی کے خلاف
ہے تیسرے ماتم امام کے تمام سر پیٹنا سینہ کوٹنا جسے کہتے ہوئے شور وغوغا مچانا یہ رسم
بھی پہلی رسم کی طرح بالکل مخالف اسلام ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت مین کفار مین اس قسم
کی رسمین تہین جو دین محمدی مین قطعاً ملعون و مردود قرار دی گئین اور اب تو کفار مین
بھی اسقدر تہذیب آگئی ہے کہ روز بروز اس قسم کی بیجا حرکات جو محض خلاف تہذیب
ہین ترک ہوتی جاتی ہین وائے مدعیان اسلام کے حال پر کہ وہ ایسے امور واہیہ مین روز
بروز ترقی کرتے جاتے ہین اور اس قسم کے اعمال شنیعہ کو اپنا دین قرار دے رکھا ہے قطع نظر
اس کے ماتم امام مین جس قدر شور وشیون برپا کیا جاتا ہے درحقیقت دل مین اوس کی کچھہ
بھی حقیقت متحقق نہین ہوتی چنانچہ ظاہر ہے کہ جب ان کے کسی عزیز وقریب یا دوست
وآشنا کا انتقال ہو جاتا ہے تو اوس کے غم مین اسطرح کا ہرگز ماتم نہین کیا جاتا جس سے
صاف پایا جاتا ہے کہ ماتم امام کے متعلق جو کچھہ بھی بیجا برتاو کیا جاتا ہے وہ محض ریاکاری
کے طور پر کیا جاتا ہے جو محض دین محمدی کے خلاف ہے کیونکہ اوس کی بنا خلوص قلب
پر قایم کی گئی ہے پھر جب ریاکاری کے اعمال شنیعہ کی بندون کی نگاہون مین بھی ذرہ
برابر وقعت نہین ہو سکتی تو اوس علام الغیوب وعالم ما فی القلوب کے نزدیک ایسے
منافقانہ اعمال کی کیا خاک وقعت ہو سکتی ہے اوس کی بارگاہ مین تو جس قدر بھی قبولیت
ہے وہ ان ہی اعمال کی ہے جو خلوص پر مبنی ہون بلکہ منافقانہ اعمال اور ریاکاری

کے افعال بارگاہ ذوالجلال مین قطعًا باعث وبال قرار دے گئے ہین یہان تک کہ اگر کوئی شخص روزہ نماز حج زکوٰۃ بہی ریاکاری کے طور پر بجا لائیگا وہ بہی اِن افعال کے سبب سے جنت کے بدلے دوزخ مین داخل کیا جائے گا جب فرض اعمال کی ریاکاری کے باعث سے یہ کیفیت ہے تو پہر حرام افعال کی جو باوجود حرام ہونے کے ریا کاری ومحض پابندی رسم پر مبنی ہون کیا حالت ہوگی یہ تو وہی مثل ہوئی ایک تو بھی گلو دوسرے چڑہ گئی نیم پر ایسی صورت مین اس قسم کے افعال کو موجب رضائے الہٰی جاننا اوس علام الغیوب کے علم کا قطعًا منکر ہونا ہے علی ہذا القیاس اِن افعال کی بنا پر اماموں کی خوشنودی کو بہی سمجہنا چاہئے کیونکہ وہ بہی شیعون کے نزدیک معاذ اللہ عالم الغیب مانے گئے ہین اس منصفانہ تقریر کو سنکر شاید عزاداران شہداء کربلا انصاف کا خون کرکے یون کہین گے کہ ہم امامون کے غم مین جسقدر ماتم کرتے ہین وہ سچے دل سے خاص اون کی محبت ہی کے سبب سے کرتے ہین اس مین ریا و نفاق کا ہرگز لگاؤ نہین باقی اپنے عزیز واقارب کے غم مین اس قسم کا ماتم نکرنا اس امر کی دلیل نہین ہوسکتی کہ ہم جو کچھہ امامون کے ماتم مین شور وشیون برپا کرتے ہین وہ محض بے اصل وسراپا نفاق دریا ہے اس لئے کہ کہان ہمارے عزیز واقارب اور کہان امام خدا اور رسول کے حبیب جن کے غم مین زمین وآسمان بہی روئے ہین جنات تک نے بہی نوحہ کیا ہے پہر انسان اون کے غم والم مین جتنا بہی روئے بجا ہے چنانچہ عزادار ہمیشہ سے اس ہی قسم کے امور لایعنی ظاہر کرکے اپنے کو محبین شہداء کربلا ثابت کیا کرتے ہین اور اس ہی طرح کی خرافات باتین بناکر ناواقف اور بہولے بہالے شخصون کو دہوکا دیا کرتے ہین تو آج ہم بہی اپنی حکیمانہ تدبیر سے جو حکیم علی الاطلاق نے محبت اہل بیت پاک کی برکت اور تولائے شہداء کربلا کے طفیل سے ہمکو عطا فرمائی ہے عزاداروں کی باطنی کیفیت کما حقہ ظاہر کئے دیتے ہین تاکہ ہر ادنےٰ واعلےٰ کو بشرطیکہ فی الجملہ بہی اوس کی طبیعت مین انصاف

ہو کامل طور پر اس امر کا مشاہدہ ہو جائے کہ اِن کا امان کی محبت اور اون کی تکالیف پر غم
والم کا دعویٰ اور اون کی محبت کو اپنے عزیز واقارب کی محبت پر ترجیح دینا محض زبانی دعویٰ
ہے جس کے ساتھ اِن کا حال موافقت نہین کرتا بلکہ قطعاً اوس کی تردید کر رہا ہے اور شہادت
شہداء کربلا کے وقت جنات وغیرہ کا اون کے لئے رونا اِن کے ہر سال ماتم کرنے اور شور و
غوغا مچانے کے ساتھ ہرگز کسی قسم کی مناسبت نہین رکھتا اِن دعوون کے متعلق چند قواعد بیان
کرتا ہون جن کا تسلیم کرنا تمام اہل عقل و انصاف کو ضرور ہے اول یہ ہے کہ کسی شخص کی
تکلیف یا اوس کے انتقال کا صدمہ و ملال بمقدار محبت کے مطابق ہوتا ہے اگر اوس کے
ساتھ زیادہ محبت ہے تو صدمہ بھی زیادہ ہوگا اور اگر کم ہے تو کم مثلاً کسی شخص کو کسی نفع
خاص کی وجہ سے دو شخصون کے ساتھ محبت ہو اور اون دونون مین سے ایک سے زیادہ نفع
ہو اور دوسرے سے کم تو ظاہر ہے کہ جس شخص سے اوسکو زیادہ نفع ہوگا اوسکے انتقال کا ملال
زیادہ ہوگا اور کم نفع والے کا اوس کی بہ نسبت کم ہوگا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کسی
شے کے متعلق دعویٰ کرنا اوسوقت تک معتبر نہین ہو سکتا جبتک کہ اوسکا حال اوس کے
قال کے مطابق ہو اور مخالفت حال و قال کی حالت مین تمام عقلاء کے نزدیک قطعاً غیر معتبر
قرار دیا جائے گا مثلاً ایک شخص اس امر کا دعوے کرے کہ سخت گرمی کے موسم مین کیسی ہی
تیز دھوپ ہو مجکو اوس کی گرمی مطلق محسوس نہین ہوتی حالانکہ اوس مدعی کا حال یہ ہے
کہ اگر کوئی شخص اوسکو امتحاناً پانچ منٹ کے لئے بھی دھوپ مین بٹھلاتا ہے تو اوسکا چہرہ
سرخ اور اسکا تمام بدن عرق مین غرق ہو جاتا ہے اور بیتاب ہوکر سایہ کی طرف دوڑتا ہے
ظاہر ہے کہ صورت مین اوسکا یہ نامعقول دعویٰ کسی عقلمند کے نزدیک ہرگز قابل قبول
نہوگا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ صدمہ کے پیش آنے کی حالت مین قلب کی جو حالت ہوتی ہے
اوسپر زمانہ گذرنے کے بعد ہرگز وہ حالت نہین ہو سکتی اگرچہ کوئی شخص اوس گذشتہ حالت
کو کتنا ہی یاد کرے مگر وہ کیفیت سابقہ کسی صورت سے عود نہین کر سکتی مثلاً ایک شخص کے

پیارے بیٹے کا انتقال ہو جائے توجسقدر صدمہ اوسکو اوسکے انتقال کے روز ہو گا اگلے
سال مین اوس روز اگرچہ وہ اوس حادثہ کو کتنا ہی یاد کرے مگر اوسقدر ہرگز نہین ہوسکتا
پھر جسقدر اوسپر زمانہ گذرتا جائیگا اوس ہی قدر روز بروز وہ کم ہوتا جائیگا انجام کار
رفتہ رفتہ بالکل محو یا قریب نیست و نابود ہو جانے کے ہو جائیگا اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت
کاملہ سے اس ہی طریق پر عالم کا انتظام موقوف رکہا ہے اگر صدمہ کی کیفیت ویسی ہی
رہا کرے جیسی کہ اوس کے حادث ہونے کی حالت مین ہوتی ہے تو انتظام عالم درہم برہم
ہو جائے نہ کسی سے دنیاوی کامون کا انتظام ہوسکے نہ دینی امور کا سرانجام بن پڑے
ابتدائے صدمہ کے وقت قلب کی حالت اضطراری ہوتی ہے اس ہی وجہ سے اوسوقت
شارع کی جانب سے رونے کی مانعت نہین ہوسکتی تاوقتیکہ وہ حد شرعی سے تجاوز نہ کرے
اوسپر اوس کے بعد کی حالت کو جسپر بے صبرے زیادہ بے صبر کو بہی صبر آجاتا ہے ہرگز قیاس
نہین کر سکتے جب یہ قواعد کلیہ جو کل عقلاء روزگار کے نزدیک مسلمات سے ہین ذہن نشین
ہو چکے تو ناظرین حق بین آو اب ہم تمکو ایک حکمت عملی سے ماتم سازون کی قلبی کیفیات
کا بہی نہایت خوبی کے ساتھ تماشا دکہلا دین جیسا کہ اب تک یہ تمکو اپنی ظاہری کیفیات
کا تماشا دکہلاتے رہے ہین فرض کیجئے کہ مثلاً ایک شخص نہایت شدومد کے ساتھ ماتم
امام مین مصروف اور بڑے زور شور سے سینہ و سر پیٹنے مین مشغول ہو رہا ہو کہ کوئی شخص
اوس کے گہر سے دوڑا ہوا آئے اور یہ کہے کہ میان کس فکر مین ہو اسوقت تمہارا لڑکا
کوٹھے پر سے گر پڑا اور گرتے ہی دفعتہً بیہوش ہو گیا بس اسبات کے سنتے ہی اوس
ہی دم صاحب ماتم کے ہوش و حواس پران ہو جائینگے اور گہر کی طرف بہاگنے کے سوا
اور کچہہ نہ سوجہیگا اگر اوسوقت کوئی اوسکا دامن پکڑ کر یون کہے کہ میان کہان جاتے
ہو امام کا ماتم تو ذرا پورا کرتے جاؤ بہلا کہان تمہارا لڑکا اور کہان امام شہید کربلا جن
کے لئے زمین و آسمان تک روئے ہین جنات نے بہی نوحہ کیا ہے تو مین اوسوقت ماتمیان

مدعیان محبت امام کو اون کے دعوے محبت ہی کی قسم دے کر پوچھتا ہون کہ یہ شخص اوس دامن پکڑنے والے اور گھر کے جانے سے منع کرنے والے کے ساتھ اوس وقت بھلا کیا برتاؤ کرے گا پھر اگر اس ہی حالت مین ایک اور دوسرا شخص بھاگتا اور روتا ہوا آپہنچے اور یون کہے کہ یہان کیا کر رہے ہو گھر کی تو خبر لو تمہارے لڑکے کا انتقال ہو چکا تمام بدن سرد ہو گیا تو اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی اون حضرت ماتمی صاحب کے تمام بدن کی گرمی کافور ہو جائے گی اور اوس وقت مین اس کے سوا اور کچھ نہ بن پڑے گا کہ اوس دامن پکڑنے والے سے اپنا دامن کسی ڈھب سے چھڑا کر روتے پیٹتے کسی صورت سے گھر جا پڑین اب اگر وہ شخص دوسرے ہاتھ سے دوسرا دامن بھی پکڑ لے اور یہ کہے کہ یہان ابھی جاتے کہان ہو امام کا ماتم تو ناتمام مت چھوڑے جاؤ ذرا اپنے دل مین انصاف تو کرو کہ کہان ہمارے اور تمہارے عزیز و قریب اور کہان امام خدا اور رسول کے حبیب جن کے واسطے زمین و آسمان بھی روئے ہین جنات تک نے بھی اون کے غم مین نوحہ کیا ہے پھر ہم اور تم جتنا بھی اون کے لئے ماتم کرین بجا ہے ظاہر ہے کہ اوس وقت اوس شخص کا یہ حال ہوگا کہ اگر اوسکا بس چلے تو ابھی اوس میدان ماتم کو نمونہ میدان کربلا کر دکھلائے اس ہی طرح یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اس شخص کو اپنے بیٹے کا اسوقت جسقدر صدمہ ہوا ہے آیندہ جب کبھی سال بھر کے بعد یہی دن آیا کرے گا اسقدر صدمہ اوسکو ہرگز نہوا کرے گا بلکہ اسکا خیال تک بھی اوس کے دل مین باقی نرہے گا کیون ناظرین باتمکین ابتو تم نے عزاداران مدعیان محبت و درد و غم شہداد کربلا کا اپنے دل کی انکھون سے خوب مشاہدہ کر لیا اور اس امر کا تمکو یقین کامل ہو گیا کہ عزاداردن کا ماتم خلوص پر مبنی نہین بلکہ اوس کی بنا ریا و پابندی رسم بلکہ محض کھیل اور تماشے پر واقع ہوئی ہے اور جنات وغیرہ کے رونے پر اگر بالفرض وقوع شہادت کے وقت مین واقع ہوا ہو ان کے اس ماتم کا جواب واقعۂ ہائلہ کو صدہا سال گذرنے کے بعد سے ہرگز قیاس نہین ہو سکتا اور اگر بالفرض

کوئی شخص اسکو خلوص محبت سے ہی عمل مین لائے تب بھی چونکہ یہ امر محض خلاف شرع ہے خدا اور رسول و اماماں مقبول کی خوشنودی کا ہرگز موجب نہین ہوسکتا بلکہ یقیناً اونکی ناراضگی کا باعث ہے جو شخص خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے اوسکو کبھی اسمین شبہ نہین ہوسکتا کہ خدائے رب العالمین و ہادیان دین متین کی خوشنودی صرف اس امر مین منحصر ہے کہ جہان تک بھی ممکن ہو خدا اور رسول کے احکام کی سچے دل سے تعمیل کی جائے جس شخص کے عقائد شرک و بدعت سے مبرا اور اوس کے اعمال صالحہ ریا و نفاق سے منزہ ہون گے وہی شخص مستحق رحمت خداوندی و رضاء قلبی رسالت پناہی ہوگا اور اوس ہی شخص سے امام برگزیدہ انام بھی دل سے خوش ہون گے پھر اس کے علاوہ ان بھلے مانسون سے کوئی یہ تو پوچھے کہ سال بھر مین کوئی مہینہ اور مہینہ مین کوئی ہفتہ اور ہفتہ مین کوئی دن ایسا کم نکلے گا جس مین کسی نہ کسی پیشوائے دین کا انتقال نہ ہوا ہو یا اون پر کوئی صدمہ نہ پہنچا ہو اس صورت مین مدعیان اسلام کو چاہئے کہ ہمیشہ ہر روز کالے کپڑے پہنے ہوئے رویا پیٹا کرین اور تمام دین و دنیا کے کامون کو چھوڑ کر رات دن ماتم و عزاداری ہی مین بسر کیا کرین اور اگر اون بزرگون کی کمی و بیشی تکالیف کا دکھلانا منظور ہو تو اوسمین فرق کرنے کی یہ تدبیر کیا کرین کہ اونمین سے جس کسی کو جس روز کم تکلیف پیش آئی ہو اوس روز کپڑون کی سیاہی اور رونے پیٹنے کی آواز کو گھٹا دیا کرین اور جس روز کسی کو بزرگان دین مین سے زیادہ صدمہ پیش آیا ہو اوس روز ماتمی لباس کا رنگ اور ماتم کا زور شور بڑہا دیا کرین جس سے موافقین و مخالفین پر یہ امر کما حقہ ظاہر ہو جایا کرے کہ فلان روز ان کے کسی بزرگ پر زیادہ صدمہ گذرا ہے اور فلان روز کم غرض شب و روز ایسے ہی بیہودہ کام اور اس ہی قسم کی خرافات حرکات مین غلطان و پیچان بنے رہا کرین بس عزادارون کے اس اصول عزاداری کی بناپر اسلام کیا ہوا معاذ اللہ مضحکہ اطفال ہوگیا کہ رونے اور پیٹنے اور ماتم کے بہانہ سے کالے کپڑے

پہنکر شور وغوغا مچانے کے سوا دین کا حاصل اور کچھہ ہی نرہا جس دین مین اس قسم کا موٗ
کا نام اسلام ہے اوسکو عقلاء روزگار کا دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام۔ نوان امر
جس مین سب سے زیادہ تخریب دین وبیخ کنی اسلام پائی جاتی ہے وہ شرک وبت پرستی ہے
جو عزاداری کے ذریعہ سے بلاد بیدرمان کی طرح عوام اہل اسلام خصوصًا ساکنان دیار
ہند مین پہیلی ہوئی ہے جس کے سبب سے ان مدعیان اسلام کا دین بالکل دین ہنود کے
ہمرنگ بنا ہوا ہے کہ عزادار تعزیون کو رنگ برنگ کی شکلون مین اپنے ہاتھون سے تراشکر
بناتے ہین اور پہر نئے نئے ڈھنگ سے اونکی تعظیم وتکریم بجالاتے ہین جیکا انجام بعینہ
شرک صریح اور کہلی ہوئی بت پرستی کی حدتک جا پہنچتا ہے جس کے مٹانے اور اوس کی
جگہ توحید ربانی وعبادت الٰہی قایم کرنے کے لئے پیغمبر اٰخر الزمان سید الانس والجان
خالق کون ومکان کی طرف سے بہیجے گئے تھے جو وحدہ لاشریک وتمام عالم کا معبود
حقیقی ہے سلام اوس بیکلام کو کیا جاتا ہے بوسہ اوس لعبت چوبین پر دیا جاتا ہے
شیرینی وحلوائے ترکی قابین اوس پیکر قرطاسی بحس وحرکت کے سامنے رکھی جاتی
ہین منت بہزار منت وسماجت اوس ابجان اور بے وقعت سے مانگی جاتی ہے یہ سب
طریقے بعینہ بت پرستون کے ہین جو بتون کے سامنے اون کے تقرب ڈہونڈہنے
کی غرض سے عمل مین لایا کرتے ہین اس قسم کی حرکات ناہنجار سے اسلام ہزار زبان
سے انکار کر رہا ہے شدے اور مہدی اوس کے گہر پر چڑہائے جاتے ہین جو اپنی چہوٹی
چہوٹی پیاری اولاد پر منت مانے جاتے ہین کہ اون کو سبز کپڑا پہنا کر اول اماموں
کا فقیر بناتے ہین پہر ایک قرینہ کے ساتھ اون کو دربدر پہرا کر اماموں کے نام کی
بہیک اون سے منگواتے ہین اوس کے بعد علمون کے روز یا مہدی کی شب مین اون
کو بغل مین دبا کر اور ہاتھ مین شدا او ٹھاکر بڑے شد ومد کے ساتھ باجا بجاتے ہوئے
اوس کو تعزیہ پر لیجا کر چڑہا دیتے ہین اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس حرکت کی برکت

امام خوش ہو کر اون کو عمر طبعی عطا فرمائیں اور صغر سنی مین اون کی موت کا اون کے والدین کو صدمہ نہ پہنچائیں بعض مرتبہ یہ حرکت کسی کی صحت یا کسی قسم کی حصول منفعت کی غرض سے بہی عمل مین لائی جاتی ہے حالانکہ اول تو خود اماموں ہی کے معصوم بچے اون کی آغوش عاطفت مین اشقیائے شام کے تیرون سے جان بحق تسلیم ہوئے پہر خود امام عالی مقام بہوکے اور پیاسے طرح طرح کی تکلیفین اوٹھاکر شہید ہو گئے غرض کہ حکم الہٰی مین اون سے کچہہ چون وچرا نہو سکا آخر کار مجبوراً رضا بقضاء پروردگار کے سوا کچہہ چارہ کار نہ بن پڑا دوسرے اس قسم کی حرکات شرک و بدعات کو امامان عالی درجات سے کیا تعلق ہے اور اون کی ذات والاصفات کو اون سے کیا نفع پہنچتا ہے جو اون کی ایسی خوشنودی کا باعث ہو جس کے باعث سے وہ ان کی اور ان کی اولادون کی جانون کو اپنی اور اپنی اولاد کی جانون سے زیادہ قرار دے کر اون کے زندہ اور صحیح وسالم رہنے کے ہر دم فکر مین لگے رہین بلکہ اس وجہ سے کہ ان اعمال کی بدولت اون کی اور اون کے جد امجد صلی اللہ علیہ و سلم کے دین کی توہین وذلت ہوتی ہے جسقدر بہی ناراض ہون بجا ہے اون پیشوایان دین کی تو وہ شان ہے کہ اگر کسی شے مین اون کا ذاتی نفع بہی ہو لیکن دین کا نقصان ہو تو اوس شے کو وہ ہرگز پسند نہین کر سکتے یہی تو وجہ ہے کہ یزید کی بیعت کرنے مین باوجودیکہ اون کا دنیاوی نفع تھا لیکن دین کے نقصان کی بنا پر اوسکو گوارا نفرمایا اور دین کے مقابلہ مین اپنے اور اپنے اہل وعیال کے جان و مال کے صرف کرنے سے دریغ نہ کیا جس کا عزاداروں نے گڈا بنا کر یہ کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے پہر خدا کی شان ہے کہ ان حرکتون کی وجہ سے اس قسم کے اعمال کرنیوالون کی تمام اولاد زندہ بھی نہین رہتی اگر خدانخواستہ کہین سب جی ہی جایا کرتے تو خدا معلوم ان معاملات مین ان کے ایسے عقائد کی اور بھی کہان تک نوبت پہنچتی اس قسم

کے عقائد رکھنے والے اتنا ہی نہین سوچتے کہ جو اللہ کے بندے یہ حرکتین نہین
کرتے اون کی اولاد اور اونکی صحت و تندرستی کیونکر باقی رہتی ہے اون کی مرادین
کس طرح پر پوری ہوتی ہین مسلمانون کا تو یہ اعتقاد ہے کہ تمام عالم کا پیدا کرنیوالا
مارنے جلانے والا صحت و روزی دینے والا صرف وہی وحدہ لاشریک ہے جس کی
طرف تمام مخلوق کو ہردم احتیاج ہے اوس نے اپنے کلام پاک مین صاف ارشاد
فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ الغنی ہے اور تم سب اوس کے فقیر ہو اس سے صاف طور پر ثابت
ہو گیا کہ بندہ کو مخلوق مین سے کسی شخص کا خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو فقیر بنا دین کے قطعاً
خلاف ہے پھر مراد و نکی عرضیان اوس ناتوان پر لگائی جاتی ہین جن مین غریب پرور و
عالی جناب کے القاب سے اوس غریب بے نوا کی طرف خطاب کرکے اوس سے عرض
و معروض کیا جاتا ہے اور دل کی چھپی ہوئی آرزوؤن کے پورا کرنے کی کھلے طور پر
اوس مجبور محض سے استدعا کی جاتی ہے جبکا کل جسم اور اوس کی تمام رگ و پے ان
ہی حضرات فرخندہ پے کے صنعت بھرے ہاتھون کے ساختہ و پرداختہ ہین ان کی
یہ حرکتین بت پرستون کی حرکتون سے بھی کہین زیادہ بڑھی چڑھی ہوئین ہین
اس کے متعلق ان عقائد والون کا یہ اعتقاد ہے کہ امام عالی مرتبت خصوصاً شب
شہادت مین تمام تعزیون پر جلوہ فرما ہوتے ہین اور ایک ایک عرضی کو ملاحظہ
فرما کر اور ہر ایک شخص کی تمنائے دلی کو معلوم کرکے اوس کی دلی آرزوؤن کو
پورا کرتے ہین حالانکہ کسی امام کے قول سے یہ امر پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا کہ امام
عالی مقام تعزیون پر تشریف لایا کرتے ہین بلکہ اس قسم کا اعتقاد بے اصل سراسر
عقل و نقل کے خلاف ہے اس لئے کہ اول تو امام جیسے عالی منزلت کو جو قطعاً جنتی
ہین اپنے مناسب حال مقام دل پسند کو چھوڑ کر کیا ضرورت پڑی ہے جو ایسی شرک و
بدعت کی بھری ہوئی جگہ مین تشریف لائین جس مین ڈھول تاشون یا اہانت آمیز

مرثیون کی دلخراش آوازون کے سوا اور کوئی آواز ہی نہ سنائی دیتی ہو اور چراغ و قندیل و فانوسون کی بیجا روشنیون مین زن و مرد غیر محارم کے ناجائز مجمع کے سوا اور کوئی شے نہ دکہلائی دیتی ہو اور تخریب و توہین دین متین محبوب رب العالمین کا کوئی دقیقہ اوس مین فرو گذاشت نہ ہوا ہو انتہا یہ ہے کہ عوام کالانعام سجدہ تک بھی اوس جماد مردہ کو کرتے ہین جو خالق کون و مکان کے سوا مخلوق مین سے کسی کو دین محمدی مین ہرگز روا نہین دوسرے ہر جگہ پر بلا تخصیص حاضر و ناظر ہونا اور مخلوق کی دلی آرزوؤن کو پورا کرنا مخلوق مین سے کسی کے مرتبہ کی شایان نہین ہوسکتا اب مین عزادارون سے یہ پوچھتا ہون کہ تعزیون کے ساتھ جو تم اس قسم کے معاملات کرتے ہو دو حال سے خالی نہین یا تو تعزیون کو تم روضۂ امام کی نقل قرار دے کر یہ امور نامشروع بجا لاتے ہو یا یہ سمجھکر کہ امام ان پر تشریف لاتے ہین ایسے امور بیجا کے مرتکب ہوتے ہو دونون صورتین قطعاً باطل ہین اول صورت تو اس وجہ سے کہ یہ فرضی شکلین روضہ امام کی شکل نہین بلکہ ہر ایک تعزیہ نئی طرح کی تراش کا ہوتا ہے اور ہر سال اومین نئے نئے رنگ ڈھنگ کی ایجادین زیادہ ہوتی جاتی ہین اور ان ایجادون کی بناء پر تعزیہ ساز ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے ہین تماشائی جس کے تعزیہ مین نئی قسم کی ایجاد دیکھتے ہین اوس کے بنانے والے کو اسقدر داد دیتے ہین کہ وہ اپنے جامہ مین پہولا نہین سماتا ظاہر ہے کہ روضۂ امام کی تو صرف ایک ہی شکل ہے متعدد شکلون مین اوس کی نقل نہین بن پڑتی دوسرے اگر بالفرض ان مین سے کسی کو اوس کی شکل پر بھی مانا جائے تب بھی اوس کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرنا شرعاً درست نہین ہوسکتا جو عزاداران مصنوعی نقلون کے ساتھ کیا کرتے ہین امام عالی مقام کے اصلی روضۂ مقدس پر بھی باجا بجانا بجا ہے نہ اوس پر شیرینی و علم وغیرہ کا چڑہانا روا اور نہ اوس پر عرضیون کا لٹکانا شایان نہ اوسکو سجدہ کرنا درست نہ اوس سے منتین ماننا جائز نہ وہان

کھڑے ہو کر حسے حسے کہکر سینہ وسر پٹیا اور شور و غوغا مچانا کسی طرح پر مناسب نہین پس جبکہ اوس خاص اصل کے ہی ساتھ اس قسم کے امور بیجا بجا لانے کسی صورت سے درست و بجا نہین تو پھر اوس کی نقل کے ساتھ جو محض مصنوعی و فرضی ہے ایسے خلاف شرع معاملات کیونکر جائز ہوسکتے ہین رہی دوسری صورت جو اماموں کے تعزیون پر سواری کے آنے سے عبارت ہے وہ یون باطل ہے کہ اول تو یہ خیالی و فرضی امر درحقیقت عقل و نقل کے اعتبار سے قطعاً باطل ہے جیسا کہ اسکا واقعی بطلان مدلل طریق پر اوپر مذکور ہو چکا دوسرے اس قسم کے امور نامشروع کا برتاؤ خاص امام کی ذات بابرکات کے ساتھ بھی شرعاً خلاف عقیدہ اسلام ہے اسلئے کہ مسلمانون کے اعتقاد مین جن کی تعلیم اونکو خدا اور رسول کی جانب سے ہوئی ہے خاص ذات پاک وحدہ لاشریک کے سوا کوئی دوسرا حاضر و ناظر اور مخلوق کا حاجت روا و قابل پرستش نہین ہوسکتا غرض کہ اوس مصنوعی شکل و فرضی نقل چوبین و قرطاسی کے ساتھ اس قسم کے معاملات خرافات و بیجا حرکات عمل مین لائی جاتے ہین جو امام عالی مقام کے اصلی روضہ مبارک بلکہ اون کی ذات خاص مقدس کے ساتھ بھی ہرگز جائز نہین ہوسکتے ظاہر ہے کہ امور مذکورہ کے درست ماننے کے حالت مین دین محمدی کی توحید ربانی کی طرف ہدایت اور شرک و بت پرستی سے ممانعت کسی صورت سے صحیح نہین ہوسکتی اور اس صورت نازیبا مین مدعیان اسلام کس منھ سے ہنود کے اس اعتراض کا جواب دے سکتے ہین کہ مسلمان جبکہ خود اپنے ہاتھون سے بت بناکر پوجتے ہین تو پھر کس بنا پر اپکو موحد اور ہمکو مشرک قرار دیتے ہین اور واقعی بات یہ ہے کہ اون کا یہ اعتراض بیجا بھی نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ نظر انصاف سے جب دیکھا جاتا ہے تو ہنود کے بتون کو تعزیون پر کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ اول تو وہ اپنے بتون کو کسی ایسی مضبوط چیز پتھر یا دہات کی قسم سے بناتے ہین جو نہ پانی مین ڈالنے سے گلے نہ آگ مین ڈالنے سے جلے نہ بغیر کسی سخت صدمہ کے ٹوٹ سکے دوسرے وہ اون کو ایک مرتبہ

بنا کر مدت العمر اون کی تعظیم وتکریم کرتے رہتے ہین بخلاف تعزیہ دارون کے کہ وہ اون کو
ایسی ضعیف شے بانس اور کاغذ وغیرہ سے بناتے ہین جو پانی مین ڈالنے سے فوراً گلجائے اور
آگ مین ڈالنے سے دفعتاً جل جائے اور اونے صدمہ سے پاش پاش ہوجائے اور صرف
چندروز اون کی تعظیم وتکریم بجالاکر جو شرک وبت پرستی کی حد تک پوہنچ جاتی ہے اپنے
ہاتھون سے توڑ موڑ کر رہ گذر عوام ومزبلۂ انعام مین نہایت ذلت وبے توقیری کے ساتھ
اونکو دبا دیتے ہین اور اِس حرکت بیجا کی بدولت ہر سال ہزارون لاکھون روپیہ ناحق
برباد کئے جاتے ہین جنکا حساب بروز قیامت اوس احکم الحاکمین کے سامنے ضرور دینا
پڑے گا حقیقت مین جس زمانہ سے اسلام مین اِس قسم کی بدعات شنیعہ کا شیعہ اور اون
کے اتباع نے رواج دیاہے اوسوقت سے اسلام جیسے پاک وصاف کے خوشنما دامن پہ ایسا
ناپاک وبدنما دھبہ لگاہے جسکا مٹنا اِن حرکات ناشائستہ کے صفحہ ہستی سے مٹنے بغیر سخت
دشوار معلوم ہوتاہے اور مخالفین اسلام نے مذہب اسلام کو شرک وبت پرستی کے اعتراضات
کا ہردم آماجگاہ بنا رکھاہے جو بدو فطرت سے اِس قسم کی صفات ذمیمہ سے مبرا ومنزہ واقع
ہوا ہے اِس کیفیت کا حال جہال کو تو کیا معلوم ہوسکتاہے اسکو علماء کے دل سے پوچھنا چاہئے
کہ اون کو مخالفین مذہب سے بحث ومباحثہ کے وقت اِن وجوہ نازیبا سے کیسی کیسی دقتون
کا سامنا ہوتاہے چنانچہ ہمکو دہرم سماج وآریہ سماج دونون فرقون کے پنڈتون سے مباحثہ
کا اتفاق پیش آیا توحید ثابت کرنے کے وقت انھون نے یہ بھی اعتراض پیش کیاکہ آپ جو
اپنے مذہب مین خوبی توحید ثابت کررہے ہین محض بے اصل ہے اِس لئے کہ آپکے مذہب
مین صریح شرک وبت پرستی موجود ہے اور اِس ہی قسم کے امور تعزیہ وقبر پرستی جو عوام
اہل اسلام مین مروج ہورہے ہین سنداً پیش کئے اسوقت مجکو ان امور بے اصل کے موجدان
خفیف العقل پر سخت غصہ آیا اور اوس کے ساتھ ہی اِس امر کا بھی خیال ہوا کہ اگر اسوقت
اوس فرقہ کا کوئی شخص اِس جگہ پر موجود ہوتا تو مین اوس سے یہ کہتا کہ لو میان اب تم میری

جگہ پنڈت صاحب کے سامنے بیٹھو اور اپنے کئے کو بھگتو ان کے اس اعتراض کا جواب دو
اور مذہب اسلام مین اپنے اصول مبطل توحید کی موافق توحید ثابت کرو خیر اس قسم کے
بیچارے شخص تو بہلا کس منہ سے توحید ثابت کر سکتے ہین اِن کا تو مذہب اسلام ایسی اعتراضون
کا آماجگاہ بنایا ہی ہوا ہے جس کے وبال کا حال قیامت مین انشاء اللہ ان پر منکشف ہو
جائے گا آخر الامر اون کو مین نے بھی جواب دیا اور اس کے سوا اور دے ہی کیا سکتا
تھا کہ اس قسم کے امور باطلہ و اعمال واہیہ کی ہمارے دین مین کچھہ اصل نہین بلکہ قطعاً حرام
قرار دئے گئے ہین اسطرح کے عقائد و اعمال اور اون کے معتقدین و عاملین مذہب اسلام
مین داخل نہین بلکہ یقیناً اوس سے خارج ہین پس ہمارے نزدیک جیسے تم ہو ایسے ہی وہ
بھی ہین ہمارے اصول مذہب کی کتابین موجود ہین اون کی بنا پر ہم سے گفتگو کرو اس کے
بعد مین نے دین اسلام کی خوبی و توحید کو مدلل طور پر ثابت کیا جسکو سنکر پنڈت صاحب کی
زبان سے بیساختہ یہ منصفانہ کلمہ نکلا کہ ہمین شک نہین کہ مسلمان بڑے موحد ہین حاصل
کلام یہ ہے کہ جب تک اس قسم کے اعمال و عقائد اور اون کے عاملین و معتقدین کو دائرہ
اسلام سے خارج نہ قرار دیا جائے تب تک مذہب اسلام مین مخالفین کے سامنے توحید ہرگز
ثابت نہین ہو سکتی چوتھی وجہ اس اصول کے بطلان کی یہ ہے کہ امور مذکور باوجود اس
امر کے کہ دین کے مخالف ہین کئی وجہ سے عقل کے بھی بالکل خلاف ہین اول تو اسوجہ سے
کہ عزادار تعزیون کو بناتے تو ہین قبر کی صورت پر اور اون کے ساتھ معاملہ کرتے ہین بعینہ
صاحب قبر کا سا چنانچہ یہ امر اہل عقل پر ظاہر ہے کہ مکان قبر تو خود مردہ کے دفن کی جگہ
ہوتی ہے جس مین وہ دفن کیا جاتا ہے اور یہ اہل عقل اون کو خود بعینہ مردہ کی طرح زمین
مین دفن کرتے ہین پھر اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان بھی کرتے ہین جو مردون
کے لئے ہندوستان مین کچھہ عرصہ سے مروج و معمول ہو رہا ہے یہان تک کہ اون کے ساتھ
روٹیان پکا کر بھی لے جاتے ہین اور اونکو تعزیون کے دفن کی جگہ پر جنکا اِن گستاخون نے

بیان بطلان امور عزاداری کی اعمال بعقل

کربلا نام رکھ چھوڑا ہے لیجاکر تقسیم کرتے ہین جیساکہ مردونکے ساتھ روٹیون اور غلہ کو لیجاکر قبر پر تقسیم کرتے ہین ایسے ہی عزاداروں کا یہ قول کہ شب شہادت مین تعزیون پر جسقدر رونق ہوتی ہے وہ اگلے روز صبح کے وقت باقی نہین رہتی کہ اون کی جان نکل جاتی ہے یہ بھی اس ہی کی دلیل ہے کہ یہ عقلمند اون کو صاحب قبر تصور کرتے ہین چنانچہ ہمنے خاص خاص اچھے خاصے پڑھے لکھے معزز عزاداروں کا یہ قول سنا ہے کہ صبح شہادت ہونے کے قریب جسوقت تعزیون کی جان نکلتی ہے اوسوقت اونمین سے ایک قسم کی آواز نکلتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ یہ بھولے بھالے اتنا نہین سمجھتے کہ بانس کی کھپچون اور کاغذ وغیرہ مین جان پڑنے اور نکلنے کے کیا معنی کسی مذہب کا ادنے اعقلمند شخص بھی ایسے بیہودہ قول کا قائل نہین ہوسکتا رہی رونق وبیرونقی کی کیفیت تو اوس کی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ اون پر جلجگا اور پنی وغیرہ چماب والی چیزون کی زرق وبرق ہوتی ہے وہ چراغون وغیرہ کی روشنی مین جو کثرت سے اون کے گرد اگرد رہتی ہے زیادہ چمکتے اور جلگاتے ہوتے معلوم ہوتے ہین دنکو آفتاب عالمتاب کی روشنی کے روبرو اون کی زیادہ آب وتاب باقی نہین رہتی چنانچہ جو کیفیت ناٹکون اور سوانگون اور رقص وسرود کی محفلون مین شب کے وقت ہوتی ہے اور اون کی تمام چیزون مین جسقدر آب وتاب رات کے وقت معلوم ہوتی ہے دن کو اوسقدر نہین معلوم ہوتی کیون عزادار وکیا ان چیزون کی بھی تمہارے نزدیک دن مین جان نکل جاتی ہے علی ہذا القیاس جو تعزیہ حد سے زیادہ اونچا بنایا جاتا ہے اور اوسکو دفن کرنے کے لئے لیجاتے وقت کوئی نیچا درخت سامنے آجاتا ہے تو عزادار ناچار اوس درخت کو کاٹتے ہین مگر اوس طویل القامت مجسم شرک وبدعت کو نہین چھانٹتے حالانکہ اس بناء فاسد پر ہنود اور ان مدعیان اسلام مین سخت سخت فساد وعناد ونزاع باہمی پیش آتے ہین یہ بھی اس ہی بناد فاسد پر مبنی ہے کہ یہ عقلمند اون کو صاحب قبر تصور کرتے ہین چنانچہ تھوڑا زمانہ گذرا ہمکو اپنے شہر کے قریب کے ایک قصبہ کا قصہ خوب یاد ہے کہ وہان کے عشرہ محرم کا انتظام ایک انگریز جنٹ صاحب

کے متعلق ہوتا تھا وہان ایک اونچے تعزیے کی خاطر ایک پیپل کے نیچے درخت کو تعزیہ دار کاٹنے کا
ارادہ کرتے تھے اور وہان کے ہنود اون کو اس حرکت بیجا سے باز رکھنا چاہتے تھے اوسوقت
جنٹ صاحب منتظم نے اون لوگون سے یہ کہا کہ تم درخت کو کیون کاٹتے ہو یون کرو کہ اس
تعزیہ کے دو حصہ کر کے دو مرتبہ نکال لو یہ سنکر ایک تعزیہ دار صاحب نے یہ نامعقول جواب دیا
کہ حضور اسمین مردہ کو تکلیف ہوتی ہے یہ حماقت کا کلمہ سنکر جنٹ صاحب نے نہایت تعجب سے
اونگلی دانتون مین دباکر تبسم کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خدا بچائے ہر شخص کو اس قسم کے
عقائد فاسدہ سے بہلا ان خفیف العقلون سے کوئی یہ تو کہے کہ اول تو اس لکڑی کے
ڈھانچہ کے زندہ و مردہ ہونے اور تکلیف پانے کے کیا معنی دوسرے جب اسوقت اس کو
تکلیف ہوتی ہے تو اس کے تہوڑی دیر کے بعد جب تم اوس کو توڑ موڑ کر گڈہے مین دباتے
ہو اوس وقت اوسکو تکلیف نہین ہوتی اب اس قسم کے شخصون سے کوئی اللہ کا بندہ
عقلمند یہ تو پوچھے کہ تم تعزیون کو قبر کی نقل قرار دیتے ہو یا صاحب قبر کی اگر تمہارے
نزدیک اون کی قبر کی شکل ہے تو اونکو دفن کیون کرتے ہین کیا قبر بھی دفن ہوا کرتی
ہے اوس مین تو مردہ خود ہی دفن کیا جاتا ہے اور پہر اون کے ایک وقت مین زندہ
اور پہر دوسرے وقت مین مردہ ہونے اور توڑنے سے اونکو تکلیف ہونے کے کیون قائل
ہو اور اگر تمہارے عقیدہ مین صاحب قبر کی نقل ہے تو مکان قبر کی صورت پر کیون بناتے
ہو اور جب کہ تمہارے نزدیک اونکو توڑنے سے تکلیف ہوتی ہے تو اونکو توڑ موڑ کر
گڑھون مین کیون دباتے ہو اور پہر دونون صورتون مین خواہ اون کو قبر کی نقل
قرار دیا جائے یا صاحب قبر کی شکل تصور کیا جائے اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان
کرنا محض خلاف عقل ہے کیونکہ یہ چیزین نہ تو قبر ہی کے لئے ہوسکتی ہین نہ صاحب قبر کی نقل کے
واسطے قبر کیلئے ہونا تو ظاہر ہی ہے اور صاحب قبر کی نقل کیواسطے اسوجہ سے نہین کہ یہان سرپیٹے خود صاحب قبر عالیشان کا ہی تیجہ
دسوان وغیرہ ہوا تھا کیونکہ اوس زمانہ مین اس قسم کے امور کا دستور ہی نہ تھا او

کتابِ شمائل الذہب
فی نسل قبائل العرب ۲ سیرۃ الحلبیہ (۳)
ابوالفدا ۴ - سیرۃ احمدیہ (۵) انوار النعمانیہ
(۶) ارشاد شیخ مفید رحمہما اللہ تعالے سے
یہ شجرہ قلمی ہوا
از عبداللہ اکبر بن
عقیل منسوب
شدند
علیؑ
متعلق صفحہ ۱۸۶ مجمع
البحرین فی ذکر الغریقین ۱۲۶۳ھ
مطبوعہ مطبع محمدی خوجل کلاں رونق طبع یافت
شہر پٹنہ مصنفہ سید احمد بن شیعہ بن سید امام بخش
بن سید میر علی بن سید پیر علی بن ملا رحیم اللہ بن
ملا رضی بن ملا مبارک ساکن شہر
عظیم آباد
بہ عبداللہ اکبر بن
عقیل منسوب
شدند
زوجہ فاطمہ
زہرا
الحسنؑ
الحسینؑ
زوجہ
ام البنین بن
حزام
زوجہ
ام حبیب بنت
ربیعہ
زوجہ لیلیٰ بنت
مسعود الدارمیہ
زوجہ
اسماء بنت عمیس
الخثعمیہ
یحییٰ
زوجہ ام سعید
بنت عروۃ بن
مسعود
من امہات
شتّے
بہ صلب بن عبداللہ
بن نوفل بن الحارث
منسوب شدند
شجرہ ہذا در مطبع
محمدی شہر پٹنہ بقلم
محمد ظہور الحق اصفہانوی
بہاروی طبع یافت
بہ عبدالرحمن
بن عقیل منسوب
شدند
نقل مطابق اصل حسب الارشاد فیض بنیاد جناب منشی سید محمدؐ اسد علی صاحب تحصیلدار مدظلہ
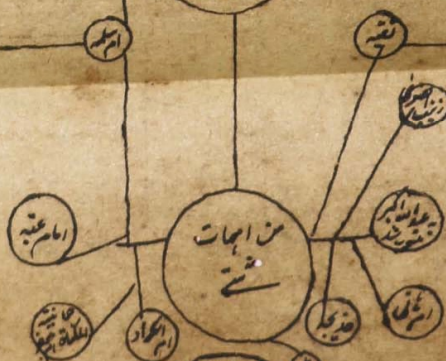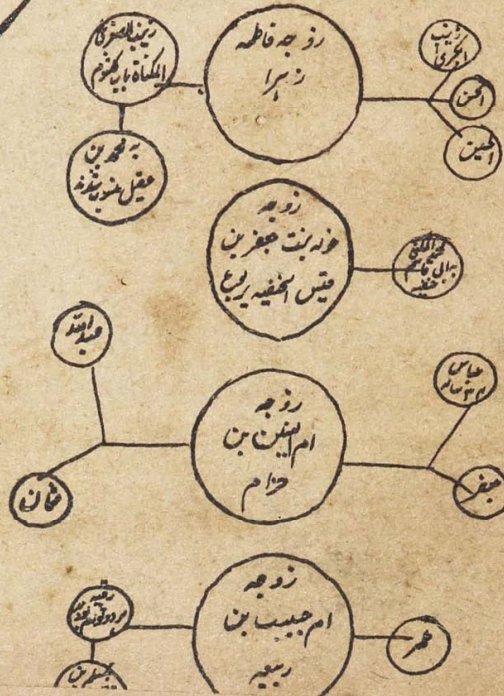
مین تعزیے نکالنے کے سبب سے فساد کہین ہنود کے عشرۂ محرم مین برات بجانے اور اوس کے ساتھ باجا بجانے پر بیجا تکرار جیساکہ ان ایام مین امروہہ مین حادثہ وقوع مین آیا بلکہ خود تعزیہ دارون مین بھی بارہا تکرار کی نوبت آجاتی ہے کہ ایک تو چاہتا ہے کہ میرا تعزیہ بڑی لاش والا سام سوار کی مانند سب تعزیون سے آگے بڑہے دوسرا یہ چاہتا ہے کہ میرا تعزیہ بہرا رو بہر ازال رز کی طرح سب سے پہلے قدم بڑہائے اور کہین بانیان مجالس عزا مین اپنی اپنی مجلسون مین حاضرین کی شرکت وعدم شرکت کی بناء فاسد پر فساد و عناد جیسا کہ آجکل بدایون مین معاملہ پیش آیا بس ان وجوہات خرافات سے آپس مین بارہا کشت وخون تک کی نوبت آجاتی ہے جس کی انتہا عدالت حکام تک پہنچتی ہے مقدمہ بازی مین طرفین کا مال ہی صرف ہوتا ہے عزت وآبرو پر ہی بٹہ لگتا ہے غرض کہ جان ومال وعزت وآبرو ان خاک مین ملنے والون چیزون کے باعث سے سب خاک مین مل جاتی ہے اور اگر بالفرض تکرار کی صورت بہی نہ پیش آئے تاہم اسمین شبہ نہین کہ ان حرکات ناشائستہ کی وجہ سے عزادارون کی بے آبروی تو ناظرین یا تمکین کی نگاہون مین ہمیشہ ہوتی رہتی ہے اس لئے کہ جو شخص ادنے عقل ہی رکہتا ہے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ان کی ان حرکات لایعنی خلاف نقل وعقل کو دیکھکر ان پر بیساختہ ہنستا ہے اور ان کے اس قسم کے افعال مضحکۂ اطفال کو نہایت بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتا ہے غیرت والے شخص کے حق مین اس سے زیادہ اور کیا بے آبروئی ہوگی پہر اس کے علاوہ عاقبت کا وبال سر پر موجود جو بروز قیامت یقیناً پیش آنے والا ہے تیسری وجہ ان امور کے خلاف عقل ہونے کی یہ ہے کہ عقل سلیم اس امر کو مقتضی ہے کہ انسان جو کام کرے دین کا ہو یا دنیا کا وہ ایسا ہونا چاہئے کہ جس غرض کے لئے وہ کام کیا جائے اوس کے مناسب ہونا چاہئے نہ کہ برعکس اوس کے بالکل مخالف ہو مثلاً فرض کیجئے کہ کسی شخص کے گہر مین کسی کی موت ہوجائے تو اوسکو یہ چاہئے کہ اوس کی تجہیز وتکفین کا سامان کرے نہ یہ کہ اولٹا اوس کی جگہ اس

ہی دم سے مکانات کی صفائی اور اونکو جھاڑ فانوس وفرش فروش سے آراستہ و پیراستہ
کرنا شروع کردے اور دروازہ پر نوبت وشادیانے بجوانے لگے اور ان افعال بیجا کی وجہ
یہ قرار دے کہ اس سبب سے جنازہ مین شریک ہونے والون کے نفسون کو راحت ملے گی
یا مثلاً کسی کو یہ منظور ہو کہ کسی بادشاہ یا رئیس کی شان مین وہ کوئی قصیدہ لکھے جس کے
سبب سے اوس کے انعام واکرام کا مستحق بنے اور وہ خفیف العقل بجائے مدح اوس کی
ہجو لکھکر اوس کے سامنے پیش کرے اور یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ ورئیس کسر نفسی ودینداری
کی وجہ سے غالباً اپنی مذمت سے خوش ہوگا ایسے ہی فرض کیجئے کہ مثلاً کوئی شخص تارک
الدنیا ہونے اور دیندار بننے کا ارادہ رکھے مگر وہ زہد وتقویٰ کے بدلے طرح طرح کے فسق
وفجور وعیش وعشرت مین مبتلا ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ اس ذریعہ سے روپیہ بھی
سب ختم ہو جائے گا اور دلکی حسرتین بھی خوب نکلجائینگی آخر کار دیندار بنجاؤن گا
ظاہر ہے کہ ایسے دشمن عقل ودین کو ہر عقلمند دائرۂ عقل سے خارج سمجھے گا اب دیکھ
لیجئے کہ عزادارون کا بالکل اس ہی کے مطابق حال اور اون کی بعینہ یہی مثال
ہے کہ یہ اپنے خیال مین جس کام کو جس غرض سے کرتے ہین جیسا کہ ان کے زبانی
دعوے سے ظاہر ہوتا ہے وہ بالکل اوس غرض کے مخالف ہے جسکا وہ دعوے کرتے
ہین چنانچہ وہ دعویٰ تو کرتے ہین غم شہداء کربلا کا اور کام کرتے ہین ایسے کہ جن سے
صاف طور پر خوشی کے آثار جلوہ گر ہوتے ہین ان زندہ دلون کو ذی الحجہ ہی کے
مہینے سے ماہ محرم کی آمد آمد کا انتظار رہتا ہے ایک ایک دن گنتے رہتے ہین کہ کب
یہ مہینہ جائے اور اس کی جگہ محرم کا مہینہ آئے خیر جب خدا خدا کر کے ذی الحجہ کا مہینہ
گذرا اور اوس کے بعد خیر سے محرم کا چاند ابروئے جانان کی طرح جلوہ گر ہوا بس اوس
کا نمودار ہونا تھا کہ عزادارون کے مکانون خصوصاً امام باڑون مین اوس ہی
گھڑی سے نقارون پر چوب پڑنی شروع ہوئی اور ہر ایک کے گھر مین سے نوبت بنوبت

نوبت کی فرحت بخش صدا کانون مین گونجنے لگی اوس ہی دم سے مکانون کی صفائی وآرایش کا انتظام شروع ہوگیا پہر جسقدر محرم کا چاند بڑھتا جاتا ہے اوس ہی قدر روز بروز عیش و نشاط کے سامان بھی بڑھتے جاتے ہین واقعی یہ ہے کہ عشرۂ محرم مین عیش وعشرت کی کوئی حد باقی نہین رہتی ادہر بڑی دھوم دھڑکے سے نوبت ونقارے بج رہے ہین اودہر نہایت ساز وسامان کے ساتھ مکانات سج رہے ہین ہر گوشہ سے خوش الحان لوگون کے گانے کی دلکش صدا سامعین شائقین کے کانون مین پہنچکر دل کو فرحت اور روح کو تقویت بخش رہی ہے ایک طرف طرح طرح کے کہیل تماشے ہو رہے ہین کوئی نہایت پہرتی سے پہری گدکا کہیل رہا ہے کوئی بڑے دم وخم کے ساتھ لیزم ہلا رہا ہے کوئی بڑی جتی کے ساتھ بنیٹی گھما رہا ہے غرض ہراک عزادار بڑی لیاقت سے تماشائیون کو اپنے اپنے کرتبون کا کمال دکہلا کر آپ کو داد وآفرین کا مستحق بنا رہا ہے دوسری طرف جہان عروس نو بہار کی طرح آراستہ وپیراستہ بنے ہوئے حضرت عالی مرتبت تعزیہ شریف بڑی چمک ودمک سے جلوہ افروز ہو رہے ہین شریف ورذیل عورتون کا زنانہ بازار الگ گرم ہو رہا ہے کہ وہان نشاقین دل وجان ودین وایمان برباد دادہ نہایت ذوق وشوق سے چکر لگاتے ہوئے تاکتے جھانکتے ادہرے اودہر پہر رہے ہین اور اپنے حسرت کے بہرے ہوئے دلون مین سے قسم قسم کی آرزوئون کے پورا کرنے مین ہر دم وہر لحظہ غلطان وپیچان بنے ہوئے ہین کہ سال بہر کے بعد خدا خدا کرکے یہ دن نصیب ہوئے ہین اگلے سال تک خدا جانے کون جئے کون مرے یہ بہار پنج روزہ دیکہئے پہر دیکہنے کو ملے یا نملے ان منت کی راتون اور مرادون کے دنون مین جسقدر بہی دلون کی حسرتین نکل سکین نکال لو ؎ اب تو آرام سے گذر جائے ٭ کل خدا جانے پیش کیا آئے ٭ سال بہر تک جو رہ گئے جیتے ٭ تب خدا پہر یہ روز دکہلائے سچ یہ ہے کہ عشرۂ محرم کے محترم دنون خصوصاً شہادت کے متبرک رات مین عیش ونشاط وحرکات واہیات کی عزادار

بھر مار رکھتے ہین وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے جسکو دیکھ کر ہر اہل انصاف معلوم کر سکتا ہے کہ اس قسم کے اعمال سراپا وبال رنج وغم کے اعمال ہین یا عیش ونشاط وفرحت شادی کے افعال ایسے ہی دعوے تو رکھتے ہین محبت وفضیلت اہلبیت کا مگر اون کی تمام حرکات وسکنات سے جو عزاداری کے متعلق وہ عمل مین لاتے ہین علانیہ طور پر ظاہر ہوتی ہے اور حضرات پاک کی ذلت واہانت جو خاص عداوت کی حالت مین ہوتی ہے نقلین اون پاک اصلون کی بنائی جاتی ہین جنسے اونکی بے بسی وبے کسی ثابت اور ذلت وخواری ظاہر ہوتی ہے مصنوعی وفرضی بے اصل حالات اون کے بنا کر سنائے جاتے ہین جن سے اون کی بے صبری وبے قراری اور غایت درجہ کی دنیا کی رغبت اور دین کی بیوقعتی اون کے پاک دلون مین جو دنیا ومافیہا سے آزاد تھے پائی جاتی ہے جسکو دیکھکر اور سنکر مسلمانان ابرار کو غصہ آتا ہے اور کفار وفجار کو ہنسی آتی ہے علیٰ ہذا القیاس اون کو زبانی دعویٰ تو ہے اسلام کا حالانکہ اون کے جملہ حال وقال عقائد واعمال سے ظاہر ہوتی ہے دین اسلام کی تخریب وبیخ کنی کون نہین جانتا کہ دین محمدی کی بناء واقع ہوئی ہے خاص توحید واتباع سنت نبوی پر اور عزاداری کے متعلق جو امور بجالائے جاتے ہین وہ سرتاپا شرک وسراسر بدعت مجسم ہین جنکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی یہان اون کا اعادۂ بیان فضول ہے کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ایسا پکا اور سچا دین جسکو اپنی ذاتی خوبی کے اعتبار سے تمام ادیان سابقہ ولاحقہ پر فوقیت وترجیح فضیلت وافتخار حاصل ہے جس مین کسی اہل عقل وانصاف کو ادنے اسو تنع بھی نکتہ چینی کا نہین مل سکتا اوسکو ان مدعیان اسلام نے خدا ان کو ہدایت کرے کیسا مضحکہ عقلاء انام بنا رکھا ہے جسکا نام ہی سنکر ہر شخص جو ادنے عقل بھی رکھتا ہو کوسون بھاگتا ہے اور ایسے اسلام کو دور ہی سے دونون ہاتھون سے سلام کرتا ہے حاصل یہ ہے کہ عزاداری کے متعلق جسقدر بھی امور بیجا بجالائے جاتے ہین اون مین چار قسم کے حالات پائے جاتے ہین

اول خوشی کے اسباب و علامات دوسرے توہین اہلبیت اطہار تیسرے تخریب دین سید الابرار چوتھے مخالفت عقل سلیم جو پروردگار کی طرف سے انسان کو حق و باطل نفع و نقصان کی شناخت کے لئے عطا کی گئی ہے جن چارون کو ہم نے اللہ جل شانہ کے فضل و کرم اور رسول سید الانس والجان کے فیضان اور محبت اہل بیت اطہار و صحابۂ اخیار کی برکت سے عقلاً و نقلاً اس طرح پر ثابت کر دیا کہ کسی اہل عقل و انصاف کو اوس کا انکار نہین ہو سکتا اس صورت مین عزاداروں کو دو امرون مین سے ایک امر کا اختیار کرنا بالاضطرار لازم ہے یا تو محبت اہل بیتؑ و غم امام اور دین اسلام اور اپنے دعویٰ العقول مین شمار ہوتے کا ہرگز نام نہ لین یا کبھی بھول کر بھی اس قسم کے بیہودہ و خلاف عقل و نقل کام نہ کرین جن مین کھلے طریق پر خوشی و توہین اہلبیت مرتضوی پائی جاتی ہے اور علانیہ طور پر تخریب و بیخ کنی دین مصطفوی لازم آتی ہے اور قطعاً عقل کے مخالف ہین جن کو کسی اہل عقل و انصاف کی عقل سلیم کسی صورت سے ہرگز تجویز نہین کر سکتی اب اس تقریر مدلل و معقول کے بعد یون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عزاداروں کے اون شبہات واہیہ و بے اصل کی کافی و وافی تردید کی جائے جن کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکے مین پڑے ہوئے ہین اور پھر اون کو بیان کرکے اور کم فہمون کو بھی مغالطہ مین ڈالنا چاہا کرتے ہین ہر چند کہ اول تو ہمکو اپنے اس رسالۂ محققہ مین اس قسم کے عامیانہ و جاہلانہ خیالات واہیہ کے رد کرنے سے شرم آتی ہے دوسرے ہماری اس تقریر دلپذیر مین جو ابطال عزاداری کے متعلق نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ مدلل طور پر ابھی بیان ہو چکی اون تمام شبہات وہیہ و اعتراضات واہیہ و خلاف واقع کے جوابات شافیہ و کافیہ بعض کے صراحتہً اور بعض کے ضمناً آچکے لیکن پھر بھی چونکہ عزاداروں کے اس خاص فرقے مین اکثر عوام الناس اشخاص ہوتے ہین اور جیسے وہ خود ہین ایسے ہی اون بیچارون کے خیالات بھی ہین اور ہونے بھی چاہئین ہین بقول مشہور فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

جوابات شبہات واہیہ عزاداران

پہر یہ بہی ظاہر ہے کہ ایسے شخصوں کی ایسی فہم کہان ہوتی ہے کہ محققانہ تقریر و عالمانہ تحریر کو اسطرح پر بجہین کہ اس سے کس مطلب کا صراحتًا اثبات یا ابطال ہوا اور کس مضمون کا ضمنًا ثبوت یا بطلان لازم آیا اس بنا پر بہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن شبہات کی جوابات صراحتًہ مذکور ہو چکے ہین اون کے سوا جسقدر باقی رہ گئے ہین اون کی بالتصریح تفضیح و کافی و وافی تردید کرون اور اس قسم کے خیالات باطلہ کا جو کم فہمون کے حق مین طلسمات وہمیہ بنے ہوئے راہ حق پر چلنے سے اون کو روکتے ہین اپنی حکیمانہ تدبیرون سے جو حکیم علی الاطلاق کے فضل و کرم سے عطا ہوئی ہین ہمیشہ کے لئے جہگڑا ہی مٹادون تاکہ آئندہ کو ہمارے اس رسالہ محققہ کے ناظرین انصاف پسند مین سے کوئی شخص بہی ان عجیب و غریب قسم کے مسلمانون کی ابلہ فریب باتون کو سنکر کبہی ان کے دہوکے مین نہ آئے اور اسطرح کے طلسمات فرضیہ وغیر واقعیہ کو جو راہ حق مین سدراہ بنے ہوئے ہین درحقیقت حقیقت واقعیہ خیال کرکے ہرگز راہ مستقیم دین قویم پر چلنے سے باز نہ رہے اول مغالطہ یہ ہے کہ تعزیہ داری مین شرک و بت پرستی نہین پائی جاتی اسلئے کہ ہم تعزیہ و علم وغیرہ کو خدا نہین سمجہتے نہ یہ کسی جاندار چیز کی تصویر ہین جس کی پرستش بت پرستی قرار دیجائے بلکہ صرف مقبرۂ امام کی نقل ہین اور مکانات وغیرہ غیر جاندار کی تصویرون کا بنانا شرعًا ممنوع نہین البتہ چونکہ ان پر امام کا نام آگیا ہے اس وجہ سے ہم اون کی تعظیم بجا لاتے ہین جیسا کہ اکثر بیت المقدس و خانہ کعبہ وغیرہ متبرک مقامات کے نقشے وظیفون کی بعض کتابون مین بنے ہوتے ہین اون کی تعظیم کو کوئی شخص برُا نہین کہتا اس وسوسہ شیطانی کا رحمانی طریق پر جواب یہ ہے کہ اول تو شرک صرف اس ہی صورت مین منحصر نہین کہ کسی شئے کو معاذ اللہ عین خدا کہا جائے یہ صرف شرک فی الذات کا مرتبہ ہے بلکہ اوس کی صفات خاصہ مین کسی مخلوق کو اوسکا شریک قرار دینا بہی بعینہ شرک ہے اسکو شرک فی الصفات کہتے ہین

مغالطہ اول عزاداران

جواب مغالطہ اول عزاداران

چنانچہ عالم مین جسقدر شرک پھیلا ہوا ہے وہ اکثر اسی ہی قسم کا ہے ورنہ دنیا مین شاید ہی کوئی ایسا بے وقوف آدمی نکلے جو خدا کے سوا اوس کی مخلوق مین سے کسی کو نعوذ باللہ عین خدا سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ یہ ہین پیدا کرنا مارنا جلانا روزی و صحت و مرض وغیرہ دینا حاضر و ناظر عالم الغیب و معبود خلائق ہونا بس اس قسم کی صفات کا خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کسی مخلوق مین اعتقاد رکہنا یقیناً شرک مین داخل ہے ظاہر ہے کہ بعینہ یہی صفات عزادار تعزیون یا اماموں مین قرار دیتے ہین جیساکہ اون کے اقوال و افعال سے صاف ظاہر ہے جنکی تفصیل کا حقہ ماسبق مین گذر چکی اس امر کا انکار بعینہ اپنے وجود کا انکار ہے دوسرے بت پرستی بہی فقط اسی ہی امر پر موقوف نہین کہ کسی جاندار چیز کی تصویر بناکر پوجی جائے بلکہ خدا کے سوا تمام چیزون کی پرستش بت پرستی ہی مین داخل ہے ورنہ درختون اور دریاؤن اور ستارون وغیرہ اشیاء کے پوجنے والون کو مشرک وبت پرست نہ کہنا چاہئے حالانکہ تمام اہل عقل و دین کے نزدیک سب اس معاملہ مین یکسان سمجھے جاتے ہین اور اب تو عزادارون نے تعزیون مین تصویرین بنانی بہی شروع کردی ہین چنانچہ دلدل و حور کے تعزئے مشہور ہین تیسرے مکانات وغیرہ و غیر ذی روح کی تصویرین شرعاً اوس ہی وقت تک جائز ہوسکتی ہین جب تک کہ اون کے ساتھ شرک و بت پرستی کا معاملہ یا کوئی خلاف شرع امر نہ کیا جائے نہ اون کی نسبت اس قسم کا اعتقاد رکہا جائے جس مین شرک و بت پرستی پائی جائے ورنہ ایسے عقائد فاسدہ و ناپاک اعمال کی حالت مین جاندار و غیر جاندار کی تصویرین خواہ مکین کی ہون یا مکان کی زمین کی ہون یا آسمان کی یا خود ذی صورت ہی کیون نہو سب برابر ہین اون تمام کے ساتھ بالتخصیص اس قسم کے عقائد فاسدہ رکہنے اور اعمال باطلہ بجالانے قطعاً شرعاً حرام ہین اون کا معتقد و مرتکب یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے چوتھے یہ ہے کہ کسی شئے پر دوسری شئے کا نام لگانے سے یہ نہین ہوتا کہ اوس شئے کا

حکم بعینہ دوسری شے کا سا ہو جائے اور اون دونون کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جائے
شلاً کوئی شخص بکرے کا نام شیر رکہدے تو اوس سے یہ نہین ہوتا کہ جیسا کہ شیر سے اوسکو
درندہ جان کر ڈرتے ہین ایسے ہی اوس بکرے سے بہی ڈرنے لگین اس ہی طرح پر یون
سمجہنا چاہئے کہ اگر کسی حقیر وذلیل چیز کا نام کسی معزز ومکرم شے کا رکہدین تو یہ نہین ہوسکتا
کہ اس نام رکہنے سے وہ ذلیل وحقیر شئے معزز وواجب التعظیم بنجائے شلاً کوئی شخص
اپنے مکان کا نام خانہ کعبہ قرار دے یا فرض کیجئے کہ اول ہی سے اوس مکان کو
اس نام سے بنائے تو اوس مکان کی تعظیم بیت اللہ کی برابر ہرگز نہین ہوسکتی اور نہ
اوس کے گرد طواف کرنا درست ہے نہ اوس کے چارون طرف نماز پڑہنی جائز نہ اوسکو
قبلہ سمجہنا روا نہ اوس مین ارکان حج ادا ہونے کی صلاحیت بلکہ یہ تمام امور قطعًا ناجائز و
حرام ہین پانچوین یہ ہے کہ جن امور نامشروع کا عزادار تعزیون کے ساتھ برتاؤ کرتے
ہین وہ جب حضرت امام کے روضۂ متبرک بلکہ آپ کی ذات مقدس کے ساتھ بہی ہرگز شرعًا
درست نہین ہوسکتے تو پہر جن مصنوعی چیزون پر اون کا محض فرضی طور پر نام آگیا ہی
اور پہر وہ بہی صرف ان عقلمندون ہی کا لگایا ہوا ہے اِس قسم کے امور لایعنی و نامشروع
کس طرح پر درست ہوسکتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ امام شہید کربلا کے روضۂ معلی کو نہ سجدہ
کرنا ہی درست ہے نہ اوس پر شیرنی وعلم وغیرہ چڑھانا جائز نہ مرادون کی عرضیان
لٹکانا روا نہ کبہی وہان باجا بجانا بجا ورنہ وہان کہڑے ہوکر جہنے جہنے کہکر سینہ وسر کا پٹینا
شایان نہ جہوٹے توہین آمیز مرثیون کا گانا زیبا نہ اوس مقام پر غیر محرم عورتون
کے ساتھ اختلاط حلال علی ہذا القیاس نہ امام برگزیدۂ انام کی نسبت عالم الغیب وحاضر و
ناظر وحاجت روا ہونے کا اعتقاد رکھنا صحیح نہ اون کا اولادون کو فقیر بنانا درست
نہ اونکو صحت وحیات ورزق دینے والا جاننا جائز بلکہ ان تمام امور کا اعتقاد رکہنا قطعا
شرک اور اس قسم کے افعال قبیحہ کا بجالانے والا یقینًا مشرک ہے چہٹے یہ ہے کہ ہنود دبت پرست

بہی اپنے ذمہ سے بت پرستی کا اعتراض رفع کرنے کے واسطے بعینہ اِسی ہی قسم کی توجیہہ
کرسکتے ہین کہ ہم بھی اپنے بتون کو عین خدا نہین سمجھتے بلکہ چونکہ اون پر ہمارے اوتار و
دیوتاؤن کا نام لگ گیا ہے اِس لئے ہم اون کی تعظیم کرتے ہین پہر کس بناء پر تم ہمکو مشرک
اور آپ کو موحد قرار دیتے ہو غرض کہ جو جواب عزاداروں کا ہے بعینہ وہی جواب
ہے ہنود بیچارون کا بلکہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اگر وہ اِن مدعیان اسلام کو
زیادہ سخت پکڑنا چاہین تو یون بہی کہہ سکتے ہین کہ تم تعزیون کی تعظیم صرف اِس بناء پر
کرتے ہو کہ اون پر تمہارے امامون کا نام آگیا ہے اور چونکہ ہم تمہارے امامون کو
نہین مانتے اِسلئے ہم پر اون کی تعظیم ضروری نہین البتہ چونکہ ہمارے بتون پر تمہاری
نزدیک خدا کا نام لگ گیا ہے چنانچہ تمہارا ہمکو اِس بناء پر مشرک قرار دینا خود اِس امر
کو ثابت کر رہا ہے کہ تم ہمارے بتون پر خدا کا نام لگجانے کو تسلیم کیے ہوئے ہو اور چونکہ
خدا کو ہم اور تم دونون مانتے ہین بلکہ ہماری بہ نسبت تم اوس کے ماننے کا زیادہ طمطراق
کے ساتھ دعوے کرتے ہو تو اِس صورت مین تمکو ہمارے بتون کا برا کہنا نہین پہنچ سکتا
بلکہ تم پر اون کی تعظیم واجب ہے بس اِس حالت مین تمکو یہ چاہئے کہ ہر روز صبح و
شام ہمارے بت خانون مین حاضر ہو کر نہایت ادب و تعظیم سے ہمارے بتون کو ڈنڈوت
اور سجدہ کیا کرو تو مین اوسوقت یارو عزادارو تمکو امامون کے اون نامون کی قسم
دے کر جن کی وجہ سے تم پر تمہارے اس اصول مفروضہ کی بناء پر تعزیون کی تعظیم واجب
ہو گئی ہے تم سے یہ پوچھتا ہون کہ تم ایسی سخت حالت مین اون کے ایسے سخت حملہ سے
کس طرح پر اپنی جان چھڑاؤگے بخدا مین سچ کہتا ہون کہ تم اِس اضطرار کی حالت زار مین بجز
اِس کے کہ پکے اور سچے مسلمانون کے دامن عاطفت مین پناہ پکڑو چارونا چار تم سے اور
کچھہ چارہ کار نبن پڑے گا اور واقعی ایسی سخت دار وگیر کی حالت ناگزیر مین اس حصن
حصین کے سوا اور کوئی امن کا مقام تمکو ہرگز نہ مل سکے گا تو عزادارو بس ہم تمکو دنیا مین

مخالفین اسلام کے حملون سے چھڑانے اور عقبے مین آتش دوزخ سے بچانے کے لئے محض
خدا کے واسطے سمجہا رہے ہین خدا کرے تم سمجہ جاؤ اور ان عقائد فاسدہ و اعمال واہیہ
سے باز آؤ اب باقی رہا مکانات متبرکہ کے نقشون کی تعظیم کا حال جس کا ان عجیب الاعمال
نے محض دہوکے کا جال پہیلا کر بہولے بہالے مسلمانون کے پہانسنے کے لئے اپنے دلمین
فضول نقشہ جمایا ہے تو ہم اس نقشہ کو بہی نقاش ازل کے فضل لم یزل پر کامل بہروسہ کرکے
اہل فہم کے دلون سے نقش بر آب کی مانند ایک چشم زدن مین مٹائے دیتے ہین بلکہ انشاءاللہ
ہمیشہ کے واسطے اسکو صفحہ ہستی ہی سے نیست و نابود کئے دیتے ہین اس کیفیت کی تحقیقی و واقعی
حقیقت اور اس کا محققانہ بیان یہ ہے کہ کسی شے کی تعظیم چار صورتون مین متحقق ہوتی ہے
ایک شرعی جسکا خدا اور رسول کی جانب سے کسی قسم کا حکم ہو جیسے کہ خانہ کعبہ و قرآن شریف
وغیرہ کی تعظیم اس قسم کی تعظیم کا اگر بالفرض کوئی سبب ظاہری بہی ہمارے عقل نارسا مین
نہ آئے تب بہی وہ ہمارے حق مین واجب التعمیل ہوگی اس لئے کہ خدا و رسول کے حکم سے
زیادہ کسی شئے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے دوسرے عقلی جسکا مدار نفع کے حاصل کرنے اور
ضرر کے دفع کرنے پر ہوتا ہے جیسے کہ کسی رئیس و بادشاہ کی تعظیم کہ اوس کے بجا لانے کی
صورت مین امید نفع اور بجا نہ لانے کی حالت مین نقصان کا احتمال متصور ہے پہر کبہی یہ
دونون ایک شئے مین جمع بہی ہو جاتی ہین جیسا کہ اپنے بادشاہ و اولوالامر کی تعظیم کہ وہ
باوجود عقلی ہونے کے شرعی بہی ہے تیسری نفسانی جس مین نفس کو ایک قسم کی لذت حاصل
ہوتی ہے جیسے کہ محبوب کی تعظیم چوتھی طبعی جو محض تقاضائے طبیعت ہوتا ہے جیسے کہ اپنے
والدین و استاد و پیر اور دیگر بزرگان دین کی تصویر یا اون کے ملبوسات وغیرہ
کی تعظیم پہر کبہی یہ دونون جمع بہی ہو جاتی ہین جیسے کہ اپنے محبوب کی تصویر زیبا کی تعظیم
کہ باوجود طبعی ہونے کے اس مین نفس کو بہی ایک خاص قسم کی لذت و کیفیت حاصل
ہوتی ہے جسکا لطف صاحبان مذاق پر مخفی نہین اس تحقیق کے بعد یون سمجہنا چاہیے کہ مکانات

متبرکہ کے نقشون کی تعظیم ان چارون صورتون مین سے کس صورت مین داخل ہے ظاہر ہے کہ شرعی تو ہے نہین اس لیئے کہ خدا ورسول کی جانب سے اس کے بارہ مین کوئی حکم نازل نہین ہوا نہ کسی امام کے قول و فعل سے کچھ ثابت ہوتا ہے اور عقلی بھی نہین اسلیئے کہ ان کی تعظیم کرنے مین کسی طرح کے نفع کا خیال اور نہ کرنے مین کسی قسم کے نقصان کا احتمال ہرگز متصور نہین علی ہذا القیاس نفسانی بھی نہین کیونکہ اسمین نفس کو لذت نہین حاصل ہوتی ہان اگر ہوسکتی ہے تو یہ طبعی ہوسکتی ہے جو محض طبیعت کا تقاضا ہے کہ کسی بزرگ یا محترم شے کی تصویر کو بھی طبیعت محترم و بزرگ سمجھا کرتی ہے یا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ کسی خاص شخص کے حق مین جسکا جہان سے نرالا مذاق واقع ہوا ہو اسکو نفسانی بھی کہلو اور اس مین شبہہ نہین کہ تعظیم شرعی کے سوا یہ تینون قسم کی تعظیم اول تو حجت شرعی نہین ہوسکتی کہ اس پر کسی شے کی تعظیم کو قیاس کیا جائے اور دین کے معاملہ مین اسکو سند قرار دیا جائے دوسرے یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر یہ حد شرعی سے تجاوز کر جائے تو اس صورت مین شرعاً ممنوع قرار دی جائے گی خاصکر جسوقت کہ شرک و بت پرستی تک اس کی نوبت پہنچ جائے تو اوسوقت قطعاً حرام سمجھی جائے گی اور اوسکا مرتکب حدود اسلام سے جو محض توحید و اتباع سنت پر قایم کی گئی ہین یقیناً خارج قرار دیا جائے گا تو یہ ہے اس مغالطہ بے اصل و بےحقیقت کی اصل حقیقت جس کو ہمنے حق پسند طبیعتون پر کماحقہ منکشف کردیا کہ کسی طالب حق کو ایسے امور لاطائل کے باطل ہونے مین کسی قسم کا شک و شبہہ کسی وقت مین دامنگیر خاطر نہین ہوسکتا لیکن اس قسم کے عقیدہ والون کی طرف سے ہمکو اب تک اس کا اطمینان کلی نہین کہ اوسکو ہمارے اس بیان کافی و شافی پر کافی اطمینان حاصل ہوگیا ہو بلکہ وہ اس مقام مین کچھ بعید نہین کہ یہ شبہہ واہیہ پیدا کرین کہ اس تحقیق سے صرف یہ بات ثابت ہوئی کہ تعزیون وغیرہ کے ساتھ شرک و بت پرستی وغیرہ خلاف شرع امور کا برتاؤ کرنا حرام ہے لیکن اس سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ اون کا بنانا بھی قطعاً باطل و شرعاً ناجائز ہے اس لیئے کہ جو شے فی نفسہ جائز ہے

اوس کے ساتھ کوئی ناجائز معاملہ کرنے سے وہ شئے حرام نہین ہو جاتی مثلاً فرض کیجئے کہ اگر کچھہ لوگ کسی مسجد کے ساتھ اِس ہی قسم کے معاملات عمل مین لانے لگین جو تعزیون کے ساتھ مستعمل ہین کہ اوس کے در پر کھڑے ہوکر باجا بجائین اوس کی محرابون مین علم وشیرینی چڑہائین اوس کے منبر پر چڑہ کر مرثئے پڑہین اوس کے میناروں پر منت کی عرضیان لٹکائین غرض کہ جو جو معاملات تعزیون کے ساتھ کئے جاتے ہین وہ سب مسجد کے ساتھ ہونے لگین تو اِس قسم کے افعال سے کیا مسجدون کا بنانا حرام ہے اور بنی ہوئی مساجد کا ڈھانا جائز ہوجائے گا نہین بلکہ اِس طرح کے افعال ہی حرام ہون گے باقی مساجد بدستور اپنی حالت پر معمور رکھی جائین گی علیٰ ہذا القیاس مکانات کے ساتھ اِس ہی قسم کی خرافات حرکات کا برتاؤ کرنے سے مکانون کا بنانا اور بنے ہوؤن کا گرانا سمجھنا چاہئے بس بعینہٖ یہی کیفیت تعزیون کے بارہ مین ہے کہ اِس قسم کے خلاف شرع معاملات کا اون کے حق مین برتاؤ کرنا حرام ہوگا لیکن اِس سے خود تعزیون کا بنانا حرام نہین ہو سکتا کیونکہ وہ مکان روضہ کی شکل ہوتے ہین اور مکانات کی شکل کا بنانا شرعاً جائز ہے تو جائز شئے اِن حرام کامون کی وجہ سے کیونکر حرام ہوجائے گی بس عزادارون کے فرقہ مین کوئی بڑے سے بڑا علم والا صاحب جودت وذکا اپنی تمام قوت علمی وجودت طبعی کو صرف کرکے غایت سے غایت تعزیون کے جواز اور اون کے عدم حرمت کے معاملہ مین یہی نامعقول توجیہہ کرسکتا ہے اس ابلہ فریب مضمون کے جواب دینے سے پہلے مین ایک قاعدہ بیان کرتا ہون جس سے اوسکا جواب بہ آسانی سمجھہ مین آجائے اور اس قسم کی بیہودہ تقریرون کو سنکر پھر کوئی ادنےٰ اہل فہم بہی اِن عقلمندون کے دہوکے مین نہ آئے وہ یہ ہے کہ ایک شئے کو دوسری شئے پر قیاس کرنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ جس وجہ سے ایک شئے کو دوسری پر قیاس کیا جائے وہ دونون مین ایک ایسا مشترک امر ہونا چاہئے جو علت قیاس کی ہوسکے ورنہ کچھہ ہی مناسبت کے سبب سے اگر ایک دوسرے پر قیاس کیا جائے تو یہ بات لازم آئیگی

کہ عالم میں جسقدر بھی چیزیں ہیں ایک کو دوسرے پر قیاس کرکے ہر ایک شے کا حکم دوسری شے کا سا قرار دیدیں کیونکہ تمام اشیاء میں کسی نہ کسی وصف میں جسکا ادنے درجہ وجود و عدم ہے باہم مناسبت ضرور ہے مثلاً بکری کے حلال ہونے پر ہاتھی کے حلال ہونے کو اور ہاتھی کے حرام ہونے پر بکرے کے حرام ہونے کو قیاس کر لیا جائے اس ہی طرح پر عالم کی تمام اشیاء کو حلال و حرام کہہ سکتے ہیں اس صورت میں کسی شئے کی حلت و حرمت ہرگز باقی نہیں رہ سکتی اور نہ کسی شئے کو اچھا یا برا قرار دے سکتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ امر بداہت کے بالکل خلاف ہے کوئی عقلمند اسکا قائل نہیں ہو سکتا جب یہ قاعدہ مسلّم ہو چکا تو اس سے یہ امر صاف ثابت ہو گیا کہ مساجد یا مکانات کی تعمیر پر تعزیوں کے بنانے کو ہرگز قیاس نہیں کر سکتے اس لئے کہ مساجد اور مکانات کے تعمیر کی جو وجہ ہے وہ تعزیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مساجد کے بنانے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے کہ اون میں مسلمان مجتمع ہو کر نماز پڑھیں اس اجتماع میں جو کچھ مصلحتیں ہیں وہ اہل دین پر مخفی نہیں ایسے ہی مکانات کا بنانا دنیاوی ضرورت سکونت و آسائش وغیرہ کی غرض پر مبنی ہے اسوجہ سے ان میں اگر بالفرض کسی جانب سے کوئی خلاف شرع امر پیش آجائے تو صرف وہ امر ہی ناجائز قرار دیا جائے گا اور اوسکا وبال صرف اوس مرتکب ہی کے ذمہ پر رہے گا مگر اس سبب سے خود مساجد و مکانات کا بنانا کسی طرح پر ممنوع اور اون کا توڑنا جائز یا ضروری نہ ہوگا ہاں اگر انکو بالفرض کوئی بیدین بلا ضرورت فقط بیدینی ہی کے کاموں کے واسطے بنائے تو بے شک اونکا بنانا حرام اور اون کا گرانا جائز بلکہ ضروری ہوگا کیونکہ ایسی صورت میں نہ تو مسجدوں کا مرتبہ مسجدوں کا سا رہے گا نہ مکانوں کا حکم مکانات کا سا برخلاف تعزیوں کے کہ اول تو اون کے بنانے کے واسطے نہ تو خدا و رسول ہی کا حکم ہے اور نہ کسی امام و پیشوایان دین کے قول و فعل ہی سے ثابت ہے اور نہ کوئی دنیاوی ضرورت ہی ان کے بنانے کو مقتضی ہے نہ کوئی ان کے بانیان

وموجدین مین سے ان کو دنیاوی ضرورتون کے لئے تجویز کرتا ہے کیونکہ ان عقلمندون
نے تو اپنے گمان وخیال مین ان کو دین ہی کے واسطے تجویز کر رکہا ہے جو محض فرضی وخیالی
امر ہے جسکی اصلی حقیقت ماسبق مین ہم نے کما حقہ منکشف کردی دوسرے یہ ہے کہ جس کسی کو
اللہ جل شانہ نے ادنےٰ عقل بہی عطا فرمائی ہے وہ اس امر کو خوب جانتا ہے کہ ان کا
بنانا محض اون ہی امور کی غرض ہے جن کا عزادار جو ان کے موجد ہین ان کے ساتھ
برتاؤ کرتے ہین ہر چند کہ یہ لوگ زبان سے اس امر کا اقرار نکرین بلکہ ان کے بنانے کی
غرض کے واسطے طرح طرح کی باتین گہڑین لیکن واقعی بات یہ ہی ہے کہ ان کے بنانے
سے اصلی مقصود یہی حرکات ناشائستہ وخلاف شرع ہین جو ان کے ساتھ برتی جاتی
ہین جو یقیناً عقل ودین کے خلاف ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ عموماً تمام تعزیون کے ساتھ
کم وبیش اس ہی قسم کے خلاف شرع معاملات کا برتاؤ کیا جاتا ہے جس سے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ تمام تعزیون کی صورتین صاف طور پر اس امر پر دلالت کر رہی ہین کہ یہ اس
ہی قسم کے حرکات نامشروع بجالانے کی غرض سے بنائے گئے ہین غرض جیسے کہ بتخانون
کی شکلین اون کی بت پرستی کے واسطے موضوع ہونے کی دلیل ہین ایسے ہی تعزیون
کی صورتین بہی تعزیہ پرستی کو ثابت کر رہی ہین دوسرے یہ ہے کہ کوئی تعزیہ دار
اپنے تعزیہ پر اس قسم کی خلاف شرع حرکات کرنے سے نہ تو خود ہی بازرہتا ہے اور نہ
دوسرون کو ہی اون سے روکتا ہے کہ خبردار یہ حرکتین شرک وبت پرستی کی ہین ہرگز
میرے تعزیہ پر ان کا برتاؤ نکرو بلکہ جس کے تعزیہ پر جتنی ہی ایسی حرکتین زیادہ کی
جاتی ہین اوتنا ہی وہ زیادہ خوش ہوتا ہے اور دیکھنے والے بہی اوس کے تعزیہ کو اچھا
جانتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ جس تعزیہ پر روشنی بہی بہ کثرت ہو باجا بہی اوس پر بڑی
دہوم دہام سے بج رہا ہو حلوا وشیرینی وملیدہ کی بہری ہوئی قابین بہی اوس کے نیچے
کثرت سے رکہی ہوئی ہون تہرے اور رو بہرے علم بہی اور باقی تعزیون کی بہ نسبت اوس پر

زیادہ چڑھائے گئے ہون منت کی عرضیون کے ہار بہی سب سے زیادہ اوسکی گلے مین بڑہ چڑہ کر پڑے ہون بس وہی تعزیہ سب تعزیون کا سردار سمجہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر تعزیہ دار حتی الوسع اپنے تعزیہ کو ایسی شان اور ایسی طرز و انداز کی آن بان کا بنانا چاہتا ہے جو اون تمام خرافات لایعنی و حرکات بے معنی کا شایان ہو تیسرے یہ ہے کہ ہر اہل عقل بشرط انصاف اس بات کو یقیناً جان سکتا ہے کہ اگر تمام اہل اسلام اس امر پر باہم اتفاق کر لین کہ کسی تعزیہ پر نہ تو باجا بجائین نہ اوسپر علم و شیرینی چڑھائین نہ منت کی عرضیان لگائین نہ اون کی زیارت کے واسطے جائین نہ اپنی اولاد کو امامون کا فقیر بنا کر اون کے سلام کو لیجائین نہ وہان مرثیہ پڑہین نہ کسی قسم کی خلاف شرع حرکت کرین نہ عشرہ کے روز اون کو زمین مین دفن کرین نہ اون کا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان عمل مین لائین غرض اس قسم کے جملہ امور نا مشروع جو اون کے ساتھ برتے جاتے ہین بالکل یک قلم ترک کر دئے جائین تو پہر دیکھئے کہ تعزیون کا عالم مین نام و نشان بہی باقی رہتا ہے یا نہین خیر ان تمام حرکات کا موقوف کرنا تو بڑی بات ہے میرا گمان تو یہ ہے کہ فقط ایک باجے ہی کے ترک کرنے سے ان کی نمود باقی نہ رہے اور ان تمام امور کے نیست و نابود ہو جانے سے تو یقینی امر ہے کہ تمام تعزیون کا وجود صفحہ ہستی سے ایسا مٹ جائے کہ چہار دانگ عالم مین ان کا نشان تک بہی کہین نظر نہ آئے اگر بفرض محال اس حال مین بھی کوئی عجیب الخیال اس فعل کو عمل مین لائے تو اس حالت مین اگرچہ اوس کے اس فعل سے شرک و بت پرستی لازم نہ آئے لیکن پہر بہی یہ ضرور ہے کہ اس صورت مین بہی اوسکا یہ لغو فعل اسراف مین داخل ہو کر قطعاً خلاف دین سمجہا جائے گا بس ان وجوہ ثلثہ سے بہ احسن الوجوہ یقینی طور پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ تعزئے خاص ان حرکات خلاف دین ہی کے واسطے موضوع اور یہ حرکات اون کے حق مین لوازمات مین سے ہین جن کا انکار کرنا طلوع آفتاب کے وقت مین بعینہ روز روشن کا انکار کرنا ہے اور اگر بالفرض کسی تعزیہ خاص کے ساتھ

کسی خاص وجہ سے اتفاقیہ اس قسم کے معاملات نہ بھی کیے جائین تو وہ ساقط الاعتبار اور
بچند وجوہ حرام ہونے کا سزاوار ہے اول تو وہی اسراف کی وجہ جو ابھی بیان ہو چکی دوسری
وجہ یہ ہے کہ اوس کے ساتھ اس قسم کا خلاف شرع معاملہ نہ کیا جانا کچھہ اسوجہ سے نہین
کہ اوس مین ایسے معاملات کی صلاحیت نہین پائی جاتی بلکہ وہ کسی خارجی وجہ سے
ہوتا ہے جو اوس کے سدراہ و مانع ہو جاتی ہے مثلاً یہ کہ وہ ادنیٰ شان کا ہو کہ بڑی
شان والون کے ہوتے اوس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ کرے یا یہ کہ کسی بڑی شان اور
تزک والے عالیشان رئیس و نواب کا ہو جس کے در پر پہرہ لگا ہوا ہو کہ وہان ہر
کس و ناکس کی رسائی دشوار یا اوس پر شیرینی و علم وغیرہ کا چڑھانا اوس صاحب تعزیہ عالی
شان کی شان عالی کے حق مین عار ہو یا بالفرض کوئی اور اس ہی قسم کی خاص وجہ پیش
آئے جس کے باعث سے ان امور نامشروع کا اوس کے ساتھ برتاؤ نہ کیا جائے حاصل
یہ ہے کہ ہر طرح پر ہر صورت مین تعزیون کا بنانا اور اون کو مساجد و مکانات پر قیاس
کرنا عقل و دین دونون کے قطعاً خلاف ہے ہر چند کہ ہماری اس تحقیق مین جو اس
وسوسہ شیطانی کے جواب مین رحمانی طریق پر واقع ہوئی ہے کسی عقلمند منصف مزاج
و طالب حق کو کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا لیکن عزادارین کو انصاف و طلب
حق سے کچھہ سروکار نہین اسکو سنکر غالباً یہ دوسرا مغالطہ پیش کرین گے جسکو وسوسۂ رجیمی
سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ تعزیون کے بنانے مین شرک و بت پرستی وغیرہ خلاف شرع امور
بظاہر لازم آتے ہین لیکن باوجود اس کے اس امر مین بھی شبہہ نہین کہ ان کی بدولت
دین کے متعلق چند قسم کے منافع بھی ضرور حاصل ہو جاتے ہین ایک تو شوکت اسلام
کہ مسلمانون کا انبوہ کثیر جب مجتمع ہو کر نکلتا ہے تو کفار کے دلون پر ہیبت طاری ہوتی
ہے دوسرے امامون کی یادگاری اس ذریعہ سے ہو جاتی ہے ورنہ امامون کو کون
جانتا تیسرے اون کی برکت سے خیرات ہو جاتی ہے کہ ہر سال اسوجہ سے ہزار دن

مغالطہ دوم عزاداران

بھوکون کو کھانا اور بیشمار پیاسون کو شربت نصیب ہو جاتا ہے اور اسکا ثواب اماموں
کی روح پر فتوح کو پونہچتا ہے جو خاص اونکی اور خدا اور رسول کی خوشنودی کا باعث ہی
اس صورت مین ظاہر ہے کہ ان وجوہ پر نظر کر کے تعزیہ داری کو اگر بدعت ہی سمجھا
جائے تو غایت سے غایت یہ ہے کہ بدعت حسنہ کہا جائے جسکو اکثر علماء نے جائز بلکہ
بہتر قرار دیا ہے نہ سیئہ جس کے قطعاً حرام ہونے پر کل نے اتفاق کیا ہے یہ مغالطہ
حقیقت مین پہلے مغالطے سے بھی کہین بڑھا چڑھا ہوا ہے کہ اس نے شیعہ بیچارون
کا تو بھلا کیا ذکر اون بھلے مانسون کے تو مذہب کی بنا ہی خاص ایسے وہمی وخیالی
امور پر واقع ہوئی ہے اکثر کم علم و سادہ لوح بھولے بھالے سنیون کو بھی دھوکہ مین
ڈال رکھا ہے کہ مذہب اہل سنت کے مدعی بنکر عزاداری مین شیعون کے برادر ہجان
برابر بنے ہوئے ہین ہر چند کہ جی تو یون چاہتا تھا کہ اس مقام مین سنت و بدعت کی
نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تحقیق بیان کرون اور بدعت سیئہ وحسنہ کی کماحقہ حقیقت
کھولدون تا کہ ہمارے اس رسالہ کے ناظرین طالبین حق مین سے کوئی اہل فہم بدعت
وسنت کے باہم فرق کرنے مین کبھی دھوکہ نکھائے اور کسی قبیح شے کے حسن سمجھنے
مین اس قسم کے ابلہ فریب مضمونون کے سبب سے ہرگز مغالطہ مین نہ آئے۔ لیکن وقت
یہ ہے کہ اول تو سنت اور بدعت کی بحث فی نفسہ کچھ ایسی کم نہین کہ کسی مضمون کے ضمن
بیان مین اوس کا بیان کامل اور اوس کی پوری حقیقت بہ آسانی آسکے بلکہ اس کے
لئے درحقیقت ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے دوسرے ہمارا یہ مختصر رسالہ آخر مین اس
بحث عزاداری کے کسی قدر مفصل بیان کرنے کے سبب سے جس کی اس زمانہ مین سخت ضرورت
تھی ہمارے انداز سے جبکا اول مین ہم نے قصد کیا تھا فی الجملہ مطول بھی ہو گیا اور ہنوز
یہ بحث ناتمام باقی ہے۔ خدا معلوم انجام مین یہ کہان تک طوالت کھینچے اس لئے یہ ہی مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام مین بقدر ضرورت بالاجمال سنت وبدعت کا اس طرز پر حال

بیان کیا جائے کہ ارباب فہم وفراست کے حق مین یہ اجمال تفصیل کی برابر کام دے اور اس مغالطہ بے اصل کی درخت بدسرشت کو جو کم فہمون کا لگایا ہوا ہے اسطرح پر جڑسے اوکھاڑ کر پھینکدے کہ عالم مین کہین اسکا نام ونشان تاکبھی باقی نرہے اصل یہ ہے کہ دین مین جو شئے اس قسم کی زیادہ کی جائے جس کی اصل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ خیر القرون اور صحابہ اطہار وتابعین اخیار یا تبع تابعین ابرار کے زمانہ مبارک مین نہ پائی جائے خواہ وہ شے عقائد کی قسم سے ہو یا اعمال کے قبیل سے اوس کے اصول دین کے اعتبار سے علماء دین متین کے نزدیک فقط تین قسمین ہوسکتی ہین اول یہ کہ وہ سنت کے مخالف ہو دوسرے یہ کہ وہ سنت و توحید دونون کے مخالف ہو تیسرے یہ کہ وہ دونون مین سے کسی کے بھی مخالف نہو پھر اس تیسری قسم کی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ اوسمین دین کے متعلق کوئی خوبی متحقق ہو دوسری یہ کہ اوسمین کسی قسم کی خوبی نہو اول قسم یقیناً بدعت اور دوسرے قطعاً شرک ہے لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ وہ بدعت ہی نہین بلکہ یہ معنی ہین کہ وہ بدعت کی حد سے تجاوز کرکے شرک کی حد تک پہنچگئی ہے چونکہ بدعت کی بہ نسبت شرک بدرجہا زیادہ بُرا ہے اسوجہ سے اوسکا شرک ہی مین شمار کیا جاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ بدعتی صرف فاسق وفاجر اور شرک قطعاً کافر ہے ان دونون قسمون خاص کر دوسری قسم مین دین کے متعلق کسی قسم کی خوبی ہرگز متحقق نہین ہوسکتی اسواسطے کہ سنت سید عرب وعجم خصوصاً توحید خلاق عالم کی قباحت کے مقابلہ مین کوئی ایسی خوبی نہین ہوسکتی جو اوس کی تلافی کرسکے تیسری قسم کی اول صورت کا حال یہ ہے کہ اوسکی خوبی پر نظر ظاہر کرکے بعض علماء ظاہر نے اوس کا بدعت حسنہ نام رکھہ دیا ہے کہ اوس کے حسن کی وجہ سے اوس کے اکتساب کو بہتر سمجھا ہے جیسا کہ اول قسم کی برائی کا لحاظ کرکے اوسکو بدعت سیئہ قرار دیا ہے اور اس کے ارتکاب کو بالاتفاق سب نے قطعاً حرام جانا ہے لیکن محققین کے نزدیک اول قسم بدعت مطلق اور تیسری قسم کی اول صورت مطلق سنت ہی

رہی تیسری قسم کی دوسری صورت اوس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اگرچہ بظاہر صورت اباحت
رکھتی ہے اور اس خیال سے ظاہر بینون کے نزدیک اوس مین کوئی ہرج نہین معلوم ہوتا لیکن
ارباب فہم و درایت کے نزدیک جنکو اللہ جل شانہ نے چشم حقیقت بین عطا فرمائی ہے اوسکا
ترک کرنا اولیٰ قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ جب اوسمین دین کے متعلق کوئی خوبی ہی نہین
تو پہر اس حالت مین اوس کے دین مین زیادہ کرنے کی کون ضرورت ہے ہمارا دین کچھہ
ناقص نہین جس کی تکمیل کی ہمکو ضرورت ہو بلکہ اوس کے کامل ہونے کی اللہ پاک نے اپنی
کلام پاک مین ہمکو خبر دے دی ہے جس کے یقینی ہونے مین مومن کامل کو کسی قسم کا شک و
شبہہ نہین ہو سکتا اس تحقیق کامل کے بعد جس مین سنت و بدعت کی بحث کا یہ تمام و کمال
بالاجمال اس انداز پر حال بیان ہو گیا جس نے طالب حق کو بفضلہ تعالے تفصیل سے
مستغنی کر دیا اس امر کو بغور سمجہنا چاہئے کہ تعزیہ و مجالس عزا کا وجود تابعین بلکہ تبع تابعین
کے بھی بہت زمانہ کے بعد ہوا ہے یہان تک کہ گیارہوین امام حسن عسکری کے زمانہ
تک بھی اس بدعت شنیعہ کا عالم مین کہین پتہ نہین چلتا تیمور کے زمانہ پُر آشوب سے جو
سن آٹھ سو ہجری مین تھا اس بے بنیاد امر کی صرف ایک خفیف بنیاد کا قایم ہونا عوام
مین مشہور ہے اس صورت مین اقسام مذکورہ مین سے جو اوپر ابھی بیان ہو چکی ہین اسکا
کسی قسم مین داخل ہونا ضرور ہے اون قسمون پر ادنےٰ غور کرنے سے ہر اہل فہم سمجھہ سکتا
ہے کہ یہ دوسری قسم مین داخل ہے جو خلاف سنت و خلاف توحید سے عبارت ہے اس
لئے کہ ان مخترعات کی ذات عجیب الصفات دو قسم کی صفات سے مرکب ہے جن مین سے بعض
تو خلاف سنت اور بعض خلاف توحید ہین جس کا ماسبق مین مفصلاً و مشرحاً بیان ہو چکا
اس مقام مین اوسکا اعادہ کرنا طوالت سے خالی نہین، اور اگر بالفرض عزادار دن
کے اسلام ظاہری کی جو محض زبانی دعوے ہے اور اون کا حال اون کے قال کی تردید
کر رہا ہے کوئی رعایت کر کے اون کے ان افعال عجیب الحال کو دوسری قسم مین داخل نہ

کرے تو غایت سے غایت اس رعایت کی یہ ہے کہ ان کی ان حرکات شنیعہ کو قسم اول مین داخل قرار دے کر بدعت سیئہ سمجھے بہر صورت دونون صور تون مین یہ امر ظاہر ہے کہ ان مین دین کے متعلق کسی قسم کی خوبی ہرگز تحقق نہین ہوسکتی اور اگر ظاہر بینون کی نظر ظاہری مین بظاہر کسی قسم کی وہمی و خیالی خوبی اس قسم کی اشیاء مین نظر بھی آئے تو وہ اللہ جل شانہ کے اون خاص بندون کے نزدیک جنکو اوس نے اپنے فضل و کرم سے چشم حقیقت بین عطا فرمائی ہے کبھی معتبر نہین ہوسکتی اول تو اسوجہ سے کہ سنت و توحید کے خلاف کرنے کی برائی کا کسی قسم کی بھلائی کا مقابلہ اور اوس کی تلافی نہین کرسکتی دوسرے اس سبب سے کہ اصول دین اس امر کو مقتضی ہے کہ جس شئے مین حلت و حرمت دونون کی وجہ متحقق ہون تو حرمت حلت پر غالب آجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو شئے حرام و حلال سے مرکب ہو تو وہ شئے حرام ہی سمجھی جاتی ہے چنانچہ اگر پاک و ناپاک شئے آپس مین ملائی جائین تاوقتیکہ وہ پاک شئے اسقدر کثرت سے نہو کہ اوسکی ہستی کے مقابلہ مین اوس ناپاک چیز کا وجود بمنزل نیست و نابود نہو جائے اوسوقت تک وہ شئے یقیناً ناپاک ہی سمجھی جائیگی خاصکر جس شئے مین حلت کی بہ نسبت حرمت کی وجوہ بکثرت ہون یا کسی وجہ حرمت کی صفت اس درجہ کی شدت کے ساتھ ہو جو قلت کی حالت مین بھی کثرت پر سبقت لے جائے تو ان دونون حالتون مین اوس شئے کے حرام ہونے مین کسی اہل عقل کو کسی طرح کا کلام نہین ہوسکتا چنانچہ تعزیہ داری مین یہی صورت تحقق ہے کہ اول تو اوسمین حرمت کی وجوہ اسقدر کثرت سے ہین جن کا شمار دشوار ہے جن کی کسی قدر تفصیل بقدر ضرورت ہم اوپر بیان کر آئے ہین دوسرے اس مین بعض خاص خاص وجہ ایسی ہین کہ اون مین صفت حرمت اس درجہ کی شدت رکھتی ہے کہ کوئی دنیا بھر کی بھلائی بھی اوس برائی کا تدارک نہین کرسکتی چنانچہ تمام وجوہ سے قطع نظر کرکے صرف دو وجہ ہی پر نظر کرکے غور سے دیکھ لو ایک تو محرم کے ایام محترم خاصکر شہادت کی شب مکرم مین فسق و فجور اسقدر کثرت

سے ہوتا ہے کہ الامان الامان خدا بچائے اس بلاسے ہر مسلمان کو دوسرے تبرک وبت پرستی کی اس درجہ کثرت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ العظمۃ للہ خدا محفوظ رکھے اس آفت سے ہر انسان کو لو یارو عزادارداب انصاف کی ترازو مین ذرا انکو تم تول کر دیکھو کہ ان واقعی برائیون کا پلہ کس قدر جھکا ہوا اور ان وہمی وخیالی بھلائیونکا پلہ کتنا اونچا اوٹھا ہوا معلوم ہو رہا ہے جس کو موٹی نگاہ والا بھی صاف طور پر دیکھ سکتا ہے اسپر بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اوسکو محض کور باطن سمجھنا چاہئے یہ تو اس مغالطہ کا اجمالی جواب ہے۔ جو تمام اہل عقل وانصاف کے نزدیک ایسا کافی ووافی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اوس کے لئے تفصیل کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی لیکن چونکہ ہمکو ایسے فہم وانصاف والے شخصون سے پالا پڑا ہے جن کے خیال مین جو تمام جہان سے نرالا واقع ہوا ہے اس قسم کا بالاجمال بیان آنے والا ہے ان بھلے مانسون کو بدون تفصیل کیون اطمینان ہونے لگا ہی یہ فارغ البال تو بالکی کھال نکلوائے بغیر باز رہتے نہین معلوم ہوتے اسلئے یہ ہی مناسب ہے کہ اس اجمالی جواب پر اکتفا نکرکے دوسرا تفصیلی جواب اس مغالطہ رجیمی کا رحیمی طریق پر بیان کرون اور اس مغالطہ بسیر وپا کے ہر ایک جزو مین جو کچھہ دہوکا ہے جس کے سبب سے عوام الناس غلطی مین پڑے ہوئے ہین ادنے واعلی پر اوسکو بخوبی منکشف کردون اس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ اس مغالطہ بے اصل کی مصنوعی وفرضی حقیقت تین جزؤن سے مرکب ہے شوکت اسلام ویادگاری امام عالی مقام اور خیرات موجب حسنات بس ان ہی تینون پر ان مدعیان تثلیث کو بڑا ناز ہے اور ان ہی تین چیزون کو اس امر بیجا دخلاف عقل ونقل کے بارہ مین موجب اولویت وافضلیت وباعث ثواب وحصول برکت اپنے خیال مین محض خیالی طور پر ٹھرا رکہا ہے لیکن درحقیقت ان مین محض ظاہری ملمع کاری کے سوا حقیقت بینون کی نظر حقیقت شناس مین کسی قسم کی خوبی نہین معلوم ہوتی واقعی بات یہ ہے کہ جس وقت اول ہی دفعہ ان پر

کسی قدر غور سے نگاہ ڈالی جاتی ہے تو عزاداری مین انہین سے ایک جزو کی بہی ذرہ برابر کیفیت نظر نہین آتی پہر جب دوسری مرتبہ زیادہ غور سے ان پر نظر کی جاتی ہے تو صاف وصریح طور پر ان کی پوری ضد نظر آتی ہے چنانچہ انہین سے ہر ایک جزء کی جدا جدا تفصیل کے ساتھ حقیقت بیان کرتا ہون پہلے اس کے اول جزو کا حال سراپا و بال سنئے جکا ان مدعیان اسلام نے شوکت اسلام نام رکھا ہے اصل یہ ہے کہ کسی شئے کی شوکت کے لئے یہ امر ضرور ہے کہ وہ اس شان کے ساتھ ہو جس کے دیکھنے سے ناظرین کے دلون مین اوس کی خوبی وعظمت پیدا ہو نکہ اس کے برعکس اوس کی ذلت وحقارت مثلاً بادشاہ خلعت فاخرہ زیب تن کئے تاج مرصع سر پر رکھے تخت زرین پر بڑی شان وتزک وکروفر سے جلوس فرما ہو اور اوس کے داہنے بائین زر نگار کرسیون پر وزراو امرا و اراکین دولت نہایت سکون ووقار کے ساتھ ادب سے سر جھکائے بیٹھے ہون اور اوس کے سامنے چوبدار وعصا بردار کمر بستہ ایک قرینہ کے ساتھ صف باندہے ہوئے مودبانہ کھڑے ہون اور تمام حضار دربار ہر دم وہر لحظہ صدور حکم شاہی کے انتظار مین ہمہ تن گوش بنے ہون کہ جہان حکم شاہ جہان پناہ صادر ہوا اور وہ جھٹ اوس کی تعمیل مین بسروچشم دل و جان سے مصروف ہوئے تب بادشاہ کے اس جاہ وجلال وسطوت جبروت کو جو شخص دیکھے گا اوس کے دل مین خوبی وعظمت اور ہیبت وشان وشوکت پیدا ہو گی اور اگر اس کے برعکس یون فرض کیجئے کہ وہ فرش زمین پر بے تمکین ننگا ہوا سر برہنہ بیٹھا ہے اور حاضرین دربار کے ساتھ ہنسی مذاق اور مسخرا پن کر رہا ہے اور وہ درباری بھی اوس کے ساتھ باری باری چھیڑ چھاڑ اور پھبتیون کی ادبسر بوچھار کر رہے ہین ظاہر ہے کہ ہر شخص اس کی اس حالت کو دیکھکر یقیناً یہ ہی سمجھے گا کہ یہ بادشاہ بیشک مخبوط الحواس بنگیا ہے اور ہرگز لائق بادشاہت نہین رہا بس اس ہی مثال بے مثال پر اسلام کی شوکت وذلت کے حال کو قیاس کر لینا چاہئے کہ شوکت اسلام دین کے ایسے کامون مین ہو سکتی ہے

جن کی شان سے اوس کی خوبی وعظمت پائی جائے نہ اس قسم کی حرکات سے کہ جن مین
اوس کی ذلت وحقارت لازم آئے جن کا عزاداران امام ایام محرم الحرام مین برتاو کیا کرتے
ہین چنانچہ جبوقت ان مکرم ومحترم دنون مین یہ مدعیان اسلام جن مین اکثر جہلا وعوام
ہوتے ہین مجتمع ہوکر بانسون کو جن پر سرخ وزرد نیلے پیلے کپڑے منڈہے ہوتے ہین کاندہون
پر رکھے ڈھول تاشے بجاتے ہوئے مرثیے گاتے سینہ پیٹتے حسے حسے کہتے شور وغوغا مچاتے
ہوئے بازارون اور گلی کوچون مین نکلتے ہین بہر ان خرافات کے علاوہ بانس اور
قرطاس وغیرہ بیجان چیزون کے قالب بیروان پر جنکو یہ انجان خود جان بوجھہ کر
اپنے ہاتھون سے بناتے ہین طرح طرح کے طریقون سے اون کی پرستش بجالاتے ہین جو
ماسبق مین مفصل طور پر مذکور ہوچکے تو ہر عقلمند اس امر کا اپنے دل مین بشرطیکہ اوس مین
کچھہ بہی انصاف کا مادہ رکھا ہوا ہو پورا اندازہ کرسکتا ہے کہ ان حرکات لایعنی وخرافات
بے معنی مین مذہب اسلام کی کسقدر ذلت وتوہین ہوتی ہے جو حد بیان سے باہر ہے
اور اسلام جیسے پکے اور سچے پاک مذہب پر گروہ کفار بے باک ایسے تاک تاک کہ اعتراضات
کے تیرون کی بوچھار کرتا ہے جنسے اوسکا بچانا سخت دشوار ہوتا ہے جس حالت
مین کہ مخالفین کے حملون سے اپنے ہی مذہب کا بچانا دشوار ہو تو پہر کس کا منہ ہے کہ
ایسی حالت زار مین خود اونپر وار کرسکے بلکہ ان دنون مین غیرت والے شخص کو تو
ہندؤن کے سامنے آنکھین کرتے ہی شرم آتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ عشرہ محرم مین میری
تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ حتی الامکان اپنے مکان سے باہر جانا مین پسند نہین کرتا لیکن
اس پیشۂ طبابت کی وجہ سے مجبوراً کسی بیمار کے دیکھنے کی ضرورت سے کہین جانے کی
ضرورت پڑجاتی ہے ہر چند کہ موافقین ومخالفین اس امر کو خوب جانتے ہین کہ یہ
شخص ایسے بیہودہ کامون کو سخت برا جانتا ہے کہ اس قسم کے امور نابکار مین شرکت
تو درکنار اون کے دیکھنے کا بہی ہرگز روادار نہین اور مذہب اسلام کے اوس سچے اور

سیدھے طریق پر ثابت قدم ہے جو اس قسم کے ناپاک امور کے گرد و غبار سے بدو فطرت
مین پاک وصاف واقع ہوا ہے مگر پھر بھی ان مدعیان اسلام کی ان خرافات کے سبب سے
مخالفین اسلام کے سامنے شرم وغیرت دامنگیر ہوتی ہے بس میرے اس حال پر اور
ایسے شخصون کے حال کو قیاس کرنا چاہئے جن کو اللہ تعالےٰ نے غیرت اور اون کے دلون
مین دین کی عظمت عطا فرمائی ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کے امور بجالانے کا شوکت اسلام نام
رکہنا اون ہی لوگون کا کام ہے جنھون نے عقل و دین دونون کو ساتھ ہی بالائے طاق
رکہدیا ہے اور دین محمدی کی حقیقت اور اوس کی خوبی وعظمت کا اون کے تاریک دلون
پر دروازہ نہین کہلا ان مدعیان شوکت سے کوئی پوچھے تو کہے کہ اگر تمھارے نزدیک صرف
عوام اہل اسلام کے اژدہام ہی کا نام شوکت اسلام ہے تو اس قسم کا اجتماع تو بہت صورتون
مین پایا جاتا ہے چنانچہ اکثر کھیل تماشے ناٹک اور سوانگ اور رقص وسرود کی مجلسون مین
عام سلمانون کا اجتماع بہ کثرت ہوجاتا ہے تو ان تمام صورتون کو تمھارے خیال محال
کی مطابق شوکت اسلام ہی سمجھنا چاہئے اور اس بنار فاسد پر اس قسم کے جملہ امور کو اپنے
دین مین داخل قرار دے کر اون کے ادے وافضل اور موجب حسنات وبرکات ہونیکا
اعتقاد سراپا الحاد رکھنا چاہئے بلکہ اس مقام مین جب نظر انصاف سے دیکھا جاتا ہے
تو صاف طور پر یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ جو ناجائز امور اس قسم کے ہین جو بالاتفاق دین کے
خلاف سمجھے جاتے ہین اور فریقین مین سے کوئی شخص اون کو دین مین داخل نہین سمجھتا
تو اون مین سلمانون کے مجتمع ہونے سے دین کی توہین لازم نہین آتی نہ ایسے امور
کے سبب سے مخالفین اسلام مین سے کوئی شخص اسلام پر اعتراض کرتا ہے وجہ اس کی یہ ہی
کہ جو شخص سلمانون کو اس قسم کے افعال ناشائستہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ یقیناً یہ سمجھتا
ہے کہ یہ لوگ محض اپنی خواہش نفسانی کی وجہ سے بالکل اپنے دین کے خلاف کام
کررہے ہین اس لئے ایسے بیہودہ امور کی برائی کا اثر اسلام پر نہین پڑسکتا بلکہ صرف اون افعال

بیجا کے بجا لانے والون ہی کی ذات خاص تک محدود رہتا ہے برخلاف ایسے امور نامشروع
کے جو بظاہر دین مین داخل سمجھے جاتے ہین جیسے کہ تعزیہ پرستی و قبر پرستی وغیرہ خاصکر
تعزیہ پرستی اور اوس کے جملہ متعلقات خرافات کہ یہ چونکہ عوام الناس کی وجہ سے دین
مین شمار کیئے جاتے ہین اور عزاداران مدعیان اسلام کی جانب سے مخالفین اسلام پر
ان امور کے اظہار کا کوئی دقیقہ ہی باقی نہین چھوڑا جاتا اس بنا پر ان کا اثر دین پر
ضرور پڑتا ہے اور اس ذریعہ قبیحہ سے دین اسلام کی انتہا درجہ توہین و تذلیل ہوتی
ہے اس شوکت بے وقعت کی بدولت خدا اس کے موجدین و عاملین کو ہدایت کرے
کہ اس قسم کی حرکات شنیعہ سے آیندہ کو باز آئین دین اسلام جیسے معزز و محترم کے پاک
و خوشنما دامن پر ذلت و رسوائی کا ایسا ناپاک بدنما دھبہ لگا ہے جس کا اس شرک
و بدعت کے صفحہ ہستی سے مٹے بغیر مٹنا کسی صورت سے بظاہر ممکن نہین معلوم ہوتا
تمام مخالفین دین کے نزدیک ہنود ہون یا عیسائی مسلمانون کی روز بروز ذلت اور
رسوائی ہوتی جاتی ہے اس قسم کے امور شرک و بدعت کے مذہب مین داخل فرض
کرنے کی حالت مین نہ تو مسلمان کسی مذہب والے کے سامنے اپنے دین کی بھلائی
ثابت کرسکتے ہین نہ مذہب مخالف کی برائی ظاہر کرنے کے لئے زبان ہلا سکتے ہین
لو عزادارو تمہارے اس اصول نامعقول کے موافق خوب شوکت اسلام ہوئی کہ تمام
مذہبون کی برائیان تمہارے اس اسلام سراپا ملام ہی پر تمام ہوگئین یہان تک اہل
کی ذلت عموماً مخالفین کی طبیعت مین بیٹھ گئی ہے کہ اس کے قبول کرنے سے کوسون
بھاگتے پھرتے ہین مین یقیناً کہتا ہون جس کے یقینی ہونے مین کسی صاحب عقل و
دین کو شبہہ نہین ہوسکتا کہ اگر کوئی شخص کسی نئی ولایت سے جہان اس قسم کے خرافات
امور کا وجود نہو ہندوستان مین ذی الحجہ کے مہینہ مین آئے اور مسلمان ہونے کا
وہ اپنے دل مین ارادہ کررہا ہو کہ اس ہی درمیان آجائے محرم کا مہینہ جس کے

آتے ہی عزاداران مدعیان اسلام کی یہ بیہودہ حرکات شروع ہو جائین اور ان حرکات کو دیکھ کر اوس شخص نو وارد کے ذہن مین یہ آجائے کہ یہ اسلام کے کام ہین تو یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہرگز اسلام کو قبول نہین کرنے کا اس لئے کہ جو شخص اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو حق جانکر اختیار کرتا ہے اوس کی یہ ہی وجہ ہوتی ہے کہ اپنے مذہب کی برائی اور دوسرے مذہب کی بھلائی اوس کے ذہن مین آتی ہے اور جب اوس کے ذہن مین یہ امر آجائے کہ جس برائی کی وجہ سے مین اپنا مذہب کو چھوڑنا چاہتا ہون وہ ہی برائی بلکہ اوس سے بھی بدرجہا بدتر اس دوسرے مذہب مین موجود ہے تو اس صورت مین وہ اپنے آبائی و اجدائی مذہب کو ترک کرکے دوسرا مذہب بھلا کیون اختیار کرنے لگا ہے ہان یہ دوسری بات ہے کہ وہ ایسی حالت مین بھی کسی دنیاوی مطلب و خواہش نفسانی کے سبب سے اوس کو اختیار کرے تو اوس کا یہ قبول کرنا کچھہ اپنے دین کے باطل اور اس دین کے حق ہونے کی بنا پر نہین یا کوئی خاص اللہ کا بندہ ایسا نکل آئے کہ اوس کے دل مین دین اسلام کی واقعی خوبی سما جائے اور یہ بات اچھی طرح پر اوس کے ذہن نشین ہو جائے کہ اس زمانہ مین یہ نام کے مسلمان جو کچھہ بیہودہ کام کر رہے ہین یہ قطعاً دین محمدی کے خلاف ہین اور یہ سچا اور پکا پاک و صاف دین جس کی بنا خاص توحید الٰہی و سنت رسالت بنا ہی پر واقع ہوئی ہے اس قسم کے ناپاک امور سے یقیناً پاک و صاف ہے جیسا کہ کئی سال کا زمانہ گذرا کہ ایک انگریز جو شرف باسلام ہوا تھا خدا معلوم کہ وہ مسلمان تو کس مقام پر ہوا تھا لیکن یہ خاص لاہور کا قصہ ہے کہ وہان اوس کے ہم مذہبون نے اوس کو اس معاملہ مین لعنت و ملامت کی اور اوس سے یہ کہا کہ بھلا تم اسلام مین کیا خوبی دیکھ کر مسلمان ہوئے ہو کیا تم اس مذہب والون کی حرکتون کو نہین دیکھتے کہ کیسی واہیات ہین جس مذہب کے ایسے آدمی ہون وہ مذہب کیسے حق ہو سکتا ہے اوس نے سنکر ایسا لاجواب

اس یا تکا جواب دیا جو درحقیقت آب زر سے لکھنے کی قابل ہے کہ بہایئو مین سلمانونکی حالت کو دیکھکر مسلمان نہین
ہوا وہ تو واقع مین ایسے ہی ہین جیسے کہ تم کہتے ہو مین تو اسلام کی حالت دیکھکر مسلمان ہوا ہون جسکی خوبمین شبہہ نہین خیر یہ
ایکخاص بات ہے اول تو اللہ کے ایسے خاص بندے بہت کم ہین جو اسلام کی اصلی حالت اور اوس
کی واقعی کیفیت کو دیکھکر اوسکو حق جانکر سچے دل سے ایمان لائین اکثر بظاہر اسباب غیر مذہب
والون کے اسلام کی طرف دلی رغبت کی یہی صورت ہے کہ مسلمانون کی اچھی حالت دیکھکر
اور اون کے عقائد و اعمال کو بہتر جانکر اوس کی طرف دل سے مائل ہون جس کی ان شرک
و بدعات کے عقائد و اعمال والون دنیا بھر سے نرالون نے کسی قسم کی گنجایش ہی باقی
نہین رکھی جس کے بار و بال سے یہ فاسد العقائد و باطل الاعمال ابدالآباد تک بہی ہرگز
سبکدوش نہین ہو سکتے دوسرے یہ کسقدر شرم و غیرت کا مقام ہے کہ غیر مذہب والون
مین سے کسی شخص کے سچے دل سے ایمان لانے کی یہ صورت ہو کہ وہ مسلمانون کی موجودہ
حالت کو اسلام کے خلاف سمجھے ورنہ اوس کو اسلام مین داخل سمجھنے کی صورت نازیبا
مین کوئی بہی اوس کے قبول کرنے کا صدق دل سے ہرگز ارادہ نہ کرے۔ بلکہ اپنی قدیمی
کفر ہی کے مذہب کو اوس سے بدرجہا بہتر سمجھے بس ایسی شوکت اسلام سراپا ملام کو تو دور ہی
سے دونون ہاتھون سے سلام اس سے تو ذلت ہی بدرجہا زیادہ بہتر ہے اور قطع نظر ان
تمام امور کے اہل عقل کو صرف اسقدر سمجھنا کفایت کرتا ہے کہ اگر یہ نافرجام کام جن کا
ان مدعیان اسلام نے شوکت اسلام نام رکھا ہے اگر ان کے واسطے خدا اور رسول کا حکم
ہوتا یا یہ اماموں کے قول و فعل سے ثابت ہوتے تب تو ایسے کامون مین مسلمانون کے
اجماع کو شوکت اسلام کہنا بیجا نہ تھا لیکن جس صورت مین کہ یہ کسی صورت سے ثابت نہین
بلکہ یہ تمام امور نامعقول اصول دین کے قطعاً مخالف ہین تو اس حالت مین ضرور ہے کہ یہ جملہ
امور بیشک شوکت کفر ہون گے کسی طرح پر شوکت اسلام نہین ہو سکتے کیونکہ جب ان کامو مین
سرے سے اسلام ہی متحقق نہین جو مضاف الیہ ہے تو شوکت جو اوسکی طرف مضاف ہے کیونکر متحقق

ہوسکتی ہے ہان چونکہ امین اسلام کی پوری ضد پائی جاتی ہے تو بس شوکت کی اہانت
بہی اوس ہی کی طرف ہوسکتی ہے ظاہر ہے کہ اسلام کی ضد بعینہ کفر ہے اِس کی مثال یون
سمجہنی چاہئے کہ جیسے فرض کیجئے کہ دو چار ہزار مسلمانون کا گروہ خدانخواستہ قشقہ
کہینچ اور کمنڈل ہاتھ مین لیکر پربھی کے دن ہر کی پیڑی پر جا موجود ہو اور گنگا اشنان
کرکے ہنود صاحبون کی طرح گنگا مائی کی پرستش کرنے لگے تو اِس صورت مین مسلمانون
کے اجتماع وازدحام کو شوکت کفر ہی کہا جائے گا نہ یہ کہ اِس کے برعکس اوس کا
شوکت اسلام نام رکھا جائے گا علیٰ ہذا القیاس جسقدر دین کے خلاف کام ہین اونین
جسقدر بہی مجمع بڑہے گا اوس ہی قدر اوس سے کفر کی شوکت اور اسلام کی ذلت بڑہے گی
کیونکہ جس چیز مین سرے سے اسلام ہی متحقق نہین جو اصل شئے ہے تو اوس مین اوس کی
شوکت جو اوس کی فرع ہے کیونکر متحقق ہوسکتی ہے ہان جس شئے کی صفت کا اوسمین وجود
ہے اوس ہی کی شوکت کی بہی اوسمین نمود ہوسکتی ہے البتہ جن امور کا خاص دین کے کامون
مین شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ جمعہ و عیدین وغیرہ مین مسلمانون کا جمع ہونا تو اِس قسم کے کامون
مین اہل اسلام کے اجتماع وازدحام کا شوکت اسلام نام رکہنا بجا ہے لیکن یہ اولٹا طریقہ کہ
کام تو کرین دین کے خلاف اور اوس کا نام رکہین شوکت اسلام یہ تو خاص اوس ہی فرقہ
عجیب الخلقت کا خاصہ ہوسکتا ہے جو اپنے دین و عقل مین دنیا بہر سے نرالا واقع ہوا ہو
اِن عقلمندون کی اِس عجیب و غریب قسم کی عقل پر کسقدر افسوس ہے کہ اکہٹے ہوکر باجا بجائین
راگ گائین جو عموماً اوباشون کا طریقہ ہے روئین سینہ پٹین جو خاص بیدین عورتون
کا شیوہ ہے جس کی دین مین سخت ممانعت کی گئی ہے اور اس کو قرار دین اسلام کی
شوکت کہلائین تو موحد اور دوسرے مذہب والون کو تبلائین شرک و بت پرست اور
خود اپنے ہاتھون کی بنی ہوئی چیزون کی کرین پرستش جسکو دین محمدی مین جس کی
بنا خاص توحید پر واقع ہوئی ہے قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے اور پہر اسکو سمجہین دین کی

عظمت گویا ان کے نزدیک دین کا مقابلہ کرنا اور نعوذ باللہ خدا اور رسول سے لڑنا
شوکت اسلام ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ دین اسلام کی پابندی اور خدا ورسول
کے احکام کی تعمیل ان کے اس اصول کی بناپر معاذ اللہ اسلام کی ذلت قرار دیجائیگی
اسلئے کہ یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جب دو چیزین اپس مین کسی وجہ سے ایک دوسرے
کی مخالف ہوتی ہین تو اس وجہ سے ایک شے پر جو اثر مرتب ہوگا ضرور ہے کہ اوس ہی وجہ
سے دوسری شے پر اوس کے خلاف اثر مرتب ہوگا مثلاً کسی شخص کی تعریف بیان کرنے
مین جیسے کہ اوس کی عظمت پائی جائے گی ویسے ہی اوس کی مذمت بیان کرنے مین اوسکی
حقارت و توہین لازم آئے گی بس اس ہی قاعدۂ کلیہ کی بناپر یون سمجھنا چاہیئے کہ
مسلمانون کا دین کے خلاف کامون مین مجتمع ہونا چونکہ دین کے موافق کامو مین
جمع ہونے کے یقیناً خلاف ہے تو جب اول صورت عزادارون کے نزدیک شوکت
اسلام ہوئی تو ضرور ہے کہ دوسری صورت جو اول کے بلاشبہہ مخالف ہے ان کے
اس اصول کی بناپر ذلت اسلام ہوگی لو عزادارو تم نے تعزیہ داری کا بھلا شوکت
اسلام نام رکھا کہ اس کے بدولت تم مین سے اسلام کا نام ہی جاتا رہا اور واقعی ہونا
بھی یون ہی چاہیئے تھا کیونکہ جو درخت تم نے اپنے ہاتھون سے لگایا تھا اوس کے بد
ذائقہ پھل کا مزہ جو تخم خنظل سے بھی تلخی مین کہین بڑھا چڑھا ہوا ہے دنیا ہی مین جیتے جی
اپنی زبان سے بہت جلد چکھ لیا اور ہنوز اوس کا ثمرہ باقی رہا ہے جو مرنے کے بعد
عقبیٰ مین تمکو ملنے والا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ تعزیہ داری مین ہرگز شوکت اسلام نہین
پائی جاتی ملکہ اوس مین یقیناً دین کی انتہا درجہ ذلت و توہین اور اوس کی قطعاً
بیخ کنی لازم آتی ہے جسقدر عشرہ محرم مین عزاداری کی بدولت دین اسلام کی ذلت
ہوتی ہے تمام سال مین کسی اور ذریعہ سوائے عشر عشیر بھی نہین ہوتی جس وقت یہ مدعیان
اسلام بڑے کروفر سے جمع ہوکر بڑے شد و مد کے ساتھ اس قسم کے امور بیجا بجا لاتے ہین

تو اوسوقت مخالفین دین عموماً مرد سے لیکر عورت تک اور بچے سے لیکر بوڑھے تک اسلام
جیسے بے عیب وپاک وصاف مذہب کا مضحکہ اوڑاتے ہین اور ایسے مقدس دین پر جس
کی ذات پاک خاص توحید ربانی سے بنائی گئی ہے شرک وبت پرستی کے الزام لگاتے ہین
جو درحقیقت ان امور ناپاک کے اوس پاک مذہب مین تسلیم کرنے کی حالت مین بیجا نہین
معلوم ہوتے بس اس سے زیادہ ذلت کی اور کیا حد ہوسکتی ہے ظاہر ہے کہ ایسی کہلی ہوئی
غایت درجہ کی ذلت کو شوکت اسلام سمجہنا اون لوگون کا کام ہے جنہون نے عقل ودین کو
پس پشت ڈالدیا ہے کہ پہر اوسکی طرف منہ پہیر کر بھی کبھی نہین دیکھا یہان تک اس مغالطہ
کے تین جزؤن مین سے جزاول کا بیان تھا اب اس کے دوسرے جزء کا حال سینئے جسکو
انہون نے یادگاری امام برگزیدۂ انام کے نام سے بدنام کر رکھا ہے گویا ان کے نزدیک
اماموں کی یادگاری صرف عزاداری ہی مین منحصر ہے اگر عالم مین عزاداری کی رسم قبیح
جاری نہوتی تو پہر کسی صورت سے اون کی یادگاری ہی نہوتی اس کا جواب جو اہل
انصاف کے لئے نہایت کافی وشافی ہے اول تو اس مغالطہ کے جزاول ہی مین مدلل
طور پر نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا کیونکہ ہم نے اس جزو مین قطعی طور پر
اس امر کا فیصلہ کردیا جس کے تسلیم کرنے مین کسی طالب حق ومنصف مزاج کو کسی قسم کا
تامل باقی نہین رہا کہ عزاداری کے متعلق جسقدر بہی امور بیجا عموماً بجالائے جاتے ہین
اون مین دین اسلام کی بالیقین انتہا درجہ تذلیل وتوہین پائی جاتی ہے بلکہ اس
بنا پر قطعاً اوس کی بیخکنی لازم آتی ہے جس سے آفتاب عالمتاب کی طرح یہ امر صاف ظاہر
ہوگیا کہ اس قسم کی بیہودہ ونامعقول یادگاری عقلاً ونقلاً کسی صورت سے ہرگز معتبر
نہین ہوسکتی یادگاری کا یہ طرز ناپسندیدہ نہ تو امام برگزیدہ ہی کے نزدیک پسندیدہ
ہوسکتا ہے اور نہ اس طریق نامعقول سے خدا ورسول مقبول ہی راضی ہوسکتے ہین اسلئے کہ بزرگان
دین کی یادگاری سے احکام دین کی تعمیل مقصود ہوتی ہے نہ کہ برعکس اس کے توہین وتذلیل

دوسرے کسی کی یادگاری اس صورت مین منحصر نہین ہے اور جس صورت
نازیبا کو شیعان عزادار نے خاص امامان اخیار کے لئے اختیار کر رکھا ہے
ورنہ چند امامون کے سوا بزرگان وپیشوایان دین مین سے اور کسی کی یادگاری ہی عالم
مین نہ پائی جاتی جن کے واسطے مسلمانون مین کوئی عزاداری کی رسم بجا بجا نہین لائی
جاتی حالانکہ تمام عالم مین واقعہ اس کے خلاف صاف شہادت دے رہا ہے بلکہ واقعی
امر یہ ہے کہ کسی کی یادگاری کے واسطے اوس کے ساتھ تعلق محبت قلبی وتحقق ارادۂ دلی
کفایت کرتا ہے اوس کی یاددہانی کے لیے کسی خارجی ذریعہ کی ضرورت نہین نہ یہ کہ اوسکی
یادگاری کے لئے کوئی نامعقول ذریعہ اختیار کیا جائے تیسرے اس مین شبہہ نہین کہ
یہ طریقہ نامرضیہ امام عالی مرتبت کے واقعہ شہادت کے صدہا برس بعد نکلا ہے اب ان عزادارون
سے کوئی پوچھے کہ جس زمانہ مین یہ رسم قبیح جاری نہ تھی کیا اوس زمانہ مین امامون کی
یادگاری نہ تھی جس زمانہ مین کہ عزاداری کے یہ ساز وسامان نہ تھے کیا معاذ اللہ اوس
زمانہ کے انسان مسلمان نہ تھے حالانکہ اسوقت مین جو کچھ بھی امامون کی یادگاری ہے یہ اوس
ہی زمانہ کا فیض جاری ہے اس لئے کہ ہم تک جسقدر بھی امامون کے واقعی حالات پہنچے ہین
وہ اوس زمانہ والون ہی کی بدولت پہنچے ہین چوتھے یہ کہ جس وقت سے کہ یہ عزاداری
کا دنیا سے نرالا طریقہ جاری ہوا ہے اوسکا اکثر حصہ ہندوستان اور کسی قدر ایران
مین پایا جاتا ہے اور باقی بلاد اس بلاء بے درمان سے اب تک محفوظ ہین یہان تک
کہ حرمین شریفین بھی جو امامان عالی مقام کی پیدائش وبود وباش کے مقام ہین ان
مین بھی اس قسم کی بدعات مخالف دین وایمان کا کہین نام ونشان نہین تو اس
فرقہ کے نزدیک اس اصول فاسد کی بناء فاسد پر نعوذ باللہ وہان کوئی مسلمان ہی نہین
پانچوین مسلمانون کے دین متین مین ان اکابر دین کی یادگاری کا ایسا عمدہ طریقہ ہے
جس سے بہتر ہونا دشوار ہے کہ ہر روز پانچون وقت کی نماز مین اور ہر نماز مین کئی مرتبہ

ان حضرات عالی درجات پر درود شریف بہیجا جاتا ہے پہر اس کے علاوہ ہر جمعہ و عیدین
مین ان پیشواؤن کا ذکر خیر کرکے اون کے مناقب بیان کیۓ جاتے ہین اور ان دونون
کے سوا جو سب سے بہتر و کارآمد یادگاری کا طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ اکثر مسائل مین عقائد
کے متعلق ہون یا اعمال کے ان بزرگان دین کے اقوال وافعال سے سند لی جاتی ہے
اور سلسلہ دینیہ کے معتبر ہونے پر ان رفیع الدرجات کی روایت کی ہوئی حدیث بطریق
سند حجت پیش کی جاتی ہے بس ایسے عمدہ طریقون کے موجود ہوتے کسقدر عقل و دین
کے خلاف امر ہے کہ ان مقبولان بارگاہ کبریائی کی یادگاری کا یہ الٹا طریقہ نکالا جاۓ
کہ اون کا گڈا بنا کر راگ اور باجے کے ساتھ بازارون اور گلی کوچون مین نہایت نامعقول
طور پر نکالا جائے جس بیہودہ و خلاف تہذیب مخالف عقل و نقل طریق کو دیکہکر مسلمانان
ابرار کو غصہ اور کفار و فجار کو بیساختہ ہنسی آئے اور اس حیلہ رذیلہ کے ذریعۂ قبیحہ سے
یادگاری کی آڑ مین اپنے نفسون کی خواہشون کو جن کے لئے سال بہر سے نفس امارہ
بلبلا رہا ہے عشرۂ محرم کے ایام مکرم خصوصًا شہادت کی متبرک رات مین خوب دل کھول کر پورا
کیا جائے پہر باوجود اس طریقہ کے خلاف عقل و نقل ہونے کے عزاداروں کے نزدیک
بہی اسکا بہتر ہونا معتبر نہین چنانچہ یہ عجیب الطریقہ بہی اپنے عزیز و اقارب کی یادگاری
کے واسطے اس طریقہ عجیبہ کو کبہی ہرگز تجویز نہین کرتے بلکہ ایسے امور کو اون کے حق
مین سخت ذلت و توہین کا باعث سمجہتے ہین فرض کیجئے کہ کوئی شخص ان کے آبا و اجداد
کی یادگاری و محبت کا مدعی بنکر اون کا گڈا بنا کر بازار مین نکالے اور ہر گلی کوچہ مین
ان کے باپ دادا کا نام ڈہنکی کی چوٹ کے ساتھ خوب اوچہالے اور اون کی عورتون
مین سے ایک ایک کا علانیہ طور پر نام لیکر اون کے رونے پیٹنے اور بے صبری و بردہ
دری کے مضمون برملا بیان کرے تو ظاہر ہے کہ اوسکو اس امر بیجا پر کسقدر غصہ آئے گا
اگر اوس کا بس چلے گا تو وہ اوس میدان مین نمونۂ میدان کربلا قایم کر دکہلائے گا کس قدر

افسوس کا مقام ہے کہ جو امر اپنے عزیز و اقارب کے حق مین جنکو اماموں کے ساتھ کچھہ
نسبت ہی نہین ہو سکتی باعث ذلت و خواری خیال کیا جائے وہ ہی امر شنیع اماموں
کے حق مین جو پیشوایان دین ہین موجب یادگاری قرار دیا جائے تو عزادارو آؤ
اب ہم تمکو اماموں کی یادگاری کا ایک ایسا بہتر طریقہ بتلاتے ہین جس کی خوبی مین کسی
مسلمان کو کسی قسم کا تامل ہی نہو وہ یہ ہے کہ تم مین سے جو شخص پڑھا لکھا ہو وہ تو
ہر روز قرآن شریف کا ایک پارہ اور ان پڑھ پانسو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اماموں کو
بخشدیا کرے اور دس دن تک برابر روزہ رکھا کرے اور دن کا کہانا کسی بھوکے کو کھلا کر
اوسکا ثواب ائمہ پاک کی روح پاک کو پہنچا دیا کرے بس تمہارے اس طریق سراپا
توفیق سے امام بھی خوش ہونگے اور خدا و رسول مقبول بھی راضی اور تمہارے اس
فعل جمیل پر نہ تو کوئی عقیل شخص ہنسے گا اور نہ کوئی مخالفین اسلام مین سے اس بناپر
اسلام پر شرک و بت پرستی وغیرہ کا اعتراض کرے گا بھلا دیکھین تو کہ اماموں کی یادگاری
کے دعوے کرنیوالوں مین سے ہماری اس پند سودمند پر کون عقلمند شخص عمل کرتا ہے خیراب
پر عمل کرنے کا تو بھلا کیا ذکر یہاں ابھی سے اس کو سنکر ہی عزاداروں کے کان کھڑے
ہوگئے اور اون کے بدن مین ایک سناٹا نکل گیا کہ الہی یہ کیا ہوا یہ بیٹھے بٹھلائے کیسی
ناگہانی مصیبت نازل ہوئی یا تو یادگاری کی آڑ مین ہمکو عشرہ محرم کے دس دنوں خاصکر
اوس کی اخیر برکت والی رات مین حرکات عزاداری کی برکت سے اسقدر عیش و عشرت
نصیب ہوئے کہ سال بھر مین اوس کے عشر عشیر ہی نہین ہو سکتے یا اس کالے پہاڑ مین
اس شخص نے ایک عجیب و غریب حکمت سے ہمکو مقید کر کے اپنی حکمت عملی سے ایسا شکنجے
مین کھینچا جس سے ہمارے سارے بدن کے ایکبارگی شکنجے کھنچ گئے بھلا کہاں تو اس حیلہ
سے راگ باجوں کے سننے مین لطف و آزادی اور کہاں اوس کے بدلے قرآن شریف
و کلمہ پڑھنے کی سخت مقیدی کہاں بیلوں کے شربت اور مجلسوں کی شیرینیوں کا لطف

اور کہان دس دن تک کے روزہ رکھنے مین بھوک مرنے کی کوفت کہان اوس برکت والی رات مین حرکات عزاداری کی بدولت عیش ونشاط اور کہان ان عیش و عشرت کے ایام بہار مین گہر مین گھسکر بیٹھنا اور افعال حرام سے بچنے کی احتیاط بس اہل عقل اور انصاف اس مثال سے خوب سمجھہ گئے ہون گے کہ عزاداروں کا یہ فعل شنیع فی الواقع اماموں کی یادگاری ہے یا درحقیقت اس یادگاری کی آڑ مین اوس کے ذریعہ سے اپنے نفسون کی خواہشون کو پورا کرنا اور اوسکو یادگاری امام کے نام سے بدنام کرنا ان کی فی الواقع ایک چالاکی ہے اب اس مغالطہ کے تیسرے جز کا حال سنئے جسکو انھون نے خیرات باعث حسنات اپنی توہمات مین قرار دے رکھا ہے جو حقیقت مین محض بے اصل اور صرف خالی دہوکا ہی دہوکا ہے اس کی واقعی کیفیت یہ ہے کہ محرم کے دنون مین عزاداری کے ذریعہ سے جسقدر بہی مال صرف کیا جاتا ہے وہ اصول دین کی بناپر خیرات مین شمار نہین کیا جاتا بلکہ اہل عقل ودین کے نزدیک وہ بلاشبہہ شر اسراف مین داخل سمجھا جاتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس ذریعہ سے جو کچھہ بہی صرف مین آتا ہی اوس کے دو حصہ ہین ایک تو وہ ہے کہ جو تعزیون وغیرہ کہیل تماشون اور اون کے متعلقات گانے بجانے اور روشنیون اور مکانات مجالس عزا کی زیب وزینت وآرایش اور مرثیہ خوانون کی داد ودہش مین صرف کیا جاتا ہے یا ان کے خیال ووہم کے موافق پیاسے شہیدون کی پیاس بجھانے کی غرض فاسد سے زمین پر ناحق پانی اوندہایا جاتا ہے غرض کہ یہ تمام مصارف بیجا اسراف مین داخل ہین اور ان کے شر ہونے مین کسی بشر کو کلام نہین ہوسکتا رہا شربت کا پلانا اور کہچڑ وغیرہ کا کہلانا جو بظاہر خیرات معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے انکو بڑا ناز ہے اوس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا بہی اکثر حصہ خاص تعزیے بنانے والون اور علم وتعزیہ اٹھانے والون اور گانے اور بجانے والون اور کہیل تماشے کرنے والون ہی کے پیٹون مین گہس جاتا ہے اس قسم کے صرف بیجا کا بہی

شرین شمار ہونا ہر فرد بشر کو معلوم اب رہ گیا وہ قدر قلیل حصہ جو اتفاقیہ کبھی کسی بھوکے
پیاسے کے منھ مین پڑجائے تو اوس کی واقعی کیفیت و اصلی حقیقت یہ ہے کہ چونکہ عزاداری
کے متعلق تمام مصارف کی بنیاد ہی بیدینی پر قایم کی گئی ہے اس بنا پر اوس کا کوئی جز و
اور کوئی حصہ ہرگز خیرات مین داخل نہین ہوسکتا نہ اوسپر خیرات کی تعریف صادق
آتی ہے اس لئے کہ خیرات اس سے عبارت ہے کہ اپنا پاک مال اپنی خوشی خاطر سے جس مین
ریا و نفاق و نام آوری کا کچھ لگاؤ نہو خاص خدا اور رسول کے حکم کے موافق خاص
مستحقون اور محتاجون کو دیا جائے جو خدا اور رسول کی جانب سے اوس کے مستحق قرار دیے
گئے ہین ظاہر ہے کہ اگر ان امور مین سے ایک امر بھی کہین نہ پایا جائے تو وہان خیرات
ہرگز متحقق نہین ہوسکتی چنانچہ عزادارون نے جس چیز کا نام خیرات رکھا ہے اوس کی
یہ ہی صورت ہے کہ اوسپر خیرات کی تعریف صادق نہین آتی وجہ اس کی یہ ہے کہ اول تو
اوسمین حرام و حلال مال سے مطلق بحث ہی نہین کی جاتی بلکہ اسمین اکثر سود و رشوت وغیرہ
کا حرام مال صرف کیا جاتا ہے جبکا اس ناپاک ذریعہ سے بڑھنا امامان پاک کی خوشنودی
سمجھا جاتا ہے دوسرے اس مین ریا و نفاق کی بھی آمیزش ہوتی ہے اور اس کام مین اپنی
نام آوری کا خیال ہوتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ اسمین عام طور پر اظہار کا برتاؤ کیا جاتا ہے
حالانکہ نفل خیرات مین اظہار کی بہ نسبت اخفاء اولے ہے۔ تیسرے یہ صرف خدا اور رسول
کی حکم کی موافق نہین ہوتا ورنہ زکوٰۃ کو اوسپر مقدم کرنا چاہیے تھا حالانکہ اسمین
صرف کرنے والے اکثر اس قسم کے ہوتے ہین جو مدت العمر بھی کبھی زکوٰۃ نہین دیتے
لیکن اس معاملہ مین حتی الامکان دریغ نہین کیا جاتا علاوہ اس کے اگر اس مین خدا
ورسول کے احکام کا خیال ملحوظ خاطر ہوتا تو یہ ضرور تھا کہ اوسمین اخفاء کو بہتر جانکر اسکو
اختیار کرتے اور پھر اوسمین کوئی امر حکم خدا اور رسول کے خلاف ہرگز عمل مین نہ لاتے حالانکہ
اس معاملہ مین عزادار اظہار کا کوئی دقیقہ باقی اوٹھا نہین رکھتے اور مخالفت خدا و

رسول کی تو یہان تک نوبت پہنچا دیتے ہین کہ اِن کے اعتقاد خاص اور اعمال مخصوص یقیناً شرک وبت پرستی کی حد تک جا پہنچتے ہین اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ اِس طریقۂ شنیعہ کی بدولت اگر مساکین ومحتاجین کے حصہ مین بہی کچھہ کم وبیش کہانا پینا آجاتا تب بہی اوسکو خیرات مین داخل نہین کرسکتے اگر اِن کے اور عقائد واعمال سے جو تعزیہ داری کے متعلق ہین جنکا شرک وبت پرستی ہونا ہم پہلے مفصلاً بیان کرچکے بالفعل اِس مقام مین قطع نظر کی جائے اور صرف اِس کہلانے پلانے کے ہی متعلق اِن کے اعمال وعقائد کا لحاظ کیا جائے تو اِس سے بہی یقیناً اِس مصرف شر کی بنا شرک ہی پر ثابت ہوتی ہے چنانچہ اِس معاملہ مین اِن لوگون کا عموماً یہ اعتقاد ہے کہ اگر ہم امامون کے نام پر خیرات کرینگے تو امام ہم سے خوش ہوکر ہمکو اولاد ور وزی عطا فرماوینگے عمر اور مرتبہ بڑہاوینگے صحت دینگے ہر کام مین ہمارے معین ومددگار رہینگے غرض کہ اِس لالچ مین آکر اِن کی تمام حاجتون کے کفیل بنے رہینگے چنانچہ اس ہی بنا پر امامون کی نام کی منتین قبول جاتی ہین کہ اگر ہمارا فلان کام اسطرح پر سرانجام پاجائے تو ہم اِسقدر امامون کے نام کی نیاز کرینگے ظاہر ہے کہ یہ تمام امور قطعاً شرک مین داخل ہین جو تھے یہ ہے کہ اِس معاملہ مین زیادہ تر رسم ورواج کی پابندی کی جاتی ہے جو مذہب ہنود سے اخذ کی گئی ہے کہ یہ سمجھکر کہ جو شئے مردہ کو دی جاتی ہے بعینہ وہ ہی شے اوسکو پہنچتی ہے شربت اِس لئے اون کے واسطے تجویز کیا گیا ہی کہ چونکہ وہ حضرات پیاسے شہید ہوئے تہے تو اون کے نام کا شربت ہی دینا چاہئے اِس ہی بناء فاسد پر ہر موسم مین خواہ گرمی ہو یا جاڑا کہرسا ہو یا برسات مگر شربت کا ہونا امامون کے لئے ضروری و لازم قرار دیا گیا ہے پہر اسپر اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ شربت ہرگز کسی حالت مین نقصان ہی نہین کرتا اگرچہ کسی موسم مین کتنا ہی پیا جائے حالانکہ اوسکو پیکر اکثر بیمار ہو جاتے ہین۔ زکام۔ نزلہ۔ بخار۔ ذات الجنب وغیرہ امراض لاحق ہوجاتی ہین

مگر اپنے اس عقیدہ فاسد سے باز نہین آتے چنانچہ مین ہر سال اس امر کا خیال رکھتا ہون کہ خاص میرے مطلب مین محرم کے مہینہ مین خاصکر جب سے کہ یہ مہینہ جاڑے دن کے موسم مین آنے لگا ہے شربت کے پینے والے بیمار بہ کثرت ہوتے ہین اور مین اونکو ہمیشہ اسوجہ سے جھڑکتا اور دور دبک کرتا رہتا ہون کہ کم بختو تم تو یون کہتے تھے کہ اماموں کے نام کا شربت نقصان ہی نہین کیا کرتا اب کیون بیمار ہوئے خیر اوسوقت تو مجبوراً جبراً قہراً قائل و نادم ہو جاتے ہین لیکن اگلے سال پھر وہ ہی مرغے کی ایک ٹانگ گانے لگتے ہین کہ صاحب اماموں کے نام کا شربت کبھی نقصان ہی نہین کرتا خیر ہمکو اس سے تو کچھ مطلب نہین کہ ان کو نقصان کرے یا نفع ہماری طرف سے یہ مرین یا جیوین لیکن کلام اس امر مین ہے کہ ان کا یہ فعل خاص اس عقیدۂ فاسدہ پر مبنی ہے کہ جو شے دی جاتی ہے وہ ہی مردہ کو پہنچتی ہے چونکہ وہ پیاسے شہید ہوئے تھے اسواسطے شربت ہی کی اون کے نام پر دینے کی ضرورت ہے۔ اس ہی بنا پر پانی کی تسکین ہی اوند ہوا کرتے ہین بس اس ہی قسم کے خیالات فاسدہ سے روکنے کے لئے اس قسم کے نامعقول خیرات سے علمار ربانی منع کیا کرتے ہین اصل بات یہ ہے کہ سلمانون کو چاہئے کہ اول زکوۃ ادا کرین جو اون کے ذمہ پر فرض عین ہے اوس کے بعد حسب توفیق جسقدر ہی بن پڑے نفل خیرات کرین پھر ادسین اونکو اختیار ہے کہ اوس کا ثواب جس کسی کو چاہے بخشدین لیکن یہ ضرور ہے کہ اوس کا حکم خدا و رسول کے موافق ہونا چاہئے اوسین کوئی امر خلاف شرع عمل مین نہ لائے جس کی وجہ سے وہ خیرات شرات مین داخل ہو جائے کسی کو ثواب پہنچانا نہ تو کسی خاص زمانہ پر موقوف ہے نہ کسی خاص شے مین منحصر بلکہ جس زمانہ مین چاہے خلوص دل سے حسب توفیق شریعت کی موافق کسی مسکین و محتاج کو اوس کی ضرورت کے مناسب جو شے چاہے دیدے مثلاً اگر کوئی پیاسا ہو اوس کو پانی یا شربت پلادے بھوکے

کو کہانا کہلادی ننگے کو کپڑا پہنادے علی ہذا القیاس جو شئے مناسب وقت سمجھی جائے وہ ہی شئی مستحق کو دیجائے
اوسکا ثواب اللہ تعالی اوس شخص کو پہنچا دیگا جسکو پہنچانا اس شخص کو منظور ہوگا یہ نہین کہ بجنسہ یہی شئے
اوسکو پہنچے گی جیساکہ اصول مذہب ہنود کی بنا پر ہے کہ جو شئے دیجائیگی وہی شئے بعینہ مردہ کو پہنچیگی اس ہی بنا پر
ہنود تمام چیزین مردہ کے استعمال وضرورت کے مناسب دیا کرتے ہین جس کی ہمارے دین اسلام
مین کوئی حقیقت نہین قرار دی گئی ہماری اس معقول تقریر سے ہر اہل عقل کو اس امر کا
یقین کامل ہوگیا ہوگا کہ عزادار جس قسم کی خیرات ائمہ عالی درجات کے نام پر کیا کرتے
ہین وہ ہرگز کسی صورت سے خیرات نہین ہوسکتی بلکہ وہ یقیناً شرات مین داخل ہے ایسی
واہیات خیرات کی امامان رفیع الدرجات کو ہرگز ضرورت نہین اور نہ وہ اس سے
کبھی خوش ہوسکتے ہین بلکہ وہ بہی اس سے یقیناً ناخوش اور خدا اور رسول مقبول بہی قطعاً
ناراض حاصل کلام یہ ہے کہ اس مغالطہ کے تینون جزو بالکل باطل محض اور وسوسہ شیطان
رجیم ہین عزاداری مین نہ شوکت اسلام ہے نہ اماموں کی یادگاری نہ اون کے حق
مین خیرات بلکہ بالیقین اسلام کی بہی ذلت اور اہانت ہے اور اماموں کی بہی تذلیل واہانت
اور اس ذریعہ قبیحہ سے مال کا محض ضائع کرنا ہے جو بلا شبہہ اسراف مین داخل ہے ان
امور نامشروع کے بجالانے والے حقیقت دین اسلام سے محض بیخبر ہین اب ہم اس مغالطہ
کے جواب کا خاتمہ ایک ایسی مثال پر کرتا ہون جو اس کے تینون اجزاء کے جامع ہونے
مین بمثال واقع ہوئی ہے کہ مثلاً بالفرض سو دو سو یا ہزار دو ہزار مدعیان اسلام
ویادگاری امام باہم مجتمع ہوکر یہ طریقہ اختیار کرین کہ ایک ہاتھ مین روپے اور دوسرے
ہاتھ مین پیسے لیکر بالکل برہنہ ہوکر بازار مین بے محابا دوڑتے چلے جائین اور باآواز بلند
یہ کہتے جائین کہ لو امامون کے نام کی خیرات اور یہ صدا کہتے ہوئے دونون ہاتھون
مین سے روپے پیسے پہینکتے جائین اگر ان کی اس نامعقول حرکت سے کوئی معقول
شخص منع کرے تو مین عزادارون کو شوکت اسلام و یادگاری امام وخیرات کی قسم دیکر

پوچھتا ہون کہ بھلا کوئی شخص اس کے جواب مین یہ کہہ سکتا ہے کہ نہین ان لوگون کی اس حرکت کو منع کرنا نہین چاہئے اس لئے کہ اس مین شوکت اسلام و یادگاری امام و خیرات باعث حسنات تینون چیزین پائی جاتی ہین بس اسی مثال پر عزاداری کے متعلق امور بیجا و ناشروع کے حال کو قیاس کر لینا چاہئے کہ اون مین بھی ان تینون صفتون مین سے ایک صفت بھی اہل عقل و دین کے نزدیک ہرگز متحقق نہین ہو سکتی بلکہ یقیناً ان تمام کی پوری ضد متحقق ہے جیسا کہ ہم مفصلاً بیان کر چکے یہان تک عزادارون کے دو نون بڑے مغالطون کا جواب کافی و شافی طور پر مفصلاً و مشرحاً بیان ہو چکا جس کی حقیقت اور اون مغالطون کے بطلان مین کسی اہل عقل و انصاف کو کسی قسم کا شک و شبہ نہین رہا اب اس فرقہ کا ایک تیسرا مغالطہ کہ جو نہایت ہی ادنےٰ درجہ کا ہے اور باقی رہ گیا ہے اوس کی تردید بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ بزرگون کا مقولہ ہے کہ آگ کو بجھانا اور اوس کی چنگاری کو باقی رہنے دینا اور سانپ کو مارنا اور اوسکے بچہ کو نگہ رکھنا عقلمندون کا کام نہین وہ مغالطہ واہیہ یہ ہے کہ پہلے مولوی و عالم عالم مین نہ تھے اونھون نے تعزیہ داری کو کیون نہین منع کیا علیٰ ہذا القیاس بادشاہ بھی بڑے دیندار صاحب شوکت و شان ملک ہندوستان مین گذرے ہین خاصکر اورنگ زیب عالمگیر جیسا اپنے مذہب کا پابند پھر اونھون نے اس رسم تعزیہ داری کو کیون نہین روکا اگر اوس وقت مین اسکا انسداد ہو جاتا تو اب یہ امر کاہیکو وقوع مین آتا اس مغالطہ بے اصل کا جواب مطابق عقل یہ ہے کہ یہ نامعقول قول کئی وجہ سے مردود ہے اول تو تمہارا یہ دعوے کہ پہلے عالم اس کو منع نہین کرتے تھے محض دعویٰ ہی دعوے ہے جسپر کوئی دلیل قایم نہین بلکہ اس کے خلاف پر دلیلین قایم ہین بھلا تمہارے پاس اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ پہلے عالم اسکو منع نہین کرتے تھے حالانکہ علماء سابقین کی تحریرین صاف و صریح طور پر اس بدعت شنیعہ کی ممانعت

مغالطہ سوم اور اوس کا رد

پر موجود ہین چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا فتوےٰ خاص اس بارہ مین ہے جس مین آپ نے بہ تصریح یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص تعزیہ کو بہتر سمجھے وہ قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اسکو اپنے ہاتھ سے توڑ دے اور اگر وہ کسی وجہ سے اوس کے توڑنے پر قادر نہو تو زبان سے اوسکو منع کرے اور اگر یہ بہی نکرسکے تو اوسکو دل سے برا جانے اور فقط اس ہی امر پر اکتفا کرنا ضعف ایمان کا مرتبہ ہے علاوہ اس فتوے کے آپنے تحفہ اثنا عشریہ مین جو شیعون کی تردید مین لکہا ہے اور خاص اپنی تفسیر عزیزی مین بہی تعزیہ داری کو خاص شیعون کا شعار خاص قرار دیا ہے جس کا جی چاہے ان تصانیف کو دیکھ لے پہر عزاداروں کی شوخ چشمی تو دیکھو کہ اون کی نسبت یہ مشہور کر رکھا ہے کہ انھون نے تعزیون کے جواز کا فتوےٰ دیا تھا بس ایسے ہی اور عالمون کی نسبت ان کے گمان باطل کو اس کے بارہ مین قیاس کر لینا چاہیے اس مین شک نہین کہ جبوقت سے اس قسم کی بدعات شنیعہ اہل اسلام مین جاری ہوئی ہین اوس ہی وقت سے علماء زبانی برابر ان کو منع کرتے چلے آئے ہین بلکہ پہلے زمانہ کے عالم اس زمانہ کے عالمون کی بہ نسبت زیادہ تر تشدد کے ساتھ منع کیا کرتے تھے اس لئے کہ اوس زمانہ کے عالمون مین زمانۂ رسالتمآب کے قرب کی وجہ سے حرارت اسلام زیادہ تھی اور اوس زمانہ مین حکام وقت کے قانون کی پابندی کم تو وہ اس قسم کے معاملات مین صرف زبانی ممانعت پر اکتفا کم کرتے تہے بلکہ زیادہ تر ہاتھ سے کام لیتے تھے کہ اس طرح کی بدعات شنیعہ کو اکثر اپنے ہاتھ سے توڑ دیتے اور اون کے مرتکبون کو اکثر وقت مار بیٹھتے تھے دوسرے یہ ہے کہ عزاداروں کے اس قول سے کہ پہلے زمانہ کے عالم اسکو منع نہین کرتے تہے۔ خود یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ بیشک منع کرتے تہے وجہ اس کی یہ ہے کہ جیسا ان کا یہ نامعقول قول اسوقت ہے ایسا ہی اوسوقت بہی تھا جب کہ یہ عالم موجود نہ تھے اور ان

کی جگہ اور عالم تھے اور وہ منع کرتے تھے تو یہ پہلے آدمی اوسوقت بہی یہی کہا کرتے تھے کہ کیا پہلے عالم نہ تھے وہ کیون نہین اسکو منع کرتے تھے۔ چنانچہ پچاس برس سے تو مین یہ ہی سنتا چلا آرہا ہون اور جو صاحب مجھہ سے زیادہ عمر والے ہین وہ بہی غور کرکے دیکھلین کہ وہ اپنے لڑکپن سے یہ ہی بات سنتے چلے آئے ہین اور جو شخص کم عمر والے ہین وہ بہی آیندہ کو اس امر کا تجربہ کر دیکھین کہ عزاداروں کا یہ نامعقول قول سنتے رہین گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت سے اس قسم کی بدعات شنیعہ عالم مین مروج ہوئی ہین اوسوقت سے ہر زمانہ مین ان کو علماء ربانی برابر منع کرتے چلے آئے ہین اور انشاءاللہ ہمیشہ بدستور قدیم منع کرتے رہین گے لیکن یہ عجیب الطریقہ بھی اپنی جہان سے جدا وہی مرغی کی ایک ٹانگ گاتے رہین گے۔ تیسرے یہ ہے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر بہی امور ناشروع عمل مین لائے جاتے ہین جن کی تشریح سابق مین گذر چکی اون مین سے ہر ایک کی حرمت وممانعت دین محمدی مین صراحتاً موجود ہے جنکی برائی عالمون پر تو بہلا کیا جاہلون پر بھی بشرط فہم وانصاف ہرگز مخفی نہین ظاہر ہے کہ جن متعدد چیزون مین سے ہر ایک چیز حرام ہو تو اوس کا مجموعہ بدرجۂ اولے حرام ہوگا اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ اگر بالفرض پہلے عالمون کی تحریر یا تخصیص اس کے بارہ مین موجود نہ بھی ہو تب بھی اس کے حرام ہونے مین کسی مسلمان باایمان کو شبہہ نہین ہوسکتا اس کی ایسی مثال سمجھنی چاہئے کہ اگر کوئی شخص فرض کیجئے یہ طریقۂ عجیبہ اختیار کرے کہ چار گھڑی دن رہے اپنا پاجامہ اوتار کر کاندہے پر ڈال لیا کرے اور دامنون کو کمر سے باندہ کر خرامان خرامان بازار کی سیر کے لئے جایا کرے اور کوئی شخص اوسکو اس بے حیائی کے خلاف شرع حرکت سے منع کرے تو وہ شخص اوس کے جواب مین یہ کہے کہ کیا پہلے عالم نہ تھے بتلاؤ تو بہلا کس عالم نے یہ کہا ہے کہ شام کے وقت دامنون کو کمر سے لپیٹ کر اور پاجامہ کاندہے پر ڈال کر بازار

کو بجا یا کرو تو اوس شخص کے اس نامعقول قول کا کوئی شخص بہلا کیا جواب دے گا کیون
عزاداروپہلے کسی عالم کی تحریر مین اس نامعقول حرکت کی برائی کا کچہہ ذکر نہونے سے کیا
تمہارے نزدیک یہ جائز ہو گئی بہلے مانسو اس کی برائی تو ایسی کہلی ہوئی ہے جو کسی
ادنے اہل عقل پر بہی مخفی نہیں ایسے ہی تعزیہ داری کے متعلق جو امور بیجا بجالائے
جاتے ہین اون کو قیاس کرلینا چاہئے کہ اون کی برائی بہی ایسی کہلی ہوئی ہے
کہ کسی مسلمان کو تو کیا کسی عقلمند انسان کو بہی اوس مین شبہہ نہین ہو سکتا کون شخص اس
بات کو نہین جانتا کہ باجا بجانا اور جہوٹے مرثیے گانا اور محض بے اصل مضامین کو
بزرگان دین کی طرف خصوصًا اہلبیت سید المرسلین کی جانب منسوب کرنا اور سر پٹینا
اور سینہ کوٹنا اور اون کی نقلین بناکر ڈنکے کی چوٹ کے ساتہ اون کو بازارون
اور گلی کوچون مین پہرانا اور غم کی آڑ مین طرح طرح کے عیش وعشرت اوڑانا غیر محرم
عورتون کے ساتھ اختلاط وعیش ونشاط عمل مین لانا اپنے ہاتہون کی بنی ہوئی
چیزدون کی پرستش کرنا غرض کہ اس قسم کے جملہ امور قطعًا بیجا اور دین محمدی مین
یقینًا حرام و ناروا ہین پہر جس صورت مین کہ ان چیزدون کی برائی جاہلون پر
بہی مخفی نہین تو عالمون پر جو دین کے اصول وفروع سے واقف ہین کیونکر مخفی
رہ سکتے ہین اور کوئی ادنے درجہ کا عالم بہی اس کے حرام ہونے مین تامل نہین
کر سکتا باقی یہ ضرور نہین کہ جس شے کو عالم منع فرمائین تو وہ عالم سے نیست و نابود
ہی ہو جایا کرے چنانچہ ظاہر ہے کہ تمام فسق و فجور کے امور کو ہمیشہ سے عالم منع کرتے
چلے آئے ہین لیکن اب تک بدستور کم وبیش جاری ہو رہے ہین انتہا یہ ہے کہ شرک وبت پرستی
کو انبیاء کرام برابر منع کرتے رہے لیکن جہان سے وہ بالکل مفقود نہوئی یہ تو عالمون کے اس بدعت
شنیعہ کے منع کرنیکا بیان تہا اب بادشاہو نکے منع کرنیکا حال سنئے اوسکی حقیقت یہ ہے کہ اول تو
بادشاہان اسلام کے زمانہ مین تعزیہ داری کے وجود کا کہین تحقیق ثابت نہین ہوتا یہانتک کہ تیمور

کے زمانہ مین بہی اس بدعت کا اس کیفیت کے ساتھ ہونا کہین ثابت نہین جسکو عزادار
اوس کی طرف منسوب کرتے ہین تمام سلاطین ہند کے زمانہ کی تاریخین اسوقت تک موجود
ہین جن مین اونکے ادنے ادنے حالات حتے کہ خانگی اور ذاتی حال تک لکہے ہوئے ہین
اون مین تعزیہ داری کا کہین نام و نشان تک بہی موجود نہین یہان تک کہ اکبر جیسے غیر
پابند مذہب کی تاریخ جو آئین اکبری کے نام سے موسوم ہے اور نیز دربار اکبری جس
مین اوس کے عہد سلطنت کے تمام جزوی و کلی حالات معمولہ و مروجہ حتے کہ ہولی اور دیوالی
تک کی بہی کیفیات موجود ہین مگر اون مین بہی تعزیہ کا کہین ذکر نہین بس اس سے صاف
ظاہر ہے کہ یہ بدعت سیئہ اوسوقت تک جاری نہین ہوئی تہی بلکہ اس کی اصل حقیقت یہ
ہے کہ زمانۂ عالمگیر کے بعد جسوقت سے کہ سلطنت ہند مین ضعف آگیا اور ملک اودہ کے
صوبہ نے جو شیعہ مذہب تہا بادشاہ وقت کی بغاوت اختیار کی اس مذہب شیعہ کا
ہندوستان مین رواج ہوا دوسرے اگر بالفرض بادشاہان اسلام کے زمانہ مین اس کا
ہونا تسلیم بہی کر لیا جائے تب بہی اوس سے اسکا جواز ہرگز ثابت نہین ہوسکتا اس لئے کہ
مسلمانون کے نزدیک کوئی بادشاہ اگرچہ وہ کیسا ہی بڑا دیندار ہو لیکن وہ شیعون کے
امامون کی طرح کسی شے کا حرام و حلال کرنیوالا نہین قرار دیا گیا کہ دین کے متعلق وہ
جس شے کو چاہے حرام یا حلال کر دے تیسرے یہ ہے کہ بادشاہون کے وقت مین توبہت
ایسے دین کے خلاف کام جاری تہے جو اب تک بہی جاری ہین پہر مختلف مذاہب کے آدمی
اون کی عملداری مین موجود تہے اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کی رسومات
خواہ وہ کیسی ہی قبیح ہون علانیہ طور بہ خاطر خواہ بجالاتے تہے مگر اون کے لئے بارگاہ
سلطنت سے کچہہ ممانعت ہوتی تہی کیا اس سے کوئی اہل عقل یہ نامعقول نتیجہ نکال سکتا ہے
کہ وہ جملہ امور نامشروع اور تمام مذاہب مخالف اسلام اون کے نزدیک حق تہے علی ہذا القیاس
مذہب شیعہ اور اسکی جملہ مراسم مروجہ کو سمجہنا چاہیے کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اونکے متحقق

ہونے سے ادن کی حقیقت ثابت نہین ہوسکتی اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگر بالفرض
کسی بادشاہ اسلام کے زمانہ مین تعزیہ داری کا وجود کسی صورت سے ثابت بھی ہوجائے
جو خاص شیعون کا شعار خاص ہے تو اس سے بدعت شنیعہ کا جواز ہرگز ثابت نہین
ہوسکتا لیکن اس معاملہ مین حق بات وہ ہی ہے جسکو ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ سلطنت
اسلام مین ضعف آنے کے بعد جس وقت سے کہ صوبہ اودھ نے بادشاہ وقت کی بغاوت
اختیار کرکے استقلال کا دم بہرنا شروع کیا اوسوقت سے اس بدعت قبیحہ کا ہندوستان
مین رواج ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے سوا اور ولایتون مین اس بدعت
مروجہ ہند کا وجود بالکلیہ اب تک نیست ونابود ہے یہان تک کہ ایران مین بھی جو
خاص حضرات شیعہ کا دار الخلافت ہے طریقہ عزاداری اس طرز خاص کے ساتھ جیسا
کہ ہندوستان مین مروج ہے جاری نہین پہر اسمین بہی شک نہین کہ خاص ملک اودہ
اس بدعت خاص کے بارہ مین ہندوستان کے باقی تمام ملکون پر سبقت لے گیا ہے چنانچہ
دور دور ملکون کے تماشائی ان حرکات خلاف شرع کا تماشا دیکھنے کے لئے سفر دور و
دراز اختیار کرکے عشرۂ محرم مین وہان جایا کرتے ہین خیر بہر صورت جو کچھہ بہی ہو
ہمکو اس امر مین زیادہ تر بحث کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کیونکہ جب ہم نے
تعزیہ داری کے متعلق جملہ امور کا عیش وسرور و باعث فسق وفجور اور موجب توہین
اہلبیت نبوی وتخریب دین مصطفوی ہونا بفضلہ تعالی مدلل طور پر نہایت بسط وتفصیل
کے ساتھ کما حقہ ثابت کردیا جس مین کسی اہل عقل وانصاف کو قیل وقال وچون وچرا
کرنے کی گنجایش باقی نہین رہی تو پہر اس حالت مین اس قسم کی بدعات پر آفات کا
شاہان سلف وخلف مین سے کسی کے زمانہ مین موجود یا معدوم ہونا اور کسی کا ادن
کے حق مین ممانعت کرنا یا نکرنا سب برابر ہے بس حق بات یہ ہی ہے کہ یہ بدعت شنیعہ
تعزیہ داری قطعاً دین محمدی کے خلاف ہے اس کے جائز تسلیم کرنے کی صورت نازیبا

مین دین اسلام کسی صورت سے ثابت نہین ہوسکتا اور مسلمان مخالفین اسلام کے مقابلہ
مین اپنے دین کی بہلائی اور اون کے مذہب کی برائی ہرگز ثابت نہین کرسکتے۔ ہماری
اس معقول ومنصفانہ تقریر دلپذیر کو سنکر جو ابطال امور عزاداری کے متعلق اور اون
کے متعلقات اعتراضات بیسروپا ومغالطات واہیہ کے جوابات کافیہ وشافیہ کے بارہ
مین مفصلاً ومشرحًا مدلل ومکمل طریق پر بیان ہوئی غالبًا شیعان باحیاو باانصاف مجبورًا
اس کے جواب مین یہ عذر پیش کرین گے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر امور بیجا شرک
وبدعت کے قبیل سے بالتخصیص عشرۂ محرم مین بجا لائے جاتے ہین وہ ہمارے اصول دین
مین داخل نہین اور نہ ہمارے دین کی معتبر کتابون مین مذکور ہین صرف عوام الناس
نے عزاداری کے پیرایہ مین اس قسم کے امور ایجاد کرلئے ہین اور پہر وہ اسقدر مروج
ہوئے کہ کثرت رواج کی وجہ سے دین مین شمار ہوگئے اور رفتہ رفتہ عوام وخواص نے
پابندی رسم ورواج کے طور پر اون کا برتاؤ کرنا شروع کردیا اس صورت مین ظاہر
ہے کہ ہمارے ان امور کے عمل مین لانے سے یہ امور درحقیقت ہمارے دین مین داخل
نہین نہ ان کی تردید ہمارے مذہب کی تردید ہوسکتی ہے جیساکہ ان امور کو اکثر سنیون
نے بہی اختیار کر رکہا ہے مگر اس سبب سے ان چیزدن کا اون کے مذہب مین داخل ہونا
لازم نہین آتا اور نہ ان امور کا ابطال اون کے مذہب کا ابطال خیال کیا جاتا ہے
بس اس معاملہ مین غایت سے غایت یہہ انتہائی توجیہہ ہے جو شیعون کی جانب سے
کی جاسکتی ہے جو بظاہر کسی قدر قابل سماعت معلوم ہوتی ہے لیکن جب اس معاملہ پر غور
سے گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ان کا یہ عذر عذر گناہ بدتر از عین گناہ کے قبیل سے
معلوم ہوتا ہے اور درحقیقت یہ نہایت ہی بیہودہ توجیہہ ہے ان کی یہ معذرت ہرگز
لایق سماعت وقابل قبول ارباب عقول نہین ہوسکتی اور اس بدعت شنیعہ مین مدعیان
مذہب اہل سنت کی شرکت پر شیعون کی شرکت کا قیاس ہرگز صحیح نہین ہوسکتا وجہ اسکی

معذرت شیعہ در باب تعزیہ

یہ ہے کہ اول تو اہل سنت کے مذہب حق مین بروے کتب معتبرہ عزاداری کی کچھہ اصل
نہین پائی جاتی اِن کے کلام اللہ وحدیث شریف صحیح وفقہ مین نہ کہین اس قسم کے
معاملات کے حق مین رونیکا حکم ہے نہ کسی جگہہ رولانے کا امر ہے اور رونے والون
کی سی صورت بنانے کا تو بہلا کیا ہی ذکر ہے جو محض نقالی و ریا کاری ہے جسکا
دین اسلام جس کی بنیاد خاص خلوص قلبی پر قایم کی گئی ہے ہزار زبان سے صاف
انکار کر رہا ہے پہر جس شے کی اصل ہی اہل سنت کے مذہب حق مین سرے سے متحقق
نہین تو اوس کی فروع ناپاک کسی بیباک کے عمل مین لانے سے اوس مذہب پاک
کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتین اور کس طرح پر اوس مین داخل قرار دیجا سکتی ہین
مثلاً اہل اسلام مین سے کوئی شخص جو اپنے مذہب کا پابند نہو کفار کے تہوار مین
شریک ہوجاے یا کوئی فعل خلاف شرع مثل زنا و شراب خواری عمل مین لاے
تو اسوجہ سے وہ تہوار مسلمانون کا تہوار نہ قرار دیا جائے گا اور نہ وہ حرام افعال
دین اسلام مین داخل سمجھے جائینگے اور نہ اِن امور کی تردید مذہب اسلام کی تردید
شمار کی جاوے گی دوسرے یہ ہے کہ مدعیان مذہب اہل سنت مین سے جو شخص اس
بدعت خلاف سنت کے مرتکب یا اوس مین شریک ہونے والے ہین اون کے دو
فرقے ہو سکتے ہین ایک فرقہ تو وہ ہے جو اس بدعت سیئہ کے اچھا ہونے پر
فی الجملہ عقیدہ رکہتا ہے اس فرقہ مین سے بعض کم فہم آدمی اِن امور کی بجا آوری
کو اماموں کی خوشنودی کا باعث خیال کرکے اپنے حق مین بہبودی کا خیال محال
رکہتے ہین اور بعض نادان انسان اس دہوکہ مین پڑے ہوئے ہین کہ اس مین
شوکت اسلام و یادگاری امام عالی مقام ہے اور اِس ذریعہ سے خیرات ہو جاتی
ہے چنانچہ اِس قسم کے خیالات فاسدہ و مغالطات باطلہ کو ہم سابق مین نہایت
عمدہ طریق پر بدلائل قویہ باطل کر چکے ہین اِس فرقہ مین عموماً اکثر رذیل قوم

کے آدمی اور جاہل محض و عوام الناس شامل ہین اور جو کسی قدر حرف شناس بھی ہین
وہ بھی اِن عقائد فاسدہ و اعمال باطلہ کی وجہ سے عوام کا لانعام ہی کے گروہ مین
داخل ہین اس قسم کے اشخاص عموماً سنی و شیعہ دونون کے مذہب سے اصولاً و فروعاً محض بے
خبر و ناواقف محض ہین اِن ناوانون کے نزدیک فقط ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے
والا یا زیادہ سے زیادہ یہ امر کہ بزرگان دین پر علانیہ طور پر معاذ اللہ لعنت
و تبرا کرنے والا شیعہ اور ہاتھ باندہ کر نماز پڑھنے والا اور تبرا بازی سے باز رہنے
والا سنی سمجھا جاتا ہے بس اِس سے زیادہ نہ وہ اہل سنت و شیعہ کے اصول دین سے
واقف نہ اون کے فروع مذہب سے خبردار مگر چونکہ یہ اپنے لڑکپن کے زمانہ سے
اپنے بزرگون سے رافضیوں کی برائی سنتے چلے آئے ہین اسوجہ سے یہ اپنے آپ کو
رافضی و شیعہ نہین کہتے بلکہ اہل سنت کے نام سے اپ کو بدنام کرتے ہین اِس قسم
کے نادان انسان اگرچہ بظاہر نام کے سنی اور کام کے شیعہ معلوم ہوتے ہین لیکن
بہ نظر تحقیق جب اِن کے حال و قال کی طرف غور سے نظر کی جاتی ہے اور چشم بصیرت سے
اس طریقہ والون کی حقیقت کو دیکھا جاتا ہے تب اِن کی اصلی کیفیت کا صاف مشاہدہ
ہوتا ہے اور عین الیقین کے طور پر اس واقعی امر کا یقین کامل ہو جاتا ہے کہ اِس
قسم کے عقائد باطلہ و اعمال فاسدہ والے درحقیقت نہ تو اہل سنت ہی ہین نہ شیعہ
بلکہ یہ فرقہ دونون فرقون سے ایک علیحدہ فرقہ ہے اِس ہی وجہ سے یہ دونون
مذہبون کے پابند و واقف کارون کی نظرون مین سدا ذلیل و خوار اور اون
کے نزدیک ہمیشہ ساقط الاعتبار رہتا ہے اِن دونون مین سے ایک کے نزدیک
بہی اسکا قول و فعل عمل و اعتقاد لائق استشہاد و قابل استناد نہین ہو سکتا دوسرا
فرقہ یہ ہے کہ وہ مذہب سے تو فی الجملہ واقفیت رکھتا ہے اور اس قسم کی بدعات
شنیعہ کو دین کے اعتبار سے بہتر نہین سمجھتا۔ لیکن چونکہ اس فرقہ کے آدمی مذہب کے

بالکل یا پورے پابند نہین اس لئے وہ اسطرح کے لہو و لعب و عیش و عشرت کے جلسون
مین اپنی طبعی و نفسانی خواہشون کے پورا ہونے کو رنگ برنگ کے پردون مین جلوہ گر
دیکھکر اون مین شریک ہونے سے درگذر نہین کرتے اور یہ ناعاقبت اندیش صرف دنیاوی
لذتون کو جو محض فانی و چندروزہ ہین عقبیٰ کی لازوال نعمتون پر جو ابدالآباد تک باقی
رہنے والی ہین اپنی کوتہ عقلی و خام خیالی کی وجہ سے ترجیح دیتے ہین کوئی فاقہ کش
و ذائقہ چش تو شربت و شیرینی وغیرہ کہانے پینے کی چیزون کی خواہش مین حیران اور
پریشان منہ کھولے اور ہاتھ پہیلائے مضطربانہ ہر طرف دوڑ دہوپ کر رہا ہے اور کوئی
حریص النفس دنی الطبع و پست ہمت امور عزاداری کے متعلق اپنے کسی قسم کے کرتب اور
فنون گوناگون کے کمالات و جوہر دکھلانے کی غرض فاسد سے دنیاوی منفعت کی امید
حصول یا ناظرین و سامعین کی خالی شاباش و آفرین فضول پر غش ہو رہا ہے کوئی
بامذاق میرانیس و مرزا دبیر کے کلام فصیح و بلیغ سننے کے اشتیاق مین مجالس عزا کی
حاضری کو اپنے ذمہ پر واجب و فرض عین قرار دئے ہوئے ہے کہ اوس سے حتی الوسع
کوئی مجلس پہٹیاری سے بنیٹھہ کی طرح کبہی قضا ہی نہین ہوتی کوئی باجے کا شیدا گانے
کا رسیا تحت اللفظ و کتاب خوانی سننے کا شائق وو لدادہ مزامیر شیطانی اور خوش الحانیکی
ساتھ مرثیہ و سوز خوانی سننے کے ذوق و شوق مین اور تحت اللفظ و کتاب خوان
کی نئی روایتون کو نئے طرز و انداز سے پڑہنے اور پڑہتے وقت ہر مضمون کے مناسب
حال اپنی صورت بنانے اور اعضاء جسمانی کو حرکت دینے کے اشتیاق مین شب و روز
عزاداروں کے مجمع عام و مجالس امام عالی مقام مین حاضر ہونے کو تمام کامون پر مقدم
سمجھے ہوئے ہے کوئی سیر و تماشے کا شوقین تعزیہ و علم و مہندی کی جہاک و دک اور
روشنی کی زرق و برق اور ہر قسم کی صورتون کے زن و مرد کا مجمع و ازدحام اور
طرح طرح کے کہیل تماشے اور قسم قسم کے ناٹک اور سوانگ دیکہنے کے بے انتہا شوق مین

رات دن غلطان وپیچان بنا ہوا ہے کوئی فارغ البال وارفتہ مزاج وشوخ طبیعت
عشرہ محرم کے عیش وعشرت خصوصاً شب شہادت کی کیفیت ولذت پر دل وجان سے
شیدا بنا ہوا ہے اپنے امنگ بہرے دل کی آرزوں کو جو سال بہرے اوس کے جی مین
بہری ہوئی ہین خوب دل کہول کر عزاداری کے خوشنما پردہ کی آڑ مین پورا کر رہا ہے
کوئی کسی کی ضد یا بعض احباب خاص کی اصرار یا اپنے بال بچون کی دلداری اور اونکی دل
شکنی گوارا نہ کرنے کی خاطر سے طوعاً وکرہاً ایسے ناجائز جلسون مین شریک ہو رہا ہے
بعض خاص بندے اس قسم کے بہی ہوتے ہین کہ ہر چند کہ اون کو اس بدعت شنیعہ اور
اوس کے جملہ متعلقات خرافات سے فی الواقع چندان سروکار نہین ہوتا لیکن چونکہ انکو
بعض حضرات شیعان عالی درجات کے ساتھ کسی قسم کا تعلق و اختلاط اور اون سے اس
بنا پر میل جول کا اتفاق رہتا ہے یا کسی وجہ سے اون کے ساتھ اتحاد پیدا کرنا اور رسوخ
بڑہانا منظور ہوتا ہے اس بناء فاسد پر وہ محض اون کی خوشنودی قلبی کی خاطر صرف
منفعت دنیاوی وغرض نفسانی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عزاداری کا اظہار اور
اوس بدعت شنیعہ مین بظاہر اپنی شرکت اختیار کیا کرتے ہین غرض کہ ہر شخص اپنی اپنی
خواہش طبعی ونفسانی کو اپنے مناسب حال ووقت اپنے اپنے حوصلہ وہمت کے موافق
بہ تقاضاء شامت اعمال اس بدعت شنیعۂ مخترعۂ شیعہ مین اہل سنت کا لباس ظاہری
پہنکر اپنی نفسانی وطبعی خواہشون کے پورا کرنے کی غرض خاص سے شریک ہوا کرتے ہین
جن مین سے ہر ایک شخص کو ہم نے اپنی چشم بصیرت سے نور فراست کی خوردبین کے ذریعہ سے
بغور تمام دیکھ بھالکر اس ازدحام و مجمع عام مین سے ایک ایک کو چھانٹ کر علیحدہ کھڑا کر دیا
اور اون مین سے ہر ایک شخص نا شخص کی پیشانی پر اپنی حکمت عملی سے بخط جلی اوس کے
مناسب حال کتبہ لکھہ دیا جس کو ہر اہل نظر شعلۂ آفتاب وچراغ ماہتاب کی روشنی مین بہ
آسانی پڑہ سکے اور اسکو ان لباسی سیتون کی ظاہر بنا سے کسی قسم کا التباس واقع ہو چونکہ

یہ فرقہ عقائد اہل سنت کے اقرار اور ان امور خلاف سنت کی برائی کے اظہار کی نظر سے سنی اور اعمال مخالف سنت شیعہ بجا لانے کے خیال سے شیعہ معلوم ہوتا ہے اس بنا پر اس کی ذات کے دونوں فرقوں سنی و شیعہ سے مرکب ہونے کی وجہ سے اسکو دوطرفہ کہنا بجا ہی یہ فرقہ بھی پہلے فرقہ مذکورہ کی طرح دونوں مذہبوں کے واقف کار اور پابند دین کے نزدیک مختصر و غیر معتبر ہے دین کے اعتبار سے ادنیٰ ہیں ہے۔ ایک کا بھی عقیدہ و عمل و قول و فعل ہرگز لائق حجت و قابل وقعت نہیں ہوسکتا اہل سنت کے علماء دیانتدار اور صلحاء ابرار جو نائبان رسول پروردگار و حامیان دین سید الابرار ہیں وہ تو اس قسم کے دوطرفہ و دورویہ شخصوں کو بھلا کیوں ہی کسی شمار و قطار میں داخل اور اپنی خاص مذہب میں شامل سمجھنے لگے تھے لیکن خیر تو یہ ہے کہ حضرات شیعہ میں سے بھی جو کسی قدر فہمیدہ اور سنجیدہ ہیں وہ بھی ان کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے فریقین کے نزدیک خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ اوس ہی شخص کا قول و فعل دین کے اعتبار سے معتبر سمجھا جاتا ہے جو اپنے مذہب سے کماحقہ واقف اور اوس کا پورا پابند ہو اور جسمیں دونوں صفتوں میں سے ایک صفت بھی متعلق نہو وہ قابل اعتماد و لائق اعتبار نہیں ہوسکتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ مدعیان مذہب اہل سنت میں سے اس بدعت خلاف سنت میں صرف دو قسم کے شخص مبتلا ہیں ایک تو وہ جو اپنے مذہب کے واقعی طور پر اصل حقیقت سے کماحقہ واقف نہیں دوسرے وہ جو اوس کے پورے پابند نہیں جن کے اقوال و افعال بالاتفاق عقلاء فریقین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوسکتے اس سے ہر اہل عقل و انصاف پر صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے اشخاص ایک سے لیکر ہزار بلکہ بیشمار تک بھی اگر ایسے امور بیہودہ و نابکار میں شریک ہوں جو قطعاً اون کے اصول دین کے خلاف ہیں تو اون کی اس شرکت بیجا سے اہل سنت کے ایسے امور ناپاک سے پاک و صاف مذہب پر کسی قسم کی حرف گیری نہیں ہوسکتی نہ تو اسوجہ سے یہ امور

نامشروع اس مذہب علیں شریعت و طریقت مین داخل سمجھے جا سکتے ہین اور نہ ان امور باطلہ کا ابطال اس مذہب حق کا ابطال خیال کیا جا سکتا ہے باقی ان اشخاص نامعتبر کے سوا اس پاک و مقدس مذہب مین جو اللہ تعالےٰ کے پاک اور نیک بندے علماء و صلحا اور مذہب کے پکے اور سچے دل سے معتقد و پابند ہین جنکو درحقیقت اہل سنت وجماعت کہنا زیبا و شایان ہے وہ ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی بدعات شنیعہ کے گرد نہین پھٹکتے جن مین صاف طور پر توہین اہل بیت نبوی و تخریب دین مصطفوی پائی جاتی ہے بلکہ خود شریک ہونا تو درکنار وہ اور شخصون کی شرکت سے بھی دل سے سخت بیزار ہوتے ہین اور حتی الامکان اپنے مسلمان بھائیون کو بھی ایسے عقائد باطلہ پر اعتقاد رکھنے اور اس قسم کے اعمال فاسدہ بجا لانے سے اپنے پر اثر وعظ و نصیحت اور اپنی پر زور تقریرون اور تحریرون کے ذریعہ سے غرضکہ جس طرح کی حکمت عملی و تدبیر سے بن پڑے ہمیشہ روکتے رہتے ہین اور وہ اپنے کار منصبی کے انجام دینے کو جس کے لئے وہ خدا اور رسول مقبول کی جانب سے مامور ہین وسیلۂ شفاعت و ذریعۂ نجات آخرت جانتے ہین یہ تو مدعیان مذہب اہل سنت کی اس بدعت خلاف سنت مین شرکت کا بیان تھا جس کو ہم نے بلا کم وکاست منصفانہ طور پر بلا رورعایت شیعہ و اہل سنت بیان کر دیا اب ہم حضرات شیعہ کے اس بدعت شنیعہ مین دل وجان و دین و ایمان سے شریک ہونے کا واقعی و اصلی طور پر حال بیان کرتے ہین جس سے ناظرین باانصاف پر انشاء اللہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ان دونون گروہون کی شرکت مین کسقدر زمین و آسمان کا فرق ہے اور ایک کی شرکت پر اس بدعت مین دوسری کی شرکت کو قیاس کرنا بالکل قیاس مع الفارق ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک کسی صورت سے ہرگز صحیح نہین اس لئے کہ اول تو شیعون کے مذہب مین منجملہ تمام اصول دین ایک اصول عزا قرار دیا گیا ہے جو ان حضرات عالی درجات کے نزدیک تمام اصولون کی بہ نسبت اعتقاداً وعملاً اعلیٰ و اولیٰ شمار

شمار کیا گیا ہے اور واقعی ہونا ہی ایسا ہی چاہئے کہ دینا و دین کی تمام لذتون کا حصول خاص اس ہی اصول مین حلول کر رہا ہے بس جس مذہب مین یہ اصول موجود ہے اوس کی فروعات جسقدر ہی ہونگی وہ بالضرور اوس ہی مذہب مین شمار کی جائین گی چنانچہ ظاہر ہے کہ جس مکان مین کسی درخت کی جڑ قایم ہوتی ہے اوس کی شاخین بھی خاص اوس ہی مکان کے متعلق سمجی جاتی ہین اگرچہ وہ شاخین کسی دوسرے مکان مین ہی پھیلی ہوئی ہون لیکن اون کا واقعی تعلق اوس مکان سے نہین سمجھا جاتا نہ اوس مکان کا مکین اون شاخون پر قابض و دخیل ہو سکتا ہے بلکہ ان شاخون کا واقعی مالک خاص اوس ہی مکان کا مکین اصلی قرار دیا جاتا ہے کہ جس کے مکان مین دراصل اس درخت کی جڑ قایم ہے بس اس ہی اصل معقول پر بعینیہ اصول عزا کی فروعات غیر معقول کو قیاس کر لینا چاہئے کہ یہ تمام فروعات خرافات جو تعزیہ داری کے متعلق اصول عزا کی بنا پر عزاداروں نے اختراع کر کے جاری کر رکھی ہین وہ سب خاص مذہب شیعہ ہی مین داخل سمجھے جائین گے جس مین اون کا اصول ثابت ہی کسی دوسرے مذہب والون کے اون مین شریک ہونے یا اون کے بجالانے سے اوس مذہب کی اون امور کی طرف ہرگز نسبت نہین ہو سکتی دوسرے یہ ہے کہ اس اصول عزاداری کی بنا پر جس جگہ جس قدر ہی کم وبیش امور بیجا بجا لائے جاتے ہین اون مین قریب قریب کل شیعہ مرد ہون یا عورت رذیل ہون یا شریف غریب ہون یا امیر جاہل ہون خواہ عالم غرضکہ سب ادنیٰ و اعلی دل وجان سے اون مین شریک اور دین و ایمان سے اون کے بجالانے والے ہین البتہ اس فرقہ کے بعض بعض علماء نامدار جن کا النادر کالمعدوم کے گروہ مین شمار ہے فقط باجے اور سوز خوانی کے بارہ مین سنا گیا ہے کہ دبی زبان سے کچھ کلام کیا کرتے ہین باقی ان دو امرون کے سوا جسقدر ہی شرک و بدعت اور توہین اہلبیت نبوی و تخریب دین مصطفوی کے متعلق تعزیہ داری

کے ذریعۂ قبیحہ سے امور نامشروع و حرکات لایعنی و بے معنی کا برتاؤ کیا جاتا ہے ان سب کی شرکت و عمل و اعتقاد کے معاملہ مین وہ اور جہلاء و عوام الناس کل مساوی ہین بلکہ حق یہ ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کے امور بے جا کی جانب رغبت دلانیوالی خاص یہ ہی خواص ہین جو اسطرح کے امور نامشروع کو طرح طرح کی ضعیف توجیہون اور قسم قسم کی رکیک و خلاف عقل تاویلون کے غیر معقول ذریعون سے جائز بلکہ واجب قرار دے کر جہلا و عوام پر اون کی ترغیب دیا کرتے ہین چنانچہ اس کے متعلق مین ایک واقعی قصہ بیان کرتا ہون جس سے واقعی طور پر ان کے علماء نامدار کا ان امور خلاف دین کے معاملہ مین اصلی عقیدۂ دلی اور جہلا و عوام الناس کو اون کی طرف رغبت قلبی دینی بخوبی ثابت ہو جائے جسکو خاص مجھسے میرے ایک دوست خاص نے بیان کیا کہ ایک شیعون کے مولوی صاحب نے اون کے سامنے تعزیون کی فضیلت بیان کی اور منجملہ فضائل کے ایک یہ بات بھی کہی کہ اگر تم تعزیہ بنانا اختیار کرو تو تمہارے یہان سے بیماری موقوف ہو جائے اُنھون نے اس خلاف عقل بات کے جواب مین یہ معقول بات کہی کہ مولوی صاحب تعزیہ داری کی برائی جو بہت کھلی ہوئی ہے کہ کسی اہل عقل پر مخفی نہین آپ عالم ہوکر ایسا کہتے ہین بھلا اس مین برائی کے سوا آپ کے نزدیک کیا بھلائی معلوم ہوتی ہے اہلبیت کی توہین اسلام کی ذلت شرک و بدعت یہ سب اس بدعت مین صراحتًا موجود ہین مولوی صاحب نے اس کے جواب مین فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ مین ہمارا بھی ایسا ہی خیال تھا چنانچہ جب ہم لکھنؤ مین تحصیل علم کرتے تھے تو ہم نے جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر والزمان کی خدمت مین یہ ہی بات عرض کی جو تم کہتے ہو اونھون نے یہ جواب دیا کہ بھائی بات یہ ہے کہ ہمارے مذہب مین اماموں کے غم مین رونا اور رولانا واجب ہے اور تعزیہ داری کے متعلق جو امور ہین وہ تمام رونے اور رولانیکا مقدمہ ہین اور یہ اصول کا مسئلہ ہے کہ

واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے اس بنا پر یہ جملہ امور واجب ہین اتفاق سے
وہ زمانہ بھی عشرۂ محرم کا تھا اس کے بعد جناب قبلہ وکعبہ نے اپنے خانساماں
سے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ مین لوگون کے دل نہایت سخت ہو گئے ہین عزاداری
کے معمولی سامان سے جس کے وہ ایک زمانہ سے عادی بنے ہوئے ہین اون کے دلون
مین رقت طاری نہین ہوتی کل اس کے واسطے کوئی ایسا نیا سامان مہیا کرو کہ جس کو
دیکھکر خوب ہی رقت پیدا ہو خانساماں نے عرض کیا کہ حضور بہت خوب چنانچہ اگلے
روز اوس نے یہ کیا کہ جسوقت جناب قبلہ وکعبہ کے مکان پر مجلس عزا برپا ہو رہی
تھی اوس وقت چند اونٹون کی برہنہ پشت پر عورتون اور بچون کو اس شان
کے ساتھ سوار کیا کہ اون کے کپڑے پھٹے ہوئے سر کے بال بکھرے ہوئے سر مین خاک
پڑی ہوئی نہایت ذلت وخواری کے ساتھ مشکین بندھی ہوئی اور آگے سے
ایک شخص اونٹون کی مہار کھینچے چلا آرہا تھا حاضرین ناظرین پر یہ دیکھکر اسقدر
کثرت سے رقت طاری ہوئی جو حد بیان سے باہر ہے اس کے بعد مولوی صاحب شیعی
نے کہا کہ میان اوسوقت سے اس قسم کے شبہات ہمارے دل سے بالکل جاتے رہے یہی
یہ ہے ان کے علماء عالی شان مجتہد العصر والزمان کا عقیدۂ خاص اس بدعت سیئہ
کے معاملہ مین یہ ہی وجہ ہے کہ آج تک کسی نے ان کے مولویون کو نہ تو تعزیہ
داری کی برائی مین وعظ کہتے اور نصیحت کرتے سنا اور نہ اسوقت تک اس معاملہ مین
اون کی کوئی تحریر دیکھی بلکہ مین نے کسی شیعہ مولوی صاحب کا ایک رسالہ اس بدعت
شنیعہ کے جواز مین تو دیکھا تھا جس مین اوس کے متعلق اوس ہی قسم کی بیہودہ و
خرافات توجیہات لکھین تھین جنکو ہم سابق مین مفصلاً اس طرح پر باطل کر چکے
جس مین کسی اہل عقل و انصاف کو کچھ چون و چرا کرنے کی انشا اللہ گنجائش ہی
نہ ملے گی علاوہ اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ علماء اہل سنت مین سے جو عالم

کہ تعزیہ داری کو جسقدر زیادہ تشدد کے ساتھ برا کہتا ہے تو علماء شیعہ اوسکو اوسی قدر زیادہ تر برا کہتے ہین بس ہمارے اس بیان واقع سے ہر شخص ادنے سے لے کر اعلیٰ تک بشرط فہم و انصاف صاف طور پر اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ تعزیہ داری خاص حضرات شیعہ ہی کا شعار خاص ہے اس صورت مین ظاہر ہے کہ اس کی تردید بھی بالتخصیص مذہب شیعہ ہی کی تردید سمجھی جائے گی کسی اور مذہب و ملت والون کے شیعان عزادار کے ساتھ اس خرافات مین شریک ہونے سے اوسکو کسی قسم کا تعلق نہوگا لیجئے یہ وہ پہاڑ تھا جو حضرات شیعان باوقار کی آنکھون سے تل کی آڑ مین چھپا ہوا تھا ہمنے اوس تل کو اونکی آنکھون کے تل کے سامنے سے اپنی حکیمانہ تدبیر سے بہ آسانی ہٹا دیا اور اب وہ ایسا صاف و آشکارا معلوم ہونے لگا جس مین کسی کم نظر والے کو بھی کچھہ تردد و شبہہ نہین ہو سکتا اس حالت مین شیعون کا یہ عذر بیجا کہ تعزیہ داری ہمارے مذہب مین داخل نہین جیسے کہ وہ مذہب اہل سنت سے خارج ہے علماء اہل سنت و جماعت کے نزدیک کسی طرح پر ہرگز قابل سماعت نہین ہو سکتا اس معاملہ مین ہم جسوقت زیادہ غور کرتے ہین اور اپنے نور فراست سے کام لیتے ہین تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کی یہ معذرت بیجا اس وجہ سے ہے کہ تعزیہ داری کے متعلق جسقدر امور بیجا شرک و بدعت اور توہین اہل بیت کے قبیل سے بجا لائے جاتے ہین اون کا دین محمدی کے خلاف ہونا اسقدر ظاہر ہے کہ اون کے تسلیم کرنے اور دین مین داخل سمجھنے کی حالت مین اسلام کا دعویٰ سرتاپا بالکل باطل محض اور محض بے اصل ہوا جاتا ہے اس لئے شیعہ صاحبان مدعی اسلام بلکہ مدعی ایمان کو مجبوراً ان امور واہیہ کا انکار صاف کرنا اور اصول مذہب سے اون کا خارج قرار دینا پڑتا ہے اصل بات یہ ہے کہ ان حضرات کی اس قسم کی چالاکی کچھہ تعزیہ داری ہی کے معاملہ مین منحصر نہین بلکہ اپنے مذہب کے قریب قریب کل معاملات مین اس ہی طرح کی چالاکی کو کام فرمایا کرتے ہین ہمکو ان کے معاملات کا خوب تجربہ ہوا ہے

اور جو شخص چاہے بتجربہ کر دیکھے کہ اِن کے مذہب مین جسقدر بڑے بڑے امور اِس قسم
کے ہین جو اصول مذہب قرار دئے گئے ہین اور اِن کے دین کا اونپر مدار سمجھا جاتا ہے
جسوقت اون کے سامنے اعتراضاً پیش کیا جاتا ہے تو اِس مذہب کے شخصون سے اون
کے صاف انکار کے سوا اور کچھہ نہین بن پڑتا چنانچہ اِن کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ
مین جنسے کہ اِن کا مذہب خاص نکلا ہے قرآن شریف کے بجنسہ موجود ہونے کا قطعاً
انکار موجود ہے اور بہ تصریح یہ امر فصیح اون سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام منزل کا اکثر حصہ
جو قریب ثلث کے ہوتا ہے بالکلیہ اوس مین سے نکالدیا گیا اور باقی مین کمی بیشی کی گئی
ہے علی ہذا القیاس اہل بیت اطہار مین سے ہر ایک کے متعلق نام بنام اسطرح کے بیہودہ
وخرافات قصے موجود ہین جن مین انتہا درجہ اون بزرگان دین و اہل بیت
سید المرسلین کی برائی پائی جاتی ہے جن کا کسی قدر حصہ بقدر ضرورت سابق مین بیان
ہو چکا لیکن جسوقت کہ اِن کے سامنے اِس قسم کے امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو صاف اونکا
انکار ہی کر بیٹھتے ہین کہ ہماری کتابون مین یہ امور ہرگز مذکور نہین یہانتک کہ صحابہ کرام
سید الانام پر معاذ اللہ تبرا بہیجا اور اون پیشوایان دین کو جن کی ذات بابرکات
باعث اشاعت دین محمدی ہے معاذ اللہ کافر و منافق سمجہا جسکی بنیاد فاسد پر اِن
کا تمام مذہب بنایا گیا ہے اسکا بہی جب کبہی اِن سے ذکر آتا ہے تو صاف انکار ہی کیا
جاتا ہے بس اِن تمام امور کی خاص یہ ہی وجہ ہے کہ اِن امور کے اقرار اور مذہب
مین داخل قرار دینے کی صورت نازیبا مین مذہب اسلام کا قطعاً انکار لازم آتا ہی
کہ اسلام کا زبانی دعویٰ بہی اِس حالت مین ہرگز نہین بن پڑتا لیکن اِن حضرات کا
یہ انکار صرف اونہی شخصون کے سامنے کسی قدر چل سکتا ہے جو اِن کے اصول مذہب سے
بالکل یا کماحقہ واقف نہین ہوتا لیکن کسی واقفکار کے سامنے اِن کو ہرگز مجال انکار
نہین بن پڑتی چنانچہ میرے سامنے جو شخص اِس قسم کے امور کا اگر کبہی انکار کر بیٹھتا ہی

تو اوسکو سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ ان کے اس معاملۂ خاص کے حق مین میرے تو یہ ایک آسان ترکیب ہاتھ آگئی ہے کہ جہان کسی نے کسی ایسے امور مذہبی کا انکار کیا جو ان کی معتبر کتابون مین مذکور ہین تو مین نے کلینی شریف و استبصار لطیف کا حوالہ دیکر جھٹ اوس کے دونون لب بند کئے یا روایت صاحب فقہ من لایحضرہ الفقیہ کا بیان کرکے اِن کو دم بخود کیا خیر بہلا استبصار و فقہ من لایحضرہ الفقیہ سے تو ان کے خاص ہی خاص اشخاص واقف ہون گے لیکن کلینی ان کے مذہب مین ایک ایسی کافی و مشہور کتاب ہے جس کو اِن مین کا ہر شخص اعلیٰ و ادنیٰ خوب جانتا اور بصدق دل سے اوسکو مانتا ہے بس کلینی کا نام آتے ہی اِن حضرات کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہین اور ایسے سخت پیچدار پہندے مین پہنس جاتے ہین جس کی گرفت سے ان کا نکلنا ہی محال ہو جاتا ہے اِس لئے کہ اگر اس کتاب کا انکار کرین تب تو اِس سے اِن کے مذہب ہی کا بالکلیہ انکار لازم آتا ہے کیونکہ اِن کے مذہب مین کوئی کتاب کلینی سے زیادہ صحیح و معتبر نہین قرار دی گئی - اور اگر اِس قسم کے امور کا اقرار کرین جنکا صاحب کلینی نے صاف و صریح طور پر اقرار کیا ہے اور اون کو اصول دین مین داخل قرار دیا ہے تو اس صورت مین ایمان تو بہلا کہان بلکہ اِس حالت مین اسلام کا زبانی دعویٰ بہی سرے سے بالکلیہ باطل ہوا جاتا ہے اِس لئے کہ جس حالت مین کہ کلام اللہ ہی معاذ اللہ بجنسہ موجود و قابل اعتبار نہ رہا اور اوس کے جمع کرنے والے اور دین محمدی کے عالم مین پہیلانے والے ہی نعوذ باللہ کافر و منافق ٹہرے اور رسول مختار پروردگار کے اہلبیت اخیار بہی جملہ العظمۃ للہ کاذب و ذلیل و خوار قرار پائے تو پہر اس صورت نازیبا مین دین اسلام کیا ہوا شیخ چلی کا اچہا خاصہ محض خیالی پلاؤ بن گیا کہ خالی خیال کے سوا اوسکا کہین وجود ہی متحقق نہ ہوا غرض کہ ایسی نازک حالت مین اِن حضرات صاحبان مذہب امامیہ کا معاملہ بالکل گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا ہو جاتا ہے کہ نہ تو اقرار ہی

کی حالت مین ان کا مذہب کسی صورت سے برقرار رہتا ہے اور نہ انکار ہی کی صورت
مین اُن کی کچھہ کاربراری نظر آتی ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ باوجود اِس کیفیت کے
اس خاص فرقہ مین کچھہ اہل علم عجیب وغریب قسم کے ہمارے دیکھنے مین
آئے ہین جن کو اعلیٰ درجہ کے صاحبان دانش وانصاف کے سوا
اور کیا کہا جائے کہ جس وقت اون کے سامنے اون کے امور
مذہبی کا ذکر کیا گیا اور کلینی وغیرہ اون کی معتبر کتابون
کا حوالہ دیا گیا تو اون مین سے بعض صاحبان ذیشان نے تو یہ کہا کہ اِس قسم کی روایتین
سنیون کے مذہب کی ہماری کتابون مین داخل ہوگئی ہین اور بعض حضرت عالی مرتبت
نے یہ غیر معقول جواب دیا جو درحقیقت نہایت ہی معقول جواب ہے کہ ہمارے مذہب
مین کوئی کتاب ایسی صحیح نہین جیسی کہ اہل سنت کے مذہب مین صحاح ستہ ہین جس کی
تمام روایات معتبر ہی مانی جائین اور بعض صاحب جودت وذکا وطبع رسا کا ان سب
سے نرالا ہی عجیب وغریب طریقہ دیکھنے مین آیا کہ جب اون سے اون کے خاص خاص
امور مذہبی کا تذکرہ کیا گیا جن کو اون کے مذہب مخصوص کی خصوصیات مین سے
مانا گیا ہے جس کی وجہ سے مذہب شیعہ مذہب حق اہل سنت وجماعت سے بالکل جدا
وممتاز بنا ہوا ہے تو وہ صاحب جودت باحیا وباغیرت نیچی نگاہ کرکے دبی زبان سے
ہر لاجواب بات کے جواب مین یہ ہی ارشاد فرما دیتے تھے کہ ہمارے محققین کا یہ مذہب
نہین غرضکہ یہ صاحبان فطرت بروقت ضرورت دفع الوقتی کی ضرورت سے طرح
طرح کی چالاکیون کو کام مین لاتے ہین مگر خدا کی شان ہے کہ کسی واقفکار کے مقابلہ
مین کسی حیلہ وتدبیر سے ہرگز کبھی بازی نہین لیجا سکتے کیونکہ ان اشخاص مذکورہ
کی اِس قسم کی غیر معقول باتون کے جواب مین ہر اہل عقل یہ معقول بات کہکر نہایت
آسانی سے انکا موہنہ بند کرسکتا ہے کہ بہلے مانسو ذرا اتنا تو سوچو کہ جب تمہارے ذہن

مین یہ بات ہے کہ تمہاری کتابون مین مذہب اہل سنت کی روایتین شامل ہو گئی
ہین اور تم جب کہ خود اس امر کے قائل ہو کہ تمہارے مذہب مین کوئی کتاب ایسی معتبر
نہین جس کی سب روایتین صحیح ہی ہون تو اس صورت مین تمہارا مذہب کس کتاب
سے ماخوذ ہوا اور اسحالت مین وہ کیونکر معتبر ہو سکتا ہے بس تم نے اپنے ہی منھ سے اسکا
غیر معتبر ہونا خود تسلیم کر لیا حقیقت مین بزرگون کا یہ سچا مقولہ صادق آگیا کہ حق بزبان
پر خود ہی جاری ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس تم جو ہر بات کے جواب مین بے تامل یہ
کہدیتے ہو کہ ہمارے محققین کا یہ مذہب نہین تو کیا تمہارے نزدیک صاحب کلینی شریف
و استبصار لطیف و فقہ من لایحضرہ الفقیہ کا محققین کے گروہ مین شمار نہین علاوہ اس
کے جنکو تم محققین کہتے اور سمجھتے ہو بھلا بتلاؤ تو اون کا وجود عالم مین کہان پر ہے
زمین پر یا آسمان پر یا وہ عنقا آشیان صرف تمہارے وہم و گمان مین بلکہ حق یہ ہی کہ
فقط تمہاری نوک زبان پر ہی اپنا نشیمن بنائے ہوئے ہین ورنہ ظاہر ہے کہ عالم مین
تو کہین اون کا نام و نشان مل نہین سکتا پھر اس سے قطع نظر یہ امر بھی قابل غور
ہے کہ امور اختلافیہ مین اگر بالفرض تمہارے محققین کا بھی یہ ہی مسلک ہے جو اہل
سنت و جماعت کا ہے تو پھر ان دونون مذہبون مین یہ زمین و آسمان کا سا فرق
و باہم کفر و اسلام کا مقابلہ کیون بنا ہوا ہے پیجئے اس قسم کی توجیہات خرافات
ہین کہ یہ صاحبان فطرت مقابلہ کے اہل سنت و جماعت کے سامنے
پیش کر کے آپ کو اور اپنے مذہب کو مقابلین کے سامنے ناحق ذلیل
و رسوا کیا کرتے ہین بس اہل فہم کے نزدیک اس مذہب اور اس
طریقہ کے بطلان کے لئے فقط ایک یہ ہی دلیل بے عدیل کفایت کرتی ہے
کہ جس مذہب خاص کی یہ شان ہو کہ خود اوس مذہب والے
ہی خاص کر اون کے خاص خاص اشخاص جو اوس مذہب کے کماحقہ واقف

کار اور اوس کے پورے حامی و مددگار کہلاتے ہین اپنے اصول دین کو جن کے حق
و ناحق ہونے پر دین کے حق و باطل ہونیکا مدار ہوتا ہے اسقدر خلاف عقل سمجھین کہ
مخالفین کے مقابلہ مین بجائے اون کے ثابت کرنے کے اون کا انکار کرنا پڑے
تو وہ دین کسی اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہرگز حق نہین ہو سکتا ایسی غیر معقول
حالت مین بھی اسکو حق سمجھنا اور اوس کی ناحق تیچ کرنے کے لئے اہل حق کے ساتھ
ناحق الجھنا خاص عوام و خواص مذہب شیعہ ہی کا خاصہ ہے جس مین اون کے ساتھ
دنیا بھر مین کسی مذہب و ملت والا بھی شریک نہین چنانچہ کسی مذہب والے سے
گفتگو کرکے دیکھ لیجئے کہ اوس کے اصول مذہب خواہ کیسے ہی نامعقول ہون لیکن وہ بمد
مقابل کے سامنے حتی الامکان اون کو دلائل سے ثابت ہی کرے گا نہ یہ کہ بجائے
اثبات اون کا ابطال کرے خیر جو کچھ بھی ہو اس مقام مین ہمکو اس مضمون کو
زیادہ طول دینے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اسوقت اس بحث خاص سے ہمارا خاص
مقصود صرف اسقدر ہے کہ جس وجہ سے حضرات شیعان نامدار اپنے اور امور دین
کا انکار کیا کرتے ہین اور وہ وجہ خاص یہ ہی ہے کہ وہ مدمقابل کے سامنے اپنے خاص
خاص امور مذہبی کے ثابت کرنے پر قدرت نہین رکھتے پس بعینہ وہ ہی وجہ
خاص اس تعزیہ داری کے معاملہ مین بھی ان کی اس معذرت بیجا و فضول کا سبب ہے
جو اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہرگز لائق پذیرائی نہین اس لئے کہ اس کے
متعلق جسقدر بھی امور بیجا بجالائے جاتے ہین وہ سب اول سے آخر تک عقلاً و
نقلاً قطعاً باطل محض ہین کہ اون کے اثبات کے لئے کوئی شخص اپنی تمام قوت
علمی کو صرف کرکے جسقدر بھی چاہے زور لگا دیکھے لیکن وہ کسی صورت سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتے چنانچہ ہم ان مین سے ہر ایک کو سابق مین نہایت کافی و وافی و مدلل طور پر
بتفصیل تمام باطل کر چکے پھر اس صورت مین شیعان عزادار اگر اون کا انکار نکرین

تو وہ بیچارے مجبوراً اور کر ہی کیا لیکن یہ خوب یاد رہے کہ اِن امور کا انکار بہی باقی
اور امور کے انکار کی طرح صرف اون ہی شخصون کے سامنے چل سکتا ہے جو اِن کے
مذہب اور اہل مذہب کی رگ وپے سے کماحقہ واقف نہین ہوتے کسی واقف کار
کے سامنے ان کی ہرگز مجال انکار نہین ہوسکتی حاصل کلام یہ ہے کہ تعزیہ داری بلاشک
خاص فرقہ شیعہ ہی کا شعار خاص ہے کسی اور دوسرے مذہب والے کو اگرچہ وہ کسی
بعض خاص وجوہ مذکورسے اسمین شریک ہو جائے ہرگز کسی قسم کا تعلق وسروکار نہین
ہوسکتا اور اگر ہم شیعہ صاحبون کی خاطر سے جس کی ہم وقتاً فوقتاً خاص طور پر برابر رعایت
کرتے چلے آئے ہین تھوڑی دیر کے لئے اِن کی اسیات کو تسلیم ہی کرین کہ یہ بدعت
شنیعہ تعزیہ مذہب شیعہ مین داخل نہین اور اون کے علماء مجتہدین اسکو منع کرتے
ہین مگر پہر بھی اِس امر مین کسی کو شبہہ نہین ہوسکتا کہ اس فعل بے اصل کی اصل جو وہی
رونے اور رولانے اور رونے والون کی سی صورت بنانے والون پر جنت واجب
بنانے والی حدیث ہے اسکا تو اِس فرقہ مین سے کوئی شخص منکر نہین بلکہ جاہل سے
لیکر عالم تک سب دل وجان سے اوس کے مقر اور اوس کے عمل کرنے پر تمام حد سے
زیادہ مصر ہین حالانکہ اس مین بہی بعینہ اوس ہی قسم کی قباحت لازم آتی ہے جس
قسم کی تعزیہ داری مین پائی جاتی ہے اِس لئے کہ اِس حدیث عجیب پر عمل کرنے کا یہ ہی
عجیب وغریب طریقہ عزادارون مین مروج ہو رہا ہے کہ مجالس عزا قایم کیجاتی
ہین اور اون مین شہادت شہداء کربلا کے متعلق اکثر جہوٹے مرثیے اور غلط روایات
بسیر و پا کی مصنوعی کتابین پڑہی جاتی ہین جن مین اہل بیت اطہار کی انتہا درجہ
بے صبری وغایت مرتبہ ذلت وخواری کے متعلق محض جہوٹے اور بالکل بے اصل قصے
بہرے پڑے ہین جن کا پڑھنا اور سننا قطعاً ناروا ہے اور پہر اون کو پڑہ کر اور سنکر
بے انتہا شور وغوغا مچایا جاتا ہے اور سینہ وسر پٹیا جاتا ہے جو خاص رسوم جاہلیت سے

ہے اور شرعاً قطعاً حرام ہے ظاہر ہے کہ اسطرح کے خلاف شرع امور کا ارتکاب ہرگز باعث ثواب نہین ہوسکتا بلکہ یقیناً موجب عذاب ہے پہر اسپر طرہ یہ ہے کہ مجالس عزا کی بنا محض خلوص قلبی پر بہی مبنی نہین بلکہ اوس مین اکثر حصہ ریا و نفسانی خواہشون کا ملا ہوا ہے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجالس عزا مین عموماً تین قسم کے اشخاص ہوتے ہین اول بانیان مجالس دوسرے حاضرین تیسرے ذاکرین بانیان مجالس کا تو عام طور پر یہ حال ہوتا ہے کہ شروع ہی سے اون کے دل مین اسبات کا خیال ہوتا ہے کہ جس طرح بن پڑے کسی صورت سے کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ جس سے ہماری مجلس کا رنگ اور دون کی مجلسون سے بڑہا ہوا رہے حاضرین بہی اور مجالس کے حاضرین کی بہ نسبت چیدہ ہون ذاکرین بہی سب سے زیادہ برگزیدہ و دہن دریدہ ہون آرایش و آسائش کے سامان و اسباب بہی باقی اور مجلسون کی بہ نسبت زیادہ اور سب سے بڑہ چڑہ کر ہون اس ہی خیال فاسد کی بناء فاسد پر اپنی حیثیت وسعت سے کہین بدرجہا زیادہ حتی کہ قرض و دام کرکے بہی طرح طرح کے سامان اور قسم قسم کے اسباب آرائش و آسائش کے متعلق مہیا کئے جاتے ہین ذاکرین بہی مشہور مشہور دور دور سے حتے الامکان اون کو معقول اجرت کی طمع نامعقول دلا کر ہزار منت و سماجت بلائے جاتے ہین پہر اپنے خاص خاص احباب اور اوس شہر کے برگزیدہ اصحاب کو خاص طور پر اطلاع دی جاتی ہے کہ کل فلان وقت بندہ کے مکان ماتم نشان پر مجلس عزا برپا ہوگی فلان میر صاحب سوز خوان اور فلان میرزا یا آغا صاحب تحت اللفظ یا کتاب خوان لکہنؤ شریف یا امروہہ لطیف سے غریب خانہ پر تشریف لائے ہین آپ عنایت فرما کر بندہ کے کاشانہ عزا نشانہ پر قدم رنجہ فرما کر بندہ کو ضرور مرہون منت و ممنون احسان فرمائیے پہر اگر اسقدر شد و مد کے ساتھ آؤ بھگت پر بھی کوئی بہرے ہوئے دل یا کینہ سے بہرے ہوئے سینہ والا اوس مجلس مین شریک نہین

ہوتا تو صاحب مجلس عزا کو اوس کے ساتھ ایک گونہ عداوت قلبی ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ بد بھیہ ہوتا ہے کہ طرفین مین رسم مروت و ملاقات بھی اسبات پر ترک ہو جاتی ہے یہان تک کہ طرفین کا ایک دوسرے کی شادی وغمی مین ہی شریک ہونا بالکلیہ موقوف ہو جاتا ہے ان امور پر نظر کر کے ہر اہل فہم اسبات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مجالس عزا کے منعقد کرنے مین بانیان مجالس کی ابتدا ہی سے نیت بخیر نہین ہوتی اس ہی لئے اون کا انجام بھی بخیر نہین ہوتا یہ تو بانیان مجلس امام کا احوال نیک انجام تھا اب حاضرین کا حال ہی سنئے کہ اون کی دو قسمین ہین ایک عام دوسری خاص عام کا حال تو یہ ہی کہ جو لوگ بیچارے فاقہ کے مارے غریب و غربا و مفلس و قلاش ہوتے ہین جو اپنی وجہ معاش کے لئے کہانے پینے کی چیزون کے موقع و محل کی تلاش مین ہر دم حیران و سرگردان پہرا کرتے ہین اون کو تو فقط شیرینی و شربت وغیرہ کی طمع دامن کہینچے ہوئے ادہر سے اودہر گہسیٹے گہسیٹے پہرا کرتی ہے وہ مصیبت زدہ ہر روز متعدد مجلسون مین پہر پہرا کر صبح سے لیکر پہر پہر رات تک اچہا خاصہ اپنا چارہ حسب دل خواہ مہیا کر لیتے ہین اور امام شہید کی برکت سے یا یون کہئے کہ یزید کی بدولت عشرۂ محرم مین دس دن تک برابر ادہر ادہر سے چاگ چر کر اپنا اور اپنے بال بچون کا پیٹ بہر لیتے ہین یہ ہی وجہ ہے کہ جس مجلس مین شیرینی زیادہ تقسیم کی جاتی ہے اوس مین اور مجلسون کی بہ نسبت اس قسم کے آدمیون کا زیادہ مجمع ہوتا ہے چنانچہ لکھنؤ کا نوابی کے زمانہ کا قصہ مشہور ہے جسکو ہم نے خاص وہان کے معتبر شخصونکی زبانی سنا ہی کہ وہان کوئی دل چلی بیگم ایسی تہین جن کی مجلس خاص مین ہر شخص کو ایک ایک فیرینی کی بہری قفلی اتنی بڑی تقسیم کی جاتی ہتی کہ حاضرین اوسکو اپنے سر پر اوٹھا کر یا کسی مزدور سے اوٹھوا کر گہر لیجاتے تہے بس اوس عالی ظرف و پاک بی بی کی اس سخاوت و حلاوت کے خیال سے لالچ مین بہر کر اوس شہر کے تمام شریف و رذیل ملکر بے باکانہ

اوس کی پاک مجلس مین ایک بارگی پل پڑتے تھے اور اوس عالیشان بی بی کے مکان عزانشان مین اسقدر طوفان بے تمیزی برپا ہوتا تھا جو حد بیان سے باہر ہے یہ تو عوام الناس مین سے غربا کی مجالس عزامین شرکت وحاضری کا واقعی ماجرا تھا باقی وہ لوگ جو پیٹ بہرے یا مالست ہوتے ہین اون کی حاضری وشرکت کئی وجہ پر مبنی ہوتی ہے بعض کو مرثیہ خوانی وسوزخوانی کے پیرایہ مین خوش الحانی کے ساتھ گانا سننے کا ذوق اور کسی کو تحت اللفظ خوان کی خوش بیانی وحرکات اعضاء جسمانی کے مشاہدہ کا شوق اور بعضون کو اوس مجمع عام مین طرح طرحکی صورتون کے دیکھنے کا اشتیاق مجلسون مین گھمائے پہرا کرتا ہے اِن وجوہ سے عوام کے مجالس امام مین شرکت وحاضری کا حال اس شال ہمثال سے صاف سمجھ مین آسکتا ہے اور ہمارے بیان واقعی کی اِس سے پوری تصدیق ہوسکتی ہے کہ اگر کسی مجلس کی نسبت تمام شہر مین یہ کیفیت مشہور ہوجائے کہ اوسمین لکھنؤ شریف اور امروہہ لطیف یا اور کسی مشہور ومعروف مقام سے سوزخوان خوش الحان اور تحت اللفظ پڑہنے والے عمدہ واعلی قسم کے چھٹے ہوئے بلوائے گئے ہین سوزخوان تو اسدرجہ کے موسیقی دان وباکمال ہین جنکی خوش الحانی ونغمہ سرائی کا ادنے حال یہ ہے کہ سننے والے پر بیاختہ حال طاری ہوجاتا ہے اور تحت اللفظ خوان اس شان وآن بان کا شخص ہے جسکی خوش بیانی کی یہ کیفیت ہے کہ جس شخص کو چاہے دم بہر مین رولادے اور جسکو چاہے ہنسادے پہر اِس کے علاوہ یہ صدا ے فرحت بخش بہی شایقین کے کانون مین پہنچی کہ بانی مجلس امام نے مجلس کے منتظین خاص کو یہ حکم عام دیدیا ہے کہ ہر شخص کو فی کس سیر بہر بالوشاہی عطا کی جائے تو پہر دیکھئے کہ اوس مجلس عزا مین شیعان عزادار کا کسقدر انبارہ پر انبارہ لگجائیگا کہ اوسمین ایک تل دہرنے کو بہی جگہ نہین ملنے کی اور اگر اِس کیفیت کے برعکس یہ اولٹا مضمون شہرت پاجائے کہ اوس مجلس

مین نہ تو کوئی خوش الحان سوز خوان آیا ہے اور نہ کوئی تحت اللفظ خوان جادو بیان وہان وارد ہوا ہے بلکہ اوس مجلس مین ذاکر ایک بوڑھا میٹا بھوس طبیعت کا شخص ہے جو صرف شہادت کے متعلق صحیح اور سچا واقعہ بلا تکلف و تصنع بیان کرے گا پھر اس مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ وہان حاضر ہونے والون کے نصیب اعدا ہاتھ پلے بھی کچھہ نہ پڑے گا کیونکہ بانی مجلس نے اپنے افلاس یا اپنی خست و کم ہمتی کی وجہ سے اس امر کا التزام کر لیا ہے کہ حاضرین مجلس عزا مین سے کسی ایک شخص کو بھی شیرینی کا ایک دانہ تک بہی نہ دیا جائے اس حالت مین ظاہر ہے کہ عزادارون مین سے ایک شخص بہی اوس مجلس کے گرد پھٹکنے کا اپنے دل مین ارادہ نکرے گا یہ دوسری بات ہے کہ اتفاقیہ دو چار یا دس پانچ آدمی بانی مجلس کی شرما حضوری سے اوبین جبرًا قہرًا قہر درویش بر جان درویش کا معاملہ کر کے جا بیٹھین لیکن اپنی دلی رغبت سے تو یقین ہے کہ اوس مین ایک بہلا مانس بھی شریک نہو گا یہ کیفیت تو عام شریک ہونے والون کی تھی اب رہے خواص اون کا مجالس عزا مین حاضر ہونا خاص خاص وجہ سے ہوتا ہے بعض ارباب مذاق تو میر انیس و مرزا دبیر کے کلام فصیح و بلیغ سننے کی غرض سے اور بعض بانی مجلس کی خاطر و مدارات یا اوس کے لحاظ و مروت یا اوس کے شان و شوکت کے سبب سے یا شرکت مجلس مین اوسکا بدلا اوتارنے کی خاطر طوعًا و کرہًا شریک ہوا کرتے ہین دونون قسمون کا حال تو سن لیا اب تیسری قسم کی کیفیت سنئے جو ان پچھلے دونون کے حق مین بمنزل امام اور اوسکا شیعان نامدار کی اصطلاح خاص مین ذاکر نام ہے اس کی عجیب و غریب کیفیت تو دونون کی کیفیت پر سبقت لے گئی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ذاکرین مین سے سوز و نوحہ خوان ہون یا تحت لفظ خوان خصوصًا مرثیہ گو ان سب کی مجالس عزا کی برکت سے اور مین تو یون کہون گا کہ یزید کی بدولت خوب ہی بن پڑی

گو یا منھ مانگی ان پر ہُن لوٹ برٹی یز یدیان بد اعمال کے اِن اعمال بدمآل کی بدولت یہ لوگ مال ومنال دنیوی سے مالا مال اور اون کے اِن افعال سرتاپا انفعال کے طفیل سے عمر بھر کے لئے خوش حال وفارغ البال بن گئے محرم کا مہینہ شروع ہوا اور اِن کی بجلی کی مانند آواز کی کڑک کے ساتھ ابر نیان کی طرح ان پر چاندی کا بادل برسنا شروع ہو گیا بیٹھے بٹھائے خوانون پر خوان اوترنے لگے اور پیرو شہیدون کی طرح ملکہ اون سے بھی کہین بڑہ چڑہ کر درہم ودینار کے چڑہاوے چڑہنے لگے اِس امر کو بھلا کون نہین جانتا ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے جس کے دیکھنے والے اب تک بہ کثرت موجود ہین کہ ان مین ایک میرانیس اور دوسرے مرزا دبیر تھے جو خاص اِس مرثیہ گوئی ہی کی بدولت اچھے خاصے رئیس اور بڑے امیر کبیر تھے یہ ہی وجہ ہے کہ مرثیہ خوان قواعد فن موسیقی کے مطابق خوش الحانی کے ساتھ سوز خوانی کی مشق مین رات دن غلطان وپیچان بنے رہا کرتے ہین اور مرثیہ گو شہادت شہدائے کربلا ومظالم یزیدیان اشقیا کے متعلق نئے نئے عجیب وغریب مضامین اختراع کر کے ہر دم بیٹھے بال کی کھال نکالا کرتے ہین اِس ہی طرح پر تحت لفظ پڑہنے والون کو بھی اپنی خوش بیانی اور ہر مضمون کے مناسب حال اپنی صورت بنانی مد نظر رہنے کی بنا پر شب وروز نہایت جان کاہی کرنی پڑتی ہے اس مقام پر ہم دو مرثیہ خوانون کا قصہ بیان کرتے ہین جو خاص فن مرثیہ گوئی مین ایک خاص قسم کا کمال رکھتے تھے جسکو ہم نے خاص اوس ہی جگہ کے رہنے والون کی زبانی سنا ہے جہان اون دونون صاحبان فن کا مولد ومسکن تھا کہ اون دونون مین سے ایک مرثیہ گو صاحب عالی نسب کا تو یہ حال تھا کہ وہ حضرت عالی مرتبت اپنے دولت خانہ کے سب طرف سے پٹ بند کر کے قدآدم ایک آئینہ سامنے رکھکر مرثیہ خوانی کی تحت لفظ کے طریق پر مشق کیا کرتے تھے اور ہر مضمون کے مناسب اپنی صورت

بناتے جاتے تھے اور اپنی صورت زیبا کو اوس آئینہ مین بغور ملاحظہ فرماتے جاتے تھے
بقول نظام سے انداز اپنا آئینہ مین دیکھتے ہین وہ ؛ اور یہ بھی دیکھتے ہین کوئی دیکھتا ہو
ہاتھ بھی نچاتے جاتے تھے موہنہ بھی بناتے جاتے تھے چشم و ابرو کا بھی اشارہ فرماتے جاتے
تھے غرضکہ اس عجیب وغریب قسم کی مرثیہ خوانی مین آپ اپنے جملہ اعضاء جسمانی سے
فی الجملہ کام لیتے جاتے تھے اگر اون حضرت کی شکی طبیعت کو اپنی صورت کے اوس مضمون
کے ساتھ مطابق ہونے مین ادنے ابھی شک پڑ جاتا تھا تو اوس مضمون کو دوبارہ
پہر دہراتے تھے اور پکر چشم و ابرو دست وسر کے اشارہ کو بدستور سابق کام مین
لاتے تھے جسوقت آپ کے دل کو اس امر کی طرف سے پوری تشفی ہو جاتی تھی کہ آپ
کی یہ حرکت جسمانی اوس مضمون روحانی کے ٹھیک مطابق بیٹھہ گئی اور اس کا عین الیقین
کے طور پر بخوبی مشاہدہ ہو جاتا تھا کہ آپ کی اس صورت خاکی سے اوس مضمون بالا کا
پورا خاکا اُتر آیا اُسوقت وہ حضرت عالی مرتبت اوس مضمون کا افادہ اور حرکت اعضا کا اعادہ موقوف
فرماتے تھے ایسے شاقونکی ایسی مشقت دیکھا نکاہی کیساتھ شق کرنیکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جو اور مرثیہ گو اسدرجہ کے
پڑہنے مین شاق نہین ہوتی تھی اگرچہ اونکا کلام فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اون شاقون کے کلام
سے ایک گونہ برتر اور فی الجملہ بڑہ چڑہ کر ہوتا تھا لیکن سامعین جسقدر اوس شاق
کے پڑھنے سے محظوظ ہوتے تھے اوسقدر اوس فصیح و بلیغ کے پڑہنے سے نہین ہوتے تھے
یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے صاحبان کمال مین آپس مین ایک قسم کا ملال رہتا تھا اور
ہر ایک اپنے اپنے کلام مین دوسرے پر چوٹ کرتا رہتا تھا چنانچہ جس شخص کو فن شاعری
سے فی الجملہ مذاق حاصل ہے وہ دونون قسم کے صاحبون کا کلام سنکر بخوبی اس امر کا
اندازہ کر سکتا ہے کہ ادسمین ایک دوسرے پر کسقدر نوک جھونک موجود ہے اور
جانبین سے ہر ایک کا ایک مصرع دوسرے کے حق مین کیسا میٹھی چھری کا کام کر رہا ہی
اس ہی بنا پر وہ شکر رنجی طرفین کے تلخ مزاج طرفداروں مین برابر نسلاً بعد نسل منتقل

ہوتی چلی جاتی ہے چنانچہ جس مجلس مین دونون فریق مذکور کے مرثیہ خوان موجود
ہوتے ہین کیسی کیسی بے لطفیان ادن مین پیش آتی ہین جن کا لطف حاضرین مجالس
خوب اوٹھاتے ہین ایک کے دوسرے پر کیسے کیسے تلے ہوئے وار کی کیسی کیسی جھچی ہوئی
بھرمار رہتی ہے اور آپس مین کیسی جوتیون مین دال بٹتی ہے کہ معاذ اللہ العظمۃ للہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ خیر ہمکو اس سے کیا بحث ہے یہ جانین انکا کام ہمارا تو اس
قصہ کے بیان سے صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ ناظرین منصفین پر یہ امر کما حقہ منکشف
ہوجائے کہ مرثیہ خوانی و مرثیہ گوئی کی بنا دینداری و غم امام پر ہے یا دنیا حاصل
کرنے اور نفسانیت کے کام پر اب دوسرے مرثیہ گو صاحب عالی مراتب کا حال ہی سنئے
جسکا سنا ہی نفع سے خالی نہین کہ وہ ذات شریف کسی مجلس شریف مین ایک بیش
بہا دوشالہ زیب تن کئے ہوئے نہایت کروفر سے منبر پر چڑھے ہوئے مرثئے تحت اللفظ
کے انداز پر پڑھ رہے تھے اور غایت شد و مد سے شہادت شہدائے کربلا و مظالم
یزیدیان اشقیا کا حال بیان فرما رہے تھے اور منبر پر بیٹھے ہوئے بڑے زور و شور
سے شیر غران کی طرح مجلس عزا مین غرا رہے تھے کہ اتفاقاً ایک شخص اطراف شہر کا
رہنے والا جو بظاہر کچھہ پڑھا لکھا نہین معلوم ہوتا تھا اوسطرف آ نکلا اور مجلس امام
کی اسقدر دہوم دھام اور حاضرین کے تزک و احتشام و کثرت ازدحام خصوصاً جناب
فضیلت مآب حضرت ذاکر صاحب کی بھڑک کو دیکھکر وہ بیساختہ بھڑک اوٹھا اور آپ
کی بجلی کی طرح کڑک کو سنکر ایک بارگی اوسکا دل دھڑکنے لگا اس بیچارگی کی حالت
مین اوس کو وہان بیٹھنے کے سوا اور کچھہ چارہ نہ بن پڑا کچھہ دیر تک تو وہ قہر
درویش بر جان درویش کا معاملہ کئے ہوئے خاموش بیٹھا رہا اور ذاکر صاحب
فصیح و بلیغ کے اوس کلام بلاغت نظام کو سنتا رہا جس کے طفیل سے آپ دونون
ہاتھون سے دنیا ہی خوب دل بھر کر کماتے جاتے تھے اور پھر اپنے گمان مین اوس

کی برکت سے اپنے اور سامعین کے حق مین جنت بہی واجب بناتے جاتے تہے آخرکار جب اوس شخص سے نرہا گیا تب اوس نے حاضرین مجلس سے یہ دریافت کیا کہ صاحبو یہ کیا معاملہ ہے اور کس کم بخت کو یون برملا برا کہا جا رہا ہے لوگون نے مختصر طور پر شہید کربلا کی شہادت اور یزیدیون کی شقاوت کا کچہہ حال بیان کیا یہ سنکر وہ دفعتہً اوٹھ کھڑا ہوا اور حاضرین مجلس کی طرف التفات کرکے یہ کہا کہ صاحبو سن لو یزید نے جو کچہہ بہی کیا وہ حقیقت مین بہت ہی برا کیا اوسکو جسقدر بہی برا کہا جائے وہ تہوڑا ہے لیکن اس شخص کو یعنی ذاکر صاحب کی طرف اشارہ کرکے اوسکو برا کہنا ہرگز نہین پونہچسکتا اس کے بعد پہر خاص حضرت ذاکر صاحب عالی مراتب کی جانب بتخصیص خطاب کرکے یہ کہا کہ بہائی بہلا تو اس کو کیون برا کہتا ہے تجکو تو وہ ٹکرون کے سر لگا گیا اگر وہ ایسا فعل نکرتا تو پہر تجکو کوئی کاہے کو پوچھتا تو جو ہزار بارہ سو کا دوشالہ اوڑہے ہوئے منبر پر چڑھا بیٹھا ہے اور ادہر اودہر دوڑا پہر رہا ہے یہان سے سو پچاس روپیہ اوڑا وہان سے سو دوسو اوڑا لایا یہ سب اوس یزید ہی کی بدولت ہے جسکو تو برا کہہ رہا ہے تجکو تو بجائے برا کہنے کے اوسکا نہ دل سے شکرگذار ہونا چاہئے اوس مسافر صورت وخضر سیرت کا یہ کلام ہدایت التیام سنکر جناب دولت مآب حضرت ذاکر صاحب عالی مقام وتمام حاضرین مجلس امام برگزیدہ انام چور رہور ہوکر اوس کی طرف دیکھنے لگے اور سکتہ کے عالم مین ششدر رہ گئے اور اسقدر مجمع کثیر مین سے جو لشکر مور وملخ کی برابر تہا کسی ایک شخص سے بھی اوسکی بات کا جواب نہ بن پڑا حقیقت مین اوس نیک ذات وفرخندہ صفات کی اس لاجواب بات کا جواب ہو ہی کیا سکتا ہے کیونکہ اس امر مین کسی اہل عقل وانصاف کو ہرگز شبہہ نہین ہوسکتا کہ یزیدیون نے جو کچہہ بھی اس قسم کا بیجا معاملہ کیا وہ در حقیقت نہایت ہی برا کیا لیکن اسکے ساتھ ہی اس امر حق مین بھی کسی ادنےٰ واعلیٰ

کو شک نہین ہو سکتا کہ ان لوگون کے حق مین تو بہت ہی اچھا کیا کہ بیٹھے بہلائے ان
حضرات کے ہردم کا یہ اچھا مشغلہ ہاتھ آگیا فی الواقع واقعۂ شہداء کربلا کیا ہوا گویا ان
کے حق مین تو ایسا ہو گیا جیسا کہ بلی کے بھاگ سے چھینکا ٹوٹ پڑا تو ناظرین منصفین
رونے رولانے والون کے حق مین جنت واجب بتانے والی حدیث پر عمل کرنے
والون کے یہ تین فرقہ ہو سکتے ہین جن صاحبان تثلیث کے مخفی حالات قلبی کو ہم نے
اپنے نور فراست سے دیکھکر من وعن تمہارے سامنے ظاہر کر دیا جس سے تمکو یقین کامل
ہو گیا کہ ان مین سے ایک شخص کے حق مین بھی اس ذریعہ سے جنت کے واجب ہونیکو
کچھہ علاقہ نہین ہو سکتا اس مقام مین شیعان عالی مقام مین سے کسی صاحب جودت
کی طبیعت مین شاید یہ شبہہ پیدا ہو کہ مجالس عزا کے متعلق جو امور بیان کیے گئے
ہین وہ درحقیقت اس حدیث کے مضمون سے خارج ہین جسمین کہ رونے اور رونے
والے کی سی صورت بنانے والے کے حق مین جنت واجب آئی ہے اس لیئے کہ
اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو شخص شہادت امام جنت مقام کے متعلق صحیح صحیح
حالات واقعی پڑھ کر یا سنکر خلوص دل سے روئے یا رولائے یا رونے والون
کی سی صورت بنائے اوسپر جنت واجب ہو جاتی ہے اس صورت مین امور
مذکورۂ بالا کی تردید حدیث عزا کی تردید نہین ہو سکتی اس شبہۂ ضعیف کا جواب توی
یہ ہے کہ اول تو یہ امر مسلم نہین کہ امور مذکورہ مضمون حدیث مذکور سے خارج ہین
وجہ اس کی یہ ہے کہ اس حدیث مین جبکہ رونے رولانے کا حکم ہے اور اوسپر
جنت واجب قرار دی گئی ہے تو اس صورت مین جھوٹی روایتون کے بیان کرنیکا
حکم اور اوسپر وجوب جنت کا ترتب بدرجہ اولی ثابت ہو گیا اسلیئے کہ یہ امر ظاہر ہے
کہ شہادت کے متعلق جسقدر جھوٹے اور محض بے اصل وفرضی حالات کے سننے اور سنانے
سے سامعین وذاکرین پر رقت طاری ہوتی ہے صحیح اور سچے حالات کے پڑھنے

اور سننے سے اوسقدر ہرگز نہین ہوتی اور اگر کوئی شخص تعصب بیجا کی وجہ سے اس
امر ظاہری و بدیہی کا انکار ہی کرے لیکن اس امر یقینی وواقعی کا ہرگز انکار نہین
کرسکتا کہ جھوٹے حالات مین بھی اسقدر اثر ضرور ہے کہ اون کے پڑہنے اور سننے
سے پڑہنے اور سننے والے کو رونا ضرور آجاتا ہے اگر صحیح واقعات کی بہ نسبت اُنین
زیادہ رقت بھی نہ مانی جائے تو اوس مین شک نہین کہ اون کی برابر تو ضرور
ہی ماننی پڑے گی چنانچہ ظاہر ہے کہ جو کتابین قصون کی ایسی ہین جن کا مصنوعی
وفرضی ہونا یقینی طور پر ثابت ہے اون مین جس مقام پر بھی کسی کے صدمہ وتکلیف
کا تکلف حال بیان کیا گیا ہے اون کے ذکر سے دلون پر اسقدر رقت طاری ہوتی
ہے جسکا ضبط کرنا دشوار ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ شہادت کے متعلق جھوٹے
حالات پڑہ کر یا سنکر جو شخص روئے یا رولائیگا اوس پر اس حدیث کی مطابق
جنت ضرور واجب ماننی پڑے گی علی ہذا القیاس یون سمجھنا چاہیے کہ جب اس
حدیث مین رونے والون کی سی صورت بنانے والے کے حق مین بھی جنت واجب
قرار دی گئی ہے تو اس سے اس معاملہ خاص مین خاص ریاکاری کا حکم اور اوسپر
جنت کا وعدہ اور وعدہ بھی کیسا وجوب کے طور پر بالیقین ثابت ہوگیا اس لئے
کہ یہ امر ظاہر ہے کہ رونے والون کی سی صورت تو وہی شخص بنائے گا جس کو خلوص
دل سے رونا نہ آئے گا اور اوس کے دل پر ہرگز غم والم کا کچھہ اثر نہوگا ورنہ
حقیقتہً غم والے کو رونے والے کی صورت بنانے کی کیا ضرورت پڑی ہے وہ تو
خواہ مخواہ ضرور ہی روئے گا اگر کسی وجہ سے چلا کر نہ رو سکے گا تو چپکے چپکے صرف آنسوؤن
سے رو کر ہی وہ بیچارہ غم دیدہ وستم رسیدہ اپنے دل مضطر کا بخار نکال لے گا بس اس
تحقیق سے جو اس حدیث کے معنی مین تدقیق کے ساتھ کی گئی اس بات کی پوری تحقیق
ہوگئی کہ حدیث مذکور کے مضمون مین شہادت کے متعلق محض جھوٹے اور بے اصل

واقعات فرضیہ کو بیان کرکے رونا اور رولانا اور محض ریاکاری کے طریق پر رونے والون کی سی صورت بنانا دونون شامل ہین دوسرے اگر بالفرض ان امور مذکور کو مضمون حدیث مسطور سے خارج ہی تسلیم کیا جائے تب بہی یہ امر اصل مقصود مین کسی صورت سے خارج نہین ہو سکتا اس لئے کہ رونے اور دلانے والون کی سی صورت بنانے والون کے لئے جنت واجب کرنے والی حدیث پر عمل کرنے کے جو طریقہ شیعان عزادار نے اختیار کر رکہے ہین اور وہ ان کے عوام و خواص سب مین عموماً مروج ہو رہے ہین وہ یہ ہی طریق ہین جبکو ہم نے بالتشریح بیان کرکے بالتصریح ادن کی تفضیح کی ہے اگر ان طریقون کو مضمون حدیث معلوم سے خارج جانکر ادن کو باطل سمجہا جائے تو اس صورت مین حدیث مذکور کا خارج مین کوئی مصداق ہی متحقق نہوگا بلکہ محض فرضی و خالی خیالی رہ جائے گا جسکا تمام عالم مین کوئی شخص بہی عنقا کی طرح نام کے سوا کچہہ نشان ہی نہ پائے گا اور یہ امر بہی ظاہر ہے کہ کسی خیالی و محض فرضی شئے پر کسی قسم کا مفید یا مضر نتیجہ ہرگز مرتب نہین ہو سکتا اس حال مین جنت کے واجب ہونے کی جگہ اوسکا ملنا ہی ستحقین وجوب کے حق مین محال ہو جائے گا قدرت خداوندی کا یہ عجیب و غریب تماشا ہی قابل دید ہے کہ حضرات شیعان طالبین جنت نے جس حدیث کی روسے جنت جیسی پربہار و دشوار چیز نہایت آسانی سے اپنے حق مین واجب قرار دے کر اپنے کو اوسکا مستحق سمجہہ رکہا تہا قضاء الٰہی سے خوبی قسمت نے جو پلٹا کہایا تو وہ دفعتاً پلٹ کر بجائے وجوب ان کے حق مین محال بن گئی اپنے نزدیک تو یہ حضرات کوشش کرکرا کر اپنے گمان مین جنت کے قریب جا ہی پوہنچے تھے مگر اسکو کیا کیجیے کہ تقدیر ابزدی جو کسی کے اختیار ہی مین نہین آخر کار غالب آگئی اور اوس کے پرتاثیر عمل نے جو کسی تدبیر سے ہرگز ٹل ہی نہین سکتا اپنا اثر دکہلا کر ہی چھوڑا

قسمت کی خوبی دیکھیے ٹوٹی کہان کمند　　دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

ہر چند کہ اس مقام مین صاحب طبع سلیم و فہم مستقیم کی تسکین خاطر کے لئے صرف اس ہی قدر اجمالی جواب کفایت کرتا ہے لیکن یہ حضرات بھلا ایسے کاہے کو ہین جو اس معاملہ مین اسقدر قلیل پر اکتفا کرین بلکہ جب تک اس مقام مین ہمارے خامۂ آبدار سے اچھی طرح بربال کی کھال نہ نکلوائین گے تب تک ان کو ہرگز چین ہی نہ پڑے گی اس لئے ہمکو یہ ضرور ہوا کہ حدیث مذکور کے مفہوم و مصداق کو خاص ان ہی کی منشا کے مطابق قرار دے کر اس مین محققانہ طریق پر کلام کرین تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اگر ہم تمام وجوہ مذکورہ بالا سے قطع نظر کرکے حدیث مذکور کے یہ ہی معنی قرار دین کہ جو شخص شہادت شہداء کربلا کے متعلق فقط سچے سچے حالات پڑھ کر یا سنکر خلوص دل سے روئے یا رولائے یا رونے والون کی سی صورت بنائے گا اوس پر جنت واجب ہو جائے گی تو یہ معنی بھی کئی وجہ سے باطل ہین اول وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ اس صورت مین یہ بات لازم آتی ہے کہ جسقدر شرعی احکامات ہین حتی کہ فرائض و واجبات بھی ان سب پر رونا اور رولانا اور رونے والون کی سی صورت بنانا سبقت لیجائے اس لئے کہ جملہ احکامات فرائض و واجبات مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکاۃ وغیرہ کی نسبت وجوب جنت کا وعدہ نہین کیا گیا پھر ایسی حالت مین کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے بلکہ یون کہئے کہ کیا اوس کی ایسی عقل ماری گئی ہے کہ ایسے آسان کام کے ہوتے ہوئے جس کے بجا لانے مین کسی شخص کو بھی کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے اور مفت مین اوس کے ذریعہ سے جنت واجب ہو جائے پھر وہ سخت احکامات شرعیہ کی قید مین اپنی جان کو ناحق مصیبت مین پھنسائے جنکی تعمیل مین جنت کی خالی امید ہی امید ہے وجوب کا کہین وہم و گمان و نام و نشان تک بھی نہین پس شہادت امام شہید و شقاوت یزیدیان پلید کے متعلق دو جملے بیان کرکے چشم پرنم سے دو آنسو بہائے اور دم نکلتے ہی جنت کے موتی محل مین جھٹ

چہپر کہٹ جا بچہائے ملکہ آنسو بہانے کی ہی ناحق تکلیف بیجا اوٹھانے کی کون ضرورت ہے صرف روٗنیوالون کی سی بتکلف و بالقصد صورت بنائے اور جسم ناتوان سے جان کے نکلتے ہی فردوس برین کی بارہ دری مین ایک دم سے اپنا بستر جا جمائے بس اس سے زیادہ شیعان محبین امام کو بہلا اور کیا آسان کام جنت کے حاصل کرنے کے لئے درکار ہے اس صورت مین جنت کیا ہوئی بقول شخصے نانی جی کا گہر ہوگئی کہ روتے بسورتے غرض کہ جس سے جسطرح بہی بن پڑے وہان جا پڑے لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ بزرگون کا مقولہ ہے کہ ؎

جس جا پہ گل کہلا ہے وہان خار ہی ضرور ہوتا خزانہ پر ہے بنا مار ہی ضرور

جیسی اس کام مین آسانی ہے ویسی ہی اسمین دشواری کی ایسی سخت پچر لگی ہوئی ہے جس کی وجہ سے حضرات شیعہ کو ایسی سخت مصیبت کا سامنا ہوگا جس سے رہائی کسی طرح پر ہی ممکن ہی نہین معلوم ہوتی وہ یہ ہے کہ اہل سنت بھی اس صورت مین ضرور جنت مین داخل ہو جائین گے اس لئے کہ اسمین کسی شخص کو موافقین و مخالفین مین سے شک نہین ہوسکتا کہ وہ امام مظلوم کے ذکر شہادت اور آپ کی اور آپ کے عیال و اطفال کی تکالیف بیحد کا حال پرملال سنکر اور پڑہ کر ضرور روتے اور رولاتے ہین اور رونے والون کی سی صورت بنانی جو اون کی محض نقل اوتارنے سے عبارت ہے وہ تو بہلا کس سے نہین آتی ہر مذہب و ملت و الا اور ہر کس و ناکس اعلی سے لیکر ادنے تک رونیوالون کی بہ آسانی نقل بنا سکتا ہے بس جس جنت مین کہ اہل سنت موجود ہوئے جنکو حضرات شیعہ درو افض اپنا جانی دشمن سمجہتے ہین تو ایسی بری جنت شیعون کے لئے بہلا کیونکر مناسب ہوسکتی ہے ملکہ شیعان عزادار کے واسطے تو خاص وہی مقام مناسب حال و سزاوار ہے کہ جہان کہین اون کے دشمنان جان اہل سنت باایمان و صاحبان عرفان کا نام و نشان تک

ہی ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کے غم والم مین رونا رولانا خاصکر روتی صورت بنانا جو تینون صورتین ہین سو ارباب عقول کے نزدیک نہایت ہی نامعقول صورت ہے دین مین ہرگز معتبر نہین البتہ خوف خدا سے رونا بیشک معتبر قرار دیا گیا ہے جس کی مختلف صورتین ہین اپنے اعمال کا خیال کر کے یا قبر کی وحشت وتنہائی کا تصور کر کے یا ہول میدان حشر ووقت پل صراط پر نظر کر کے یا عذاب دوزخ سے ڈر کر رونا جن سب کا مآل کار وہی خوف پروردگار ہے بس اس قسم کی صورتون کے سوا اور کوئی رونے کی صورت نازیبا عقلاً کسی صورت سے دین مین قابل اعتبار نہین ہوسکتی جسپر جنت کے ملنے خصوصاً اوس کے وجوب کا مدار سمجھا جائے وجہ اس کی یہ ہے کہ جنت اون اعمال کی جزا قرار دی گئی ہے جو شریعت کے مطابق خلوص قلب سے عمل مین لائے جائین جن کی احکام پروردگار خلاق عالم ومالک حقیقی نے اپنے رسول پاک پر نازل فرمائے ہین اور اون اعمال کی دو قسمین ہین عبادات ومعاملات عبادت کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے حقیقی مولیٰ کی منشا کے مطابق قصداً اس قسم کا فعل عمل مین لائے جس سے اوس کی عاجزی وذلت اور اس مالک حقیقی کی قدرت وعظمت ظاہر ہو اور اس فعل کے عمل مین لانے سے اوسکا اعلیٰ مقصود اپنی ذلت وعاجزی کا اظہار اور خلاق عالم کی عظمت وقدرت کا اقرار ہو اور معاملات کی واقعی اہلیت وحقیقی کیفیت یہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ خالق کے حکم کے موافق ایسا برتاو کرے جو اوس کے حق مین دین ودنیا کے اعتبار سے مفید ہو بس یہ ہے تمام اعمال شریعت وطریقت کا خلاصہ جسکو ہم نے دو جملون مین بالاجمال بیان کر دیا بس اس تحقیق کو خوب ذہن نشین کر کے بغور دیکھ لینا چاہئے کہ کسی کے غم مین رونا ان دونون قسمون مین سے کس قسم مین داخل ہے ظاہر ہے کہ عبادات مین تو داخل ہی نہین اور نہ ہوسکتا ہے اس لئے کہ کسی کے غم مین رونیکا منشا نہ تو رونیوالے کو اپنی ذلت وعاجزی کا اظہار مطلوب ہوتا ہے اور نہ اوس قادر مطلق کی عظمت وقدرت

مطلقہ کا اقرار نہ اِس غیر معقول فعل مین اون دونون معقول امرون پر دلالت کرنے کی کچھہ صلاحیت ہے بلکہ اِس کا اصلی منشاء عموماً یا تو رونے والے کی بے صبری ہوتا ہی جو اکثر اوقات حد شرعی سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے اوس کے حق مین باعث وبال ونکال آخرت ہو جاتا ہے یا اوس کی محض ریاکاری و نفاق شعاری جو ہر وقت ہر صورت مین دین محمدی کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ اوس کی بناء خاص خلوص قلبی پر قایم کی گئی ہے پھر جب کہ یہ فعل نہ عبادت ہی مین داخل رہا اور نہ معاملات ہی مین شامل جن پر کہ تمام اعمال شرعیہ کا انحصار ہے تو اسمین جنت کے ملنے خصوصاً اوس کے وجوب کا اعتقاد رکہنا کیونکر کسی اہل عقل و دین کو پہنچسکتا ہے بس اِس تحقیق سراپا توفیق سے یہ امر خوب محقق طور پر ثابت ہو گیا کہ کسی کے غم مین رونا خواہ وہ امام ہو یا غیر امام خصوصاً رونے والون کی سی صورت بنا کر ریاکاری کا اظہار ہرگز دین کا کوئی کام نہین اور جس چیز کا دین کے کامون مین شمار نہین ظاہر ہے کہ اوسکو جنت کے ملنے سے کسی قسم کا تعلق و سروکار نہین۔ اسی مقام مین شیعان عزادار مدعیان محبت اہل بیت اطہار مین سے شاید کوئی شخص چرب لسانی کو کام فرما کر یہ بیجا توجیہ کرے کہ کسی کے غم مین رونا اوس کے ساتھ محبت کی دلیل ہے اس بناء پر امامون کے غم مین رونے سے اون کی محبّت ثابت ہوتی ہے اور جملہ پیشوایان دین خصوصاً اہلبیت محبوب رب العالمین کی محبت بہ اتفاق فریقین دین مین شمار کی گئی ہے اِس لیئے کہ دین کے متعلق تمام عقائد و اعمال بزرگان دین ہی سے ماخوذ ہین بس اِس اعتبار سے امامون کے غم مین رونا بواسطہ دین ہی مین داخل سمجھا جائے گا ناظرین عزاداری کے متعلق یہ آخری مغالطہ ہے جو عزادارون کے باقی اور مغالطون کی طرح طلسم وہمی بنا ہوا راہ حق مین کہڑا ہوا ہے جو کم فہم شخصون کو جن کی قوت عقلیہ پر قوت وہمیہ غالب ہے راہ مستقیم دین قدیم پر چلنے سے روکتا ہے مگر

نواں مغالطہ آخری عزاداران

پہنچے جس طرح پر کہ باقی پہلے اور طلسمات وہمیہ کو اپنی حکیمانہ تدابیر سے جو حکیم علی الاطلاق نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو عطا فرمائی ہے نیست و نابود کر دیا اس ہی طرح پر اس پچھلے طلسم وہمی کو بھی جو سب سے آخر مین راہ مستقیم حق کے اخیر کنارہ پر لگا ہوا منزل مقصود تک پہنچنے سے چلنے والون کو باز رکھتا ہے انشاءاللہ الرحمان صفحہ ہستی سے بالکلیہ مٹائے دیتے ہین تاکہ آیندہ کو راہ حق پر چلنے والون کے لیے اس راستہ مین کسی قسم کی روک ٹوک باقی ہی نرہے اس مغالطہ خلاف تحقیق کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اول تو کسی کی تکلیف کا حال سنکر یا دیکھکر رونا اوس کے ساتھ محبت رکھنے مین کچھہ منحصر نہین یہ دوسری بات ہے کہ اوس کی ایک خاص صورت محبت بھی ہو سکتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ ایک طبعی امر ہے کہ کسی کی تکالیف کے حالات دیکھکر یا سنکر اکثر وقت دشمن کو بھی رونا آجاتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ مرثیون کو سنکر بعض مرتبہ کفار بھی زار زار رونے لگتے ہین کیا اون کے اس رونے سے کوئی اہل عقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ مخالفین اسلام کو امامون کے ساتھ محبت ہے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر اون کو پیشوایان دین کے ساتھ درحقیقت محبت ہوتی تو وہ مذہب اسلام قبول ہی نہ کر لیتے اس ہی طرح پر اس امر مین بھی کسی کو شبہہ نہین ہو سکتا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسانون کی مصنوعی کتابون اور محض فرضی قصون مین کسی فرضی شخص کی تکلیفون کا حال معلوم کر کے بیساختہ رونا آجاتا ہے حالانکہ رونے والا اپنے دل مین یقیناً خوب اچھی طرح پر سمجھے ہوئے ہوتا ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل و محض فرضی ہے اس کی مطلق کچھہ اصل نہین مگر طبعی کیفیت کو کیا کیجیے کہ وہ تو مجبورًا خواہ مخواہ رولا کر ہی چھوڑتی ہے جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ کسی کی تکلیف کے حالات معلوم ہونے سے رونا اوس کے ساتھ محبت کی خاص دلیل نہین تو پھر اس حالت مین اوس کا دین مین کیونکر شمار ہو سکتا ہے دوسرے اگر بالفرض اس کے بعض حالات کے لحاظ سے اس کا منشا محبت ہی قرار دیا جائے تب بھی وہ

مدعیان محبت امام کے حق مین کچھہ مفید نہین ہوسکتا اِس لئے کہ بزرگان دین کی محبت سے مقصود اصلی صرف اون کا اتباع ہوتا ہے کہ اون کے سے عقائد رکھے اور اونہی کے سے حتی الامکان اعمال بجا لائے غرضکہ اون کے خلاف منشاء کوئی امر خواہ وہ عقائد کی قسم سے ہو یا اعمال کے قبیل سے ہرگز اختیار نہ کیا جائے اور اگر شامت نفس سے اون کے خلاف کوئی امر اتفاقیہ کبھی سرزد ہو ہی جائے تو اوسپر حد درجہ ندامت ہو ورنہ اوس محبت کا وجود وعدم ہی برابر ہے خصوصًا جبکہ اون اکابر دین کے خلاف منشاء امور نہایت شد و مد و غایت اصرار کے ساتھ عمل مین لائے جایئن جیساکہ شیعان عزادار مدعیان محبت آئمہ اطہار کا خاص شعار ہے تو ایسی حالت مین اون کا دعوی محبت محض زبانی دعویٰ ہی دعوے ہے جو کسی ادنے اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہی کبھی ہرگز معتبر نہین ہوسکتا واقعی بات یہ ہے کہ پیشوایان دین مین سے خصوصًا وہ حضرات عالی درجات جو ہم سے پیشتر گذر چکے ہین جیسے کہ ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی کی تابعداری کی برابر کوئی شئے اون کے ساتھ محبت رکھنے کی دلیل نہین ہوسکتی اسلیئے کہ اون کی تابعداری کرنے کا اون کی محبت کے سوا اور کوئی منشا نہین ہوسکتا تحقیق اِس مقام کی یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص کسی کی تابعداری کرتا ہے اوسکی کئی وجہ ہوتی ہین یا تو اوسکا خوف اوس کے اتباع کا سبب ہوتا ہی یا کسی قسم کی دنیاوی طمع اوس کی علت ہوتی ہے یا اوس کی محبت اوسکی تابعداری کا باعث ہوتی ہے پھر محبت کی چند قسمین ہین جنکی تفصیل بحث تفضیل مین گذر چکی یہان بقدر ضرورت بالاجمال اِس کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ محبت کے اصول کے اعتبار سے صرف دو قسمین ہوسکتی ہین ایک تو دنیاوی جسکی بناء دنیا کی اغراض پر واقع ہو دوسری دینی جس کا منشا خاص دین ہو جسکو حب للہ کہتے ہین اب اِس تحقیق کو خوب ذہن نشین کرکے بغور دیکھنا چاہیے کہ بزرگان دین کی تابعداری کس

قسم مین داخل ہے ظاہر ہے کہ نہ تو خوف وطمع دنیاوی اوسکا سبب ہوتا ہے اور نہ محبت دنیاوی اوس کی علت ہوتی ہے کیونکہ ان امور کی وجہ سے تابعداری کرنی دنیا دارون کی شان کے شایان ہے خصوصًا جو پیشوایان دین ایسے ہین جو پہلے زمانہ مین گذر چکے جیسے کہ ائمہ دین ستین واہل بیت سید العالمین رضوان اللہ علیہم اجمعین اون کی تابعداری کا امور مذکورہ مین سے ایک امر بہی منشا نہین ہوسکتا بس باقی رہ گئی محبت دینی یہ ہی خاص منشاء ہے بزرگان دین کے اتباع کا کہ اوسمین اور کوئی کسی قسم کا احتمال نہین ہوسکتا حاصل کلام یہ ہے کہ اکابر دین کی تابعداری کا اصلی سبب اور اوس کی واقعی علت خاص دینی محبت ہے اور بس اسکے سوا اور کسی امر کو دلیل محبت قرار دینا محض فضول دعوے ہے جو کسی اہل عقل کے نزدیک قابل تسلیم نہین ہوسکتا تیسری وجہ حدیث مذکور کے ابطال کی یہ ہے کہ اس معاملہ مین خاص امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی وجہ تخصیص نہین معلوم ہوتی آپ کے سوا اور بہی امام ہین جنکا نام فرقۂ امامیہ کے ہردم ورد زبان رہتا ہے حالانکہ وہ بہی شہید ہوئے ہین اور شہید ہونے کے سوا اور قسم قسم کی تکالیف بہی اون پر گذری ہین پہر کیا وجہ ہے کہ اون کے غم مین نہ کسی حدیث مین رونے کا حکم آیا ہے نہ اوسپر کہین وجوب جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اگر یون کہئے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اور حضرات ائمہ پاک کی بہ نسبت زیادہ تکلیف گذری ہے اس بناپر اون کے حق مین رونے کی خصوصیت کی گئی ہے تو یہ وجہ کئی وجوہ سے مردود ہے اول تو اس وجہ سے کہ یہ امر مسلم نہین اصول شیعہ کی بناء فرضی پر جسقدر جناب امیرؑ کو تکلیفین پہنچی ہین امام حسین رضی اللہ عنہ کو اون کے عشر عشیر بہی نہین پیش آئین اس لئے کہ امام شہید کربلا تو باتفاق فریقین صرف تین ہی روز تک تکلیفین مبتلا رہ کر میدان کربلا مین شہید ہوگئے اور جناب امیرؑ کو روایات کتب فرقۂ شیعہ کی بناپر تیس برس تک طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا رہا جن

کے سننے سے کلیجہ منھ کو آتا ہے خلافت جیسی باعظمت وشوکت سلطنت سے جس کے مقابلہ
مین سلطنت کسریٰ و قیصر کی بھی کچھہ حقیقت نہ تھی اچھی خاصی ولیعہدی کی بگڑی بندہ
بند ہاکر دفعتہً محروم کیے گئے فدک جیسا پررونق باغ جسکو شیعون کے خیال کے مطابق
رشک قیصر باغ گلستان بے خزان دگلزار جاوید بہار کہنا بھی کچھہ بیجا نہین ان کے
گمان مین اوسکا ہبہ نامہ لکھے جانے کے بعد وہ اچانک ناحق چھین لیا گیا دروغ بر
گردن راوی گردن مین رسی باندہ کر اوس شیر نر کو کھینچے کھینچے پھرے پھر قیامت پہ قیامت
یہ کہ معاذ اللہ آپ کی دولت سرا کو دشمنان بے اصل نے جلاکر خاک سیاہ کردیا آپ کی
زوجۂ مطہرہ کے ساتھ نعوذ باللہ روایات شنیعہ شیعہ کی بناپر کیسی کیسی شرمناک زیادتیان
وقوع مین آئین جن کے ذکر کرنے سے بھی باغیرت مسلمانون کو شرم آتی ہے دشمنان
روئین تن شمشیر آبدار ہر گھڑی کمر سے باندہے ہوئے آپ کے قتل کرنے کی فکر مین ہردم
تاک مین پھرتے رہے جن کے خوف سے حضرت اسد اللہ الغالب علی کل غالب اپنی مدت العمر
حتیٰ کہ اپنے عہد حکومت مین بھی ہمیشہ تقیہ کی آڑ مین اپنے دین کو چھپاتے رہے اور
امور دین مین سے ایک امر کا بھی کھلم کھلا علانیہ طور پر برتاؤ کرنے پر کبھی قدرت نہ پا
سکے بلکہ ہردم مخالفین دین ہی کے موافق عمل کرتے رہے خیر اور امور کا تو بھلا یہان
کیا ذکر کیا جائے کہ وہ طوالت سے خالی نہین صرف ایک نماز ہی کو جو دین کے اعلے
درجہ کے رکنون مین سے ہے اور دوسرے قرآن شریف کو جو تمام اہل اسلام کے نزدیک
اصل الاصول دین ہے دیکھ لیا جائے کہ ان دونون امرون کے بارہ مین روایات
شیعہ کے موافق آپ کا کیا حال رہا کہ نماز بھی آپ ہمیشہ مخالفین دین ہی کے منشاء
کے موافق بلکہ خاص اون کے پیچھے ہی ادا کرتے تھے اور قرآن شریف بھی اون ہی
کا بگاڑا ہوا یا یون کہیے کہ اون ہی کا بنایا ہوا تلاوت فرمایا کرتے تھے انجام کار یہ ہوا
کہ تیس برس تک اسی قسم کی سخت مصیبتون مین مبتلا رہ کر بالآخر ایک دن ایک

بیدینوں کی تیغ آبدار سے شربت شہادت نوش فرما گئے' اب جائے انصاف ہے کہ جناب امیر جو تمام اماموں کے سردار اور اون کے مورث اعلی و جد امجد ہیں وہ اسقدر عرصہ دراز تک ایسی مصیبتوں کی کشمکش میں پھنس کر انجام کار شہادت پائیں اون کے غم میں رونے کے لئے تو امامیوں کی کسی کتاب میں اشارہ تک بھی نہ پایا جائے اور امام حسین شہید کربلا جن کا مرتبہ اون کے مرتبہ سے بدرجہا ادنے ہو اور پھر وہ صرف تین ہی دن تک تکلیفوں میں مبتلا رہ کر شہید ہو جائیں اون کے غم میں رونے کے متعلق اسقدر شد و مد و تاکید شدید سے حدیث وارد ہو کہ اون کے غم میں رونا تو درکنار فقط رونے والوں کی سی صورت ہی بنانے سے جنت واجب ہو جاتی ہے یہ عجیب برعکس معاملہ ہے جسکو قلب ماہیت کہنا بجا ہے اور اگر آپ کی تکالیف کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی تکلیفوں کی بہ نسبت زیادہ بھی نہ مانا جائے تو اس سے بھی کیا کم ہے کہ اون کی برابر ہی قرار دیا جائے اس لئے کہ اگر تمام تکلیفوں سے قطع نظر کی جائے تو صرف جان دینے ہی کی تکلیف کیا کم ہے جسمیں تمام جان دینے والے برابر ہیں صرف اس کی صورتوں میں البتہ فرق ہے کسی صورت میں کسی قدر تکلیف زیادہ کسی میں کم تو یہ اونیس بیس کا سا فرق خفیف ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ مثل مشہور ہے جو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست یعنی جب کوئی ڈوب ہی گیا تو اوس کے سر پر اگر ہاتھ بھر پانی پھر گیا تب کیا اور اگر بانس کی برابر پانی اوتر گیا تب کیا کیونکہ جان نکلنے کی تکلیف دونوں حالتوں میں برابر ہے۔

دوسرے یہ ہے کہ اگر اس امر کو تسلیم ہی کر لیا جائے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تمام حضرات عالی درجات آئمہ پاک و جملہ پیشوایان دین کی بہ نسبت زیادہ ہی تکلیفیں پیش آئیں تو اس صورت میں بھی آپ کے غم میں رونے کی کوئی خصوصیت نہیں بن پڑتی اس لئے کہ کوئی دلیل معقول اس نامعقول امر پر قایم نہیں ہو سکتی کہ جس کسی کو جان

نکلنے کے وقت زیادہ تکلیف ہو اوس کے غم مین تو رونا چاہئے اور جسکو کم تکلیف ہو
اوس کے لئے مطلق نہ رونا چاہئے البتہ غایت سے غایت ان دونون صورتون مین
عقل اتنا فرق کر سکتی ہے کہ زیادہ تکلیف والے کے واسطے اگر زیادہ رونے کی ضرورت
ہے تو کم تکلیف والے کے لئے کم نہ یہ کہ اوس کے واسطے کچھہ بہی نہو تو اس حالت مین
یون ہونا چاہئے کہ شیعان امامیہ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم مین سال
بہر مین کم سے کم دس بارہ روز تک تو برابر ہی روتے رہتے ہین اور زیادہ کی کچھہ
گنتی ہی نہین ہو سکتی تو اور امامون کے واسطے برس دن مین فقط ایک ہی دن رونے
کے لئے خاص کر لیا کرین لیکن جب اس امر پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ سال بہر مین کوئی مہینہ
اور مہینہ مین کوئی ہفتہ اور ہفتہ مین کوئی دن ایسا کم نکلے گا جس مین کسی نہ کسی امام و
پیشوائے دین کا انتقال نہوا ہو یا اوسپر کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو تو اس صورت
مین شیعان عالی مرتبت کی قسمت مین رونا پٹنیا ہی رہا جس کا حاصل یہ ہوا کہ رونے
پیٹنے کے سوا ان کے دین کا اور کچھہ حاصل ہی نہوا جس کے خیال کرنے ہی سے ہر مذہب
کے عقلمندون کو بیساختہ ہنسی آتی ہے چوتھی وجہ اس حدیث رونے رولانے والون
کے لئے جنت واجب بنانے والے کے ابطال کی یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی
شہادت کا ایک اتفاقی واقعہ تھا جو اتفاقیہ وقوع مین آگیا جسکا واقع ہونا کچھہ ضروریات
دین مین سے نہ تھا کہ خواہ مخواہ اوسکا وقوع مین آنا دین کے حق مین ضروری تھا
ورنہ دین بغیر اس کے ناتمام رہتا اگر بالفرض آپ یزید پر غالب آجاتے اور اوسکو
قتل کر دیتے تب بہی دین ویسا ہی رہتا جیسا کہ اب ہے علی ہذا القیاس آپ کے
شہید ہو جانے اور یزیدیان ناحق کے آپ پر غالب آجانے کی حالت کو سمجھنا چاہئے کہ
اس حالت مین بہی دین محمدی ویسا ہی ہے جیسا کہ آپ کے غالب آنے اور یزیدیون
کے مغلوب ہو جانے کی حالت مین ہوتا غرضکہ ہر حال مین وہ بدستور باقی ہے ان خارجی

امور کو اوس کی کمی بیشی مین مطلق ذرہ برابر بھی دخل نہین ہوسکتا یہ وہ مکمل دین ہے جسکی تکمیل کے بارہ مین اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ مین نے آج کے دن تمہارے دین کو کامل بنادیا اور اپنی نعمت کو مین تمپر پورا کرچکا اب اس معاملہ مین ہر شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے دین کے متعلق ادنےٰ فہم بھی عطا فرمائی ہے وہ ادنے تامل سے اس امر کو صاف طور پر سمجھہ سکتا ہے کہ ایسے کامل و مکمل دین مین جس کے مکمل ہونے کی اللہ پاک نے خود صاف و صریح طور پر خبر دیدی ہے خارجی امور اور اتفاقی واقعات کو اوسمین داخل اور اوسکا جزء سمجھکر اون کو اصول دین مین شمار کرنا بلکہ جملہ اصول دین پر اونکو ترجیح دیکر اسقدر شد و مد کے ساتھ اون پر عملدر آمد کرنا اور اس قسم کے ذکر و اذکار اور اون مین رونے پیٹنے کی بھرمار کرنے پر جنت کو واجب قرار دینا کسقدر عقل و دین کے خلاف امر ہے اس حدیث اصول عزا کی تردید کے بارہ مین ہمارے ذہن مین اور بھی ابھی کچھہ تحقیق باقی ہے لیکن ہم نے بقدر ضرورت صرف ان ہی چند دلیلون پر اکتفا کیا اور باقی اور بعض دلائل کو جن کے سمجھنے کے لئے عوام ناس کے فہم متحمل نہین ہوسکتی قصداً ترک کردیا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عزاداری کے جسقدر بھی امور بیجا مدعیان محبت ائمہ مین مروج و معمول ہین خواہ اوس کے مقدمات و فروعات ہون یا اصل معاملات جو رونے رولانے اور رونی صورت بنانے سے عبارت ہے جس کے لئے شیعون کی کتب احادیث مین وجوب جنت کی بشارت ہے وہ سب غیر معقول و محض فضول ہین جن کے بقول شخصے اونٹ کی طرح کوئی کل بھی سیدھی نہین کہ جدھر سے اولٹ پلٹ کر دیکھئے اون مین نری برائی ہی برائی نظر آتی ہے بھلائی کا کسی مقام پر نام و نشان بھی نظر نہین آتا لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہئے ابطال امور عزاداری کے بعد اس مقام مین ہم اپنی منصفانہ راے ظاہر کرنی بھی مناسب جانتے ہین اسلئے کہ ہمارا یہ شیوہ نہین کہ کسی مذہب کے باطل کرنے

کے در پے ہوکر اسقدر اوسکا پیچھا کیا جائے کہ حق الامر کے ظاہر کرنے سے چشم پوشی اختیار کریں
ہم نے اس ناپسندیدہ طرز کو کبھی دل سے پسند نہین کیا بلکہ ایسے متعصبانہ طریق کو ہم نے
ہمیشہ بہ نظر حقارت دیکھا ہے اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس معاملہ مین حق الامر
یہ بات ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ بلکہ تمام شہداء کربلا کے متعلق جسقدر تاریخی واقعات
صحیح ومعتبر ہین جن مین اون حضرات کی غایت درجہ شجاعت اور انتہا درجہ اون کے
استقلال بے مثال وصبر وشکر ورضا بقضاء الہٰی ہونے کا ثبوت ہے اون کا پڑھنا
اور سننا اس طریق پر کہ اوسمین کوئی امر ممنوعات شرعیہ مین سے ہرگز شامل ہونے
پائے کسی وقت مین ممنوع نہین بلکہ بلاتخصیص زمانہ جسوقت بھی کسی کاجی چاہے شوق
سے اس قسم کے صحیح حالات اور سچے واقعات بیان کرے جیساکہ ہمارے علماء ربانی
کا قاعدہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اس قسم کے مضامین صحیحہ وحالات واقعیہ بطریق وعظ
بیان فرماتے رہتے ہین اگر ان حالات کے بیان کرنے کی حالت مین بیان کرنیوالے
یا سننے والے کے قلب پر بلا تکلف وتصنع بیساختہ اضطراراً رقت بھی طاری ہوجائے
تو وہ بھی شرعاً قابل ممانعت نہین ہوسکتی علیٰ ہذا القیاس اگر ان بزرگان دین کے
واسطے بلاریا وآمیزش امور نامشروع خاص قلوب قلب سے خیرات مبرات کے ذریعہ
حسنہ سے ثواب بھی پہنچایا جائے وہ بھی شرعاً ناجائز نہین ہوسکتا بلکہ یہ تمام امور
ان حسن طریقون سے فی نفسہ امور محمودہ سمجھے جاینگے غرض کہ اس طریق حسن
کے ساتھ بجالانے مین امور مذکورہ کی خوبی مین خارجیون کے سوا کسی اہل اسلام
کو کلام نہین ہوسکتا البتہ تمام عقلاء اہل اسلام کو جو درحقیقت پکے اور سچے حقیقی
مسلمان ہین اون کو اس امر مین ضرور کلام ہے جو فی الواقع ہونا چاہئے کہ ان امور
کو دین کا جزء اور اوس مین حقیقۃً داخل سمجھکر جملہ ارکان ضروریۂ دین پر ترجیح
دی جائے یہان تک کہ ان اعمال کے بجالانے سے اپنے حق مین جنت واجب سمجھی

جائے اور پھر ان اعمال کے عمل مین لانے کو اس درجہ حد سے زیادہ بڑھایا جائے کہ اوس مین دین اسلام کے موافق و مخالف ہونیکا بھی مطلقاً خیال نہ کیا جائے بلکہ اوس مین اپنی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کی غرض سے طرح طرح کی بدعات مزخرفات جنمین سے اکثر کی نوبت شرک تک پہنچ جاتی ہے شامل کی جائین جن مین علاوہ شرک و بدعت ہونے کے اہل بیت نبوی کی بھی غایت درجہ توہین و تذلیل پائی جاتی ہے اور اون امور ناپاک کو کفار بیباک دیکھکر اسلام جیسے پاک مذہب کا مضحکہ اوڑائین اور ایسے صاف اور سچے دین کو جس کی بناء خاص توحید و اتباع سنت پر قایم کی گئی ہے طرح طرح کے اعتراضات کے تیرون کا آماجگاہ بنائین جو درحقیقت حق بجانب ہے اس لئے کہ ایسے امور باطلہ کے اسلام مین تسلیم کرنیکی حالت مین ہرگز وہ حق نہین ہوسکتا یہ جملہ امور جن کا اس مقام مین بالاجمال حال بیان ہوا اور سابق مین اون تمام کی تفصیل مع ابطال تمام و کمال گذرچکی قطعاً باطل محض اور یقیناً عقل و دین کے خلاف ہین جن کی برائی تمام عقلاء انام پر سوا شیعان مدعیان اسلام کے مخفی نہین ہر مذہب کا عقلمند شخص جس کی طبیعت مین ادنی مادہ بھی فہم و انصاف کا رکھا ہوا ہے وہ صاف طور پر اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ پیشوایان دین کے اوس ہی قسم کے حالات کا وقتاً فوقتاً بیان کرنا مفید و مناسب ہے جنمین اون کے عقائد و اعمال کا حال مذکور ہو جن کے پڑھنے اور سننے سے پڑھنے اور سننے والون کو یہ امر بخوبی معلوم ہو جائے کہ ہمارے اکابر دین کے جن کے ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا ہے کس طرح کے عقائد اور کیسے اعمال تھے کس کس چیز سے وہ خوش اور کس کس شے سے ناخوش ہوتے تھے ہمکو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیئے باقی اون کی تکالیف اور مصیبتون کے حالات کا ہر دم ذکر و اذکار رکھنا اور رونے پیٹنے کی اوسپر بھرمار کرنا بھلا کس امر کے لئے مفید ہے خاصکر جب اوس کے ساتھ اس

اس قسم کے امور کا برتاؤ کیا جائے جب مین اون کی اور اون کے دین کی انتہا درجہ
تذلیل و توہین پائی جاتی ہو تو اس حالت مین اوس کی بعینہ وہی مثل ہو گئی کہ ایک
تو ہی گلو دوسرے چڑہ گئی نیم پر اس صورت مین اون ذکر و اذکار کا مفید ہونا
تو در کنار اور اولٹا مضر پڑ گیا بس شیعون کے سوا جن کے دلون مین اس قسم کے امور
کی خوبی سمائی ہوئی ہے کس شخص کی عقل سلیم اس امر کو تسلیم کر سکتی ہے ان کے جہلا و عوام
الناس کا تو بہلا ذکر ہی کیا ہے اور ہر مذہب مین اس قسم کے آدمی ہوتے ہی ہین
کس شمار و قطار مین ان کے خواص علماء بلکہ اخص الخواص جن کے سر مقدس پر ہر دم
اجتہاد کا شان دار عمامہ بندہا ہوا سجا کرتا ہے اور وہ مجتہد العصر والزمان و قبلہ و
کعبہ کے نام سے ہمیشہ عوام و خواص مین پکارے جاتے ہین اون کا بہی یہ ہی حال
سراپا ملال دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ جب جلسہ مین یہ حضرات عالی درجات
رونق افروز ہوتے ہین تو اماموں کی شہادت اور اون کی تکلیف و مصیبت اور
یزیدیون کی شقاوت ہی کے حالات بیان فرماتے رہا کرتے ہین نہ اون کو نماز
و روزہ کے مسئلون سے کچھہ بحث نہ حج و زکوۃ کے مسائل سے غرض بلکہ ہر دم بگلہ
کو وہی پیٹ کا مرض کسی قسم کا ذکر ہو لوٹ پہیر کر وہ ہی ذکر شہادت کسی معاملہ کا
تذکرہ ہو پہر پہرا کر وہی یزیدیون کی شکایت غرض کہ اس فرقۂ اہل تشیع کا دین و دنیا
جو کچھہ بھی کہو سب اوس کم بخت یزیدہی کی بدولت ہی دنیا مین بہی اوس ہی دنیا دار
کی بدولت عزاداری کی آڑ مین طرح طرح کی لذتین اور قسم قسم کے عیش اڑاتے ہین
اور دین مین بہی اوس ہی بیدین کی برکت سے اپنے گمان و خیال کی بنا پر جنت کے
لئے بے کھٹکے مالک بن جاتے ہین اس بحث کو ایک عجیب و غریب صحیح اور سچے قصہ پر
ختم کرتا ہون جس کا بیان نفع سے خالی نہین جس سے علماء شیعہ کے وعظ و پند کا حال
بالاجمال ظاہر ہو جائے وہ یہ ہے کہ ایک قصبہ مین ایک شیعی المذہب عورت رہتی تھی

جو کسی قدر صاحب ثروت بہی ہتی وہ اکثر اپنے مذہب کے علماء نامدار کو بلا کر اون سے وعظ کہلایا کرتی ہتی چنانچہ عرصۂ دراز تک اوس مسماۃ شیعہ صفات کا یہ ہی طریقہ رہا ایک مرتبہ اتفاق سے اوسکو کسی سنی المذہب مولوی صاحب کے وعظ سننے کا اتفاق ہوا انھون نے حسب دستور جیسا کہ علماء اہل سنت کا قاعدۂ مستمرہ ہے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و حرام و حلال کے مسائل بقدر ضرورت بیان کئے اون مولوی صاحب کے وعظ کو سنکر اوس عورت کی زبان سے بیساختہ یہ کلمہ نکلا کہ تو آج اس سنی مولوی کے وعظ مین دین کے مسائل و حرام و حلال کا حال سننے مین آیا ہے ہمارے مذہب کے عالم اور مولویون کو تو بس امامون کی تکالیف و مصیبت اور یزیدیون کے ظلمون کی شکایت ہی کا بیان کرنا آتا ہے واقعی اوس نے سچ کہا اوس بیچاری نے تو جب سے کہ ہوش سنبہالا تھا اور آنکھین کھولی تہین بس اسی قسم کے جھگڑے رگڑے سُننے اور اپنے مولویون کے یہ ہی کرتب دیکھے تھے اوس بھولی بھالی کے حرام و حلال کے مسائل کہان گوش گذار ہوئے تھے واقعی بات یہ ہے کہ ان کے علماء عالیشان پیش امام سے لیکر مجتہد العصر والزمان تک کی نوک زبان پر بس سب سے زیادہ تو قصۂ واقعۂ کربلا اور اوس کے بعد جنگ جمل و جنگ صفین کا قصہ اور پہر خلافت و باغ فدک کا جھگڑا ہر دم یکے بعد دیگرے گردش کرتا پہرا کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ اگر مذہب کی بناد خاص خاصان خدا کے برا کہنے اور اپنی طبعی و نفسانی خواہشون کے پورا کرنے پر قرار دی جائے تو اس مین شک نہین کہ یہ مقصود اصلی جیسا کہ اسی قسم کے جھگڑے قصون اور حکایات و روایات کے دل فریب پیرایون اور عزاداری کے خوشنما پردون کی آڑ مین حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے ایسا نہین ہوسکتا اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اسطرح کے امور مذکور کو دین مین داخل قرار دینے کے بدولت دین اسلام کی اصلی خوبی تو گئی گذری ہی ہوگئی ہتی مدعیان اسلام مخالفین دین کی نگاہون مین اپنی دینادی

وقعت کو بھی خیرباد کہہ چکے چنانچہ ہر مذہب و ملت کا ھر ایک عقلمند شخص جوان کے عقائد کو سنتا اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ ان کو مخالف عقل پاکر اسلام و مدعیان اسلام دونون کی حالت پر بیساختہ ہنستا ہے اور ہرگز نظر وقعت سے ان کی طرف نہین دیکھتا اب اس قسم کے عقائد و اعمال پر نظر کر کے دو امرون مین سے ایک امر کا اوسکو ضرور قائل ہونا پڑتا ہے کہ یا تو اس طرح کے طریقہ والے درحقیقت ہرگز مسلمان نہین یا بالفرض اگر ہین اور مسلمانون کا دین ان ہی کے اس خاص طریقہ سے عبارت ہے تو اس صورت مین مذہب اسلام کسی طرح پر حق نہین ہوسکتا بلکہ اوس کی برابر دنیا بھر مین بھی کوئی مذہب باطل نہین اور واقعی انصاف کی بات بھی یہی ہے کہ اون کا یہ کھنا اور سمجھنا فی الحقیقۃ کچھہ بھی بیجا نہین کیونکہ یہ امر بدیھی ہے کہ یہ دونون امر اسی قسم کے عقائد و اعمال والون کا مسلمان ہونا اور مذہب اسلام اس ہی قسم کے عقائد خاصہ و اعمال مخصوصہ سے عبارت ہونا آپس مین کسی صورت سے ہرگز جمع نہین ہوسکتے کیونکہ ان کا باہم مجتمع ہونا یقیناً محالات عقلیہ سے ہے لیجئے یہ ہین حضرات شیعہ مدعیان محبت آل کے اصول عقائد و اعمال جن مین سے بعض کا بالتفصیل اور اکثر کا بالاجمال اس رسالۂ محققہ مین تحقیقی و الزامی طور پر بہ تمام و کمال ابطال کیا گیا جس کی تسلیم مین کسی اہل عقل و انصاف کو کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہین رہا ناظرین منصفین اس پر ان کے جملہ فروعات متعلقہ عقائد و اعمال کے بطلان کو قیاس فرمائین کہ جس مذہب کے اصول ہی جن پر تمام مذہب کا مدار ہوتا ہے اسدرجہ کے خلاف عقل ہون تو اوس مذہب خاص کی فروعات کس درجہ عقل کے مخالف ہون گی اس ہی لیے ہم نے صرف ان کے اصول مذہب کے ہی ابطال پر بمقتضاء ضرورت اکتفا کیا اور فروعات مذہب کے بطلان کو فضول و غیرضروری جانکر قصداً ترک کر دیا البتہ فقط دو چار فروع کو بطور نمونہ ذکر کئے دیتے ہین تاکہ ناظرین کو بالاجمال بطریق مثال ان کے

فروعات مذہبی کا حال معلوم ہو جائے جنانچہ نقہ من لا یحضرہ الفقیہ کے باب المیاہ مین
اِن کے امام صاحب سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سور کی کہال کا ڈول بناکر ادر اوس ہی
کے بالون کی رسی بٹی ہوئی اوس ڈول بیڈول مین باندہ کر اوس سے پانی بہر کر پئے
تو کچہہ ہرج نہین استبصار مین اِن کے امام جعفر صاحب سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص کی ٹوپی
اور عمامہ اور جرابین گوہ مین لسی ہون تو اون سے نماز پڑہنے مین کچہہ مضائقہ نہین
اِس لئے کہ جو کپڑے نماز کے واسطے ضروری ہین یہ کپڑے اون سے زیادہ ہین اور
نماز کے لئے صرف ایک غرقی کی ضرورت ہے کہ جس سے مصلی کا صرف آگا پیچہا چہپ جائے
فروع کافی کلینی تیسری جلد باب المذی مین اِن کے امام باقر صاحب سے مروی ہے
کہ نماز پڑہتے مین اگر کسی کی مذی رانون تک بہتی ہوئی ہو تو نماز مین کچہہ ہرج
نہین ہے اور دوسری حدیث اِس ہی باب مین اِن کے امام جعفر صاحب سے روایت
ہے کہ اگر نماز پڑہنے کی حالتمین مذی ٹخنون تک ہی بہتی ہوئی ہو اوسکی نماز مین کوئی نقصان نہین آتا
حالانکہ نماز کی ظاہری شرطون مین سے بڑی ضروری شرط نماز کی جگہ اور نمازی
کے بدن اور کپڑون کا پاک ہونا ہے اور باطنی شرائط مین سے اعلی درجہ کی شرط خشوع
وخضوع ہے ظاہر ہے کہ اِن روایات مذکورہ کتب شیعہ کی بنا پر اوس کی
ظاہری و باطنی دونون شرطین بالکلیہ مفقود بلکہ اون کی جگہ اچھی خاصی اون کی
پوری ضد موجود ہین جنانچہ طہارت ظاہری کا نہونا بلکہ اوس کے بدلے ناپاکی کا متحقق
ہونا تو ایسا ظاہر ہے کہ جس کے بیان کی کچہہ ضرورت ہی نہین بقول شخصے کہ عیان راچہ
بیان اب رہی باطنی شرط جو خشوع و خضوع سے عبارت ہے تو اوس کی کلینی شریف کی
روایت لطیف کی بنا پر یہ عجیب وغریب حالت ہے کہ نماز مین خشوع وخضوع
کے ساتھ ایک نہایت بڑے سخت امر نا شروع کا اچھا خاصہ مقابلہ کیا گیا ہے اس
لئے کہ مذی کے نکلنے کی عموماً فقط دو ہی صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ کوئی

شخص محبوب و مرغوب طبع نظر کے روبرو ہو دوسری بات یہ ہے کہ دل مین اس کا
خیال ہو بہو موجود ہو کہ اوس پر شہوت کی بہری ہوئی نظر پڑنے یا اوسکا تخیل لذیذ
کرنے کے باعث سے فرط لذت سے مذی جاری ہو جائے ظاہر ہے کہ ان دونون صورتون
مین نماز کا ادا ہونا بہلا کہان متصور ہو سکتا ہے ہان یہ دوسری بات ہے کہ کسی بعض
عجیب الصفات و عجیب الخلقت کی مذی کے نکلنے کا یہ دنیا بہر سے نرالا ہی قاعدہ ہو کہ
عین خشوع و خضوع کی حالت ہی مین اوس کا چشمۂ لذت جاری ہوتا ہو اس حالت
مین ہر اہل عقل و انصاف صاف اس امر کو سمجھہ سکتا ہے کہ نماز جو دین محمدی مین اعلی
ترین رکن اسلام ہے جسکو معراج المومنین سے تعبیر کیا گیا ہے اور مسلمانون کو دن رات
مین ہر روز کم سے کم پانچ وقت اوس کا ادا کرنا ضروری و لازمی امر ہے جب اوس ہی
کی کتب معتبرۂ شیعہ کی بنا پر یہ کیفیت ہو کہ اوس کے ادا کرنے مین نہ تو جسم و لباس
مصلی و جائے صلوۃ کے پاک ہونے کا لحاظ کیا جائے اور نہ اوس مین خشوع و خضوع
قلبی ملحوظ خاطر رکہا جائے بلکہ روایات کتب مذکورہ کی موافق ناپاک پانی سے
وضو کر کے بعض صاحب تو لباس نجاست آلودہ پہنکر اور بعض حضرات فقط ایک
چہوٹی لنگوٹی باندہ کر جسکو غرقی کہتے ہین نماز ادا کرنے کو کہڑے ہون جن مین بعض
صاحبان کیفیت کی مذی تو راونون تک اور بعض ارباب لذت کی مذی ٹخنون تک
پڑی بہ رہی ہو جس کی صورت کے تخیل ہی سے پاک و صاف طبیعت والے شخصون کو
نفرت آتی ہے تو پہر اسپر صاحبان عقل و انصاف صاف قیاس کر سکتے ہین کہ اور
باقی ارکان دین کے متعلق اس مذہب مین کس قسم کے مسائل اور اون کے برتاؤ کرنے
مین اہل مذہب کے کس طرح کے خصائل ہون گے ے قیاس کن زگلستان او بہارش را
ان کے حق مین صادق آتا ہے بس اس مذہب کے فروعات کے متعلق صرف یہ ہی چند
مسائل بطور مشتے نمونہ از خروارے طالبان حق و منصف مزاج شخصون کے حق مین

بس کافی و وافی ہین الحمد للہ کہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور رسول پاک سید الانس والجان حبیب خالق کون ومکان کے فیضان اور آپ کے صحابۂ اخیار کی برکت اور اہل بیت اطہار کی محبت کے طفیل سے شیعون کے جملہ اصول عقائد و اعمال کو یہ تمام وکمال اور کسی قدر بطریق نمونہ اون کے فروعات مذہبی کو بھی نہایت مدلل اور معقول طور پر اس رسالۂ نافعہ مین ہم نے اس کیفیت سے باطل کردیا کہ کسی اہل حق وانصاف کو اوس مین چون وچرا و انکار کی گنجایش باقی نہین چھوڑی اور نا انصاف شخص کا ہمارے پاس کچھہ علاج نہین ایسے نا انصافون کی کجی کو تو امام مہدی آخر الزمان ہی اپنی سیف وسنان سے سیدھا کرین گے جن کے خروج کے ہم دل وجان ودین وایمان سے شیعون سے زیادہ منتظر ہین

خاتمۂ کتاب

یہ رسالہ چونکہ ہدایت عام کی غرض سے لکھا گیا ہے اور اس کے فی الجملہ طویل ہو جانے کے سبب سے اس امر کا قوی احتمال ہوتا ہے کہ ناظرین کو اس کے جملہ مضامین بالاستیعاب یاد نہ رہین اس خیال سے یون مناسب سمجھا گیا کہ عدد ائمہ اطہار کے مناسب بارہ دلیلون پر اس کا خاتمہ کیا جائے جو اس تمام کتاب کی لب لباب بلکہ مذہب اثنا عشریہ کی کل تردید کا خلاصہ ہون جن مین سے ہر واحد اس مذہب کے ابطال مین بالاستقلال کفایت کرے تاکہ ناظرین طالبین حق مین سے جس کسی کو اس رسالۂ نافعہ کے جملہ مضامین تمام وکمال یاد نرہین تو صرف یہ ہی چند دلائل قاطعہ اوسکے لیئے کافی ووافی ہون ان بارہ دلیلون مین سے جس دلیل سے چاہے ان مین سے جو بھی اسکو یاد رہے اوس کے ذریعہ سے مخالفین مین سے کیسے ہی بڑے سے بڑے کے مقابلہ مین بخوبی تمام اپنے مذہب حق کی حقیت اور اوس کے مذہب کا بطلان واقعی نہایت آسانی کے ساتھ ثابت کر سکے اور امید قوی ہے کہ حضرات شیعہ مین سے جن صاحبون کی طبیعت مین فی الجملہ بھی انصاف ہوگا وہ بھی حقیت مذہب اہلسنت کو تسلیم کرین گے اوّل دلیل یہ ہے کہ شیعون کے نزدیک جو صحابۂ اخیار سید الابرار معاذ اللہ منافقین وکفار مین شریک کئے گئے ہین اون کے کفر ونفاق کا حال واقعی طور پر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا یا نہ تھا اگر معلوم تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اون پر باقی اور کفار ومنافقین کی طرح جہاد کرنے کا حکم ہوا بلکہ اس کے برعکس اون کی غایت مدح وثنا اور اون سے انتہا درجہ کی اپنی خوشنودی اپنے کلام منزل مین بیان فرما کر اپنے رسول مقبول کو جنکو خاص ہدایت خلائق کے واسطے مبعوث

کیا تھا ناحق دہوکے مین ڈالا جو اوس کی شان خدائی کے بالکل خلاف ہے اور اگر نعوذ باللہ اوسکو معلوم نہ تھا تو ظاہر ہے کہ اس حالت مین اوسکا عالم الغیب ہونا قطعاً باطل ہوا جاتا ہے حالانکہ اوس کے عالم الغیب ہونے پر تمام کافۂ انام خصوصاً جملہ فقہائے اسلام کا قاطبتہً اتفاق ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو آپ کے صحابۂ محبوب ومبغوض شیعہ کے احوال واقعی سے اطلاع دی تہی یا نہین اگر دی تہی تو پہر کیا وجہ ہے کہ آپ نے اون کے ساتھ کفار ومنافقین کا سا معاملہ نہ کیا جو مذہب شیعہ کی بنا پر اون کے مناسب حال تھا بلکہ اوسکے برخلاف اون کے ساتھ ہمیشہ آخر دم تک دوستانہ برتاؤ رکہا جیسا کہ مومنین کاملین وعارفین واصلین کے ساتھ ہونا چاہیے تہا جس کی وجہ سے آپ کی امت مرحومہ کو اون کے کمال ایمان وعرفان کا یقین کامل ہو گیا یہ امر بالکل منصب نبوت کے مخالف ہے اور اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو اون کے احوال قلبی اور اون کی کیفیات باطنی سے اطلاع نہین دی تہی تو اس سے آپ کی نبوت ورسالت مین بڑا نقصان عظیم لازم آتا ہے کیونکہ رسول کے لئے یہ امر نہایت ضرور ہے کہ اوسکو تمام ضروریات دینی سے پوری اطلاع دی جائے تاکہ وہ اپنے منصب رسالت کو پورے طور پر انجام دے سکے اور بغیر اسکے اوس کی رسالت ناتمام بلکہ درحقیقت محض لغو کام ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب امور رسالت کو جن کو تبلیغ کے واسطے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور تھے اور اوس نے اس معاملہ مین آپکو آدمیون کے شر سے محفوظ رکہنے کا وعدہ فرما کر اطمینان کلی فرما دیا تھا کسی کے خوف اور یا کسی کی رعایت ومروت کے سبب سے چھپاتے تھے یا نہین اگر نعوذ باللہ چھپاتے تہے تو آپ نے اس صورت مین حق رسالت کو کما حقہ ادا نہ کیا جسکا ادا کرنا آپکا فرض

منصبی تھا اور نہ اوس قادر مطلق واصدق القائلین کے وعدہ واطمینان کلی فرمانے
پر مطلقاً بھروسہ کیا جو شان رسالت کے بالکل منافی ہے اور اگر نہین چھپاتے تھے تو
پھر اس حالت مین یہ امر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ جو خاص اشخاص شیعون کے گمان
خلاف واقع مین معاذ اللہ قطعاً کافر و منافق و قابل جہاد تھے اون کے ساتھ
آپ مومنین کاملین کا سا معاملہ کرتے اور اتحاد و محبّت و اخلاص کا برتاو رکھتے
تھے جو اس صورت مفروضہ مین صاف و صریح طور پر معاذ اللہ آپ کے خوف و
رعایت و مروت کی دلیل صریح ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر صاحب پر جو کلام الہی
نازل ہوا تھا وہ اسوقت تک آپ کی امت کے پاس بجنسہ بلاکم و کاست و بغیر تبدل
و تغیر پہنچایا نہین اگر پہنچا تو پھر اس صورت مین فرقہ شیعہ کا یہ خلاف عقل قول
کس طرح پر درست ہو سکتا ہے کہ کلام اللہ بلا تغیر و تبدل بجنسہ امامون کے سوا اور
کسی کے پاس موجود نہین اور جو اس کے موجود ہونے کا دعوے کرے وہ کاذب
ہے جیساکہ کلینی مین یہ امر صاف و صریح طور پر موجود ہے اور اگر نہین پہنچا تو پھر
اس حالت مین آپ کی امت کو آپ کی رسالت سے کیا فائدہ پہنچا اور اس حالت
سراپا ملالت مین مذہب اسلام جس کے تمام مسلمان خصوصاً شیعان مدعیان ایمان
مدعی ہین کسی اسمانی کتاب سے ماخوذ نہوا بلکہ محض تقاضاء نفسانی و طبعی رہ گیا جو کسی
اہل عقل کے نزدیک لائق اعتبار و قابل اعتماد نہین ہوسکتا پانچوین دلیل یہ ہے کہ
کلام الہی مین صحابۂ رسالت پناہی نے اپنی طرف سے تغیر و تبدیل کی یا نہین کی اگر
کی ہے جیساکہ شیعون کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے جن پر ان کے مذہب کا مدار
ہے نہایت صاف طور پر ثابت ہوتا ہے جس مین گنجایش انکار نہین تو وہ دین کے
معاملات مین ہرگز قابل حجت نہ ہوا ظاہر ہے کہ اس صورت مین مسلمانون کا دین کتاب
آسمانی سے ثابت نہوا بلکہ محض ہوائی ہوگیا اور مسلمانون کے مختلف فرقون کے حق و

باطل ہونے کی شناخت کلام الٰہی کے موافق و یا مخالف ہونے سے اس حالت مین متصور نہین ہو سکتی پھر کس بنا پر مختلف مذہبون مین سے ایک کو حق اور دوسرے کو باطل قرار دیا جائے اس لئے کہ اس صورت نازیبا مین حق و باطل کی پہچان کا کوئی قاعدہ ہی نرہا اور اگر صحابہ نے کلام الٰہی مین اپنی طرف سے تغیر و تبدیل نہین کی تو اس صورت مین یہ امر لازم آتا ہے کہ مسلمانون کے دین کی انتہائی کتاب جسپر تمام کتابون کا سلسلہ ختم ہوتا ہے وہ معاذ اللہ مخالفین دین کفار و منافقین کی جمع کی ہوئی ہے جیسا کہ اس معاملہ مین شیعان خاص کا خاص اعتقاد ہے اس صورت مین بھی ظاہر ہے کہ ایسا دین عقلاء روزگار کے نزدیک ہرگز لائق اعتماد و قابل اعتبار نہین ہو سکتا غرض کہ دونون صورتون مین اصول مذہب شیعہ کی بناء خاص پر دین اسلام محض خیالی و فرضی ٹھہرتا ہے جسکا عالم مین عنقا کی طرح نام کے سوا ہرگز نشان نہین ملسکتا چھٹی دلیل یہ ہے کہ شیعان معقول کا یہ قول غیر معقول کہ صحابہ رسول مقبول نے کلام اللہ مین سے اپنی مذمت و منقبت اہل بیت کی جملہ آیات نکال ڈالی ہین یا تو درحقیقت غلط ہے یا بفرض محال صحیح غلط ہونے کی صورت واقعی مین تو ان کے مذہب کا بطلان اور اس اتہام بیجا کی مناسب حال دار عقبیٰ مین اوس کی سزا و جزا ظاہری ہے جس کے بیان کی حاجت نہین اب رہی صحیح ہونے کی صورت غیر واقعی اوس کی کیفیت یہ ہے کہ اس صورت نازیبا مین شیعون کا یہ قول غیر معقول کیونکر صحیح و درست ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف کی فلان آیت صحابہ کی مذمت اور فلان آیت اہلبیت کی تعریف مین نازل ہوئی ہے اس لئے کہ ہر اہل عقل اس امر کو صاف طور پر سمجھ سکتا ہے کہ جن شخصون نے شیعون کے نزدیک اپنے منشاء کے خلاف تمام آیات کلام ربانی کے نکالڈالنے پر کمر باندھی ہو وہ کسی ایک آیت کو بھی اس قسم کی بھلا کیون اوس مین باقی چھوڑ دینگے

تھے جو اون کے مخالفین دین کے واسطے بطور دستاویز ہاتھ آئے اور یہ خیال بھی نہین ہوسکتا کہ شاید بھولے سے کوئی آیت مخالف اون کے نکالنے سے باقی رہ گئی ہو اسوجہ سے کہ یہ معاملہ کچھ فقط ایک ہی مرتبہ پر موقوف نہین ہوسکتا تھا کہ صرف ایک ہی دفعہ مین جسقدر آیتین نکالنی چاہین نکال سکین پہر دوبارہ اون کا نکالنا اون سے بن ہی نہ پڑے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جب اون کی مدت العمر کلام اللہ اون کے قبضہ مین رہا اور باوجود اس کے عنان حکومت بھی عمر بھر اون کے پُرطاقت ہاتھون مین رہی اور اس مدت دراز مین کوئی شخص اون کے کسی فعل کا مانع ومزاحم بھی نہ تھا تو وہ اس درمیان مین وقتاً فوقتاً جس آیت کو بھی اپنے منشاء کے مخالف پاتے نکال سکتے تھے یہ احتمال بھی نہین ہوسکتا تھا کہ امامون کی کرامت سے جسکا فرقہء شیعہ نے اپنی اصطلاح مین معجزہ نام رکھ چھوڑا ہے اس قسم کی بعض آیات نکالنے سے باقی رہ گیئن کیونکہ اد نے اہل عقل بھی اس امر ناصواب کے جواب باصواب مین یون کہہ سکتا ہے کہ جب امامون کی کرامت ہی اس امر کا باعث ٹھہری تو وہ کرامت اور باقی آیتون کے نکالنے کے وقت خصوصاً بقول شیعہ امامون کو طرح طرح کی تکالیف پہنچانے کے اوقات مین کہان چھپ گئی تھی جو بعض آیات کے نکالتے وقت آظاہر ہوئی حاصل یہ ہے کہ اس دلیل کو جس پہلو سے بھی دیکھا جاتا ہے اوس مین مذہب شیعہ کی خانہ بربادی ہی ظاہر ہوتی ہے آبادی کا کسی صورت سے کہین نام ونشان بھی نظر نہین آتا ساتوین دلیل یہ ہے کہ شیعون کا یہ قول کہ خلفاء ثلثہ نے جناب امیر سے خلافت و باغ فدک کو ناحق غصب کر لیا تھا اور وہ اہل بیت رسول مقبول کے انتہا درجہ دشمن تھے اون کو اُنھون نے بے انتہا تکلیفین پہنچائین تہین یا تو فی الواقع غلط ہے یا بفرض محال صحیح اگر غلط ہے تب

تو اون بزرگان دین پر اس کذب و بہتان و افترا کے مناسب حال اللہ تعالیٰ
کے نزدیک جو کچھہ سزا و جزا روز قیامت مین جو یقیناً آنے والا ہے قائلین اقوال
مذکورہ کے شامل حال ہونے والی ہے وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہے اور اگر بالفرض صحیح
ہے تو اصول شیعہ کی بنا پر اس امر کی کیا توجیہ صحیح ہو سکتی ہے کہ خلفاء ثلثہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے بعد اون کی اولاد خلافت و باغ فدک کی کیون نہ مالک ہوئی
بلکہ وہی طریقۂ سابق بدستور جاری رہا کہ مہاجرین و انصار نے باہم مشورہ کر کے جسکو
مناسب سمجھا اوس ہی کو باتفاق رائے مسند خلافت نبوت پر بٹھلا دیا اور وہی
باغ فدک وغیرہ اشیاء کا جو خلافت کے متعلق تھین قابض و متصرف قرار دیا گیا
دوسرے یہ کہ جب وہ دشمن اہلبیت ہی تھے تو اوھون نے اپنے عہد حکومت مین
اونکا قلع و قمع ہی کیون نہ کر دیا بلکہ اس کے برعکس مال غنیمت مین سے اون کو
ہمیشہ بشمار رقمین اور معقول نذرانے دیتے رہے جنکا شیعون کو بھی باوجود اس
درجہ کی عداوت کے انکار نہین ہو سکتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابۂ اخیار
تمام اہل بیت اطہار کے غایت درجہ کے دوستدار و غمخوار تھے اوھون نے ہرگز
اون کے حقوق کو نہین چھینا نہ اونکو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی آٹھوین دلیل یہ ہی
کہ دین اسلام کے معاملہ مین کسی شخص کا زبانی اقرار یا انکار اور اوس کے اعمال کا
احکام دین کے موافق یا مخالف ہونا شرعاً اوس کے ایمان یا کفر کے بارہ مین
معتبر ہے یا نہین اگر ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ شیعہ اصحاب کبار رسول مختار کو مومن
نہین سمجھتے اور باوجود اقرار لسانی اور احکام دین اسلام کے ساتھ اون کے اعمال
کے مطابق ہونے کے اونکو معاذ اللہ قطعاً کافر و منافق قرار دیتے ہین اور اگر
معتبر نہین تو پہر کس دلیل سے اہل بیت اطہار کو مومن کامل اور ابو جہل اور ابو لہب
کو کافر سمجھتے ہین کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کا دین کے متعلق اقرار و انکار

اور اوس کے اعمال ظاہری کا دین کے موافق ومخالف ہونا یکسان حکم رکھتا ہے عقل و دین کے اعتبار سے اس معاملہ مین دو شخصون کے حال مین ہرگز تفرقہ نہین ہوسکتی نوین دلیل یہ ہے کہ صحابۂ اخیار و اہل بیت اطہار کے ایمان و کفر کے معاملہ مین مسلمانون مین تین گروہ ہین دو گروہ تو دونون بزرگوارون کو مومن کامل جانتے ہین اور ایک گروہ اس کے برخلاف اون اکابر دین کی نسبت اعتقاد فاسد رکھتا ہے چنانچہ اہل سنت و فرقۂ خارجیہ تو صحابۂ کرام کو مومن کامل سمجھتے ہین اور فرقۂ شیعہ اس کے برخلاف اس معاملہ مین اپنا اعتقاد رکھتا ہے ایسے ہی اہل بیت اطہار کی نسبت فرقۂ شیعہ و اہل سنت کا عقیدہ تو اون کے مومنین کاملین ہونے پر ہے اور فرقۂ خارجیہ کا اعتقاد اس بارہ مین اوس کے برخلاف ہے اب اس اختلاف کی صورت مین یہ مضمون دو حال سے خالی نہین ہوسکتا یا تو ان تینون فرقون مین سے دو کے مقابلہ مین ایک کو ترجیح دی جائے گی جو محض خلاف نقل و عقل ہے یا ایک کے مقابلہ مین دو کو ترجیح سمجھی جائے گی کہ جو عین مطابق عقل و نقل ہے بس اگر اول صورت نازیبا کی بناء پر صحابۂ اخیار سید الابرار کو نعوذ باللہ منہ منافقین و کفار مین شمار کیا جائے گا تو اہل بیت اطہار کا بھی معاذ اللہ اوس ہی گروہ مین بالضرور داخل کرنا لازم آئے گا اور اگر دوسری صورت زیبا کی حالت مین اہل بیت اطہار کو زمرۂ مومنین کاملین مین داخل کیا جائے گا تو صحابۂ اخیار سید الابرار کو بھی لامحالہ اوس ہی مقدس گروہ مین شامل کرنا پڑے گا کیونکہ دونون حالتون مین عقل سلیم کے نزدیک ہرگز کسی طرح کا فرق نہین ہوسکتا۔ دسوین دلیل یہ ہے کہ امام جو نائبان رسول مقبول کھلاتے ہین وہ دین کے اظہار کے واسطے ہوتے ہین یا اخفا کے لئے اگر اظہار کے واسطے ہوتے ہین تو پھر اس حالت مین شیعون کا یہ اصول خاص جیسر ان کے تمام مذہب مخصوص کا مدار

ہے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ امام ہمیشہ تقیہ کیا کرتے تھے یعنی حق بات کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ داداؤن کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے اوسکا دین ہی نہین اور جو شخص دین کو چھپائیگا اللہ اوسکو عزت دے گا اور جو اوسکو ظاہر کرے گا خدا اوسکو ذلیل کرے گا جیسا کہ کلینی شریف مین موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر اخفاء دین کے لئے ہوتے ہین تو اون کے وجود سے دین محمدی کو کیا نفع پہنچا بلکہ بجائے نفع او لٹا اور نقصان پہنچگیا کہ امت محمدیہ کو گمراہی مین ڈالدیا ایسون کے وجود سے تو اون کا عدم ہی بدرجہا بہتر تھا گیارہوین دلیل یہ ہے کہ حضرات دوازدہ امام جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے نائب اور دین محمدی کے پیشوا مانے گئے ہین دنیا دار تھے یا دیندار اگر دنیا دار تھے تو اول تو یہ امر بالاتفاق فریقین کے نزدیک باطل ہے دوسرے اس حالت نامعقول کی تقدیر پر دین کے معاملہ مین اون کا کوئی قول وفعل قابل قبول ولائق اعتبار نہین ہوسکتا اور اگر دیندار تھے تو دینداری کی صفات کا اون کی ذات مین متحقق ہونا چاہئے حالانکہ اصول مذہب شیعہ کی بنا پر صفات دینداری کا تحقق اون حضرات کی ذات عالی درجات مین ہرگز نہین بن پڑتا بلکہ اس کے برعکس اون کی ذات جامع الصفات مین اصول قرار داد فرقہ شیعہ کی بنا پر معاذ اللہ اعلیٰ درجہ کی بیدینی کے اوصاف ثابت ہوتے ہین چنانچہ ان کی معتبر کتابون کلینی واستبصار وغیرہ سے جن پر ان کا مذہب موقوف ہے صاف و صریح طور پر پایا جاتا ہے کہ تمام امام حتیٰ کہ وہ بھی جن پر تقیہ شریفہ حرام تھا دین کے متعلق حق باتون کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تھے اگر متعدد آدمی اون سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے تھے تو ہر شخص کو اوس کے منشاء کی مطابق جواب دیتے تھے جسکا منشاء اوس کے خوف یا اوس کی رعایت ومروت کے سوا اور کچھ نہین ہوسکتا یہان تک کہ تمام امامون کے سردار ومورث اعلیٰ حضرت علی مرتضیٰ جنکو شیر خدا کہتے ہین

وہ بھی اِن کے گمان مین اپنی تمام مدت العمر حتیٰ کہ اپنے خاص زمانۂ حکومت مین بھی ہمیشہ
تقیہ ہی کی آڑ مین بسر کیا کرتے تھے دین کے جملہ مسائل مخالفین کے منشاء کی مطابق اون
کے خوف کے سبب سے بیان کیا کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ نماز بھی معاذ اللہ کفار و
منافقین و دشمنان دین ہی کے پیچھے تقیہ کو کام فرماکر بہ مجبوری پڑھا کرتے تھے قرآن
شریف بھی اون ہی کا بگاڑا ہوا تلاوت فرمایا کرتے تھے اور رات دن خلافت
و باغ فدک ہی کے فضول جھگڑے قصون مین پڑے ہوئے اپنے مخالفین پر لعنت
و ملامت کی بوچھار اور اون کی غیبت مین اون کی عیبت اور برائیان کیا کرتے
تھے اب ہر اہل عقل و انصاف اِس قسم کے امور پر نظر غور کرکے صاف سمجھ سکتا ہے
کہ یہ تمام دینداری کے اوصاف ہین یا بیدینی کی صفات اور اِس صورت نازیبا
مین دیندار و دنیادار مین کیا فرق ہو سکتا ہے البتہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک
اِن تمام حضرات اکابر دین مین جملہ اوصاف دینداری کے بدرجۂ کمال پائے جاتے
ہین کیونکہ اِس مذہب حق مین اِن تمام پیشوایان دین متین محبوب رب العالمین کے
اوصاف دینداری کے سوا کوئی وصف بیدینی کا کہین مذکور نہین ہوا اِس مذہب
پاک کی کسی معتبر کتاب سے اِس قسم کا ناپاک مضمون ثابت نہین ہوتا کہ اِن جملہ حضرات
عالی درجات مین سے کسی ایک نے بھی اپنی تمام مدت العمر مین کسی کے خوف یا کسی کی رعایت
و مروت کے سبب سے کبھی حق الامر کو چھپایا او باطل کو ظاہر کیا ہو بلکہ تمام صحابۂ کرام
خصوصًا خلفاء عظام سید الانام کے قدم بقدم ہر دم دل و جان سے ترقی دین اسلام کے
کامون اور اوس کی اشاعت ظاہری و باطنی مین کوشش کرتے رہتے تھے جسکا واقعی
و بہتر نتیجہ موافقین و مخالفین پر ظاہر ہے غرضکہ جس طرح پر خدا کی خدائی اور جملہ رسولون
خصوصًا تمام کے سردار کی رسالت مذہب حق اہل سنت ہی کی موافق ثابت ہوتی ہے
اِس ہی طرح پر امامون کی امامت بھی خاص اِس ہی مذہب پاک کی مطابق ثابت

ہوسکتی ہے مذہب شیعہ کی بناپر ہرگز انہین سے ایک امر ہی ثابت نہین ہوسکتا بارہوین
دلیل جو ان تمام گیارہ دلیلون کی خاتم ہے یہ ہے کہ کل مذہبون کی فقط دو قسمین ہوسکتی
ہین ایک نقلی دوسری عقلی مذہب نقلی تو اوس مذہب سے عبارت ہے جس کی انتہا
کتاب آسمانی کی طرف ہوجائے جسکو کتاب منزل من اللہ کہتے ہین اور عقلی اوس مذہب
کو کہہ سکتے ہین جو ایسے امور تک منتہی ہوجائے جو تمام عقلاء انام کے نزدیک ضروری
التسلیم ہون جیسے کہ امور بدیہیہ جن کا کوئی اہل عقل اعلی سے لیکر ادنے تک کبھی منکر
نہین ہوسکتا مثلاً اجتماع النقیضین کے محال ہونے پر تمام عقلاء روزگار کا اتفاق
ہے اگرچہ کوئی شخص اس کے معنی سے واقف ہو لیکن اس مین شک نہین کہ جسوقت
اوس کے سامنے اس کی حقیقت بیان کی جائے کہ اجتماع نقیضین کے محال ہونے
سے یہ مراد ہے کہ ایک جگہ پر ایک وقت مین ایک ہی اعتبار سے مختلف قسم کی چیزین
جمع نہین ہوسکتین مثلاً یہ نہین ہوسکتا کہ زید ایک ہی وقت مین موجود بھی ہو اور
معدوم بھی ہو یا ایک شئے کا وہ عالم اور بعینہ اوسی شے کا جاہل بھی ہو بس اس
مضمون کو سنکر ہر شخص عاقل کو اجتماع نقیضین کے محال وغیر ممکن ہونے مین کسی قسم
کا شک وشبہہ نہوگا۔ جبکہ نقلی وعقلی دونون قسم کے مذہبون کی حقیقت اصلی معلوم
ہوچکی تو اب اس امر حق کو بغور وانصاف سمجھنا چاہئے کہ مذہب شیعہ ان دونون
قسمون مین سے کسی ایک قسم مین بھی ہرگز داخل نہین ہوسکتا بلکہ یقیناً دونون سے
خارج ہے نقلی نہونا تو ظاہر ہی ہے کہ ان کے مذہب مین بردے کتب معتبرہ مثل
کافی کلینی وغیرہ کلام اللہ بجنسہ اوس وقت تک کسی کے پاس موجود نہین اور نہ آجتک
اوس عنقا صفت کو کسی نے دیکھا ان حضرات شیعان مدعیان ایمان کی زبان قلم و
قلم زبان سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ فقط اماموں کے پاس تھا جسکو بارہوین امام حضرت
امام مہدی صاحب الزمان اپنے ہمراہ لیکر غار سرمن رای مین دشمنون کے خوف سے

جا چھپے اور اس وقت تک جو کچھہ کہ قرآن کے نام سے سلمانون حتی کہ شیعون کے بہی پاس موجود ہے وہ یقیناً صحابۂ رسول مقبول کا اپنے منشاء کے موافق تبدل وتغیر کیا ہوا ہے جس مین سے قریب دو ثلث کے گہٹا یا گیا اور جو کچھہ قریب ثلث کے باقی رہ گیا اوسمین بہی تصرف کرکے تبدیل وتغیر کردی گئی اس صورت نامعقول مین ظاہر ہے کہ وہ دین کے معاملہ مین کسی اہل عقل کے نزدیک قابل اعتماد ولائق اعتبار نہین ہوسکتا پہر اس حالت مین اس قول غیر مقبول کے قائلین اور اس عقیدہ مخالف دین کے معتقدین کو گویم مشکل نگویم مشکل کا سامنا یہ ہے کہ کسی وقت مین یہ مجبوری ضروری اوس کے بجنسہ موجود ہونے کا اقرار کر بہی نہین سکتے کیونکہ اس اقرار مین اوس کے جامعین صحابۂ کاملین خصوصاً خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مومن ہونے کا اقرار لازم آتا ہے ورنہ معاذ اللہ اون کے کفر ونفاق وبیدینی کی حالت نامعقول مین وہ کسی اہل عقل ودین کے نزدیک قابل قبول نہین ہوسکتا یہ بہی نہین بن پڑتا کہ جناب امیر کو اس قرآن موجود کا جامع قرار دین اسلئے کہ اول تو ان کی معتبر کتابون سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیر کا جمع کیا ہوا کلام اللہ اون کے زمانہ سے لیکر امام مہدی صاحب الزمان کے زمانہ تک کسی وقت مین رواج نہ پا سکا۔ بلکہ تمام اہل اسلام حتی کہ ائمہ عالی مقام بہی وہی قدیمی کلام الٰہی جو صحابۂ رسالت پناہی کا جمع کیا ہوا تھا تلاوت کیا کرتے اور اوس ہی کو نماز مین پڑھا کرتے تہے اور اگر امام اتفاقیہ کسی شخص کو اوس قرآن مخفی کی خفیہ طور پر کبہی زیارت بہی کرا دیا کرتے تہے تو اوسکے ساتھہ ہی اوسکو یہ ہدایت بہی فرما دیا کرتے تہے کہ خبردار اس کو پڑھنا مت بلکہ کہولنا بہی مت وہی قرآن پڑھتے رہو جسکو پہلے سے پڑھتے آئے ہو دوسرے یہ ہے کہ یہ غیر معتبر بات بہی ان کی معتبر کتابون کلینی وغیرہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ جناب امیر خلفاء ثلثہ کے خلاف منشا کوئی مسئلہ اون کے حین حیات

بلکہ اون کی وفات کے بعد ہی یہان تک کہ اپنے عہد خلافت مین بہی ہرگز بیان
نہین کرسکے جب اونے ادنےٰ مسئلہ مین یہ کیفیت ہی تو قرآن شریف جو تمام مسائل ضروریہ کا
مجموعہ بلکہ تمام دین کا ماخذ ہے اون کے خلاف منشاد کس طرح پر ظاہر کرسکتے تہے غرضکہ
کوئی شق اختیار کیجیے اور کسی پہلو پر نظر کیجیے مگر کلام اللہ کا بجنسہ و قابل اعتبار اور
دین کے معاملہ مین لائق استشہاد ہونا مذہب شیعہ کے اصول دین کی بناد خاص
پر ہرگز صحیح نہین ہوسکتا جس صورت مین کہ مذہب شیعہ مین کتاب آسمانی ہی کا وجود
متحقق نہین ہوسکتا جس پر دین کی تمام کتابون کا سلسلہ ختم ہوتا ہے تو اس مذہب
کو نقلی کسی طرح پر قرار نہین دے سکتے باقی رہا اس مذہب خاص کا خاص عقلی ہونا
اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اکثر مسائل خصوصاً تمام اصول عقائد مین الٰہیات سے ؛ لیکر
امامت تک اجتماع نقیضین لازم آتا ہے جو تمام عقلا روزگار کے نزدیک قطعاً باطل
ہے جس مضمون کا کہ ان کے مذہب مین بڑے شد و مد کے ساتھ اقرار کیا جاتا ہے بعینہٖ
اوس ہی مضمون کا بڑے زور شور سے انکار کیا جاتا ہے چنانچہ اسکا بالاجمال حال یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ہی مانتے ہین اور پھر امامون کو اوس کی صفات
خاصہ مین اوسکا شریک ہی جانتے ہین جیسا کہ کلینی مین صاف موجود ہے کہ امامون کو
ازل سے ابد تک جملہ اشیاد کا علم تھا اور موت اور زیست بہی اون کے اختیار مین تہی
اور اون کا یہ بہی منصب تھا کہ جس شے کو چاہین حلال کرین اور جس کو چاہین حرام
بنا دین ہر اہل عقل و دین پر ظاہر ہے کہ علم غیب اور مخلوق کی موت و زیست کا اختیار
اور کسی شے کا حلال وحرام قرار دینا خاص اوس خالق کائنات وحدہ لاشریک ہی کا
خاصہ ہے جس مین امام تو کیا کوئی نبی و رسول بہی اوسکا شریک نہین ہوسکتا اللہ تعالیٰ
کو عالم الغیب و صادق القول بہی تسلیم کرتے ہین پہر باوجود اس کے جن خاص بندون
کی اوس نے اپنے کلام پاک مین تعریف بیان فرمائی اور اون کے ساتھ اپنی

خوشنودی ظاہر کرکے اون کو قطعاً جنتی فرمایا یہ معاذ اللہ اون کو کافر ومنافق اور قطعاً ناری قرار دیتے ہین جس سے دو امرون مین سے ایک امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو معاذ اللہ وہ عالم الغیب نہین اور یا وہ نعوذ باللہ صادق القول نہین اوس ذات بے نیاز کے حق مین عدل ولطف واجب ہی جانتے ہین پھر باوجود اس امر کے یہ بھی کہتے ہین کہ صحابہؓ نے پیغمبرؐ صاحب کے بعد اون کو آپ کا خلیفہ ہونے دیا بلکہ خلافت کو غصب کرکے خود بہ جبر اوس پر قبضہ کر لیا بس اس امر سے تین امرون مین سے ایک امر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو اللہ جل شانہ پر عدل ولطف واجب نہین یا جناب امیر کا خلیفہ بلافصل ہونا عدل مین داخل نہ تھا جس سبب سے وہ وقوع مین نہ آیا بلکہ آپ کا خلیفہ ہونا اور بقول شیعہ آپ کی خلافت غصب کرکے آپ کی جگہ دوسرون کا خلیفہ بن جانا ہی عدل ولطف باری تعالیٰ مین داخل تھا اور یا یون کہا جائے کہ پیغمبر صاحب کے بعد خلیفہ بلافصل جناب امیر ہی تھے جو خلاف واقع ہونے کی وجہ سے اولاً تو بداہتہً بالکل باطل محض ہے دوسرے اس صورت مین شیعونکو خلفاء ثلثہ کا برا کہنا ہرگز نہین پہنچسکتا اس حالت مین خیر سے اِن کے مذہب کی بنیاد اصلی ہی سرے سے اوکھڑ جائے گی لیکن بڑی دقت تو یہ ہے کہ ان تینون امرون مین سے نہ کسی امر کا اقرار ہی بن پڑتا ہے نہ انکار ہی حقیقت مین یہ تینون پیچ بھی ایسے سخت ہین کہ جن کی کڑی پکڑ سے شیعان زم دل کا چھوٹنا سخت دشوار بلکہ محال ہے ایسے ہی پیغمبر صاحب کو خدا کا رسول برحق بھی قرار دیتے ہین اور خدا کی طرف سے وحی کے ذریعہ سے حضرت جبرئیل امین کی معرفت ضروریات دین پر وقتاً فوقتاً آپ کے مطلع ہونے کو بھی تسلیم کرتے ہین اور پھر باوجود اس کے آپ کے صحابہؓ اخیار کو معاذ اللہ کافر ومنافق ہی جانتے ہین جنسے آپ آخر دم تک نہایت راضی رہے اور ہمیشہ اون کے ساتھ اتحاد واخلاص کا برتاؤ کرتے رہے جو یقیناً اون کے مومن کامل

ہونے کی صریح دلیل ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ اون کے کفر و نفاق کی حالت مفروضہ
ہونا معقول میں رسول مقبول کا اون کے ساتھ دوستی و اخلاص کا برتاؤ رکھنے اور کفار و
منافقین کا سا اون کے حق مین معاملہ نہ کرنے سے آپ کا نبی و رسول برحق ہونا ہرگز
برقرار نہین رہ سکتا اس لئے کہ اس صورت نازیبا مین دو امرون مین سے ایک امر
ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یا تو استغفر اللہ آپ پر وحی نہین نازل ہوتی تھی جس کے ذریعہ
سے آپ کو اون کے احوال باطنی کی پورے طور پر اطلاع ہوتی اور یا آپ معاذ اللہ
حکم الٰہی کے پابند نہ تھے اور اسمین شک نہین کہ ان دونون باطل صور تو مین
آپ کا پیغمبر برحق ہونا ہرگز قایم نہین رہ سکتا اسی طرح پر پیغمبر صاحب کے تمام عالم
سے افضل ہونے کا بھی بظاہر اقرار کرتے ہین اور پھر باوجود اس کے تمام امامون خصوصاً
جناب امیر مین اس قسم کے کمالات بھی ثابت کرتے ہین جو سرور انبیا کی ذات جامع کمالات
و فخر موجودات مین بھی متحقق نہ تھے جیسا کہ امامون کا عالم الغیب اور موت اور زیست
کا اون کے اختیار مین ہونا اور اشیا کو حلال و حرام بنانا کہ یہ جملہ اوصاف انبیاء کرام
علیہم الصلواۃ و السلام مین بھی تمام اہل اسلام کے عقیدہ حق مین ثابت نہین علی
ہذا القیاس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بظاہر خاتم النبیین بھی تسلیم کرتے ہین
جس سے اس امر کا تسلیم کرنا بھی ضرور لازم آتا ہے کہ سلسلۂ وحی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
کا اس عالم دنیا مین آکر کسی سے ہمکلام ہونا صرف آپ کی ذات بابرکات رحمۃ للعالمین
پر قطعاً منقطع ہو چکا پھر اس کے ساتھ یہ خلاف بات بھی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلعم
کی وفات کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت
حاضر ہو کر آپ سے ہمکلام ہوتے تھے چنانچہ آپ نے اوس کلام کو جمع کر لیا تھا
جسکا مجموعہ اس قرآن شریف سے تگنا اور اوس مین اس قرآن موجود کا ایک حرف
بھی نہ تھا یہ تو الوہیت و رسالت کے متعلق ان کے عقائد کے باہم متخالف ہونے کا

بیان تھا جسکو ہم نے بطور مشتے نمونہ ٔ خروارے ناظرین کے سامنے پیش کر دیا اب خاص
امامت کے متعلق اِن کے اعتقاد مین تخالف و تضاد کا حال بالاجمال بیان کرتا ہون
وہ یہ ہے کہ بارہ امامون کی نسبت یہ اعتقاد بہی رکہتے ہین کہ اون کو معجزات عطا کئے
گئے تھے اور موت و زیست بہی اون کے اختیار مین ہتی اور اونکو علم غیب بہی تھا پہر
باوجود اِن تمام امور کے یہ بہی کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ دشمنون کے خوف سے تقیہ کرتے
رہتے تہے اون کو دیندار اور دین کا پیشوا بہی جانتے ہین اور پہر اون مین بے دینی
کے اوصاف بہی ثابت کرتے ہین کہ وہ لوگون کے خوف اور اون کی رعایت و مروت کے
سبب سے دین کے متعلق حق بات کو چھپایا اور باطل کو ظاہر کیا کرتے تہے اون کو دنیا
و مافیہا سے آزاد بہی خیال کرتے ہین اور پہر اپنے خیال مین اون کو دن رات خلافت
و باغ فدک کے فضول جہگڑے قضیوں مین مبتلا ٹہراتے ہین جن امامون پر تقیہ کو حرام قرار
دیتے ہین خاص اون ہی کی نسبت بڑے شد و مد کے ساتھ اوسکو ثابت بہی کرتے ہین
تمام امامون کے جد امجد و مورث اعلیٰ حضرت علی مرتضیٰ جنکو شیر خدا و غالب علیٰ کل غالب
کہتے ہین اون کو قوی و بہادر بہی اِس درجہ کا جانتے ہین کہ درِ خیبر کو ایک چشم زدن
مین اوکھاڑ کر پھینکدیا اور بشمار خبات اشرار کے سر اپنی ذوالفقار آبدار سے ایک
آن کی آن مین آپ نے قلم کرڈالے اور پہر باوجود اس کے یہ بہی کہتے ہین کہ مخالفین
سرکش آپ کی گردن مین رسی باندھ کر آپ کو خلیفہ وقت کے پاس جبراً و قہراً پکڑ لائے اور
آپ کے گہر کو انھون نے آگ لگا دی پہر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ باوجود اس امر کے
یہ عجیب و غریب بات بہی بیان کرتے ہین کہ رسی باندہنے والون اور آگ لگانیوالون
مین سے ایک کے مقابلہ مین جس نے آپ کے شیعون کو کچھ بُرا کہا تھا آپ نے اپنی کمان ڈالدی
وہ اژدہا بنکر اپنا موتھ پہیلا کر اوس شخص کے نگلنے کو دوڑی جب اوس نے آپ کے سامنے
توبہ تلّا کی اور اسبات کی قسم کہائی کہ مین پہر کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا تب آپنے وہ

ان اژدھا وہان اپنے کرامت فشان ہاتھ مین پکڑ لی وہ جیسی تہی پہر بدستور ویسی
ہی ہنگئی اور دوسرے شخص کے عمود آہنی کو اوس سے چہینکر اوسکا حلقہ بنا کر اس شخص کے گلے
مین ڈالدیا ہرچند کہ اوسکے بڑے بڑے درجہ والے حمایتیون نے اوس کی گردن مین سے
اوس حلقہ کا نکالنا چاہا مگر وہ نہ نکلا پر نہ نکلا آخر کار جناب حیدر کرار ہی نے اوس کی حالت
زار پر رحم کہا کر اور اوس کے حمایتون کے بیحد اصرار پر توجہ فرما کر اوسکو نکالا تب اس
کشمکش سے اوس غریب کی جان بچی حاصل کلام یہ ہے کہ الٰہیات و رسالت و امامت کی متعلق
جو اصول دین مین داخل ہین انکی جسقدر بہی اعتقاد ہین جن مین سے چند عقیدے بطور نمونہ
اس مقام مین بیان کیے گئے اون مین باہم اسقدر تخالف و تضاد واقع ہے کہ جنکا آپس
مین مجتمع ہونا بعینہ اجتماع النقیضین ہے جس کے محال ہونے پر تمام عقلاء انام کا اتفاق ہے ظاہر ہے
کہ جس مذہب کے اصول مین اسدرجہ کا تخالف ہو کہ ایک امر کا دوسرے امر کے ساتھ جمع ہونا
کسی صورت سے ممکن ہی نہو تو وہ مذہب کسی طرح پر ہرگز عقلی نہین ہوسکتا اور جب اس
مذہب کا عقلی و نقلی دونون قسم نہونا یقینی طور پر ثابت ہوچکا تو اس صورت مین ہر اہل
عقل کو اس امر یقینی کا یقین کامل ہوگیا کہ یہ مذہب درحقیقت کوئی مذہب ہی نہین بلکہ
محض فرضی و خیالی شئے ہے جسکا تحقق خیال کے سوا خارج مین قطعاً ہرگز متحقق نہین ہوسکتا
پیچ یہ ہے اس کتاب کا خاتمہ جو فی الواقع مذہب شیعہ ہی کا خاتمہ ہے اہل سنت و جماعت
کو چاہئے کہ اونمین سے جس کسی کو اس رسالہ نافعہ کے پورا دیکھنے کی مہلت میسر نہ آئے
یا اسکے جملہ مضامین مندرجہ تمام و کمال یاد نہ رہ سکین تو وہ صرف اس خاتمہ ہی کو اچھی
طرح سمجھکر خوب یاد کرلے اور پہر مخالف مذہب کے جس عالم سے ہی چاہے بے خوف وخطر
گفتگو کردیکھے وہ انشاء اللہ تعالی اصحابہ اخیار و اہل بیت اطہار کی برکت سے یقیناً اوسپر
غالب آئیگا اور اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے اوسکا خاتمہ بخیر ہوگا اب اس تمام
کتاب کے آخر مین علماء شیعہ کی خدمت مین ہمارا یہ التماس ہے کہ اس کتاب مین

مذہب شیعہ کے متعلق دوقسم کے مضامین کی تردید کی گئی ہے ایک تو وہ جو اس مذہب کی معتبر کتابوںمین موجود ہین دوسرے وہ جن پر فرقہ شیعہ کا عموماً عملدرآمد ہے بس اسکو اول سے آخرتک بغور و انصاف ملاحظہ فرمادین کہ جو کچھہ اسمین لکھا گیا ہے وہ ان کی معتبر کتابون سے ثابت یا اوسپر اس فرقہ کا عملدرآمد ہے یا نہین علی ہذا القیاس جوادس کی تردید کی گئی ہے وہ عقلاً و نقلاً واقعی تردید ہے یا نہین اگر یہ مضامین اون کی معتبر کتابون مین موجود نہون اور فرقہ شیعہ کا اون پر عملدرآمد بہی نہو اور جو ہم نے اون کی تردید کی ہے وہ عقل و نقل کے اعتبار سے اون کی فی الواقع تردید نہو سکتی ہو توجسقدر بہی چاہین ہمکو براکہین طوعاً وکرہاً ہم اوسکو سنین گے اور اگر یہ مضامین ان کی معتبر کتابون مین مذکور ہون یا ان کے فرقہ کا عموماً اون پر عملدرآمد ہو اور اون کی تردید بہی بروے عقل و نقل یہ ہی ہو جو ہم نے بیان کی ہے تو پہر اس صورت مین عقل و دین کا تقاضا یہ ہی ہے کہ بروے انصاف حق الامر کے تسلیم کرنے مین کسی قسم کا عذر و حیلہ درمیان مین نہ لائین اور اس امر کا اپنے دلمین خیال نہ فرمائین کہ ہم اپنے باپ دادا کے دین ومذہب کو کس طرح پر چہوڑدین اللہ تعالے نے انسان کو عقل خاص حق و باطل و نفع و ضرر مین تمیز کرنے ہی کے لئے عطا فرمائی ہے دنیا فانی و چند روزہ ہے آخر مین اوس احکم الحاکمین سے ضرور واسطہ پڑنے والا ہے جو عقائد و اعمال عباد پر مواخذہ کر کے حق و باطل و خیر و شر کی جزا و سزا دے گا ہر چند کہ حضرات عالی درجات علماء فرقہ شیعہ کے انصاف طبیعت پر نظر کر کے ہمکو اپنے اس التماس خاص کے قبول ہونے کی امید بہت ہی کم ہے لیکن اول تو اس خیال سے کہ دنیا بہ امید قایم دوسرے صرف اتمام حجت کی غرض خاص سے محض خالصاً لوجہ اللہ اون کی خدمت عالی مین یہ التماس کیا گیا ہے اب آگے اسکا ماننا یا نہ ماننا ان کے اختیار مین ہے ہم اللہ کے واسطے اپنا کار منصبی انجام دیچکے و ما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی آلہ

واصحابه وازواجه اجمعین واتباعه الیٰ یوم الدین آمین یارب العالمین فقط فقط

تقریظ دلپذیر از فکر مولوی احمد حسن صاحب سواجنوری ثم انبالوی

جنون محمل بصحرائے تحیر راندہ ست امشب
نگہ درچشم وآہم در جگر واماندہ ست امشب

کتاب لاجواب ابطال اصول الشیعہ بالدلائل العقلیہ والنقلیہ مصنفہ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ ماہر کمالات ظاہریہ وباطنیہ فاضل اکمل وسرخیل اذکیا زبدۃ المتکلمین قدوۃ الفضلاء علامہ فضائل پناہ حاجی حرمین شریفین مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب فاروقی البجنوری خلف الرشید السعید الحمید علامۃ الوریٰ عالم باعمل فاضل افضل واکمل الشہیر فی الآفاق شمس المشارق معارف پناہ مولانا ومولی العالم مولوی محمد علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ المطہر دامت حسناتہم کی تقریظ نویسی کا ارادہ کرنا تو اک خیال محال اور دعوی لایعنی کی مثال ہے خصوصاً میرے جیسے قلیل الاستطاعت قصیر الباع شخص کے لئے تو کسی طرح شایان نہیں ہے کیونکہ پایہ شناسی حسن کلام مصنف علام کوئی سہل امر نہیں بلکہ ماہرین فن واقف ہیں کہ یہ مرحلہ نہایت دشوار گذار ہے مداح اور ممدوح دونوں کے لئے خوفناک ہے۔ مداح کم علم کے لئے اس لئے کہ گویا وہ دستاویز جہل ونادانی بدست اعالی وادانی دیتا ہے اور ممدوح مسلم ومقبول الانام ستودہ علماء کرام کے واسطے وہی صائب کا قول مشہور ہے تحسین ناشناس وسکوت سخن شناس۔

محل اندیشہ ہے لیکن راقم اذل الخلیقہ صرف اپنے اظہار حسن عقیدت کو ذریعۂ فخر تصور کر کے چند سطور کے لکھنے پر جرأت کرتا ہے۔ اگرچہ قلیل الاستعدادی وقصور باع بدستور

سدراہ ہے عین الثریٰ من الثریٰ یا بے شک ایسے فاضل فہامتہ الدوران علامتہ الزمان رفیع المنزلت جامع علوم شریعت وطریقت کی کتاب لاجواب بلند پایہ کی تقریظ نویسی کوئی سہل امر نہین بلکہ دشوار ترین امور ہے اس مین شک نہین کہ یہ کتاب جسکا نام نامی ہم اوپر لکھہ آئے ہین عربی مین نہین فارسی مین نہین صرف اردو زبان مین ہے بقول غالب

نہ در لہجہ فارسی و دری ہمین ہندی سادہ و سرسری

لیکن علماے اولوالابصار اوس کے مضامین عالیہ کی داد دینے کے لئے مجبور ہین تمام فقرات بلاغت آیات وجمل معجزسمات کتاب مذکور کے مطالب اسمانی قرآنی ومقاصد روحانی فرقانی وخلاصہ احادیث رسول ربانی سے لبریز ومعمور ہین۔ مضامین عالیہ فلک رس کو صرف بپاس خاطر عوام اہل اسلام وہدایت شیعان امام عالی مقام کے مصنف ذی الاکرام نے بفحواے کلموا الناس علی قدر عقولھم اوج رفعت سے حضیض تنزل مین عمداً و ارادتاً گرادیا ہے ورنہ امثال ما مردم کم سرمایہ کس طرح فیض یاب اور مستفید ہوسکتے تھے (یہ مضمون بطور دفع دخل بعض صاحبان دشوار پسند نکتہ چین کے لکھا گیا ہے ورنہ

کہان ہم اور کہان وہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی

یہ فیاضی حضرت مولانا صاحب سلمہ اللہ کی ہے کہ آج عموماً خاص وعام اس کتاب فیض نصاب سے مستفیض ہوتے ہین۔ واضح رہے کہ یہ کتاب فن مناظرہ وکلام مین نادر کتاب ہے جسکی قدر متکلمین اہل حق کرتے ہین بلکہ علماء اہل خلاف بھی بشرط انصاف اس کی ندرت وعمدگی کا انکار نہین کرسکتے۔ آرے الفضل ما شھدت بہ الاعداء اس کی تہذیب بھی بمنطوق واجب الوثوق جادلھم باللتی ھے احسن اعلی سے اعلیٰ درجہ کی ہے آداب مناظرہ سے حضرت مصنف نے سرمو عدول وتجاوز نہین فرمایا گویا رسالہ شریفیہ ورشیدیہ کی شرح مبسوطہ یہی کتاب ابطال التشیعہ ہے اگرچہ علماء اہل سنت اکثر علم تہذیب کے خوگر جبلتاً ہوتے ہین مگر علماء متاخرین مین خاتم المتکلمین مولانا رشید احمد صاحب انبیٹھوی دامت برکاتہم نے

کتاب ہدایات الرشید مین تہذیب کلام کا خاتمہ فرما دیا ہے اور کتاب نو تصنیف القیامہ علی اھل الامامہ مین تو قیامت کا تماشا ہی دکہایا ہے گویا ناظورۂ جلال کو ملبوسات فاخرہ جمال سے ملبوس فرمایا ہے مگر مولانا صاحب مصنف کتاب ہذا نے بہی جس کی نسبت یہ ریویو لکہہ رہا ہون کمال لازوال کا نمونہ دکہایا اور شان فاروقیت کا ایسا ضبط کیا ہے کہ وہ مبدل بہ علم و وقار صدیقیت ہو گئی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء مین نے کلام پاک یعنی قرآن مقدس سے استخارہ کیا کہ مین اس جلیل الشان تصنیف کی کیا تقریظ لکہون ارشاد ہوا قل فللہ الحجۃ البالغہ فلو شاء لھدٰکم اجمعین پس اس استخارہ کی تاویل سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب فی الواقع حجت البالغہ ہے اگر اہل خلاف کے نصیب مین ہدایت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اکثر خوش نصیب شیعہ مثل جناب سید منظور حسین صاحب رئیس زادہ رائے پور ضلع بجنور راہ راست و صراط مستقیم پر آجائین گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ازان بعد ہم نے بمقتضائے صوفی مشربی دیوان خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ سے تبرکاً فال لی اس مضمون پر کہ مولانا صاحب نے کتاب اثبات القدرۃ الالٰہیہ کے علاوہ جو دوسری کتاب رد شیعہ مین لکہی ہے اس کے حسن قبول کی بابت کیا اشارہ ہے اگرچہ یہ استخارہ کوئی مسنون طریقہ سے نہین ہے مگر چونکہ حافظ کو لسان الغیب اور فی البدیہہ جواب شافی دینے والا صوفی مزاجون نے مان لیا ہے اس لئے بعد بلاغ فاتحہ و درود خوانی وغیرہ دیوان خواجہ حافظ کو کہولا تو یہ شعر نکلا۔

از غالیہ برہم زدۂ خوش شکر و قند　　امروز ہمہ برگل و شکر زدۂ باز

اس استخارہ کی تاویل ہمنے یہ ہی کی ہے کہ پہلی اور دوسری کتاب بہی مولانا صاحب کی حلاوت ایمانی سے بہری ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آثار قبول آشکار ہین۔ ظاہر مین حضرات جنہون نے صحاح شیعہ و علل الشرائع و کلینی وغیرہ و دیگر کتب مناظرہ حضرات مجتہدین لکھنوی و کشمیری و جالیسی وغیرہ کا ملاحظہ فرمایا ہو گا وہ قوت حافظہ مولانا

مصنف کتاب ہذا کی داد دین گے اللہ اکبر کیا حافظہ خداداد ہے کہ اکثر احادیث شیعہ نوک زبان ہین ہم چاہتے ہین کہ اس تصنیف و تالیف کی مدحیت مین ایک طومار لکھہ ڈالین مگر عذر کوتہ قلمی پہلے عرض کیا گیا ہے امید کہ حضرات ناظرین اہل یقین مجھکو معاف رکہین گے

قطعہ

جزاک اللہ حامی اللہ مولانا کہ لکھی ہے ۔ کتاب لاجواب اللہ اکبر کیا باآسانی
فضیلت کے یہ معنی اور تبحر اسکو کہتے ہین ۔ لکھے اوراق چند اور ہوگئی ظاہر ہمہ دانی
اسی کو علم وہبی کہتے ہین اہل حقیقت خود ۔ ہنین کچھہ اسمین شک واللہ ہے یہ فضل ربانی
جو دیکھے یہ کرامت آپکی اور پھر نہو قائل ۔ ہو سنی یا ہو شیعی ہے سراسر اوسکی نادانی
سن تصنیف جب ڈھونڈا تو ملہم نے کہا فوراً
ہے رد غالیان اندرے حق لکھدے باآسانی
سنہ ۱۳۱۹ھ

تقریظ کتاب ابطال اصول الشیعہ من تصنیف عالم عدیم المثال فاضل مستند مولانا مولوی انوار الحق صاحب گنگوہی ثم الدہلوی فاضل جلیل سندیافتہ بنگال یونیورسٹی لازالت فیوضہم جاریہ

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

اگرچہ مین کتاب مستطاب اثبات القدرۃ تصنیف شریف تالیف لطیف فاضل المعی وعالم لوذعی جامع معقول ومنقول ماہر کامل فروع واصول مولانا وبالفضل اولانا مولانا حکیم محمد رحیم اللہ صاحب فاضل بجنوری صانہا من الجور بعد الکور پر اپنی رائے دے چکا ہون اور وہ رائے بنام نہاد وتقریظ یا ریویو کے درج اخبار صحیفہ ہوکر شائع خاص وعام ہوچکی ہے لاریب کتاب موصوف حضرت مولانا کی جامعیت وافضلیت وکمالات خداداد کی ایک دستاویز